عمران سیریز
پلاٹینیم جوبلی نمبر
کاروانِ دہشت
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

پلاٹینیم جوبلی نمبر

کاروانِ دہشت

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات
اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی
جزوی یا کُلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے
پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ------- اشرف قریشی
------------ یوسف قریشی
پرنٹر --------- محمد یونس
طابع --------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت -------- -/50 روپے

چند باتیں

محترم قارئین!

پلاٹینم جوبلی نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کاروانِ دہشت کا نام ہی اس کہانی کی زبردست امتحان۔ خوفناک اعصابی کش مکش۔ جان لیوا سسپنس اور خطرناک ایکشن کو ظاہر کرتا ہے۔ دنیا کی دو بڑی طاقتیں ___ روسیاہ اور کافرستان۔ اس بار پاکیشیا کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے لئے اپنے اپنے منصوبے لیکر ایک جگہ اکٹھی ہوتی ہیں ___ دونوں ملکوں کے منصوبے اس قدر خوف ناک۔ دہشت انگیز اور مکمل طور پر تباہ کُن ہوتے ہیں کہ پاکیشیا کے ایک فرد کے لئے بھی اپنی جان سلامت لے جانا ناممکن نظر آتا ہے اور دونوں ملک اپنے اپنے طور پر ان منصوبوں پر عمل درآمد کا فیصلہ کر لیتے ہیں تاکہ اگر پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کو اس کا علم بھی ہو جائے۔ تب بھی وہ بیک وقت دونوں ملکوں کے خلاف کام کرنے کے قابل نہ رہے۔

مگر جب عمران کو ان خوفناک منصوبوں کا علم ہوتا ہے تو وہ اپنے ملک کو اس خوفناک دوطرفہ تباہی سے بچانے کے لئے دیوانہ وار میدان میں کود پڑتا ہے۔ سیکرٹ سروس کے ممبران بھی اپنی جان ہتھیلیوں پر لئے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور اس طرح یہ کارواں مکمل ہو جاتا ہے۔ کاروانِ دہشت۔ وہ مکمل دہشت کا روپ دھار لیتے ہیں اور بھوکے بھیڑیوں کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دونوں ملکوں کے خلاف جنگ لڑنی ہے۔ اس لئے ان کے جسموں میں خون کی بجائے پارہ

دوڑنے لگتا ہے اور وہ اس قدر تیز رفتاری سے دشمن پر جھپٹتے ہیں کہ بجلی بھی اپنی رفتار پر شرمندہ ہو جاتی ہے۔ اس طرح ایک خوفناک ترین اور جان لیوا جنگ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ جس کا ہر لمحہ موت کے روپ میں ڈھل جاتا ہے اور ہر طرف تباہی ہی تباہی پھیل جاتی ہے۔ دشمن کی طرف سے بھرپور مقابلہ ہوتا ہے ایسا مقابلہ کہ عمران اور اس کے ساتھی گولیوں کی بارش میں نہا جاتے ہیں۔ ہر سانس میں وہ مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ دہشت ناک جنگ مسلسل جاری رہتی ہے اور برستی گولیوں۔ بموں کے خوفناک دھماکوں اور فضا میں اڑتے ہوئے انسانی اعضاء اور فواروں کی طرح ابلتے ہوئے خون کی دھاروں میں کاروان دہشت آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پاکیشیا کے دس کروڑ بے گناہ اور معصوم شہریوں کے تحفظ کے لئے پاکیشیا کے دیوانے خون کے سمندر عبور کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے اپنے اعضاء ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے رہے وہ ٹنوں مٹی تلے دبتے رہے۔ پھٹتے ہوئے خوفناک بموں کے درمیان موت کا رقص کرتے رہے۔ لیکن کاروان دہشت آگے ہی آگے بڑھتا رہا۔ اس لئے کہ اس کارواں کا سالار عمران تھا اور اس کے ساتھی وہ لوگ تھے جو صرف جان لینا ہی نہیں بلکہ جان دینا بھی جانتے ہیں۔ جنہیں موت کو منہ چڑانا آتا ہے جن کے خون کا ہر قطرہ وطن کی سلامتی کے لئے آتش فشاں کا روپ دھار لیتا ہے

تو محترم قارئین! کاروان دہشت۔ جاسوسی ادب میں بالکل نئے انداز کی کہانی ہے۔ ایک ایسی کہانی جو شاید آئندہ صدیوں تک نہ لکھی جا سکے۔ ایک ایسی کہانی جس کا ہر صفحہ، ہر سطر، اور ہر حرف آپ سے بے پناہ داد حاصل کرے گا یہ ایک ایسی کہانی ہے جو حقیقت میں ناقابل فراموش ہے۔

والسلام - مظہر کلیم ایم۔ اے

عمران صوفے پر اکڑوں بیٹھا سامنے میز پر پھیلے ہوئے اخبار کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اس کے جسم پر نائٹ سوٹ تھا اور آنکھوں میں ابھی تک گہری نیند کے سائے موجود تھے۔ دائیں ہاتھ پر اس نے ایک بڑا سا رومال رکھا ہوا تھا۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ رومال اٹھا کر آنکھوں سے بہنے والے آنسو پونچھ لیتا اور ناک سے چند لمحے سوں سوں کی آوازیں نکال کر وہ دوبارہ اخبار پر جھک جاتا۔ چند لمحے اخبار پڑھتا اور پھر رومال اٹھا کر آنسو پونچھنے میں مصروف ہو جاتا۔ اور ایک بار پھر شوں شوں کا الارم شروع ہو جاتا۔

"کیا بات ہے صاحب! ـــــ یہ صبح صبح آپ نے کیا نحوست پھیلا رکھی ہے" ـــــ اچانک سلیمان کی تلخ آواز سنائی دی۔ وہ ناشتے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے میں ابھی ابھی داخل ہوا تھا۔

"نحوست یار ـــــ کاش تم کچھ پڑھ لکھ گئے ہوتے ـــــ یہ اخبار ہے نحوست نہیں" ـــــ عمران نے ایک ہاتھ سے رومال اٹھایا اور ساتھ ہی

سوں سوں کا الارم بجاتے ہوتے کہا۔

"یہ تو مجھے بھی پتہ ہے کہ یہ اخبار ہے ــــ میں آپ کے اس رونے د
کی نحوست کا ذکر کر رہا ہوں" ــــ سلیمان کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت
ہوگیا۔

"میں رو تھوڑی رہا ہوں ــــ صرف رونے کی پریکٹس کر رہا ہوں ــــ سنا
ہے کہ دنیا کا عظیم ادب رونے پیٹنے کو کہتے ہیں ــــ اور تم جانتے ہو کہ آجکل
اخبار میں خبریں کم ہوتی ہیں ــــ اور ادب نمایے ادبی زیادہ ہوتی ہے۔ اس
لئے جو اخبار پڑھتے ہوتے روئے نہیں ــــ اُسے بدذوق ــــ کور ذوق
بلکہ ذوق دہلوی کہتے ہیں" ــــ عمران نے سلیمان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ رہنے دیجئے اس ذوق موق کو ــــ صبح صبح رونا نحوست کی
نشانی ہے ــــ اور میں اپنے گھر میں نحوست کو برداشت نہیں کر سکتا"
سلیمان نے اُسے ڈانٹتے ہوتے کہا۔ اور آگے بڑھ کر اخبار جھپٹا اور اسے ایک
طرف پڑے ہوئے صوفے پر اچھال دیا۔

"اپنے گھر میں ــــ ارے خدا کا خوف کرو ــــ یہ گھر سوپر فیاض کا
ہے ــــ اگر اس نے سن لیا تو بغیر مقدمے کے خود ہی جوتے مار کر باہر نکال
دے گا" ــــ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ــــ جوتے مار کر باہر نکال دے گا ــــ اب وہ زمانے
گئے ــــ جب سوپر فیاض مجھ پر رعب ڈال لیتا تھا ــــ اب میں نے
باہر بورڈ لگا دیا ہے" ــــ سلیمان نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے
بڑے بے پرواہ سے لہجے میں کہا۔

"بورڈ لگا دیا ہے" ــــ ؟ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے

ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ بہت بڑا بورڈ ہے ــــ دُور سے صاف پڑھا جاتا ہے
سوپر فیاض جیسا جاہل بھی آسانی سے پڑھ سکتا ہے ــــ اور آپ بھی اگر کوشش
کریں تو پڑھ لیں گے" ــــ سلیمان نے ناشتے کا دوسرا سامان میز پر لگاتے
ہوتے کہا۔

"مگر بورڈ پر لکھا ہوا کیا ہے ــــ ؟ کیا کسی لپ اسٹک کا اشتہار لگوا
دیا ہے ــــ سچ بتاؤ کتنا کرایہ طے ہوا ہے" ــــ ؟ عمران نے بڑے
رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"لپ اسٹک کا اشتہار ــــ ہونہہ ــــ لپ اسٹک والے بھلا کیا
دیتے ہیں ــــ میں کوئی بھوکا ننگا ہوں کہ اپنے فلیٹ پر بورڈ لگوا کر کرایہ
لیتا پھروں ــــ میں تو خود اس بورڈ کا کارپوریشن کو پانچ سو روپے ماہانہ
بورڈ ٹیکس ادا کرتا ہوں" ــــ سلیمان نے فخر سے سینہ پھلاتے ہوئے
جواب دیا۔

"پانچ سو روپے ماہانہ بورڈ ٹیکس ادا کرتے ہو ــــ غضب خدا کا ــــ
میں تو سوپر فیاض سے فلیٹ مانگ کر گزارہ کر رہا ہوں ــــ مجھ میں پانچ سو
روپے ماہانہ فلیٹ کا کرایہ ادا کرنے کی سکت نہیں ــــ اور تم صرف بورڈ ٹیکس
پانچسو روپے بھر رہے ہو" ــــ عمران غصے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا
چہرہ غصے کی شدت سے بھڑکنے لگ گیا تھا۔

"بس بس آرام سے بیٹھئے ــــ میں نے آپ سے کبھی تنخواہ کا مطالبہ نہیں
کیا ــــ اس لئے آپ مجھے آنکھیں دکھا رہے ہیں ــــ میں کہتا ہوں
کہ چلو غریب آدمی ہیں ــــ بیچارے چھوٹی موٹی جاسوسی کر کے زندگی کی گاڑی گھسیٹے

رہتے ہیں ــــ اب کیا تنخواہ کا مطالبہ کروں ــــ اور آپ الٹا مجھ پر ہی اکڑ رہے ہیں" ــــ سلیمان نے عمران سے بھی زیادہ آنکھیں نکالتے ہوئے جواب دیا۔

"تنخواہ! ــــ ارے باپ رے ــــ یہ لفظ تمہیں کہاں سے یاد آگیا کھرچ دو اس لفظ کو اپنے ذہن سے پیارے ــــ سلیمان بھائی! تم تو مالک ہو ــــ تم نے کیا تنخواہ لینی ہے ــــ ہاں اگر کبھی رحم آجائے تو مجھ غریب کو جیب خرچ دے دیا کرو ــــ اللہ تمہارا بھلا کرے گا" ــــ عمران یکدم ڈھیلا ہو کر دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کی صورت پر بے چارگی طاری ہو گئی تھی۔

"میں مفت خوروں پر رحم کا عادی نہیں ہوں صاحب ــــ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں سلامت دیئے ہیں ــــ کما کر کھایئے ــــ اور ہاں! اب یہ فلیٹ دفتر بن گیا ہے ــــ بین الاقوامی دفتر ــــ اس لئے یہاں دفتر اور وہ بھی بین الاقوامی دفتر کے آداب کا ہمیشہ خیال رکھا کیجئے ــــ ایسا نہ ہو کہ مجھے کسی دن انگریزی بولنا پڑ جائے" ــــ سلیمان نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"انگریزی بولنی پڑ جائے" ــــ عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــ بین الاقوامی دفتر میں کسی کو نکالنے کے لئے انگریزی ہی بولنی پڑتی ہے ــــ یعنی گٹ آؤٹ ــــ کاش! آپ کچھ پڑھ لکھ گئے ہوتے ــــ تو مجھے اس طرح آپ کو سمجھانے میں وقت ضائع نہ کرنا پڑتا" سلیمان نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"ارے کہیں یہ فلیٹ اقوام متحدہ کو تو کرایہ پر نہیں دے دیا کہ یہاں سلامتی کونسل کا اجلاس ہوتا ہے ــــ اور میں باہر بیٹھا کاروں کے نمبر ہی یاد کرتا رہوں" ــــ عمران نے چائے پیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ــــ پھر وہی بے عزتی والی بات ــــ اقوام متحدہ ــــ سلامتی کونسل ــــ یہ کوئی ادارے ہیں ــــ اب کان کھول کر بلکہ اچھی طرح صاف کر کے سن لیجئے ــــ اب یہ دفتر آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کا مرکزی دفتر ہے ــــ اور میں یعنی عزت مآب سلیمان پاشا آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کا صدر ہوں" ــــ سلیمان نے کاندھے پر پڑی ہوئی صافی کھینچ کر ٹرالی کی سطح کو صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ماشاء اللہ ــــ ماشاء اللہ ــــ ترقی اسی کو کہتے ہیں ــــ اللہ تمہیں آل ورلڈ باورچی ایسوسی کا نائب قاصد بنا دے ــــ میری تو ہمیشہ یہی دعا رہی ہے" ــــ عمران نے بڑے پر خلوص لہجے میں سلیمان کو دعا دیتے ہوئے کہا۔

"آمین ــــ ثم آمین ــــ ہائیں کیا کہا نائب قاصد ــــ یہ کیا ہوتا ہے" ــــ سلیمان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نائب قاصد ہمارے ہاں چپراسی کو کہتے ہیں سلیمان ــــ بڑی ہی پکی نوکری ہوتی ہے" ــــ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا ــــ پکی نوکری ہے تو پھر ٹھیک ہے ــــ لیکن یہ پکتی کس میں ہے ــــ ہانڈی میں ــــ یا ــــ الیکٹرک ککر میں" ــــ سلیمان نے ٹرالی واپس دھکیلتے ہوئے پوچھا۔

"اینٹوں والے بھٹے میں پکتی ہے ــــ ہزاروں من کوئلہ جلانا پڑتا ہے

تب جا کر چپڑاسی کی نوکری ملتی ہے ـــ اور وہ بھی قسمت والے کو ـــ ورنہ عام طور پر تو جھک ہی بیٹھ جاتا ہے" ـــ عمران نے کیک پیس منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ سلیمان کوئی جواب دیتا ـــ اچانک قریبی میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون گنگنا اٹھا۔ سلیمان جو میز کے قریب تھا اس نے تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ عزت مآب سلیمان پاشا ـــ صدر آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن ـــ امیدوار برائے چپڑاسی سپیکنگ" ـــ سلیمان نے بڑے مغرورانہ انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو ـــ؟ عمران کہاں ہے" ـــ؟ دوسری طرف سے سر سلطان نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"سس ـــ سس ـــ سلام سر ـــ جی بیٹھے ہیں" ـــ سلیمان سر سلطان کی دھاڑ سن کر یکدم سہم گیا۔

"رسیور اسے دو ـــ اور سنو! ـــ آئندہ میرے ساتھ بکواس کی تو گولی مار دوں گا ـــ سمجھے" ـــ سر سلطان کا غصہ ابھی تک عروج پر تھا۔

"ج ـــ جی ـــ ہاں ـــ سمجھ گیا" ـــ سلیمان نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور تیزی سے عمران کے ہاتھ میں پکڑا کر ٹرالی دھکیلتا ہوا اس طرح کمرے سے بھاگا جیسے سر سلطان ابھی رسیور کے اندر سے گولی مار دیں گے۔

"آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کے مرکزی دفتر سے بول رہا ہوں ـــ فرمائیے کیا حکم ہے" ـــ؟ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس ـــ کیا تم کبھی سنجیدہ بھی ہو سکتے ہو" ـــ؟ سر سلطان کا غصہ اور بڑھ گیا۔

"جناب! ـــ کھانا پکوانا بکواس نہیں ہے ـــ ظاہر ہے کچا کھانا ہمیں ہضم نہیں ہوتا ـــ کیونکہ ہم جگالی نہیں کر سکتے ـــ اس لئے مجبوری ہے ـــ باورچیوں کے نخرے سننے ہی پڑتے ہیں" ـــ عمران نے باقاعدہ دلائل دینے شروع کر دیئے۔

"سنو! ـــ میرے پاس بکواس سننے کا وقت نہیں ہے ـــ صدر مملکت تمہارے فلیٹ پر پہنچنے والے ہیں ـــ ان کے استقبال کے لئے تیار ہو جاؤ" ـــ سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــ ایک نیام میں دو تلواریں کیسے سما سکتی ہیں ـــ؟ ایک صدر تو میرے پاس پہلے ہی موجود ہے ـــ دوسرا صدر بھلا کیسے یہاں سمائے گا" ـــ عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"ایک صدر ـــ کیا مطلب" ـــ؟ سر سلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کا صدر عزت مآب سلیمان پاشا"۔ عمران نے صدر کا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس ـــ میں کہہ رہا ہوں ـــ صدر مملکت کے استقبال کے لئے تیار ہو جاؤ ـــ وہ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے تک تمہارے فلیٹ پر پہنچ جائیں گے" ـــ اور سنو! ـــ ان کے سامنے کوئی بکواس نہیں ہونی چاہئے" ـــ سر سلطان کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کیا آپ واقعی سنجیدہ ہیں ـــ؟ بھلا کہاں علی عمران کا فلیٹ ـــ اور

کہاں صدر مملکت ــــ ان کی سکیورٹی گارڈ ہی فلیٹ میں پوری نہیں آ نی صدر صاحب بھلا کیسے آ سکتے ہیں" ــــ عمران نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس بات کا تو وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ صدر مملکت واقعی کے فلیٹ میں بھی آ سکتے ہیں۔

"میں سنجیدہ ہوں ــــ سنو! ــــ ابھی ابھی صدر مملکت نے مجھے بلوایا تھا ــــ وہ فوری طور پر ایکسٹو سے ملنا چاہتے تھے ــــ میں نے انہیں کہا کہ میں ایکسٹو کو پریذیڈنٹ ہاؤس میں بلوالیتا ہوں ــــ لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں ــــ اس طرح ملاقات راز نہیں رہ سکتی ــــ وہ کسی دوسری جگہ ان سے ملنا چاہتے ہیں ــــ وہ ایکسٹو کا پرائیویٹ پتہ پوچھ رہے تھے ان کے بے حد اصرار پر میں نے انہیں تمہارا نام لے دیا کہ ایکسٹو کا پرائیویٹ پتہ صرف تم ہی بتا سکتے ہو ــــ اور کسی کو معلوم نہیں ــــ صرف فون نمبر معلوم ہے ــــ اور اس نمبر سے لوکیشن تلاش نہیں کی جا سکتی ــــ چنانچہ انہوں نے پرائیویٹ طور پر تمہارے فلیٹ پہنچنے کا ارادہ ظاہر کیا ــــ وہ ایک ... آئیں گے" ــــ سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم ــــ مگر مجھے ایکسٹو کا پتہ کہاں معلوم ہے ــــ وہ تو پردہ نشین ہے اور میرے فلیٹ میں پردہ نشین ٹائپ کی چیز کا داخلہ ممنوع ہے ــــ آپ کو پتہ ہے کہ ڈیڈی نے سلیمان کی صورت میں جاسوس یہاں رکھا ہوا ہے منٹ منٹ کی خبر پہنچاتا رہتا ہے ــــ پردہ نشیں تو ایک طرف صرف پردہ ہی کبھی آ گیا تو ڈیڈی جوتا اٹھائے آنکھیں نکالے پہنچ جائیں گے" ــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"جو بھی ہو ــــ اب تم بھگتو ــــ صدر مملکت اس راز کا مجھ سے بھی

ذکر نہیں کر رہے ــــ بائی بائی" ــــ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی لائن بے جان ہو گئی۔

عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر زور زور سے سلیمان کو آوازیں دینے لگا۔

"کیا بات ہے صاحب! ــــ کیوں گلا پھاڑ رہے ہو ــــ ذرا والیوم نیچا رکھیں ــــ ہو سکتا ہے آپ کے ہمسائے میں کوئی طالب علم پڑھ رہا ہو۔ کوئی بیمار ہو ــــ وغیرہ وغیرہ" ــــ سلیمان نے ریڈیو کا سلوگن دہرانا شروع کر دیا۔

"ابے ریڈیو کی بے سُری دُھن ــــ جلدی کرو ــــ یہ سامان وغیرہ ہٹاؤ۔ صدر مملکت فلیٹ پر پہنچنے والے ہیں" ــــ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو میں نے آل ورلڈ کے ساتھ اُردو کا باورچی لگایا ہے ــــ اور آپ کی دماغی صحت ابھی سے مشکوک ہو گئی ہے ــــ کسی پڑھے لکھے سے پوچھ کر جب میں نے انگریزی باورچی لگا دیا تو آپ گریبان پھاڑ کر سڑکوں پر نکل کھڑے ہوں گے" ــــ سلیمان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ــــ جلدی سے سامان ہٹاؤ ــــ اور سنو! ــــ تم ذرا ایکسٹو کا روپ دھار لو ــــ صدر مملکت ایکسٹو سے ملنا چاہتے ہیں اور کوئی راز کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے جلدی سے ایکسٹو بن جاؤ ــــ جلدی۔ پانچ منٹ میں" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر غسل خانے کی طرف دوڑ لگا دی۔

"مم ــــ میں ــــ اور ایکسٹو ــــ اور صدر مملکت ــــ راز ــــ

صاحب! ــــ اگر میں پاگل ہو گیا تو آپ کو دال کی بجائے مرغی کھانی پڑے گی۔ او
پھر یہ کہنا کہ میرے خون میں کولسٹرل کی مقدار بڑھ گئی ہے ــــ اور مجھے ہارٹ اٹیک
ہونے والا ہے ــــ بلڈ پریشر آدھا کم ــــ اور آدھا زیادہ ہو گیا ہے ــــ
ہاں! ــــ بڑی مشکل سے میں نے دال کھلا کھلا کر آپ کی یہ متوقع بیماریاں کنٹرول ک
رکھی ہوئی ہیں" ــــ سلیمان نے غسل خانے کے دروازے کے قریب ہو کر
زور زور سے کہا۔

"اے ناہنجار ــــ آل ورلڈ الو ایسوسی ایشن کے صدر ــــ میں سچ
کہہ رہا ہوں ــــ میں نے تمہیں ایسے ہی موقع کے لئے ایکسٹو بننے کی ریہرسل
کرائی تھی ــــ جلدی کرو ــــ ایسا نہ ہو کہ صدر مملکت پہنچ جائیں اور مجھے
ان کے سامنے ایکسٹو کو جوتے مارنے پڑیں" عمران نے انتہائی سنجید
لہجے میں غسل خانے کے اندر سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سلیمان چند لمحے خاموش کھڑا سوچتا رہا۔ وہ عمران کا موڈ پہچانتا تھا اور
عمران کا موجودہ موڈ بتا رہا تھا کہ وہ سب کچھ انتہائی سنجیدگی سے کہہ رہا ہے۔ اس
لئے حکم کی تعمیل ہونی چاہیئے۔ اس نے کندھے اچکاتے ہوئے میز پر پڑے ہوئے
برتن سمیٹے ــــ میز کو صافی سے صاف کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے
باہر نکلتا چلا گیا۔

سلیمان نے جلدی سے برتن باورچی خانے میں پھینکے اور پھر پچھلے کمرے
غسل خانے میں گھستا چلا گیا۔ اس نے غسل خانے کی الماری سے ایک خوبصورت تراش
کا انتہائی دیدہ زیب سوٹ نکالا۔ سوٹ کے رنگ سے میچ کرتی ہوئی ٹائی بھی اس
نے ڈھونڈ نکالی اور پھر اس نے اپنے کپڑے اتار کر الماری کے نچلے خانے میں
پھینکے اور سوٹ پہننے میں مصروف ہو گیا۔ سفید بے داغ قمیض کے کالر بند کر کے

اس نے ٹائی باندھی۔ پتلون پہن کر اس نے کوٹ پہنا۔ الماری کا ایک خانہ کھول کر
اس نے ایک ڈبے میں سے ہیرا جڑا ہوا ٹائی پن نکال کر ٹائی پر لگایا۔ چمڑے کے
نئے بوٹ اور جرابیں پہنیں۔ ہاتھوں پر سفید رنگ کے دستانے چڑھانے کے
بعد اس نے الماری کے ایک کونے میں موجود سیاہ رنگ کا نقاب پہن لیا۔ اب وہ
مکمل طور پر ایکسٹو بن چکا تھا۔ اس نے بڑے آئینے میں اپنا موجودہ حلیہ دیکھا۔

"ہیلو مسٹر پریذیڈنٹ" ــــ سلیمان نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے کی مشق
کرنی شروع کر دی۔

اور جب اسے پوری طرح تسلی ہو گئی تو وہ غسل خانے سے نکل کر کمرے کے
ایک آرام دہ صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ نقاب میں آنکھوں والے حصے پر تاریک شیشے
لگے ہوئے تھے۔ ایسے مخصوص شیشے کہ باہر سے تاریک لگتے تھے جب کہ اندر سے
بالکل شفاف تھے۔

سلیمان نے قریبی میز پر رکھا ہوا ایک انگریزی رسالہ اٹھایا اور اس میں
چھپی ہوئی تصویریں دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔ اس نے اپنا مخصوص پکنی کلر
لباس پہنا ہوا تھا۔ چہرے پر حماقتوں کی آبشار حسب دستور بہہ رہی تھی۔

"واہ ــــ واہ ــــ کیا رنگ ڈھنگ ہیں ــــ کاش! اللہ تعالیٰ نے
مجھے ہی ایکسٹو بنا دیا ہوتا ــــ کم از کم اتنا خوبصورت سوٹ تو پہننے کو
ملتا" ــــ عمران نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بڑی ناقدانہ
نظروں سے سلیمان کا جائزہ لے رہا تھا۔

"تمہیں بغیر اطلاع دیئے اندر آنے کی جرأت کیسے ہوئی" ــــ سلیمان
نے ایکسٹو کے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ـــــ لیکن بیٹا سلیمان ـــــ ارے ایکسٹو! ـــــ بس ذرا خیال رکھنا ـــــ صدر مملکت غصے کے تیز ہیں ـــــ ایسا نہ ہو کہ ہاتھ چھوڑ بیٹھیں اور تمہاری غراہٹ کسی دیگچی میں پڑی ابلتی رہ جائے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ ـــــ مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش مت کرو" ـــــ سلیمان کا لہجہ اور زیادہ پھاڑ کھانے والا ہو گیا۔

"اچھا بابا اچھا ـــــ یہ ایکسٹو ہے ہی ایسی مصیبت ـــــ غصہ تو ناک پر دھرا رہتا ہے ـــــ بے چاری جولیا خوامخواہ حسرت میں مر رہی ہے۔ سنو ـــــ میں خفیہ گھنٹی بجاؤں تو اس کے پندرہ منٹ بعد تم نے کمرے سے باہر نکلنا ہے ـــــ میں یہی جتاؤں گا کہ تم اپنے ہیڈ کوارٹر سے آئے ہو اور خفیہ دروازے سے فلیٹ میں داخل ہوتے ہو ـــــ باقی تم جانو اور صدر مملکت" ـــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا۔

کاپونا شہر سے دو سو کلومیٹر دُور ایک چھوٹے سے ریگستان کے وسط میں خاکی رنگ کی ایک بڑی سی عمارت موجود تھی۔ اس عمارت تک پہنچنے کے لئے چالیس کلومیٹر کا خوفناک ریگستان عبور کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کوئی آدمی ادھر نہ آسکتا تھا۔ عمارت باہر سے بالکل ٹوٹی پھوٹی اور خستہ حالت میں تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے سینکڑوں سال پرانی عمارت ہو جو اب آثار قدیمہ میں تبدیل ہو چکی ہو۔ لیکن اس عمارت کے نیچے ایک اور بڑی خفیہ عمارت تھی۔ جس میں بارہ کمرے اور دو بڑے بڑے ہال تھے۔ یہ سب سنٹرلی ایئر کنڈیشنڈ تھے۔ بجلی کے جنریٹر اندر ہی لگے ہوئے تھے۔ اور یہ ہال اور کمرے جدید ترین فرنیچر اور سامان سے مزین کئے گئے تھے۔

اس وقت ایک کمرے میں موجود میز کے گرد آٹھ آدمی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اس عمارت کا کوڈ نام ایکشن سنٹر تھا جب کہ ایک کرسی خالی تھی۔ آٹھ آدمی ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس عمارت تک پہنچائے گئے تھے۔ ان آٹھ افراد میں سے چار کا تعلق روسیاہ سے اور چار کا تعلق کافرستان سے تھا۔ یہ سب اپنے

اپنے ملک کے مایہ ناز دماغ اور اعلیٰ ترین عہدہ دار تھے۔

جس آدمی کا انتظار کیا جا رہا تھا وہ روسیاہ کا چیخوف تھا۔ روسیاہ سپیشل سروسز کا اعلیٰ عہدے دار۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور نیلے رنگ کے سوٹ میں ملبوس لمبا تڑنگا اور انتہائی صحت مند جسم کا مالک چیخوف اندر داخل ہوا۔ کمرے میں موجود سب آدمیوں نے اُسے ایک نظر دیکھا اور پھر وہ چوکنے ہو کر بیٹھ گئے لیکن ان میں سے کسی نے اس کے استقبال کے لئے کھڑا ہونے کی کوشش نہ کی۔ کیونکہ ان کی اپنی حیثیت بھی چیخوف سے کم نہ تھی۔

چیخوف تیز تیز قدم اٹھاتا خالی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اور اس کے بعد اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا جس پر مختلف رنگوں کے بٹن نصب تھے۔ اس نے باری باری تمام بٹن دبا دیئے اور پھر ڈبہ میز پر رکھ دیا۔

" اب آپ بے فکر ہو کر بات چیت کر سکتے ہیں ــــ میں نے جیمنگ تمام نظام آن کر دیئے ہیں " ــــ چیخوف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" چونکہ ہم پہلی بار یہاں اکٹھے ہوئے ہیں ــــ اس لئے سب سے پہلے تعارف کرانا چاہیئے ــــ تاکہ ہم تفصیل سے ایک دوسرے کے بارے میں جان سکیں " ــــ چیخوف کے قریب بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر شیطان صورت آدمی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا

" ٹھیک ہے ــــ سب سے پہلے میں اپنے بارے میں بتا دوں۔ میں روسیاہ کی سپیشل سروسز کا ڈائریکٹر جنرل چیخوف ہوں ــــ اور موجودہ مشن کے لئے ایک معاہدے کے تحت میرا نام بطور چیئرمین تجویز کیا گیا ہے ــــ اب آپ باری باری اپنا تعارف کراتے جائیے " ــــ چیخوف نے اپنا تعارف

کرانے کے بعد کہا۔

" میرا نام البشور داس ہے ــــ میں کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ تنظیم مہادیر چکر کا سربراہ ہوں ــــ میری تنظیم ہر قسم کے کارنامے انجام دینے کی صلاحیت رکھتی ہے " ــــ چیخوف کے ساتھ بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر مگر شیطان صورت آدمی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" مجھے دلیپ سنگھ کہتے ہیں ــــ میں کافرستان کی سیاسی جرائم کی تنظیم ایکوڈور کا سربراہ ہوں " ــــ البشور داس کے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ یہ نوجوان سینڈوٹائپ جسم کا مالک تھا۔ اس کے چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں یوں لہرا رہی تھیں کہ انہیں دیکھ کر ہی خوف آتا تھا۔

" میرا نام پانڈو بھائی ہے ــــ میں کافرستان کی فارن ایکٹی ویٹیز کا سربراہ ہوں " ــــ دلیپ سنگھ کے ساتھ بیٹھے ہوئے گنجے سر اور طوطے جیسی ناک والے ادھیڑ عمر آدمی نے اپنا مختصر سا تعارف کرایا۔

" میرا نام جگجیت رام ہے ــــ میں کافرستان کی سپیشل سیکورٹی سروسز کا سربراہ ہوں " ــــ پانڈو بھائی کے ساتھی نے کہا۔

" مجھے آرتا مونوف کہتے ہیں ــــ میں حکومت روسیاہ کی ٹیکنیکل سروسز کا اعلیٰ عہدے دار ہوں " ــــ جگجیت رام کے ساتھ بیٹھے ہوئے پکوڑے جیسی سرخ ناک کے مالک نوجوان نے گول مول سا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" مجھے ایورن کہتے ہیں ــــ میں روسیاہی انٹرنل سروسز میں اعلیٰ عہدیدار ہوں " ــــ آرتا مونوف کے ساتھی نے کہا۔

" میں کے۔ جی۔ بی کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہوں ــــ میرا کوڈ نام اسپارک ہے " ــــ ایورن کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک بانس کی طرح لمبے اور دبلے

آدمی نے اپنا تعارف کرایا۔

میرا تعارف بے حد مختصر ہے ــــ میں روسیاہی فارن ایکٹی ویٹیز کا ڈائریکٹر ہوں ــــ اور میرا کوڈ نام "ایم" ہے" ــــ اسپارک کے ساتھ بیٹھے ہوئے پستہ قد لیکن بھاری جسم کے مالک آدمی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور اسی طرح سب لوگوں کا تعارف مکمل ہو گیا۔

"ساتھیو! ــــ ایک دوسرے سے آپ لوگ متعارف ہو گئے ــــ اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ دو ملکوں کے اعلیٰ ترین دماغ یہاں اکٹھے ہوئے ہیں لیکن ابھی تک آپ لوگوں کو اس میٹنگ کا مقصد معلوم نہیں ہے ــــ اس کے متعلق میں بتا دیتا ہوں ــــ تاکہ اس مشن کا تمام پس منظر آپ کے سامنے آجائے ــــ ہمارا یہ مشن ایشیائی ملک اور کافرستان کے ہمسایہ پاکیشیا سے متعلق ہے ــــ آپ سب کو معلوم ہو گا کہ پاکیشیا ایک پس ماندہ اور غیر ترقی یافتہ ملک ہے ــــ لیکن یہ ملک انتہائی تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کرتا چلا جا رہا ہے ــــ اس ملک کے باشندے انتہائی محنتی ہیں ــــ وہ دن رات اپنے ملک کی ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں ــــ اور اب تو اس ملک نے سب کو آنکھیں دکھائی شروع کر دی ہیں ــــ یہ اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا ہے ــــ یہاں ہنر اور ذہانت کی کوئی کمی نہیں ہے ــــ اس ملک کی سیاسی اور جغرافیائی پوزیشن ایسی ہے کہ روسیاہ اور کافرستان اسے کسی قیمت پر بھی طاقتور نہیں دیکھنا چاہتے ــــ جب کہ تمام مسلمان ممالک درپردہ پاکیشیا کی مالی امداد کرتے رہتے ہیں ــــ اس طرح یہ ملک تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا ہے ــــ اور اب یہ ملک روسیاہ اور کافرستان دونوں کے لئے خطرناک حیثیت اختیار کر چکا ہے ــــ ایکریمیا گو درپردہ اس کے مخالف ہے

لیکن سیاسی حالات کی بنا پر وہ بظاہر اس کی امداد کرنے پر مجبور ہے ــــ شوگران روسیاہ سے مخالفت کی بنا پر اس کی امداد کر رہا ہے ــــ اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مسلمان اور مسلم حکومتیں تو کھلے عام اس کی امداد کرتی ہیں ــــ اس طرح پاکیشیا کی سیاسی پوزیشن بے حد مضبوط ہوتی جا رہی ہے ــــ اور ہمارے پاس اس بات کا حتمی ثبوت موجود ہے کہ پاکیشیا درپردہ ایٹمی ٹیکنالوجی میں بہت آگے بڑھ چکا ہے ــــ ایٹم بم تو اس کے لئے کوئی بات ہی نہیں ــــ وہ ہائیڈروجن بم ٹیکنالوجی سے بھی آگے بڑھ کر ایک نئی ٹیکنالوجی اپنا رہا ہے۔ اسے سنی ٹیکنالوجی کا نام دیا گیا ہے ــــ یعنی ایسی ٹیکنالوجی جس میں شمسی توانائی کا استعمال کیا جاتا ہے ــــ ایسے بموں کی تیاری پر پاکیشیا کام کر رہا ہے جو روسیاہ ایکریمیا ــــ اور شوگران ٹیکنالوجی سے سینکڑوں سال آگے ہیں ــــ سورج سے زیادہ طاقتور ــــ لیکن بظاہر پتھروں سے بھی حقیر ــــ ابھی اس سلسلے میں کوئی حتمی بات تو سامنے نہیں آئی ــــ لیکن یہ اطلاعات ضرور ملی ہیں کہ ایسی جدید ترین ٹیکنالوجی پر خفیہ طور پر پیش رفت ہو رہی ہے ــــ اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس نئی ٹیکنالوجی کے مراکز پاکیشیا نے اپنے ملک میں قائم نہیں کئے ــــ بلکہ کسی دور دراز کے اسلامی ملک میں خفیہ طور پر بنائے گئے ہیں ــــ ایسا ملک جس کا پتہ لاکھ کوششوں کے باوجود فی الحال نہیں لگایا گیا ــــ بہرحال پاکیشیا کو اس ٹیکنالوجی میں آگے بڑھنے کی اجازت دینا ــــ اسے دنیا کا طاقتور ترین ملک بنانے کے مترادف ہے ــــ اس لئے کافرستان اور روسیاہی حکومتوں کے سربراہوں میں ایک خفیہ ملاقات ہوئی ــــ جس میں یہ طے پایا کہ حکومتی سطح پر سامنے آئے بغیر پاکیشیا کو ہر لحاظ سے تباہ کر دیا جائے۔ اور اس نئی ٹیکنالوجی کے مراکز کو تلاش کیا جائے ــــ اور وہ مراکز جس ملک میں بھی

ہوں ـــــ انہیں بالکل تباہ کر دیا جائے ـــــ چنانچہ دونوں حکومتوں کے
درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوا ہے ـــــ جس کے نتیجے میں یہ پہلی میٹنگ ہو رہی ہے
ہر حکومت نے اپنے چار ممبر نامزد کئے ہیں ـــــ اور مجھے اس مشن کا انچارج نامزد
کیا گیا ہے ـــــ تفصیلات ہم نے طے کرنی ہیں کہ اس مشن کے لئے کیا لائحہ عمل
طے کیا جائے ـــــ اور اس خفیہ عمارت کو اس مشن کا سنٹر منتخب کیا گیا ہے ـــــ
اس عمارت کا کوڈ نام ایکشن سنٹر ہے ـــــ اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ یہ
عمارت دونوں متعلقہ ملکوں سے ہٹ کر ایک غیر جانبدار ملک میں موجود ہے ـــــ
ایک ایسے ملک جو روسیاہ کا حلیف ہے ـــــ اب آپ لوگوں کے ذہن میں
کوئی لائحہ عمل ہو تو آپ تفصیل سے بات کر سکتے ہیں" ـــــ چیخوف نے
مشن کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"چیخوف! ـــــ میرا خیال ہے کہ ہمارا مشن گوریلا کارروائیاں ہونی چاہئیں
ایسی کارروائیاں جس سے پاکیشیا کے اہم اڈے ـــــ اہم عمارات ـــــ کارخانے
ملیں ـــــ اور ڈیم ـــــ غرضیکہ تمام اہم ترین مراکز یکسر تباہ ہو جائیں ـــــ اس
طرح پاکیشیا ہر لحاظ سے کمزور ہو جائے گا ـــــ اور آگے نہ بڑھ سکے گا" ـــــ
پانڈو بھائی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری تجویز اپنی جگہ درست ہے ـــــ لیکن موجودہ سیاسی حالات
میں ایسا ممکن نہیں ہے ـــــ کیونکہ ایسی کارروائیوں کا نتیجہ ایک ہولناک جنگ
کی صورت میں سامنے آئے گا ـــــ جو فی الحال ہماری حکومتیں نہیں چاہتیں
البتہ کسی سائنسی حربے سے ایسا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے" ـــــ چیخوف
نے جواب دیا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے کہ کیوں نہ پاکیشیا میں سیاسی یا مذہبی فسادات

کرا دیئے جائیں ـــــ اور اس کے نتیجے میں اپنی مرضی کی حکومت کو اقتدار سنبھالنے
کا موقع دیا جائے تاکہ وہ حکومت ہمارے اشاروں پر چل کر ہماری مرضی کے مطابق
کام کر سکے" ـــــ ایم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بظاہر یہ آسان حل ہے ـــــ لیکن عملی طور پر ایسا ممکن نہیں ہے ـــــ
پاکیشیا کے عوام ہم دونوں ملکوں کے خلاف دوروئی طور پر دشمن نظریات کے مالک
ہیں ـــــ وہ ایسی حکومت کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں
ہوں گے جو ہماری دوستی کا دم بھرے ـــــ نتیجہ یہ کہ وہاں فوری انقلاب
آ جائے گا ـــــ اور ہمارا کیا دھرا سب بیکار چلا جائے گا" ـــــ پانڈو بھائی
نے اس تجویز کو رد کرتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ پھر ایشور داس نے
زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ساتھیو! ـــــ میرے ذہن میں ایک ایسی تجویز ہے کہ اگر اس پر عمل
ہو جائے تو پاکیشیا کو ہمیشہ کے لئے بےبسی کی موت مارا جا سکتا ہے اور وہ ٹیکنالوجی
کے معاملے میں سینکڑوں سال پیچھے چلا جائے گا ـــــ اور ظاہر ہے پھر
بے بس اور انتہائی پس ماندہ ملک ہمارے لئے تر نوالہ بن جائے گا ـــــ ہم
جب چاہیں اسے آسانی سے ہڑپ کر سکتے ہیں" ـــــ ایشور داس نے بڑے
طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کونسی تجویز ہے آپ کے پاس" ـــــ؟ چیخوف نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

باقی سب لوگ بھی چونک کر ایشور داس کو دیکھنے لگے۔

"میری تجویز یہ ہے کہ پاکیشیا میں بہنے والے تمام دریاؤں میں ایک ایسا کیمیکل

ملادیا جائے ـــــ جس سے ذہنی پسماندگی پورے پاکیشیا میں پھیل جائے ان دریاؤں کا پانی ہی چونکہ کھیتوں میں لگتا ہے ـــــ اور پینے کے کام ہے ـــــ اس لئے اس کیمیکل کا اثر بہت جلد سامنے آنا شروع ہو جا گا اور زیادہ سے زیادہ ایک سال میں پاکیشیا کا ہر فرد ذہنی طور پر پس ماندہ ہوتا جائے گا ـــــ اور ایک وقت آئے گا کہ پورا ملک پاگلوں اور ذہنی مریضوں ملک بن جائے گا ـــــ ایسی صورت میں یہ ذہنی پس ماندگی ان کی آئن نسلوں میں بھی سرایت کر جائے گی ـــــ اور نتیجہ یہ کہ سینکڑوں سالوں تک پاکیشیا ٹیکنالوجی میں بالکل نہ ابھر سکے گا اور ہمیشہ کے لئے بے بسی کی موت ما جائے گا ـــــ اور اس طرح وہ ہر وقت روسیاہ، اسرائیل یا کافرستان لئے تر نوالہ بن کر رہ جائے گا" ـــــ ایشور داس نے بڑے مطمئن لہجے اتنی خوفناک تجویز پیش کر دی جیسے وہ کوئی بالکل معمولی سی بات کر رہا ہو جب کہ میٹنگ میں موجود باقی افراد کو یہ سوچ کر ہی جھرجھری آ گئی کہ دس کرو افراد کو پاگل بنا دیا جائے۔

آپ کی تجویز بے حد خوفناک ـــــ لیکن انتہائی دور رس ہے ـــــ لیکن اس میں دو چیزیں وضاحت طلب ہیں ـــــ ایک تو یہ کہ ایسا کون کیمیکل ہے جس کے اثرات اتنی جلد نکل سکیں ـــــ پھر یہ کیمیکل شف اور بے بو ہونا چاہیئے ـــــ دوسری بات یہ کہ پورے پاکیشیا میں بہنے والے اتنے بڑے بڑے دریاؤں میں ملانے کے لئے کیمیکل کی کتنی مقدا چاہیئے ـــــ ؟ اس کا اندازہ بھی کر لیجئے ـــــ اور آخری بات کہ اتنے دریاؤں میں اتنی بھاری مقدار میں کیمیکل کیسے ملایا جائے گا ـــــ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہ سکتی" ـــــ چیخوف نے ایشور داس کی

خوفناک تجویز پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔

آپ کی پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ ایسا کیمیکل ہمارے سائنس دان ایجاد کر چکے ہیں ـــــ جو بے رنگ اور بے بو ہے ـــــ اُسے استعمال کرنے سے انسان آہستہ آہستہ ذہنی طور پر پس ماندہ ہوتا چلا جاتا ہے ـــــ اس کے تجربات بھی کئے جا چکے ہیں ـــــ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اس کیمیکل کو بنانے کا ایک بہت بڑا اور خفیہ کارخانہ بن چکا ہے۔ جہاں سے اس کیمیکل کو مسلسل سپلائی کیا جا سکتا ہے ـــــ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک سال تک اس کی تمام پیداوار اس مشن کیلئے مخصوص کر دی جائے اور آخری بات کا جواب یہ کہ پاکیشیا کے تمام دریا سوائے ایک بڑے دریا کے کافرستان کے مقبوضہ پہاڑی علاقے ولیمر سے نکلتے ہیں ـــــ اس لئے ان دریاؤں میں یہ کیمیکل ملانے میں کوئی رکاوٹ نہیں آ سکتی ـــــ اور جہاں تک ایک دریا کا تعلق ہے ـــــ آگے جا کر باقی سب دریا اس بڑے دریا میں مل جاتے ہیں ـــــ اس طرح اس دریا کو بھی آلودہ کیا جا سکتا ہے" ـــــ الیشور داس نے چیخوف کی باتوں کا ترتیب وار جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ آپ کی تجویز نوٹ کر لی گئی ہے ـــــ اسے ابھی دونوں ملکوں کی سربراہی میٹنگ میں جو ہمارے اقدامات کی توثیق کرے گی پیش کر دیا جائے گا ـــــ کوئی اور تجویز" ـــــ چیخوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور الیشور داس کے چہرے پر یوں مسرت پھوٹ پڑی جیسے اس نے انسانیت کے لئے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو۔

میرے ذہن میں ایک تجویز ہے ـــــ ہمارے ملک کے سائنسدانوں

نے ایسے مصنوعی انسان ایجاد کر لئے ہیں ـــــ جو بالکل زندہ انسانوں کی طرح
نظر آتے ہیں ـــــ انہیں اگر پاکیشیا میں پہنچا دیا جائے اور ان میں طاقتور
بم نصب کر دیئے جائیں تو ہم ان کی مدد سے جب چاہیں پاکیشیا میں تباہی
پھیلا سکتے ہیں ـــــ اور چونکہ یہ انسان پاکیشیائی لوگوں کی طرح ہی ہوں
گے ـــــ اس لئے کسی غیر ملکی مداخلت کا شک تک نہ گزرے گا" ـــــ
روسیاہی ٹیکنیکل سروسز سے تعلق رکھنے والے آرتامونوف نے کہا۔

"مگر اس طرح تو ہمیں ہزاروں مصنوعی انسان بنانے پڑیں گے" ـــــ ایک
ممبر نے چونک کر کہا۔

"ہمارا ملک انہیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں سپلائی کر سکتا ہے ـــــ ہم
نے ان انسانوں کی مسلسل تخلیق اور فراہمی کے لئے ایک بہت بڑا لیکن خفیہ
کارخانہ لگایا ہوا ہے" ـــــ آرتامونوف نے بڑے مطمئن لہجے میں
جواب دیا۔

"ان انسانوں کی مزید تفصیلات بتائیے" ـــــ چیخوف نے
کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ حالانکہ وہ بھی روسیاہ کا ہی آدمی تھا لیکن ظاہر ہے
ٹیکنیکل قسم کی باتوں سے اس کا تعلق نہ تھا۔

"تفصیلات کے لئے اتنا بتا دوں کہ یہ مصنوعی انسان ہو بہو اصلی انسانوں
کی طرح ہیں ـــــ اسی طرح چلتے پھرتے اور اسی طرح باتیں کرتے
ہیں ـــــ ان کے اندر کمپیوٹر نصب ہیں ـــــ اور انہیں جب
بھی چاہیں کنٹرول کیا جا سکتا ہے ـــــ اور ان کے اندر موجود طاقتور
بم پھاڑے جا سکتے ہیں ـــــ ان انسانوں کو ہم پاکیشیا کے اہم مراکز میں
بھجوا سکتے ہیں ـــــ اور اس طرح بغیر کوئی اصلی آدمی ضائع کئے ہم پورے

پاکیشیا میں زبردست تباہی مچا سکتے ہیں ـــــ بم پھٹنے کے بعد ان انسانوں
کے ذرات تک ہوا میں مل جاتے ہیں اس لئے انہیں ٹریس نہیں کیا جا سکتا" ـــــ
آرتامونوف نے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ـــــ یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے ـــــ ٹھیک ہے اسے
بھی سربراہی میٹنگ میں پیش کر دیا جائے گا" ـــــ چیخوف نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"یہ واقعی ایک اچھا سائنسی حربہ ہے ـــــ اسی طرح پانڈو بھائی کی پہلی
تجویز پہ بھی عمل کیا جا سکتا ہے" ـــــ ایک ممبر نے کہا۔

"میرے خیال میں اب چونکہ دونوں ملکوں کی طرف سے دو اہم تجویزیں سامنے
آ چکی ہیں اس لئے سربراہوں کی میٹنگ تک یہ اجلاس ملتوی کر دیا جائے ـــــ
لیکن ایک بات پر کسی نے غور نہیں کیا کہ پاکیشیا کی سنی ٹیکنالوجی جس ملک میں
بھی کام کر رہی ہے ـــــ اسے ٹریس کر کے تباہ کیا جائے ـــــ اب اس
سلسلے میں کوئی تجویز" ـــــ ؟ چیخوف نے کہا۔

"میرا خیال ہے اس کی سب سے آسان صورت یہ ہے کہ پاکیشیا کے
سیکرٹری وزارت دفاع سر سلطان کو اغوا کر کے اس سے یہ تمام تفصیلات معلوم
کی جائیں ـــــ کیونکہ اگر آپ نے ان سے زیادہ اوپر کے عہدیدار پر ہاتھ
ڈالا تو بین الاقوامی سکینڈل کھڑا ہو جائے گا ـــــ اور سر سلطان کا اغوا
بین الاقوامی سکینڈل نہ بنے گا ـــــ اور صرف وہی ایک ایسا آدمی ہے جسے
یقیناً یہ تمام تفصیلات معلوم ہوں گی اور وہ بوڑھا آدمی ہے اس سے آسانی
سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں" ـــــ پانڈو بھائی نے فوراً ہی جواب
دیتے ہوئے کہا۔

" پانڈو بھائی کی تجویز اپنی جگہ درست ہے ـــــ لیکن اس بات کا خ
ر ہے کہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس بے حد تیز ہے ـــــ سر سلطان کے
سے وہ فوری حرکت میں آجائے گی ـــــ اور ہو سکتا ہے کہ حالات خرا
سے خراب تر ہو جائیں" ـــــ ایم نے جواب دیا۔

" آپ خوامخواہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کو ہوّا بنا رہے ہیں ـــــ یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ ہم ایک گروپ تشکیل دیکر سب سے پہلے اسی سیکرٹ سر
کا ہی تیا پانچہ کر دیں۔ پھر اطمینان سے تمام کام کرتے رہیں" ـــــ جگجیت
نے تلخ لہجے میں کہا۔

" او۔کے ـــــ ٹھیک ہے ـــــ یہ گروپ اور سیکرٹ سروس والی
بھی درست ہے ـــــ اس لئے میٹنگ برخواست ـــــ دوسری میٹنگ
طلب کی جائے گی تو اس میں توثیق شدہ فیصلوں پر عمل درآمد کی تفصیلات
کی جائیں گی" ـــــ پچیخوف نے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا بھ
اٹھا کر اس کے تمام بٹن آف کر دیئے اور ڈبہ جیب میں ڈال کر وہ اٹھ کھ
اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ایک ایک کر کے
میٹنگ ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران پچھلے کمرے سے نکل کر ابھی ڈرائینگ روم میں آکر بیٹھا ہی
کہ باہر برآمدے میں بھاری قدموں کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد
بیل بج اٹھی۔

عمران اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چٹخنی کھولی اور پھر دروازہ
دیا۔ دروازے پر سوٹ میں ملبوس ایک قوی ہیکل اور لمبا تڑنگا آدمی کھڑا تھا
کے چہرے پر بے پناہ کرختگی تھی۔

آپ کا نام علی عمران ہے" ـــــ ؟ اس آدمی نے کرخت لہجے میں عمران
دیکھتے ہی کہا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے یہ حیرت
عمران کے ٹیکنی کلر لباس اور اس کے چہرے پر پھیلنے والی حماقتوں کی آبشار
سے ابھرے تھے۔

اگر آپ کو پسند ہے تو آپ رکھ لیجئے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم
لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ تو گیا تھا کہ یہ صدر کا باڈی گارڈ ہے اس

لئے اس نے اُسے زیادہ تنگ کرنا مناسب نہ سمجھا۔

"صدر مملکت نیچے گاڑی میں موجود ہیں ـــــ وہ اس فلیٹ میں آنا چاہتے
ہیں ـــــ آپ ایک طرف ہٹ جائیے تاکہ میں فلیٹ کو چیک کر سکوں" ـــــ
آنے والے کا لہجہ بدستور کرخت تھا۔

"آپ کتنا پڑھے ہوئے ہیں ـــــ ؟ کبھی سکول گئے ہیں آپ" ـــــ ؟ عمران
کا لہجہ یکدم تلخ ہو گیا۔

"کیا مطلب ـــــ ؟ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ـــــ ؟ باڈی گارڈ
نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس لئے کہ جاہل سے جاہل آدمی کو بھی اس بات کا علم ہے کہ کسی کے مکان
کو چیک کرنے کے لئے باقاعدہ وارنٹ بنوانا پڑتا ہے ـــــ اس لئے پہلے
تلاشی کا وارنٹ بنوائیے ـــــ پھر علاقے کے معزز افراد کو اکٹھا کیجئے اور ان
موجودگی میں فلیٹ چیک کیجئے ـــــ اور باقی رہی صدر مملکت کی آمد
میں آمد ـــــ تو جا کر ان سے کہہ دیجئے کہ میرے پاس ان سے ملنے کا وقت
ہے۔ میں مصروف آدمی ہوں ان کی طرح فارغ نہیں ہوں" ـــــ عمران
تیز لہجے میں کہا اور کھٹاک سے دروازہ بند کر دیا۔

"ارے ـــــ ارے سنئے! ـــــ میں صحیح کہہ رہا ہوں ـــــ مذاق نہیں
کر رہا ـــــ آپ کو گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے" ـــــ دروازے کی دوسری
سے باڈی گارڈ نے اونچے اور کرخت لہجے میں کہا۔

"میں بھی مذاق نہیں کر رہا ـــــ اب چلے جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ
گرفتار کرتے کرتے خود اپنے ہاتھ پیر تڑوا بیٹھیں" ـــــ عمران نے بھی
سے اونچی آواز سے جواب دیا اور واپس ڈرائنگ روم میں چلا گیا۔

بھاری قدموں کی آواز چند لمحوں بعد واپس جاتی سنائی دی اور عمران کے
چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ اطمینان سے صوفے پر بیٹھ کر اخبار پڑھنے لگا۔
تھوڑی دیر بعد آواز دوبارہ ابھری اور ایک بار پھر کال بیل بج اٹھی۔ عمران
نے دوبارہ جا کر دروازہ کھولا۔

"میں نے ایک بار کہہ دیا ہے ـــــ" عمران نے لہجے کو جان بوجھ کر
انتہائی سخت کرتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے رویے کی معافی چاہتا ہوں ـــــ صدر صاحب نے کہا ہے
کہ اگر آپ انہیں اپنے قیمتی وقت سے چند لمحے عنایت کر دیں تو یہ آپ کی نوازش
ہو گی" ـــــ باڈی گارڈ نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ لیکن اس کی آنکھیں
بتا رہی تھیں کہ وہ مجبوراً یہ فقرے ادا کر رہا ہے ورنہ اس کا جی چاہ رہا ہے کہ وہ
عمران کا گلا دبا دے۔

"اوہ! ـــــ اچھا اب یہ نوبت بھی آگئی ـــــ واقعی قیامت نزدیک
ہے" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال
کر اس نے ایک چونی نکالی اور اس باڈی گارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
"معاف کیجئے ـــــ فی الحال تو یہی کچھ دے سکتا ہوں ـــــ آجکل اپنے
بڑی کڑکی کا زمانہ ہے ـــــ صدر صاحب سے کہیئے کہ اسے قبول فرمائیں
چونی اور دروازہ دیکھیں" ـــــ عمران کا لہجہ بے حد معصوم سا تھا۔

"یہ کیا بکواس ہے ـــــ کیا آپ پاگل ہیں" ـــــ ؟ باڈی گارڈ بھتے
سے ہی اکھڑ گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"ارے ارے آپ ناراض ہو گئے ـــــ بھائی مجبوری ہے ـــــ قیمتی
وقت میں سے آپ نے چند لمحے ہی مانگے تھے اور میرے وقت کی قیمت کے لحاظ

سے چند لمحوں کی قیمت چونی ہی بنتی ہے ۔۔۔ یہ قبول فرمائیے" ۔۔۔ عمران نے اسے پچکارتے ہوئے کہا اور باڈی گارڈ کا ایک لمحے کے لئے یوں جسم اکڑا جیسے وہ عمران پر حملہ کرنے والا ہو۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور واپس سیڑھیوں کی طرف چل پڑا۔

"کمال ہے ۔۔۔ لگتے بھی ہیں اور اکڑتے بھی ہیں ۔۔۔ کیا زمانہ آگیا ہے" ۔۔۔ عمران نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ بند کر کے واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد دو آدمیوں کے قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران نے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس بار صدر صاحب خود آگئے ہیں۔

ایک بار پھر کال بیل بج اٹھی اور عمران دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یار اچھی پریڈ کرادی تم نے ۔۔۔ میں اس نامراد کال بیل کو ہی اکھاڑ دیتا ہوں ۔۔۔ نہ پیسے لیتے ہو۔ نہ جاتے ہو ۔۔۔ کال بیل بجا بجا کر بجلی کا خرچ بڑھائے چلے جارہے ہو" ۔۔۔ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے زور زور سے کہا

"عمران صاحب! ۔۔۔ میں صدر ہوں" ۔۔۔ اچانک دوسری طرف سے ایک باوقار آواز گونجی۔

اور عمران نے جھپٹ کر دروازہ کھول دیا۔

"صدر! ۔۔۔ کونسی ایسوسی ایشن کے صدر ۔۔۔؟ پہلے بڑی مشکل سے باورچی ایسوسی ایشن کے صدر کو فلیٹ سے نکالا ہے ۔۔۔ کم بخت نے میرے فلیٹ کو مرکزی دفتر بنالیا تھا ۔۔۔ اب آپ آگئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

آپ کو سر سلطان نے فون نہیں کیا" ۔۔۔ صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو آپ صدر مملکت ہیں ۔۔۔ اوہ! معاف کیجئے ۔۔۔ میری زبان بڑی تیز چلتی ہے ۔۔۔ خوامخواہ لفظ پھسل کر باہر آجاتے ہیں ۔۔۔ تشریف لائیے" ۔۔۔ عمران نے خجالت آمیز لہجے میں کہا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا۔

صدر مملکت مسکراتے ہوئے فلیٹ میں داخل ہوئے۔ باڈی گارڈ بھی مؤدبانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کی تیز نظروں نے ایک لمحے میں ڈرائنگ روم کا جائزہ لے لیا۔

"تشریف رکھیئے ۔۔۔ زہے نصیب ۔۔۔ آج ذرے کے گھر میں آفتاب آ نکلا ہے ۔۔۔ آسمان زمین پر اتر آیا ہے ۔۔۔ قبرستان میں بہار آئی ۔۔۔ اوہ! معاف کیجئے تشبیہہ کچھ غلط ہوگئی ۔۔۔ دراصل میری اردو بے حد کمزور ہے۔ ابھی سرکاری زبان نہیں بنی ۔۔۔ صرف قومی زبان ہے اور قوم کا حال تو آپ جانتے ہیں سرکار کے مقابلے میں ہمیشہ پتلا بلکہ دبلا رہتا ہے" ۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

صدر مملکت بدستور مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے سر سلطان سے عمران کی شخصیت کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا گو براہ راست کبھی غیر سرکاری ملاقات نہ ہوئی تھی۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ عمران ایسی حرکتیں کرنے کا عادی ہے۔ سر سلطان نے شاید یہ مناسب سمجھا تھا کہ انہیں تفصیل سے عمران کی عادتیں بتادی تھیں تاکہ صدر صاحب کہیں ناراض ہی نہ ہو جائیں۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ عمران اپنی حرکتوں اور باتوں سے کبھی باز نہ آئے گا۔

"مجھے ایکسٹو سے ملنا ہے ___ اور خفیہ طور پر آپ مجھے ان سے ملوا دیں
سر سلطان نے بتایا ہے کہ صرف آپ ہی ان سے براہِ راست غیر سرکاری ملاقات
کروا سکتے ہیں" ___ صدر صاحب نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اچھا ملوا دونگا ___ پہلے آپ یہ فرمایئے کہ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے
عمران نے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"کسی تکلف کی ضرورت نہیں ___ اور شاید آپ کو یہ کہنا بھی بے سود
کہ میرا وقت بہت قیمتی ہے" ___ صدر صاحب نے بے حد سنجیدگی سے
جواب دیا۔
"دیکھیئے جناب! ___ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کچھ پیئے بغیر یہاں سے
چلے جائیں ___ ڈیڈی تو ہر وقت مجھے یہ سبق دیتے رہتے ہیں کہ مہمان نوازی
بہت اچھی چیز ہے ___ مہمان نواز آدمی سے اللہ تعالیٰ بے حد خوش
ہوتا ہے اور اُسے دوزخ میں نہیں بھیجتا ___ بلکہ جنت میں بڑے دھوم
سے داخل کراتا ہے ___ اور اب آپ چاہتے ہیں کہ میں جنت کی بجائے
دوزخ میں چلا جاؤں ___ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ___ عمران نے کہا
"اچھا آپ جو چاہیں پلوا دیجئے ___ لیکن پلیز جلدی" ___ صدر
نے اس کی تقریر سے اکتاتے ہوئے جواب دیا۔
"دیکھیئے جناب! ___ اگر آپ چائے یا کافی پینا چاہیں تو اس سلسلے میں
عرض ہے کہ میرا باورچی یونین کے بکھیڑے میں پڑ گیا ہے ___ کم بخت
آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن بنا کر خود اس کا صدر بن بیٹھا اور مجھے دک
لگا مطالبات کی فہرست ___ میں نے اُسے کان سے پکڑ کر باہر نکال
کر جاؤ سڑک پر جا کر جلوس نکالو ___ اور مجھے خود چائے بنانی آتی نہیں

لئے اگر آپ چائے پینا پسند فرمائیں تو میرا باورچی خانہ حاضر ہے۔ چائے بنا کر
پی لیجئے ___ اور اگر کرم ہو سکے تو مجھے بھی ایک پیالی بنا دیجئے۔ میں نے بھی
صبح سے چائے نہیں پی ___ اور اگر آپ ٹھنڈا پینا چاہیں تو وہ اور بات
ہے ___ شاید فریج میں دو چار ماہ کی باسی کوئی بوتل پڑی ہوئی مل جائے
فرمایئے کیا پسند فرمائیں گے ___ دیکھئے تکلف نہ کیجئے۔ اس فلیٹ
کو بھی پریذیڈنٹ ہاؤس سمجھ لیجئے" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں
اور صدر مملکت کے چہرے پر پہلی بار تکدر اور بیزاری کے آثار ابھر آئے
شاید معاملہ اب ان کی برداشت سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔
ادھر صدر صاحب کے پیچھے کھڑے ہوئے باڈی گارڈ کا تو غصے سے بُرا
حال تھا۔ لیکن وہ مجبور تھا کچھ کہہ نہ سکتا تھا۔
"کیا میں واپس چلا جاؤں" ___ صدر مملکت نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔
"اوہ! ___ آپ ناراض ہو گئے ___ ویری ساری ___ چلئے آپ تکلف
نہ کیجئے ___ ویسے بھی آجکل بڑی مہنگائی ہے ___ مہمان نوازی بھی
مسئلہ بن گئی ہے ___ میں اللہ میاں کو خود ہی منا لونگا ___ وہ بڑا
رحیم ہے" ___ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ایکسٹو کہاں ملے گا" ___ صدر مملکت نے مزید سخت لہجے میں
وہ شاید اب بری طرح بور ہو گئے تھے۔
"ایکس ون کے پیچھے قطار میں کھڑا ہو گا کسی سینما کے ٹکٹ گھر پر۔ اور
کہاں ہو سکتا ہے" ___ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔
"میں آپ سے سرکاری طور پر پوچھ رہا ہوں کہ ایکسٹو کہاں ہے" ___؟

صدر مملکت نے غراتے ہوئے کہا۔
" میں آپ کو غیر سرکاری طور پر بتا رہا ہوں کہ ایکسٹو اپنے گھر میں بیٹھا ا
کر رہا ہوگا" ـــــ عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔
" اس کا گھر کہاں ہے" ـــــ؟ صدر مملکت نے ایک جھٹکے سے اٹھ
کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
" کسی پوسٹ مین سے پوچھ لیجئے ـــــ میں نے تو آج تک دیکھا نہیں"
عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
صدر مملکت چند لمحے خاموش کھڑے رہے ـــــ ان کا چہرہ بتا
تھا کہ وہ اپنا غصہ ضبط کرنے میں بڑے جبر سے کام لے رہے ہیں۔
" سوری عمران صاحب! ـــــ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں یہاں
چل کر آگیا" ـــــ صدر مملکت نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد
لہجے میں کہا اور پھر واپس مڑنے لگے۔
" اوہ! ـــــ جناب آپ ناراض ہو گئے ـــــ میرا یہ مقصد نہ تھا
تشریف رکھیئے ـــــ آپ ہمارے ملک کے صدر ہیں ـــــ ہمارے
قابل احترام ہیں ـــــ فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں
یقین کیجئے مجھے آپ کی خدمت کر کے بے حد مسرت ہوگی" ـــــ ع
کا لہجہ یکدم بدل گیا۔
" دیکھئے! ـــــ یہ ملک کی سلامتی کا مسئلہ ہے ـــــ اس لئے
ایکسٹو سے ملنے کے لئے آپ کے فلیٹ تک اتنے خفیہ طریقے سے آنا
میں چاہتا تھا کہ اس ملاقات کا راز کسی کو معلوم نہ ہو" ـــــ صدر صاحب
نے مڑ کر اس بار نرم لہجے میں کہا۔ البتہ ان کے لہجے میں بے بسی کی جھلک

تھیں۔ عمران نے انہیں واقعی زچ کر دیا تھا۔
" اوہ! ـــــ آپ نے پہلے ہی بتا دیا ہوتا کہ مسئلہ ملکی سلامتی کا ہے۔ تشریف
رکھیئے ـــــ میں نے ایکسٹو کو پہلے ہی پیغام بھیج دیا تھا ـــــ وہ تھوڑی دیر بعد
ہی یہاں پہنچ جائیں گے" ـــــ عمران نے اس بار بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا
اور صدر مملکت اور باڈی گارڈ اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی بے پناہ سنجیدگی دیکھ
کر حیرت سے آنکھیں جھپکنے لگے۔ اس وقت عمران کو دیکھ کر کوئی تصور بھی
نہ کر سکتا تھا کہ وہ غیر سنجیدہ باتیں بھی کر سکتا ہے۔
" پیغام بھجوا دیا ہے ـــــ تو کیا وہ یہاں فلیٹ میں آئیں گے" ـــــ؟
صدر مملکت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" یہ فلیٹ بہت سے رازوں کا امین ہے سر ـــــ اگر صدر مملکت اس
فلیٹ کو رونق بخش سکتے ہیں تو ایکسٹو صاحب بھی یہاں تشریف لا سکتے ہیں" ـــــ
عمران نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔
" لیکن وہ تو نقاب میں آئیں گے ـــــ ایسی صورت میں باہر لوگ انہیں
دیکھ کر چونکیں گے نہیں" ـــــ؟ صدر مملکت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے اور وہ خود اس سے نپٹتے ہیں ـــــ بہرحال
وہ پانچ منٹ بعد یہاں پہنچ جائیں گے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا
اور پھر اس نے اٹھ کر قریب ہی موجود ریفریجریٹر کھولا اور اس کے سب سے
نچلے خانے کو کھول کر اس نے اس میں سے چائے کے برتن نکالے اور میز پر
رکھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے اس خانے کے اندر ایک اور خانہ کھولا اور
اس میں سے ایک کیتلی نکال کر باہر رکھ دی۔ کیتلی میں سے بھاپ نکل رہی تھی
اس نے کیتلی میں سے چائے پیالیوں میں ڈالی اور پھر صدر صاحب سے چینی کا

پوچھا۔

صدر صاحب نے ایک چمچ کے لئے کہا اور عمران نے ایک چمچ پیالی میں ڈال کر اُسے بڑی نفاست سے ہلایا اور نفیس قسم کی پیالی صدر صاحب کے آگے رکھ دی۔

"یہ ریفریجریٹر میں چائے" ___ صدر صاحب نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ ریفریجریٹر مجھ جیسے کنواروں کے لئے بنایا گیا ہے ___ اس کے نچلے حصے میں خصوصی انتظام ہے ___ جہاں خود بخود چائے تیار ہوتی ہے اور پھر کیتلی میں بھر جاتی ہے۔ اور یہ چائے کی پتی خصوصی طور پر فرانس سے منگوائی گئی ہے" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور صدر صاحب نے جب چائے کی چسکی لی تو ان کے چہرے پر خوشگوار سے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ واقعی انتہائی نفیس اور اعلیٰ چائے تھی۔

"بہت خوب" ___ صدر صاحب کے منہ سے بے اختیار تعریف نکل چلی گئی۔

چائے پی لینے کے بعد عمران نے برتن اٹھا کر دوبارہ اندر رکھے اور خانہ بند کر کے ریفریجریٹر بند کر دیا۔ وہ صدر کے آتے ہی سلیمان کو بلانے کے لئے گھنٹی بجا چکا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اب پندرہ منٹ پورے ہونے والے تھے اور سلیمان باہر آنے کے لئے پر تول رہا ہوگا۔

اور پھر وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور سلیمان ایکسٹو کے روپ میں اندر داخل ہوا۔ اور صدر مملکت بے اختیار اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایکسٹو کی وجاہت ہی ایسی تھی کہ خواہ مخواہ اس کی تعظیم

کرنے کو جی چاہتا تھا۔

"تشریف رکھیے" ___ ایکسٹو کی مخصوص آواز کمرے میں گونجی اور پھر وہ بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا صدر کے بالمقابل صوفے پر بیٹھ گیا۔

"فرمایئے جناب ___ آپ نے کیسے یہاں تکلیف کی" ___ ایکسٹو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"عمران صاحب! ___ میں علیحدگی میں ایکسٹو سے بات کرنا چاہتا ہوں" ___ صدر صاحب نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اپنے باڈی گارڈ کو باہر بھیج دیجئے علیحدگی ہو جائے گی" ___ عمران نے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران تم بھی اندر جاؤ ___ میں غیر متعلق آدمیوں کے سامنے سرکاری بات چیت افشا پسند نہیں کرتا" ___ اچانک ایکسٹو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"ب ___ بہت بہتر" ___ عمران نے بوکھلا کر اٹھتے ہوئے کہا اور صدر صاحب کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ عمران جس نے انہیں زچ کر دیا تھا۔ ایکسٹو کے سامنے بھیگی بلی بنا ہوا تھا۔

اور پھر عمران تو ڈرائینگ روم سے نکل کر اندرونی کمرے میں چلا گیا۔ جبکہ صدر کے اشارے پر باڈی گارڈ بیرونی دروازے سے باہر چلا گیا۔ اور اب صدر اور ایکسٹو ڈرائینگ روم میں اکیلے رہ گئے۔

کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں میں آجکل بے حد گہری چھن رہی
تھی۔ ان کا زیادہ تر وقت اکھٹے ہی گزرتا تھا اور چونکہ پچھلے دو ماہ سے سیکرٹ
سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے راوی چین ہی چین لکھتا تھا اور ان
دو ماہ میں صفدر اور کیپٹن شکیل نے مسلسل ہوٹل گردی کا شغل اپنا رکھا تھا۔
وہ صبح ہوتے ہی نکل کھڑے ہوتے اور سارا دن ہوٹل گردی کرتے۔ تفریحات
کرتے اور رات گئے تک مختلف ہوٹلوں کی طرف سے پیش کئے جانے والے پروگرام
سے محظوظ ہوتے رہتے۔

آج ان کا پروگرام ہوٹل سلازار میں جانے کا تھا۔ ہوٹل سلازار سمندر کے
کنارے جدید ترین سہولیات سے مزین ایک شاندار ہوٹل تھا۔ یہ ابھی حال
ہی میں بنا تھا۔ اور اس میں انتہائی دلچسپ پروگرام پیش کئے جا رہے تھے
کل اخبار میں انتظامیہ کی طرف سے پیش کئے جانے والے ایک خصوصی پروگرام
کا اشتہار پڑھ کر انہوں نے ٹیلیفون پر ہی اپنی نشستیں مخصوص کرا لی تھیں۔

پھر صبح ہوتے ہی وہ تیار ہو کر ہوٹل سلازار کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیونکہ یہ
پروگرام صبح کا تھا۔

صفدر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا جب کہ کیپٹن شکیل اس کے
ساتھ والی سیٹ پر براجمان تھا۔ دونوں نے خوبصورت تراش اور اعلیٰ کپڑے
کے سوٹ پہن رکھے تھے اور خوبصورت تراش کے سوٹوں نے ان کی وجاہت
کو دوبالا کر دیا تھا۔

"یہ ہمارے عمران صاحب آجکل کیا کر رہے ہیں ـــــ کہیں نظر نہیں
آتے ـــــ؟" اچانک کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کہیں جھک مارتا پھر رہا ہو گا ـــــ کسی عجیب و غریب شغل میں" ـــــ
صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے ایک بات ہے صفدر صاحب! ـــــ عمران ساتھ ہو تو تفریح کا
لطف دوبارہ ہو جاتا ہے ـــــ کیوں نہ اسے بھی ہوٹل میں بلا لیا جائے"۔
کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کوئی حرج نہیں ہے ـــــ وہاں ہوٹل میں جا کر پتہ کرتے ہیں۔ اگر
تیسری نشست کا انتظام ہو سکتا ہے تو اسے ٹیلیفون کر دیں گے" ـــــ صفدر
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے اس نے کار ہوٹل سلازار کے وسیع و
عریض کمپاؤنڈ میں موڑ دی۔ اور پھر پارکنگ میں کار روک کر وہ دونوں نیچے
اترے اور پارکنگ کارڈ چوکیدار سے لے کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھتے
چلے گئے۔

ہوٹل میں خاصا رش محسوس ہو رہا تھا۔ کیونکہ مسلسل جوڑے کاروں
سے اتر کر اندر جا رہے تھے۔

جیسے ہی وہ دونوں مین گیٹ کراس کر کے اندر داخل ہوئے ایک باوردی ویٹر نے آگے بڑھ کر ان دونوں سے نشستوں کے نمبر معلوم کئے اور پھر کونے میں ایک میز کی طرف ان کی راہنمائی کرنے لگا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل ویٹر کی راہنمائی میں چلتے ہوئے اپنی دو نشستوں والی مخصوص میز پر پہنچ گئے۔ اور ان کے وہاں بیٹھتے ہی ویٹر نے میز پر پڑا ہوا ریزرویشن کارڈ ہٹا لیا۔ صفدر نے اُسے چائے لانے کیلئے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

ہال عورتوں اور مردوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہال عورتوں کے مترنم اور مردوں کے بے ہنگم قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ ان کی نشست ایسی جگہ پر تھی کہ جہاں سے وہ آسانی سے تمام ہال کا جائزہ لے سکتے تھے۔

اور پھر اچانک کیپٹن شکیل بُری طرح چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"کیا بات ہے" ——— صفدر نے کیپٹن شکیل کو اس طرح چونکتے دیکھ کر پوچھا۔

"حیرت ہے ——— یہ شخص اور یہاں" ——— کیپٹن شکیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں اچانک سختی سی نمایاں ہو گئی تھی

اور پھر صفدر نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا اور اسکی نظریں مین گیٹ کے قریب ایک میز پر اکیلے بیٹھے ہوئے آدمی پر جم گئیں۔ کیپٹن شکیل کی نظریں بھی اسی پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ کوئی غیر ملکی تھا۔ بانس کی طرح لمبا اور دُبلا پتلا۔

"کیا تم اس لمبے اور دُبلے غیر ملکی کو دیکھ کر چونکے ہو" ——— صفدر نے پوچھا

"ہاں صفدر! ——— کیا تم اسے جانتے ہو ——— میں حیران ہوں کہ یہ

اپنی اصل شکل صورت میں یہاں اتنی آزادی سے گھوم پھر رہا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا

"میں تو اسے نہیں جانتا ——— کون ہے یہ" ——— صفدر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ کیپٹن شکیل کے انداز سے وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ یہ دبلا پتلا آدمی کسی خاص حیثیت کا مالک ہی ہو سکتا ہے۔

"اوہ صفدر! ——— یہ شخص دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس کا تعلق کے۔ جی۔ بی سے ہے ——— اور اس کا کوڈ نام اسپارک ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس میں ہوتے ہوئے میرا ایک بار اس سے ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ یہ شخص بجلی ہے بجلی ——— ناممکن کام بھی اس کے لئے ممکن ہیں" ——— کیپٹن شکیل نے بڑے پُراسرار انداز سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"کے۔ جی۔ بی کا سیکرٹ ایجنٹ اسپارک ——— اگر واقعی یہ وہی ہے تو پھر یہ یقیناً کسی خاص مشن پر آیا ہو گا" ——— صفدر نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم خاص مشن کی بات کرتے ہو ——— یہ مجھے کوئی بہت بڑا چکر نظر آ رہا ہے ——— اسپارک کو عام کاموں میں آگے نہیں کیا جاتا ——— لیکن پھر اپنی اصل شکل میں تو کبھی نظر نہیں آتا" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس نے سوچا ہو کہ یہاں مجھے پہچاننے والا کون ہے۔ لیکن جس طرح تم نے اسے پہچان لیا ہے ——— ہو سکتا ہے اس نے بھی تمہیں پہچان لیا ہو" ——— صفدر نے کہا۔

"نہیں ——— میں اس وقت میک اپ میں تھا اور ہمارا ٹکراؤ صرف چند

لمحوں کا تھا" ___ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

اسی لمحے ویٹر نے چائے لاکر میز پر رکھ دی۔

"سنو! ___ وہ جو غیر ملکی گیٹ کے پاس والی میز پر بیٹھا ہوا ہے کیا یہ ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے" ___ ؟ صفدر نے ویٹر سے مخاطب ہو کر آنکھ سے اسپارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں! ___ وہ آج ہی آئے ہیں ___ چوتھی منزل۔ کمرہ نمبر بارہ مسٹر راک فیلڈ" ___ ویٹر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور صفدر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سو کا ایک نوٹ ویٹر کی مٹھی میں دبا دیا اور ویٹر شکریہ کے انداز میں سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ ایکسٹو کو اس کی اطلاع دے دی جائے" ___ کیپٹن شکیل نے ویٹر کے جانے کے بعد چائے کے برتن اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ تم چائے بناؤ ___ میں پبلک بوتھ سے فون کر آؤں" ___ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چائے پی لو۔ پھر چلے جانا ___ یہ شخص بے حد چوکنا رہتا ہے ___ ہو سکتا ہے وہ مشکوک ہو جائے" ___ کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر سر ہلا کر بیٹھ گیا۔

چائے پینے کے بعد صفدر اٹھا اور ہال سے گزر کر پبلک گیلری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کیپٹن شکیل کن انکھیوں سے مسلسل اسپارک کا جائزہ لے رہا تھا اس کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کوئی سنگین

کا خطرہ پاکیشیا کے سر پر منڈلا رہا ہے۔

کیپٹن شکیل کو صفدر کی یہ بات پسند نہ آئی تھی کہ اس نے ایک ویٹر سے اسپارک کے متعلق پوچھ لیا تھا۔ وہ ان ویٹروں کی نفسیات اچھی طرح جانتا تھا۔ یہاں معلومات دینے کے بعد کچھ رقم بٹورنے کے لئے وہ ان دونوں کے متعلق اسپارک کو بھی ضرور اطلاع دے گا۔ لیکن اب تو بات ہو گئی تھی وہ اس کے نتائج کو تو نہ روک سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد صفدر واپس آ کر بیٹھ گیا۔

"ایکسٹو نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی ___ اس نے صرف دور سے نگرانی کا حکم دیا ہے" ___ صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو کی رائے بہت اچھی ہے ___ ایسے آدمی کے قریب جانا ہی حماقت ہے" ___ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یار تم خوامخواہ اس تیلی نما آدمی کا قد بڑھائے چلے جا رہے ہو" ___ صفدر شاید کیپٹن شکیل کے انداز سے چڑ گیا تھا۔

"اس کا قد تو پہلے ہی بڑا ہے ___ بہرحال تم خود دیکھ لو گے کہ یہ کیا شے ہے" ___ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے شو کے بعد اسے اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیا جائے۔ وہاں ایکسٹو خود ہی اس سے پوچھ گچھ کر لے گا" ___ صفدر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"مگر ایکسٹو نے تو ایسا حکم نہیں دیا" ___ کیپٹن شکیل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو نے اسے اہمیت بھی کوئی نہیں دی ___ لیکن تم کہتے ہو کہ

اس کی بڑی اہمیت ہے ـــــ اس لئے ہو سکتا ہے کچھ حاصل ہو ہی جائے اور ویسے بھی دو ماہ سے فارغ رہتے رہتے میں اکتا گیا ہوں ـــــ میرا جی چاہتا ہے کہ کوئی ہنگامہ ہو۔ لیکن مجرم تو شاید پاکیشیا کو بھول ہی گئے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"اگر اسپارک واقعی کسی خاص چکر میں آیا ہے تو پھر تمہاری تمام حسرتیں نکل جائیں گی ـــــ فکر نہ کرو" ـــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر طے رہا کہ شو کے بعد اسے اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیا جائے"۔ صفدر نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوچ لو ـــــ ایسا نہ ہو کہ کوئی گڑبڑ ہو جائے اور بعد میں ایکسٹو کی جھاڑ سننی پڑے" ـــــ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے تم فکر نہ کرو ـــــ کچھ نہیں ہوتا" ـــــ صفدر نے کہا اور اسی لمحے ہال کی بڑی لائٹیں بجھ گئیں اور ہلکی ہلکی مدھم روشنی پھیلنے لگی۔

ہال کے سامنے کے رخ بنے ہوئے اسٹیج پر تیز روشنی پڑنے لگی تھی اور پھر چند لمحوں بعد ہوٹل سلازار کا مخصوص شو شروع ہو گیا اور ہال پر گہری خاموشی چھا گئی۔ ہر شخص سٹیج کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی شو دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔

تقریباً ایک گھنٹے تک شو ہونے کے بعد ہال کی لائٹیں دوبارہ جل اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی لوگ کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

صفدر اور کیپٹن شکیل نے لائٹیں آن ہوتے ہی اسپارک کی طرف دیکھا اور پھر ان کی نظریں اسپارک پر جم گئیں جو میز سے اٹھ کر لفٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"آؤ" ـــــ صفدر نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر پلیٹ میں ڈالتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر ریوالور تو ہے نہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس ہے ـــــ میری عادت ہے کہ میں اسے ہر وقت ساتھ رکھتا ہوں ـــــ آؤ" ـــــ صفدر نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب کیپٹن شکیل کو بھی مجبوراً اس کی پیروی کرنی پڑی۔

لفٹ کے ذریعے چند ہی لمحوں میں وہ چوتھی منزل پر پہنچ گئے۔ صفدر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور پر گرفت مضبوط کی اور پھر احتیاط سے قدم اٹھاتے کمرہ نمبر بارہ کے دروازے پر جا کر رک گئے۔ دروازے پر راک فیلڈ کا نام انتظامیہ کی طرف سے جاری کردہ کارڈ پر موٹے حروف میں لکھا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔

صفدر نے دوسرے ہاتھ سے دروازے کو دبایا تو دروازہ اندر سے بند تھا صفدر نے ہاتھ اٹھا کر آہستہ سے دستک دی۔

"کون ہے" ـــــ؟ اندر سے ایک باریک مگر تیز آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھولئے ـــــ ہمارا تعلق نارکوٹک ایجنسی سے ہے" ـــــ صفدر نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔ گو قالین کی وجہ سے آواز بے حد مدھم تھی۔ لیکن صفدر کے حساس کانوں نے اس کا ادراک کر لیا تھا۔

دوسرے لمحے دروازے کا تالا کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ چوپٹ کھلتا چلا گیا۔ صفدر شاید اسی انتظار میں تھا۔ دروازہ کھلتے ہی اس نے پوری

قوت سے دروازے میں کھڑے ہوتے اسپارک کو دھکا مارا اور اسپارک اچھل
پشت کے بل قالین پر جا گرا۔ صفدر نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور
نکال کر اس پر تان لیا۔ وہ اور کیپٹن شکیل دونوں کمرے میں داخل ہو چکے تھے
"خبردار! — اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا" — صفدر کا لہجہ بے حد
کرخت تھا۔

"کون ہو تم — اور اس طرح کیوں اندر داخل ہوئے ہو" —
اسپارک نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اب اٹھ کر
بیٹھ گیا تھا۔

"اسی طرح بیٹھے بیٹھے دوسری طرف منہ کر لو مسٹر اسپارک جلدی" —
صفدر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پہلے سے زیادہ سخت لہجے
میں کہا۔

اسپارک چند لمحے حیرت سے صفدر کو دیکھتا رہا۔ جیسے اسے صفدر کے
منہ سے اپنا نام سن کر شدید ذہنی جھٹکا لگا ہو۔ لیکن جلد ہی اس کا چہرہ
معمول پر آتا چلا گیا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی اور اس کے ساتھ
ہی وہ وہیں بیٹھے بیٹھے دوسری طرف گھومنے لگا۔

صفدر اس کے پوری طرح گھومنے کے انتظار میں تھا۔ کیپٹن شکیل ایک
سائیڈ پر بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ اسے کسی بھی لمحے اسپارک کی طرف
سے کسی بھی حرکت کی توقع تھی۔ لیکن اسپارک کو اس طرح صفدر کے حکم کی
تعمیل میں گھومتا دیکھ کر اس کے تنے ہوئے اعصاب بھی ڈھیلے پڑتے
چلے گئے۔

اسپارک کی پشت جیسے ہی صفدر کی طرف ہوئی۔ صفدر نے ہاتھ میں

ے ہوئے ریوالور کو اچھالا تاکہ اسے نال سے پکڑ کر اس کا دستہ اسپارک کی
ی پر مار دے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا اسپارک
بیٹھے کسی اسپرنگ کی طرح پیچھے کی طرف اچھلا اور اس کا بڑا سا سر پوری
ے صفدر کی دونوں ٹانگوں کے درمیانی حصے پر توپ کے گولے کی
لگا اور صفدر چیخ مار کر منہ کے بل نیچے جھکا اور سر کے بل اسپارک کے آگے
ا۔ ریوالور اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تھا۔

اسی لمحے اسپارک نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے اوپر گرتے ہوئے
فدر کو پوری قوت سے اچھال دیا۔ اور صفدر اس بار کمان سے نکلے ہوئے
ی طرح قریب کھڑے ہوئے کیپٹن شکیل سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں ہی
دوسرے سے ٹکرا کر دروازے کے پاس ہی قالین پر ڈھیر ہو گئے۔

اسپارک بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں
دوسرے سے ٹکرا کر اٹھتے۔ اس کی لات گھومی اور صفدر کی دو پسلیاں
گر چھوڑ کر اندر کی طرف گھستی چلی گئیں اور صفدر کے منہ سے چیخ نکل گئی
کیپٹن شکیل نے تیزی سے اپنے آپ کو اسپارک کے حملے سے بچاتے کے
پہلو بدلنے کی کوشش کی۔ لیکن اسپارک تو بجلی بنا ہوا تھا۔ اس کی دوسری لات
شکیل کے پہلو پر پوری قوت سے پڑی اور کیپٹن شکیل وہیں پہلو کے بل
ر پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد تو اسپارک نے ان دونوں کو ایک لمحے کے
ی سنبھلنے نہ دیا۔ اس کی دونوں لاتیں انتہائی تیز رفتاری سے باری باری
ہی تھیں اور صفدر اور کیپٹن شکیل کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے
وں پر مسلسل گرز برس رہے ہوں۔

اور پھر چند ہی لمحوں بعد ان دونوں کے ذہنوں پر اندھیرے چھاتے چلے

گئے۔

اور پھر جب ان کی آنکھیں کھلیں تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک کمرے
کے فرش پر پڑے ہوئے پایا۔ ان دونوں کے ہاتھ اور ٹانگیں نائلون کی
رسیوں سے باندھ دی گئی تھیں اور سامنے بیڈ پر اسپارک ہاتھ میں صفدر کا
ریوالور پکڑے ٹانگیں لٹکائے بڑے اطمینان سے بیٹھا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل کو ہوش میں آتے ہی اپنے چہروں پر نمی کا احساس
ہوا۔ اور پھر جب انہوں نے بیڈ کے ساتھ رکھی ہوئی میز پر پڑا پانی کا آدھا
بھرا ہوا جگ دیکھا جس میں پانی ابھی تک ہل رہا تھا تو وہ سمجھ گئے کہ پانی
کے چھینٹے منہ پر مار کر انہیں ہوش میں لایا گیا ہے۔

"مجھے ویٹر نے بتا دیا تھا کہ تم دونوں میرے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہو
لیکن میں نے اس لئے توجہ نہ دی تھی کہ تمہارے جیسے پس ماندہ ملکوں میں
غیر ملکیوں کے بارے میں اکثر لوگ تجسس کا شکار ہوتے رہتے ہیں ۔۔۔
اب معلوم ہوا ہے کہ تم میری اصل حیثیت سے بھی واقف ہو" ۔۔۔ اسپارک
نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد پرسکون تھا۔

"تمہارا خیال ہے درست ہے ۔۔۔ ہم تمہاری اصل حیثیت سے
واقف ہیں ۔۔۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری پھرتی اور ذہانت
سے واقف نہ تھا ۔۔۔ ورنہ شاید اتنی آسانی سے مار نہ کھا جاتا"
صفدر نے بھی پرسکون لہجے میں جواب دیا۔

"اب تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے ۔۔۔ ظاہر ہے
کسی سرکاری تنظیم سے ہی ہو گا ۔۔۔ ورنہ تم میرے اس نام سے واقف
نہ ہوتے" ۔۔۔ اسپارک نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہم نے پہلے ہی بتایا ہے کہ ہمارا تعلق نارکوٹک ایجنسی سے ہے ۔۔۔ اور
اطلاع ملی تھی کہ تم اس بار ایک سمگلنگ ایکٹ میں ملوث ہو کر یہاں آئے
ہو ۔۔۔ اس لئے ہم تمہیں اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر لے جانا چاہتے تھے۔ تاکہ تم
سے اس ایکٹ کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر سکیں" ۔۔۔ صفدر
نے جواب دیتے ہوئے کہا

"مجھے بہلانے کی کوشش نہ کرو ۔۔۔ میرا نام اسپارک ہے۔ جو بات
درست ہے وہ فوراً اگل دو ۔۔۔ ورنہ مجھے سچ اگلوانے کے بے شمار طریقے
آتے ہیں ۔۔۔ بولو جلدی" ۔۔۔ اسپارک نے اس بار قدرے
غصیلے لہجے میں کہا۔

"جو سچ تھا وہ میں نے بتا دیا ہے" ۔۔۔ صفدر نے انتہائی
پرسکون لہجے میں جواب دیا۔

مگر دوسرا لمحہ صفدر پر بے حد بھاری پڑا۔ اسپارک نے ہاتھ میں پکڑے
ہوئے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے صفدر کی ناک پر مار دیا۔ گو صفدر
نے انتہائی تیزی سے اپنے سر کو ایک طرف کر کے وار بچانے کی کوشش
کی لیکن پھر بھی دستہ اس کے گال پر پڑا اور اس کا گال دستے کی بھرپور
ضرب سے پھٹتا چلا گیا۔

اسپارک کو چونکہ دستے کا وار جھک کر کرنا پڑا تھا۔ اس لئے وہ اپنے
وار میں تو کامیاب ہو گیا تھا لیکن کیپٹن شکیل نے اس کے جھکنے سے فائدہ
اٹھایا اور اس کی دونوں بندھی ہوئی ٹانگیں اکٹھی ہی کسی لاٹھی کی طرح فضا میں
بلند ہوئیں اور پوری قوت سے جھکے ہوئے اسپارک کی گردن پر پڑیں۔ اور
صفدر کی چیخ کے ساتھ ساتھ اسپارک کے حلق سے بھی چیخ نکل گئی اور وہ

جھٹکا کھا کر صفدر کے قریب ہی قالین پر گر گیا اور صفدر نے تیزی سے
کروٹ بدلی اور اسپارک کے اوپر جا گرا۔

اسپارک نے نیچے گرتے ہی صفدر کو اپنے اوپر سے جھٹکنا چاہا
صفدر نے چہرہ زخمی ہونے کے باوجود پوری قوت سے اپنا سر اس کی
پر دے مارا۔ اور پھر جس طرح اسپارک کی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے
تھیں اسی طرح صفدر کا سر بھی چابی بھرے کھلونے کی طرح مسلسل
شروع ہو گیا۔ اور اسپارک کا چہرہ مسلسل ضربیں لگنے سے شدید زخمی ہو گیا
نے اپنے جسم کو تیزی سے بل دے کر ان ضربات سے اپنے آپ کو بچانا
کیپٹن شکیل اسی طرح بندھا ہوا مینڈک کی طرح اچھل کر اس کی ٹانگوں
اوپر آ گیا اور اس کے جسم کے وزن کی وجہ سے اب اسپارک کے لئے کروٹ
بدلنا اور اپنے آپ کو بچانا ناممکن ہو گیا۔

نتیجہ یہ کہ چند ہی لمحوں بعد وہ بھی ہاتھ پیر چھوڑ گیا اور گہری بیہوشی
میں ڈوبتا چلا گیا۔

جب صفدر کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ اسپارک بیہوش ہو گیا
وہ کروٹ بدل کر نیچے گر گیا۔ جس طرح اس کا چہرہ خون سے تر تھا۔ اسی
طرح اسپارک کا چہرہ بھی خون سے تر ہو چکا تھا۔

"اپنے ہاتھ میری طرف کرو" ـــــ کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب
ہو کر کہا اور صفدر نے کمان کی طرح پیچھے کی طرف ہو کر ہاتھ کیپٹن شکیل
کی طرف بڑھا دیئے۔

کیپٹن شکیل کی بھی صفدر کے ہاتھوں کی طرف پشت تھی۔ اس نے
اپنے بھی بندھے ہاتھ پیچھے کی طرف بڑھائے اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں

مخصوص انداز میں جھٹکے دیئے تو اس کے ہاتھوں میں پہنے ہوئے کنگنوں کے
بلیڈ باہر کو نکل آئے اور کیپٹن شکیل نے ہاتھوں سے صفدر کی کلائیاں تھامیں
مخصوص انداز سے کے مطابق کنگن کے بلیڈوں کو صفدر کی رسیوں پر رگڑنا
شروع کر دیا۔

صفدر کی بے اختیار سسکاریاں سی نکل گئیں کیونکہ رسیوں سے زیادہ
کی کلائیوں کی کھال بلیڈوں کی زد میں آ رہی تھی۔ لیکن چونکہ اس کے
ان کے پاس آزاد ہونے کی اور کوئی صورت نہ تھی اس لئے اس نے
نہ ہٹائے اور پھر چند لمحوں بعد رسی کٹ گئی۔ اور صفدر نے ایک جھٹکے
سے ہاتھ کھول لئے۔ اس کی کلائی سے خون بہہ رہا تھا۔

صفدر نے خون کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے کیپٹن شکیل کے ہاتھ
کھولنے شروع کر دیئے اور کیپٹن شکیل کے ہاتھ آزاد ہونے کے بعد اس نے
جیب سے رومال نکال کر اپنی کلائیوں اور چہرے پر لگا ہوا خون پونچھ ڈالا
کیپٹن شکیل نے اس دوران اپنے پیروں میں بندھی ہوئی رسی کھولی اور پھر
اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

صفدر بھی ہاتھ منہ صاف کر کے اپنی رسیاں کھولنے میں مصروف ہو گیا
اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ بھی آزاد ہو چکا تھا۔

"جا کر ٹھنڈے پانی سے ہاتھ منہ دھو لو ـــــ اس سے خون رک جائے
گا ـــــ میں اتنی دیر میں اس اسپارک کو باندھ لوں" ـــــ کیپٹن شکیل
نے صفدر کو ہدایت کی۔

"ہاں اسے اچھی طرح باندھ دو ـــــ ایسا نہ ہو کہ یہ جلدی ہوش میں
آ کر ہمارے لئے دوبارہ دردِ سر بن جائے" ـــــ صفدر نے

جواب دیا اور تیزی سے غسل خانے میں گھستا چلا گیا۔ اور کیپٹن شکیل نے
ہلاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی ہوئی رسی سے اسکے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے او
کمرے میں موجود الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے الماری کھولی اور اس کا جائزہ لینے لگا۔ الماری میں
سوٹ ٹنگے ہوئے تھے اور ایک بڑا سا بریف کیس نچلے خانے میں پڑا
کیپٹن شکیل نے وہ بریف کیس باہر نکالا۔

اسی لمحے صفدر بھی غسل خانے سے باہر آگیا۔ اب اس کا چہرہ
سے صاف تو ہو گیا تھا لیکن گال پر موجود زخم خاصا گہرا تھا۔

"تم سچ کہتے تھے کیپٹن شکیل! ــــــ یہ تیلی نما آدمی تو خاصا
نکلا" ــــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا

ابھی تو شکر کرو کہ وہ جھک کر ریوالور کا دستہ مارنے کی وجہ
کھا گیا ــــ ورنہ سنجلنے پہ ہم دونوں کا کیا حشر کرتا" ــــــ کیپٹن
نے بریف کیس کے تالے کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا

دوسرے لمحے ایک ہلکے سے کھٹکے سے کلپ کھلتے چلے گئے۔ ان
لاک نہیں لگایا گیا تھا اور کلپ کھلتے ہی کیپٹن شکیل نے بریف کیس
اٹھا دیا۔

ڈھکن اٹھتے ہی سفید رنگ کی گیس کا ایک بھبھکا سا اٹھا اور
اور کیپٹن شکیل کو یوں محسوس ہوا جیسے کمرہ کسی تیز لٹو کی طرح گھومنے
یہ آخری احساس تھا جو ان کے ذہنوں نے محسوس کیا۔ اس کے بعد
پر آٹے کے بوروں کی طرح ڈھیر ہوتے چلے گئے۔

عمران نے اندرونی کمرے میں پہنچتے ہی دروازہ بند کیا اور پھر
س نے وہاں پڑی ہوئی میز کے کنارے کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔
دوسرے لمحے سامنے دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اور
مران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ کر سکرین کو دیکھنے لگا۔

سکرین پر ڈرائینگ روم کا منظر ابھر آیا تھا جس میں دو صدر بیٹھے
صروف گفتگو تھے۔ ایک پاکیشیا کا صدر اور دوسرا آل ورلڈ بادرچی ایسوسی ایشن
کا صدر ــــ یعنی عزت ماب سلیمان پاشا۔ ان کی آوازیں کمرے میں گونج
رہی تھیں۔

"مسٹر الجیٹو! ــــ مجھے اس خفیہ ملاقات پر اس لئے مجبور ہونا
پڑا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ کسی غیر متعلق شخص کو اس ملاقات کا علم ہو سکے"
صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے ــــ یہ ملاقات خفیہ کیسے رہی ــــ؟" سر سلطان نے

عمران کو عام فون پر اس بات کی اطلاع دی کہ آپ اس کے فلیٹ پر
لئے آرہے ہیں کہ ایکسٹو سے ملاقات ہو سکے ـــــ تو آپ کا کیا خیال
کہ یہ کال ٹیپ نہیں ہو سکتی" ـــــ سلیمان نے بڑے باوقار لہجے
کہا اور صدر مملکت بری طرح چونک پڑے ۔
"اوہ! ـــ اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا ـــــ میں
سر سلطان کو کہا تھا کہ وہ عمران کو فون پر میرے آنے کی اطلاع کر دیں
صدر مملکت کے لہجے میں شدید ندامت کے آثار نمایاں تھے ۔
"بہرحال میں نے اطلاع ملتے ہی اس بات کو چیک کر لیا تھا کہ
ٹیپ ہوا یا نہیں ـــــ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ایسا نہیں ہوا"
سلیمان نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔
"آپ نے کیسے چیک کر لیا" ـــــ ؟ صدر نے چونکتے ہوئے
"اس بات کو رہنے دیجئے ـــــ ہمارا کام ہی ایسا ہے ـــــ بہ…
آپ صدر ہیں اس لئے آپ سے کوئی بات چھپانی بے سود ہے ۔ د…
میری یہ عادت ہے کہ میں کسی بھی شخص پر اندھا اعتماد کبھی نہیں کرتا ـــــ
بھی آدمی کسی بھی وقت خریدا جا سکتا ہے ـــــ اس لئے میں نے خفیہ
پر اس کا انتظام کیا ہوا ہے کہ عمران کا فون مسلسل چیک ہوتا رہے اور ای…
مجھے یہ علم ہوا کہ سر سلطان کی کال کو کسی نے چیک نہیں کیا ـــــ اگر ایسا
مجھے نہ صرف علم ہو جاتا ـــــ بلکہ میری نظر میں وہ جگہ بھی آجاتی جہاں یہ
سنی جاتی ـــــ سلیمان نے بڑے واضح الفاظ میں کہا۔
"واہ بھئی واہ! ـــــ یہ تو واقعی آل ورلڈ ایسوسی ایشن کے …
جیسی باتیں کر رہا ہے ـــــ بہت خوب" ـــــ عمران نے سلیمان کی

سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔
"بہت خوب! ـــــ واقعی آپ اس ملک کی جاگتی ہوئی آنکھ ہیں ـــــ
بہرحال میرے یہاں آنے کا مقصد ایک اطلاع ہے ـــــ مجھے کافرستان
میں اپنے سفیر نے ایک خفیہ اطلاع بھیجی ہے کہ روسیاہ اور کافرستان کے سربراہوں
کی پچھلے دنوں ایک خفیہ ملاقات ہوئی ہے ـــــ گو اس ملاقات کی تفصیلات
کا تو علم نہیں ہو سکا۔ لیکن اتنا ضرور پتہ چل گیا ہے کہ اس ملاقات کا مقصد
پاکیشیا کے خلاف کوئی مشترکہ مشن تھا" ـــــ صدر مملکت نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔
"تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں" ـــــ ؟ سلیمان چونکہ ایسے معاملات میں
کچھ زیادہ سمجھ نہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اس بات کو غنیمت سمجھا کہ اس
پر تبصرہ کرنے کی بجائے صدر کا عندیہ ہی معلوم کر لیا جائے۔
"میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ملاقات کی تفصیلات کا پتہ چلایا جائے۔ لیکن
اس طرح کہ یہ دونوں ممالک مشکوک نہ ہو سکیں ـــــ کیونکہ موجودہ بین الاقوامی
سیاسی پوزیشن کچھ اتنی نازک ہے کہ ہم ان ملکوں سے کسی طرح کی بھی کوئی
چھیڑ چھاڑ نہیں کر سکتے ـــــ ایسا ہونے سے ہمارے ملک کی سلامتی
خطرے میں پڑ جائے گی" ـــــ صدر مملکت نے اپنی بات کی وضاحت
کرتے ہوئے کہا۔
"یہ ملاقات کہاں ہوئی ہے" ـــــ ؟ سلیمان نے کچھ دیر خاموش
رہنے کے بعد پوچھا
"آپ کو یقیناً علم ہوگا کہ گزشتہ دنوں کافرستان کے وزیر اعظم سرکاری
دورے پر روسیاہ گئے تھے۔ چنانچہ یہ ملاقات روسیاہ میں ہی ہوئی ہے ۔

"مزید تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے" ___ صدر مملکت نے کہا۔
"ہمارے سفیر نے کیا بتایا ہے کہ انہیں کس ذرائع سے یہ اطلاعات ملی ہیں"
سلیمان نے کہا۔ وہ واقعی اپنا رول بڑی ذہانت سے ادا کر رہا تھا۔
"جی ہاں! ___ انہوں نے اشارہ کیا ہے کہ کافرستانی وزیر اعظم کے خف
تعلقات وہاں کی ایک لڑکی سے ہے ___ وہ لڑکی بھی بطور صحافی اس
دورے میں وزیر اعظم کے ساتھ گئی تھی۔ اس لڑکی نے واپس آکر ایک
محفل میں شراب کے نشے میں آؤٹ ہو کر یہ بات بتائی ہے۔ اور اس محفل
خوش قسمتی سے ہمارے سفارت خانے کا ایک سیکنڈ آفیسر بھی موجود
اس سیکنڈ آفیسر نے وہیں سے فون کر کے سفیر کو یہ اہم اطلاع دے د
لیکن دوسرے ہی روز وہ سیکنڈ آفیسر ایک کار کے حادثے میں ہلاک ہو گ
بہرحال اطلاع ہم تک پہنچ گئی" ___ صدر مملکت نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ___ آپ بے فکر رہیں ___ میں جلد ہی اس میٹنگ
تفصیلات کا کھوج نکال لونگا" ___ سلیمان نے اب مزید بات چیت
کی بجائے پیچھا چھڑانے کی کوشش شروع کر دی۔
"اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں نے آپ سے یہ خفیہ ملاقات ک
کی ہے ___ کیونکہ مجھے خدشہ تھا کہ سیکنڈ آفیسر کو ہلاک کرنے
ساتھ ہی کافرستانی ایجنٹ اس خیال میں ہوں گے کہ کیا سیکنڈ آفیسر نے
اطلاع ہم تک تو نہیں پہنچا دی ___ اور اگر میں سرکاری طور پر آپ سے
تو وہ یقیناً سمجھ جاتے کہ ہمیں اطلاع مل چکی ہے اور اس طرح وہ چوکنے
جاتے" ___ صدر مملکت نے اس طرح عمران کے فلیٹ میں آنے
ایکسٹو سے خفیہ ملاقات کے جواز میں دلائل دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے محترم صدر! ___ لیکن آپ نے پوری
بات نہیں بتائی ___ صرف دو ملکوں کے سربراہوں کی ملاقات آپ کے
لئے اتنی تشویش انگیز نہیں ہو سکتی ___ جو اصل بات ہے وہ مجھ سے چھپایئے
نہیں" ___ اچانک سلیمان نے کہا۔
اور سلیمان کی بات سن کر کمرے میں بیٹھا ہوا عمران بھی چونک پڑا۔
اسے سلیمان کی ذہانت پر رشک آنے لگا تھا جس نے واقعی انتہائی گہری
بات کی تھی۔
صدر مملکت بھی سلیمان کی بات سن کر چونک پڑے۔
"اوہ! ___ یہ اندازہ آپ نے کیسے لگا لیا کہ میں آپ سے کوئی بات
چھپاؤں گا" ___ صدر کے لہجے میں حیرت تھی۔
"اگر میرا اندازہ غلط ہے تو پھر مجھے ایکسٹو کی سیٹ پر کام کرنے کی بجائے
کہیں باورچی کی ملازمت اختیار کر لینی چاہیئے" ___ سلیمان نے باوقار
لہجے میں کہا۔
اور عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ تیرنے لگی، وہ دل ہی
دل میں سوچ کر محظوظ ہو رہا تھا کہ اگر ابھی صدر مملکت کو یہ معلوم ہو جائے کہ
جس شخص سے وہ اہم سرکاری راز پر گفتگو کر رہے ہیں وہ واقعی ایک باورچی
ہے تو ان کی کیا حالت ہو گی۔
"آپ کا اندازہ درست ہے مسٹر ایکسٹو! ___ اور مجھے خوشی ہے کہ آپ
خطرناک حد تک ذہین واقع ہوئے ہیں ___ واقعی میں نے آپ کو پوری
بات نہیں بتائی تھی۔ لیکن ایسا میں نے جان بوجھ کر کیا تھا۔ کیونکہ وہ بات ہی
ایسی تھی کہ اس کا تعلق آپ سے نہ تھا ___ آپ کو یقیناً اس بات کا علم نہ

ہو گا کہ پاکیشیا کے ذہین سائنسدان ایٹمک ٹیکنالوجی سے بہت آگے بڑھ
کر ایک ایسی ٹیکنالوجی پر کام کر رہے ہیں ـــــ جو ابھی تک ایکریمیا۔ روس
اور شوگران نے بھی نہیں سوچی ـــــ ہم نے اسے سنی ٹیکنالوجی کا نام دیا
ہے۔ اس ٹیکنالوجی کی بنیاد شمسی توانائی کی جدید ترین ریسرچ پر
ہے" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"مجھے تو صرف اتنا معلوم ہے کہ شمسی توانائی سے پریشر ککر اور چولہے
جلائے جا رہے ہیں" ـــــ سلیمان نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا اور
صدر مملکت شاید اسے طنز سمجھے۔ اس لئے ان کے چہرے پر خجالت کے
آثار نمایاں ہو گئے۔

"سوری مسٹر ایکسٹو! ـــــ واقعی مجھے ایسا نہ کہنا چاہیئے ـــــ کوئی
ایسی بات ممکن نہیں جو آپ سے پوشیدہ رہ سکے ـــــ آپ یقیناً
سنی ٹیکنالوجی کے بارے میں بھی جانتے ہوں گے۔ بہرحال اس میٹنگ میں
سنی ٹیکنالوجی کا بھی ذکر آیا تھا ـــــ اور یہی بات ہمارے لئے سب سے
زیادہ تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے ـــــ ہم جلد از جلد اس میٹنگ
کی مکمل تفصیلات چاہتے ہیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ دونوں ملک اس کے
بارے میں کس حد تک جانتے ہیں" ـــــ صدر مملکت نے وضاحت
کرتے ہوئے کہا۔

"او کے! ـــــ اب آپ بے فکر رہیں ـــــ اب یہ مسئلہ بے حد اہم
ہو چکا ہے اس لئے میں اس پر فوری کام شروع کر دوں گا ـــــ آپ کو جلد
ہی رپورٹ مل جائے گی" ـــــ سلیمان نے باوقار لہجے میں جواب دیا۔

"او کے! ـــــ تھینک یو" ـــــ صدر مملکت نے اٹھ کر کھڑے ہوتے

ہوئے کہا۔

اور پھر سلیمان بھی ان کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"عمران نے اگر آپ سے کوئی بدتمیزی کی ہے تو اس کے لئے میں اس
کی طرف سے معافی چاہتا ہوں ـــــ مذاق کرنا اس کی عادتِ ثانیہ بن چکا
ہے ـــــ ویسے وہ ملک لئے کتنا اہم ہے۔ اس کا اندازہ آپ بھی نہیں لگا سکتے
امید ہے آپ خیال نہیں فرمائیں گے" ـــــ سلیمان نے عمران کی طرف
سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ـــــ مجھے سر سلطان نے تفصیل سے
بتا دیا تھا اور میں ذہنی طور پر تیار ہو کر آیا تھا ـــــ شکریہ" ـــــ صدر مملکت
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر صدر مملکت بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ دروازہ
کھول کر وہ باہر نکلے اور پھر ان کے قدموں کی آواز نیچے سیڑھیوں کی طرف
جاتی سنائی دی۔ سلیمان نے آگے بڑھ کر دروازے کی چٹخنی لگا دی۔

ادھر عمران نے سکرین آف کی اور پھر دروازہ کھول کر وہ ڈرائنگ
روم میں آگیا۔

"تم بغیر اجازت کیوں آ گئے ہو" ـــــ سلیمان نے اسی طرح ایکسٹو کے
لہجے میں غراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابے اتار میرا سوٹ ـــــ مجھے اس میں سے ہلدی دھنیئے کی بُو آنے
لگ گئی ہے ـــــ خواہ مخواہ اتنا اچھا سوٹ خراب کر کے رکھ دیا ـــــ اور
سنو! ـــــ یہ تم نے معافیاں کیسی مانگنی شروع کر دیں ـــــ ابے تم ایکسٹو بنے
ہوئے تھے کہ چپڑاسی ـــــ عزت ڈبو دی تم نے ایکسٹو کی" ـــــ عمران

نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"لیجئے!۔۔۔ ایک تو میں نے آپ کی جان بچا دی ۔۔۔ ورنہ اس بدتمیزی پر آپ کو کوڑے لگنے کا امکان تھا اور جیل میں علیحدہ پڑے سڑتے رہتے ۔۔۔ اور اب مجھے آنکھیں دکھانی شروع کر دیں ۔۔۔ لیجئے سنبھالئے اپنا ایکسٹو! ۔۔۔ خوامخواہ میرا وقت ضائع کر دیا۔ اتنی دیر میں اپنے لئے میں حریرہ مقوی دماغ ہی تیار کر لیتا" ۔۔۔ سلیمان نے نقاب اتار کر عمران کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"حریرہ مقوی دماغ ۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے" ۔۔۔؟ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ایک نسخہ ہے ۔۔۔ انتہائی قیمتی ۔۔۔ بڑی لاگت آتی ہے اس پر۔ مجھ جیسا آدمی ہی اسے بنا اور کھا سکتا ہے ۔۔۔ آپ جیسے غریبوں کے بس کا نہیں ۔۔۔ آپ تو بس چہار مغز ہی کوٹ کوٹ کر کھایا کیجئے" ۔۔۔ سلیمان نے ٹائی کی ناٹ کھولتے ہوئے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"مروا دیا ۔۔۔ میں بھی کہوں کہ ہر ماہ ہزاروں روپے کا بجٹ آخر دال پکانے پر ہی کیسے خرچ ہو جاتا ہے ۔۔۔ اب پتہ چلا کہ یہاں تو حریرے کھائے جا رہے ہیں" ۔۔۔ عمران نے سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور سلیمان مسکراتا ہوا لباس بدلنے کے لئے اندرونی کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کچھ دیر سر پکڑے صوفے پر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے زور سے آواز دی۔

"سلیمان!۔۔۔ ارے بھائی سلیمان ۔۔۔ جان سے پیارے سلیمان"۔۔۔

عمران کے لہجے میں بے پناہ شیرینی تھی۔

"جی فرمائیے ۔۔۔ کیا پاپ ہے جو اتنی خوشامدیں ہو رہی ہیں" ۔۔۔؟ سلیمان نے دروازے سے جھانکتے ہوئے کہا۔ وہ لباس بدل کر اپنا مخصوص ایپرن پہن چکا تھا۔

"پیارے بھائی ۔۔۔ گریٹ بھائی ۔۔۔ چائے کا ایک کپ مل جائے گا گرما گرم ۔۔۔ صبح صبح یہ بعدر صاحب ٹپک پڑے۔ ناشتہ بھی اچھی طرح نہ کرنے دیا" ۔۔۔ عمران نے بڑے لجاجت آمیز لہجے میں کہا۔

"سوری! ۔۔۔ میں نے حریرہ تیار کرنا ہے ۔۔۔ چائے بنانے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے ۔۔۔ پہلے ہی بہت وقت ضائع ہو گیا ہے" ۔۔۔ سلیمان نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔ اور واپس مڑتا چلا گیا۔

عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ چند لمحوں بعد ہی گرما گرم چائے کا کپ آ جائے گا۔ چنانچہ اس نے قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور بلیک زیرو کے نمبر گھمانے لگا۔ وہ اس ملاقات میں پیش آنے والے مسئلے پر بلیک زیرو سے بات چیت کرنا چاہتا تھا۔ لیکن آدھے نمبر گھماتے ہی اس نے ارادہ بدل دیا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ چائے پی کر خود ہی دانش منزل جائے گا اور وہاں تفصیل سے بات چیت ہو گی۔

سر سلطان اپنے دفتر میں بیٹھے کام میں مصروف تھے کہ چپڑاسی
نے ایک کارڈ لاکر ان کے سامنے رکھ دیا۔

سر سلطان نے کارڈ اٹھا کر پڑھا اور ان کے چہرے پر حیرت کے آثار
ابھر آئے۔ کارڈ کسی ڈاکٹر جان اسمتھ کا تھا۔ نام کے نیچے ڈگریوں کی ایک لمبی
لائن درج تھی۔

"یہ کارڈ کہاں سے لائے ہو" ـــ ؟ سر سلطان نے قریب کھڑے
چپڑاسی سے پوچھا۔

"یہ صاحب باہر تشریف رکھتے ہیں ـــ انہوں نے کارڈ دیا ہے" ـــ
چپڑاسی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر پی۔ اے نے تو اس کی آمد کا کوئی ذکر نہیں کیا" ـــ سر سلطان
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے میز پہ پڑے ہوئے انٹر کام کا
بٹن دبا دیا۔

"جناب!" ـــ دوسری طرف سے ان کے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز گونجی۔

"رفیق! ـــ یہ ڈاکٹر جان اسمتھ کون ہیں ـــ ؟ اور یہ میرے وزیٹر روم
تک کیسے پہنچ گئے" ـــ ؟ سر سلطان کے لہجے میں غصے کی جھلک نمایاں تھی۔

"ڈاکٹر جان اسمتھ! ـــ مگر میں تو انہیں نہیں جانتا اور نہ ہی انہیں میں نے
بھیجا ہے" ـــ پی۔ اے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر تم نے نہیں بھیجا تو یہ یہاں تک کیسے پہنچ گئے ـــ جھوٹ مت
بولا کرو" ـــ سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر بٹن آف
کر دیا۔

"بھیجو انہیں اندر" ـــ سر سلطان نے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا
اور چپڑاسی تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ خاصے سڈول
اور مضبوط بدن کا مالک تھا۔ اس نے سفید رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے
چہرے پر جگہ جگہ زخموں کے نشانات موجود تھے۔

"گڈ مارننگ سر" ـــ ڈاکٹر جان اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ مارننگ ڈاکٹر ـــ تشریف رکھیئے" ـــ سر سلطان نے چہرے پر
رسماً مسکراہٹ لاتے ہوئے جواب دیا۔

"معاف کیجئے ـــ میں بغیر وقت طے کئے یہاں آ گیا ہوں اور اس میں
آپ کے پی۔ اے کا بھی قصور نہیں ہے ـــ اسے میری یہاں آمد کا علم ہی
نہیں ہو سکا" ـــ ڈاکٹر جان اسمتھ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے" ـــ سر سلطان نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے
خشک لہجے میں کہا۔

"کیا یہاں اہم ترین اور ٹاپ سیکرٹ بات ہو سکتی ہے ۔۔۔ یقیناً
جو بات میں کرنے والا ہوں اس میں آپ کے ملک کا ہی فائدہ ہے"
ڈاکٹر جان اسمتھ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اہم ترین اور ٹاپ سیکرٹ" ۔۔۔ سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا

"جی ہاں ! ۔۔۔ میرا خیال ہے پہلے میں اپنا تفصیلی تعارف کرا دوں"
ڈاکٹر جان اسمتھ نے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک خا
کا لفافہ نکالا۔ جس پر مہریں لگی ہوئی تھیں اور اس نے وہ لفافہ سر سلطان
سامنے بڑے مودبانہ انداز میں رکھ دیا۔

سر سلطان نے لفافہ اٹھایا اور اس پر موجود مہریں دیکھنے لگے یہ م
ان کے دوست ملک شاملی گڑھ کی سرکاری مہریں تھیں ۔

"شاملی گڑھ" ۔۔۔ سر سلطان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ! ۔۔۔ میرا تعلق شاملی گڑھ کی سیکرٹ سروس سے ہے ۔
لفافے کو کھول کر دیکھئے" ۔۔۔ ڈاکٹر جان اسمتھ نے کہا اور سر سلطان نے
پر پڑا ہوا پیپر کٹر اٹھایا اور لفافہ کو ایک سائیڈ سے بڑی احتیاط سے کھ
لگے۔ لفافے کو کھول کر انہوں نے اندر دو انگلیاں ڈالیں اور ایک کاغذ
نکال لیا۔

کاغذ پر شاملی گڑھ کی سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان چھپا ہوا
سر سلطان کی نظریں کاغذ پر ٹائپ شدہ حروف پر تیزی سے دوڑنے لگی
اور پھر آخر میں سیکرٹ سروس کے چیف راسکو پٹیر کا نام اور دستخط پڑھ کر
کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ راسکو پٹیر ان کے ذ
دوست بھی تھے۔ اور وہ ان کے دستخط پہچانتے تھے اور ویسے بھی خط

راسکو پٹیر نے ایک ایسا حوالہ دیا جسے سر سلطان کے علاوہ اور کوئی شخص نہ سمجھ
سکتا تھا اور یہ حوالہ ہی انہیں مطمئن کرنے کے لئے کافی تھا کہ یہ خط اصلی ہے
انہوں نے خط جیب میں ڈالا اور پھر سامنے بیٹھے ہوئے ڈاکٹر جان اسمتھ سے
مخاطب ہوئے۔

"خوش آمدید ڈاکٹر ! ۔۔۔ آپ مجھے پہلے اطلاع کر دیتے تو آپ کو یہاں آنے
میں کوئی تکلیف نہ ہوتی" ۔۔۔ سر سلطان نے اس بار انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں سر ! ۔۔۔ مجھے واقعی یہاں پہنچنے میں کوئی تکلیف نہیں
ہوئی۔ یہ ہمارے لئے معمولی کام ہے ۔۔۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ آپ مطمئن
ہو گئے ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر جان اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سر سلطان نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبایا تو دروازے پر چپڑاسی
نمودار ہو گیا۔

"چائے اور بسکٹ اندرونی کمرے میں پہنچا دو اور مجھے اطلاع کرو" ۔۔۔
سر سلطان نے چپڑاسی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا اور چپڑاسی سر ہلاتا ہوا واپس
مڑ گیا۔

سر سلطان نے چپڑاسی کے جانے کے بعد دوبارہ انٹرکام کا بٹن دبایا۔

"جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"رفیع ! ۔۔۔ میری طرف سے دوسری ہدایت ملنے تک تمام ملاقاتیں منسوخ
کر دو اور مجھے فون بھی نہ ملانا ۔۔۔ میں ڈاکٹر جان اسمتھ کے ساتھ اندرونی
کمرے میں جا رہا ہوں" ۔۔۔ سر سلطان نے پی۔ اے کو ہدایات دیتے ہوئے
کہا۔

"بہتر سر ! ۔۔۔ ویسے سر آپ یقین کیجئے کہ ۔۔۔ پی۔ اے نے شاید

ڈاکٹر جان اسمتھ کے اندر آنے کے متعلق وضاحت کرنا چاہی تھی۔

"کوئی بات نہیں — آئندہ محتاط رہنا" — سر سلطان نے زر جواب دیا اور بٹن آف کر دیا۔

"سر چائے پہنچ چکی ہے" — اسی لمحے چپڑاسی نے نمودار ہو کر لہجے میں کہا۔

"تشریف لایئے" — سر سلطان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے ڈ جان اسمتھ سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ بھی جواب میں مسکراتا ہوا اٹھ کر

سر سلطان اسے لے کر شمالی دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑ چلے گئے۔ انہوں نے الماری کے پٹ کھولے۔ الماری کے چاروں خانوں فائلیں بھری ہوئی تھیں۔

سر سلطان نے اوپر والے خانے کے شمالی کونے میں رکھی ہوئی ایک سی فائل باہر نکالی۔ اسے کھول کر اس کا کلپ ہٹایا اور اوپر رکھے ہوئے ایک کاغذ کو الٹا کر کے رکھا اور کلپ دوبارہ لگا کر فائل تہہ کر کے واپس اسی جگ رکھ دی۔ اس بار فائل رکھتے ہی الماری کا فائلوں والا حصہ تیزی سے سرک سائیڈ کی دیوار میں گھستا چلا گیا اور اب الماری کی دوسری طرف ایک د نظر آ رہا تھا۔

"ویری گڈ" — ڈاکٹر جان اسمتھ کے منہ سے بے اختیار تحسین آمیز ک نکل گیا۔ اسے یہ عجیب و غریب سسٹم بے حد پسند آیا تھا۔ کیونکہ غیر متعلق آدمی کبھی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اس طرح الماری کو کھولا جا سکتا ہے۔

"شکریہ" — سر سلطان نے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر جان اسمتھ کو لئے ہو الماری کے اندر سے ہو کر دوسرے دروازے کو پار کر گئے۔ ان کے اندر جاتے

الماری دوبارہ اپنی پہلی شکل میں آگئی۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز اور اس کے گرد چار کرسیاں ی ہوئی تھیں۔ دیواریں سپاٹ تھیں۔ البتہ ایک کتابوں کی الماری موجود تھی۔ میز پہ چائے اور بسکٹ موجود تھے۔

"آپ کا چپڑاسی اس کمرے میں کیسے داخل ہوا ہوگا"؟ — ڈاکٹر جان اسمتھ ے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"چپڑاسی اس کمرے میں داخل نہیں ہو سکتا — یہ میز ہی نیچے چلی جاتی ہے اور وہ اس پہ سامان رکھ کر اسے دوبارہ اوپر بھیج دیتا ہے" — سر سلطان نے ایک کرسی پر ڈاکٹر کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے چائے کی دو پیالیوں پہ رکھا ہوا کور ہٹایا اور پیالی اٹھا کر ڈاکٹر کے سامنے رکھ دی۔

"اب آپ بے فکر ہو کر بات کیجئے — یہاں سے کوئی بات کسی بھی صورت باہر نہیں جا سکتی" — سر سلطان نے بسکٹوں سے بھری ہوئی پلیٹ ڈاکٹر کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — مجھے اطمینان ہو گیا ہے — دراصل جو بات میں کہنے والا ہوں وہ اتنی اہم ہے کہ اس کے لئے یہ انتظام ضروری تھا" — ڈاکٹر جان اسمتھ نے کہا۔ اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے ایک عام سا سگریٹ کیس نکالا اور سر سلطان کے چہرے پہ قدرے ناخوشگواری کے آثار پھیلنے لگے کیونکہ وہ سگریٹ کے دھوئیں کو شدید ناپسند کرتے تھے اور اس بند ماحول میں سگریٹ کا دھواں انہیں اور زیادہ ناخوشگوار محسوس ہوتا تھا لیکن مہمان نوازی کے آداب کی وجہ سے وہ خاموش رہے۔

ڈاکٹر جان اسمتھ نے سگریٹ کیس کھولا اور اس میں سے سگریٹ نکا
میز پر رکھ دیئے۔ سگریٹ کیس خالی ہو گیا تو اس نے کوٹ کے کالر میں
ہوئی سوئی پن باہر نکالی اور اسے سگریٹ کیس کی سطح پر بنے ہوئے بار
سے سوراخ میں چبھو دیا۔ سوئی چبھتے ہی سگریٹ کیس کی سطح ایک ڈھکن
طرح اٹھتی چلی گئی۔ اس کے اندر ایک چھوٹی سی مائیکرو ٹیپ موجود تھی
ڈاکٹر جان اسمتھ نے بڑی احتیاط سے وہ مائیکرو ٹیپ نکال کر سر سلطان
طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لیجئے یہ مائیکرو ٹیپ ہے ___ اس میں سب کچھ موجود ہے۔ ا
سن لیجئے ___ باقی باتیں بعد میں ہوں گی" ___ ڈاکٹر جان اسمتھ
نے کہا۔

سر سلطان نے مائیکرو ٹیپ انگلیوں سے پکڑی اور پھر اٹھ کر وہ کتاب
کی الماری کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے اس کا نچلا خانہ کھولا اور اس
میں سے ایک جدید قسم کا چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اسے لا کر میز پر ر
دیا۔ مائیکرو ٹیپ کی ڈبیہ نکال کر انہوں نے ٹیپ اٹھا کر ٹیپ ریکارڈر میں فٹ
کیا اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔ ٹیپ چلنے کی ہلکی سی سرسر کی آواز تھی
اس کے بعد ایک بھاری سی آواز اس پر غالب آ گئی۔

"اب آپ بے فکر ہو کر بات کر سکتے ہیں ___ میں نے چیکنگ کے تما
نظام آن کر دیئے ہیں" ___ بولنے والے کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"چونکہ ہم پہلی بار یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اس لئے سب سے پہلے ہمیں
تعارف کرانا چاہیئے ___ تاکہ ہم تفصیل سے ایک دوسرے کے بارے میں جا
سکیں" ___ ایک اور آواز کمرے میں گونجی۔

"ٹھیک ہے ___ سب سے پہلے میں اپنے بارے میں بتا دوں ___ میں
روسیاہ کی سپیشل سروسز کا ڈائریکٹر جنرل چیخوف ہوں اور موجودہ مشن کے
لئے ایک معاہدے کے تحت میرا نام بطور چیئرمین تجویز کیا گیا ہے ___ اب
آپ باری باری اپنا تعارف کراتے جائیے" ___ پہلی آواز نے اپنا تفصیلی
تعارف کراتے ہوئے کہا۔

اور اس کے بعد ٹیپ چلتا رہا اور مختلف آوازیں کمرے میں گونجتی رہیں
سر سلطان کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ زرد پڑتا چلا گیا۔ ان کی آنکھوں میں خوف و
دہشت کے سائے ابھر آئے۔ اس میٹنگ میں پیش ہونے والی خوفناک
تجویزوں کا سن کر ہی ان کا رواں رواں کانپ اٹھا تھا۔

اور پھر جب ایک گھنٹے بعد یہ ٹیپ ختم ہوا تو سر سلطان کی حالت دیدنی
تھی۔ انہیں جیسے سکتہ سا ہو گیا تھا۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ پاکیشیا
کے خلاف اس قدر خوفناک مشن بھی تیار کیا جا سکتا ہے۔

"سر سلطان ___ آپ نے ٹیپ سن لیا" ___ اچانک ڈاکٹر جان اسمتھ
کی آواز سنائی دی اور سر سلطان جیسے دوبارہ ہوش میں آ گئے۔ انہوں نے چونک
کر ٹیپ ریکارڈر کا بٹن آف کیا اور پھر کانپتے ہاتھوں سے ٹیپ علیحدہ کر کے
دوبارہ ڈبیہ میں ڈالا۔ ان کا ذہن شدید بھونچال کی زد میں آیا ہوا تھا۔ انہیں
یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی گہرے کنوئیں میں مسلسل گرتے چلے جا رہے
ہوں۔ ایسا کنواں جس کی کوئی اتھاہ ہی نہ ہو۔

"آپ کو یہ ٹیپ کہاں سے ملا" ___ ؟ سر سلطان نے کانپتے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"آپ کا سوال بے حد اہم ہے ___ اس قدر خفیہ میٹنگ کا مکمل ٹیپ

حاصل ہو جانا تقریباً ناممکن ہے ـــــ لیکن بعض اوقات غیر معمولی کام انتہ
معمولی طریقے سے سرانجام پا جاتے ہیں ـــــ یہ ٹیپ ہمارے ہاتھ اس
آیا کہ چیخوف کی داشتہ ہماری سیکرٹ سروس کی فارن اور ذہین ترین م
اور آپ جانتے ہیں کہ شاہی گرڈھ کو روسیاہی حملوں سے ہر وقت خدشہ رہتا
چنانچہ ہم نے خاص طور پر اسے ٹرینڈ کیا ہوا ہے۔ چونکہ چیخوف روسیاہ کا اہم
انسان ہے اور روسیاہ کا کوئی بھی منصوبہ اس کی نظروں سے گزرے ب
منظور نہیں ہو سکتا ـــــ اس لئے ہم نے اپنی ممبر کو بڑی مشکلوں سے ا
کی داشتہ کے درجہ تک پہنچایا ہے ـــــ وہ لڑکی غیر معمولی طور پر حسین، ہو
اور پرشباب ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ نسلاً روسیاہی ـ
لیکن اس کے باوجود وہ ہماری ممبر ہے ـــــ بہرحال بتلانے کا مقصد
ہے کہ اس ممبر نے ہمیں چند روز قبل اطلاع دی کہ چیخوف ایک خصوصی ا
خفیہ مشن پر ملک سے باہر گیا ہے۔ یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔ کیونکہ چیخو
شاذ و نادر ہی ملک سے باہر جاتا تھا۔ چنانچہ ہمیں تشویش ہوئی اور ہم
اسے خصوصی ہدایات دیں کہ اس مشن کی تفصیلات حاصل کی جائیں۔ چنا
ہماری ممبر اس کام میں لگ گئی اور خوش قسمتی سے واپس آتے ہی ہماری مم
چیخوف کے پاس رات گزارنے کا موقع مل گیا۔ اور پھر اسے یہ خصوصی ٹی
حاصل ہو گیا۔ اور اس نے کلپ ریکارڈر کی مدد سے اس ٹیپ کی یہ کاپی
کی اور اسے ہم تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئی ـــــ باس نے جب یہ ٹیپ
سنا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہ ٹیپ آپ تک پہنچا دیا جائے تاکہ آپ
سیکرٹ سروس اور خصوصی طور پر ایکسٹو اس سلسلے میں کام کر سکے ـــــ ایک
کے ہمارے ملک پر اتنے احسانات ہیں کہ ہم تمام عمر بھی وہ احسانات نہیں

اتار سکتے ـــــ لیکن یہ ٹیپ آپ تک پہنچا کر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے کسی حد تک
ان کی تلافی کر دی ہے اور چونکہ آپ اس کی اہمیت کو سمجھ گئے ہیں۔ اس لئے
انتہائی خفیہ طور پر میک اپ میں مجھے یہاں آنا پڑا۔ اور پی۔ اے کی نظر بچا کر آپ
تک پہنچنا پڑا" ـــــ ڈاکٹر جان آمتھ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔
"ڈاکٹر جان آمتھ! ـــــ اول تو ہم نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا کیونکہ
دوستوں کے کام آنا ہمارا فرض ہے ـــــ لیکن آپ نے یہ ٹیپ ہم تک پہنچا
کر نہ صرف حکومت پاکیشیا پر بلکہ پاکیشیا کے دس کروڑ انسانوں پر اتنا بڑا احسان
کیا ہے جس کی نظیر ملنی مشکل ہے" ـــــ سر سلطان نے قدرے جذباتی
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا
"ایسی کوئی بات نہیں سر! ـــــ یہ ہمارا فرض تھا ـــــ پھر یہ مسئلہ
صرف ایک فرد کا نہ تھا ـــــ دس کروڑ افراد کا تھا ـــــ اور چیف نے ساتھ ہی
یہ پیغام دیا ہے کہ مزید ہم آپ کی ہر قسم کی امداد کرنے کے لئے تیار ہیں" ـــــ ڈاکٹر
جان آمتھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"بہت بہت شکریہ" ـــــ سر سلطان نے جواب دیا۔
"لیجئے اس ٹیپ کی رسید دے دیجئے تاکہ میں چیف کو مطمئن کر سکوں کہ
ٹیپ صحیح ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے" ـــــ ڈاکٹر جان آمتھ نے جیب سے
ایک چھوٹی سی آٹوگراف بک نکالتے ہوئے کہا جس کا تقریباً ہر صفحہ اہم شخصیات
کے دستخطوں اور فقروں سے بھرا ہوا تھا۔ صرف ایک صفحہ خالی تھا۔
"گڈ آئیڈیا" ـــــ سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے
آٹوگراف بک کے اس صفحے پر دستخط کر کے اوپر لکھ دیا ـــــ "ہر اس شخص کا
شکریہ جو انسانیت کی خاطر کام کرتا ہے" ـــــ اور پھر آٹوگراف بک بند کر کے

انہوں نے ڈاکٹر جان اسمتھ کو لوٹا دی۔

"شکریہ! ـــ اچھا مجھے اجازت دیجئے" ـــ ڈاکٹر جان اسمتھ نے آٹو گراف بک جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر سر سلطان نے دیوار کی جڑ پر ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا تو دروازہ دوبارہ کھلتا چلا گیا اور سر سلطان ڈاکٹر جان اسمتھ کے ساتھ دوبارہ دفتر میں پہنچ گئے الماری ایک بار پھر اصل حالت میں آگئی۔

"او کے سر اجازت" ـــ ڈاکٹر جان اسمتھ نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

سر سلطان نے بڑے گرم جوشش انداز سے مصافحہ کیا اور ڈاکٹر جان اسمتھ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد سر سلطان چند لمحے کرسی پر سر پکڑے بیٹھے رہے اس ٹیپ میں پیش کی جانے والی تجاویز نے ان کی روح کو بھی ہلا کر رکھ دیا تھا وہ سوچ رہے تھے کہ ان طاقتور ترین ملکوں کے مقابلے میں کیا پاکیشیا اور عمران کامیاب ہو سکے گا ـــ ؟

چند لمحوں بعد انہوں نے میز پر پڑا ہوا رسیور اٹھایا اور صدر مملکت کے خصوصی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ جلد از جلد اس ٹیپ کو صدر مملکت کو سنوانا چاہتے تھے۔ تاکہ ان کے نوٹس میں آنے کے بعد اسے عمران کے حوالے کیا جائے۔

"یس ـــ پی۔ اے ٹو پریذیڈنٹ سپیکنگ" ـــ نمبر ڈائل ہوتے ہی دوسری طرف سے صدر مملکت کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں ـــ اٹ از ایمرجنسی ـــ صدر صاحب سے

بات کراؤ" ـــ سر سلطان نے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــ ایک منٹ ہولڈ کیجئے" ـــ دوسری طرف سے پی۔ اے نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا

اور پھر چند لمحوں بعد صدر مملکت کی آواز سنائی دی۔

"یس" ـــ صدر مملکت کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"سر! ـــ ایک اہم ترین بات میرے نوٹس میں آئی ہے ـــ ہمارے ملک کے خلاف خطرناک ترین سازشش ـــ میں چاہتا ہوں کہ فوری طور پر اسے آپ کے نوٹس میں لے آؤں" ـــ سر سلطان نے پریشان لہجے میں کہا

"ٹھیک ہے آجائیں ـــ میں انتظار کر رہا ہوں" ـــ صدر مملکت نے جواب دیا۔

"تھینک یو" ـــ سر سلطان نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر انہوں نے انٹر کام کا بٹن دبایا۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"رفیع! ـــ میں صدر مملکت سے ایک اہم ملاقات کے لئے جا رہا ہوں باقی تمام مصروفیات منسوخ کر دو" ـــ سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے پی۔ اے نے جواب دیا اور سر سلطان نے بٹن آف کیا اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔

انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹیپ کی موجودگی کا اطمینان کیا اور ٹائی کی ناٹ درست کرتے ہوئے تیزی سے پچھلے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جہاں ان کی آمد و رفت کے لئے خفیہ دروازہ موجود تھا اور ان کی کار اور ڈرائیور بھی وہیں موجود رہتے تھے۔

چند لمحوں بعد وہ ایک راہداری سے گزر کر ایک بند پورچ میں پہنچ گئے جہاں ان کی سرکاری گاڑی موجود تھی۔ اس پر فلیگ لہرا رہا تھا۔ باوردی ڈرائیور نے ادب سے سلام کر کے دروازہ کھولا اور سر سلطان پچھلی نشست پر بیٹھ گئے

"پریذیڈنٹ ہاؤس چلو" ـــــ سر سلطان نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔

دفتر کے عقبی دروازے سے نکل کر گاڑی تیزی سے موڑ کاٹ کر بڑی سڑک پر آئی اور پھر خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی دائیں طرف مڑ گئی۔ دائیں طرف کو جانے والی سڑک اکثر سنسان رہتی تھی۔ کیونکہ یہاں رہائشی کوٹھیوں کی اکثریت تھی لیکن چونکہ پریذیڈنٹ ہاؤس جانے کے لئے یہ مختصر ترین راستہ تھا اس لئے پریذیڈنٹ ہاؤس جانے کے لئے ہمیشہ اسی راستے کو اختیار کیا جاتا۔

سر سلطان اپنے ہی خیالات میں گم تھے اور کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑی چلی جا رہی تھی کہ اچانک سائیں کی تیز آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی گاڑی بری طرح لڑکھڑائی اور پھر ہچکولے کھاتی ہوئی سڑک سے اترتی چلی گئی۔

"کیا ہوا" ـــــ؟ سر سلطان کے منہ سے بے اختیار نکلا لیکن اس کے بعد ان کا جسم اور ذہن الٹ پلٹ ہوتا چلا گیا اور ان کے ذہن پر تاریکی کی دبیز چادر چھاتی چلی گئی۔

گاڑی الٹ کر قلابازیاں کھاتی ہوئی ایک کوٹھی کی دیوار سے دھماکے سے جا ٹکرائی اور اسی لمحے اردگرد کی سائیڈ روڈ سے دو کاریں تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں اس کار کے قریب پہنچ کر رکیں اور پھر اس میں سے چار افراد بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلے اور انہوں نے گاڑی کے کھلے ہوئے دروازے

میں سے سیٹ پر بیہوش پڑے ہوئے سر سلطان کو باہر کھینچ لیا۔

دوسرے آدمی نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکالا اور سٹیرنگ پر جھکے ہوئے ڈرائیور کی کنپٹی پر فائر کر دیا۔ ٹھک کی آواز سنائی دی اور بیہوش پڑے ہوئے ڈرائیور کی کھوپڑی کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔

اور پھر سر سلطان کو کار میں ڈال کر وہ سب انتہائی پھرتی سے اپنی کاروں میں سوار ہوئے اور دوسرے لمحے دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتی ہوئیں تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئیں۔

اسپارک کی آنکھ کھلی تو اس نے لاشعوری طور پر ناک سکیڑ لی۔ اُسے
ہلکی سی بُو کا احساس ہوا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کا شعور پوری طرح
جاگ اٹھا۔ اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی اور ایک بار لڑکھڑا کر واپس
گرنے کے بعد دوسری بار وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور دوسرے
لمحے اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ تیرتی چلی گئی۔ اس نے قالین پر کھلے
ہوئے بریف کیس اور ان دونوں حملہ آوروں کو ایک دوسرے کے قریب
بیہوش پڑے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ کیا ہوا ہوگا۔ بریف کیس کھلتے ہی زود اثر
گیس نے ان دونوں کو لٹا دیا ہوگا۔

اسپارک کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ وہ تیزی سے کھسکتا ہوا
بریف کیس کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے بریف کیس کی طرف پشت
کر کے دونوں ہاتھوں سے اس کے ایک کنڈے کو انگلیوں سے ٹٹول کر
مخصوص جگہ کو دبایا تو ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی اور کنڈے کے ساتھ

تیز دھار چاقو کا پھل باہر کو نکل آیا۔ اسپارک نے دونوں ہاتھوں کی کلائیوں کے
درمیان میں بندھی ہوئی رسی کو اس پھل پر رکھ کر اُسے تیزی سے رگڑا اور دوسرے
لمحے اس کے ہاتھ آزاد ہوتے چلے گئے۔

ہاتھوں کے آزاد ہوتے ہی اس نے بڑی پھرتی سے اپنے دونوں پیر آزاد
کئے اور پھر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اپنے چہرے پر چکناہٹ کا احساس ہوا
اس نے انگلی چہرے پر پھیری تو انگلی خون سے تر ہو گئی اور اسپارک تیزی سے
غسل خانے میں گھستا چلا گیا۔ اس کا چہرہ خون سے تر ہو رہا تھا لیکن یہ خون
ناک سے نکلا تھا۔ اس نے واش بیسن پر جھک کر تیزی سے منہ دھویا۔ اور
اسے تولئے سے صاف کرنے کے بعد وہ باہر نکل آیا۔

سب سے پہلے اس نے اپنا بریف کیس اٹھایا۔ الماری کھول کر اس میں
لٹکے ہوئے دونوں جوڑے اس بریف کیس میں ڈالے اور پھر بریف کیس کو بند کر
کے اس نے اُسے بستر پر اچھال دیا۔ اس کے بعد اس نے جھک کر صفدر کی
دونوں ٹانگیں پکڑیں اور اسے گھسیٹ کر غسل خانے میں لے گیا۔ اس کے بعد
یہی حرکت اس نے کیپٹن شکیل کے ساتھ کی۔

دونوں کو غسل خانے میں ڈال کر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے
ریوالور نکالا اور دوسری جیب سے سائیلنسر نکال کر ریوالور کی نال پر فٹ کرنا
شروع کر دیا۔ سائیلنسر فٹ کرتے وقت اس کے لبوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ
تیر رہی تھی۔

لیکن ابھی سائیلنسر پوری طرح فٹ نہ ہوا تھا کہ اُسے باہر دروازے پر
دستک کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ریوالور جیب
میں ڈالا اور غسل خانے سے باہر نکل کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کون ہے" ؟ اسپارک نے دروازے کے قریب پہنچ کر بڑے محتاط لہجے میں پوچھا۔

"ویٹر سر! ــــ کوئی آرڈر سر" ؟ دروازے کی دوسری طرف ویٹر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"بھاگ جاؤ! ــــ جب ضرورت ہوگی منگوا لونگا" ــــ اسپارک نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"سوری سر! ــــ آپ کے کمرے میں کافی دیر سے دو مہمان آئے تھے۔ اور آپ کی طرف سے آرڈر نہ آیا تھا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں خود ہی پوچھ لوں سر" ــــ ویٹر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔ ابھی ضرورت نہیں ہے" ــــ اسپارک نے معنی خیز انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر بیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا چونکہ وہ دونوں ویٹر کی نظروں میں آ گئے تھے اس لئے اب اس کا دروازے سے اکیلا نکل کر جانا ویٹر کو مشکوک کر سکتا تھا اور ویٹر کی مستعدی دیکھ کر اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ اگر اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا تو ویٹر اسے ہوٹل سے باہر نکلنے کی مہلت ہی نہ دیگا۔ اس لئے اس نے فی الحال ان دونوں کے قتل کا ارادہ بدل دیا اور بریف کیس اٹھا کر وہ پچھلی کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا اس نے کھڑکی کھولی تو دوسری طرف ایک تنگ سی گلی تھی جس کے مقابل اور آٹھ منزلہ بلڈنگ موجود تھی۔

اسپارک نے سر باہر نکال کر دیکھا تو اسے کھڑکی کے قریب ہی ایک پائپ نیچے جاتا دکھائی دیا۔ اس نے بریف کیس کو بیلٹ کے ساتھ باندھا اور پھر کھڑکی پر چڑھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر پائپ کو پکڑا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی

تیزی سے پائپ پر سے کھسکتا ہوا چند ہی لمحوں بعد نیچے گلی میں پہنچ گیا۔ گلی میں پہنچتے ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ بریف کیس اس نے بیلٹ سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔

سڑک پر پہنچتے ہی اسپارک دائیں طرف مڑا اور پھر چند لمحوں بعد ہی ایک خالی ٹیکسی اسے مل گئی۔

"ایئرپورٹ" ــــ اسپارک نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جلد ہی وہ ایئرپورٹ پہنچ گئے اسپارک نے کرایہ ادا کیا اور بریف کیس اٹھا کر وزیٹر گیلری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وزیٹر گیلری میں داخل ہوتے ہی وہ اس کے باتھ میں چلا گیا۔ اور پھر اس نے بریف کیس کھول کر اس میں سے ایک نیا سوٹ نکالا اور پہنے ہوئے کپڑے اتار کر اس نے بریف کیس میں ٹھونسے اور نیا سوٹ پہن لیا۔ اس کے بعد اس نے بریف کیس کے نچلے خانے میں سے میک اپ باکس نکالا اور پھر باتھ روم کے آئینے میں دیکھ کر اس نے چہرے اور بالوں پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اسے دراصل یہ تصور بھی نہ تھا کہ اس پسماندہ ملک میں بھی اسے پہچان لیا جائے گا۔ اس لئے اس نے میک اپ کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی تھی۔ لیکن اب اسے اپنا نظریہ بدلنا پڑ گیا تھا۔ اسے جس آسانی سے نہ صرف شناخت کر لیا گیا تھا بلکہ حملہ آور بغیر کوئی وقت ضائع کئے اس پر چڑھ دوڑے تھے۔ اس سے وہ اسی نتیجے پر پہنچا تھا کہ یہاں کے لوگ اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار۔ چالاک اور مستعد تھے۔

میک اپ کرنے کے بعد اس نے بریف کیس سے نئے میک اپ کے

مطابق پاسپورٹ اور دیگر کاغذات نکالے اور انہیں جیب میں ڈال لیا
کی یہ عادت تھی کہ وہ جس ملک میں بھی جاتا اپنے ساتھ تین مختلف نامو
فوٹوؤں کے ساتھ علیحدہ علیحدہ پاسپورٹ اور کاغذات تیار رکھتا تھا۔ اور ا
پاسپورٹ کے لحاظ سے وہ ویسٹرن پول کا باشندہ تھا۔ اور اب اس کا
آرتھر جے لارک تھا۔

آئینے میں ہر طرف سے جائزہ لینے کے بعد جب وہ پوری طرح مطم
ہو گیا تو اس نے بریف کیس بند کیا اور باتھ روم سے باہر نکل آیا۔ اب اس
کا رخ قریب ہی موجود پبلک فون بوتھ کی طرف تھا۔

فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے جیب سے سکے نکال کر اس
ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحے گھنٹی بج
کی آواز کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بیحد کرخت تھا۔

"سکائی لارک سپیکنگ" ـــــ اسپارک نے اس سے بھی زیادہ کرخت
لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ سر! ـــ ہمیں آپ کی طرف سے کال کا انتظار تھا" ـــ اس
دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کام کا کیا ہوا" ـــ؟ اسپارک نے پوچھا۔

"ریڈ بلیو کبھی ناکام نہیں ہو سکتا ـــ کام مکمل ہو گیا ہے ـــ آپ کا ش
ہمارے پاس موجود ہے" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کی حالت کیسی ہے" ـــ؟ اسپارک نے چونکتے ہوئے پوچھ
معمولی سا زخمی ہو گیا تھا ـــ اس کی بینڈیج کر دی گئی ہے اور پھر ا

طویل بیہوشی کا انجکشن لگا دیا گیا ہے ـــ اب آپ جیسے حکم کریں" ـــ دوسری
طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں اُسے خود دیکھنا چاہتا ہوں ـــ چیک کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے
صحیح آدمی کو ٹریپ کیا ہے یا نہیں" ـــ اسپارک نے کچھ لمحے سوچنے کے
بعد کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ آپ آرتھر بار پہنچ جائیے ـــ وہاں ویٹر سے بلیک کافی
منگوائیے اور بلیک کافی پینے کے بعد ویٹر کو سو روپے کا نوٹ دے کر باقی رقم
کی ٹپ دے دیجئے ـــ ہمارا آدمی آپ سے مل جائے گا اور کوڈ ریڈ وہرائے
گا۔ آپ نے بلیو کہنا ہے اور پھر وہ آدمی آپ کو ہملہ سے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیگا"۔
دوسری طرف سے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا گیا۔

"او۔ کے ـــ میں پہنچ رہا ہوں" ـــ اسپارک نے کہا اور پھر رسیور
رکھ کر وہ بریف کیس اٹھائے بوتھ سے باہر نکل آیا۔

ریڈ بلیو روسیاہ کی پاکیشیا میں خفیہ تنظیم تھی اور اُسے سرکاری طور پر اس
تنظیم سے رابطہ قائم کرنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ اس نے یہاں آتے ہی ان سے
رابطہ قائم کیا اور ریڈ بلیو واقعی بے حد تیز نکلی کہ اس نے فوراً ہی مشن مکمل کر لیا۔

وزیر گیلری سے باہر نکل کر اس نے خالی ٹیکسی حاصل کی اور اُسے
آرتھر بار چلنے کا کہہ کر وہ اطمینان سے نشست سے پشت لگا کر بیٹھ گیا۔
اُسے اطمینان تھا کہ اس کا مشن مکمل ہو گیا ہے اور یہ اس کی ایک اور بڑی
کامیابی تھی۔

عمران نے چائے کی پیالی ختم کر کے دانش منزل جانے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"میں آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کے مرکزی دفتر سے بول رہا ہوں فرمائیے کون سے کھانے کی ترکیب پوچھنی ہے آپ نے ـــ ہماری فیس خاصی ہے ـــ یہ بات سوچ لیں" ـــ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب! ـــ میں بلیک زیرو بول رہا ہوں" ـــ دوسری طرف سے طاہر کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"زیرو نہیں جناب! ـــ زیرو سے کام نہیں چلے گا ـــ زیرو سے پہلے تین چار اعداد بھی لگے ہونے چاہئیں ـــ ان اعداد کے بعد بے شک زیرو وائیٹ ہی کیوں نہ ہو ـــ چل جائے گا" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! ـــ آپ کے۔جی۔بی کے کسی اسپارک کو جانتے ہیں؟"

بلیک زیرو نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"اسپارک تو پلگ ہوتا ہے ـــ ہو سکتا ہے کسی کے۔جی۔بی کمپنی کا بنا ہوا ہو ـــ کیوں! ـــ کیا وہ اسپارک نہیں کر رہا" ـــ عمران نے اسی طرح بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی اہم شخصیت نہیں ہے ـــ چلو ٹھیک ہے میں صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہہ دیتا ہوں کہ وہ اس کی نگرانی ختم کر دیں"۔ بلیک زیرو نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"نگرانی اور اسپارک کی ـــ بھئی کسی مستری کو کہہ دیتا تھا۔ وہ اسے ٹھیک کر دیتا ـــ یا پھر نیا لے لیتا تھا ـــ خوامخواہ ٹیلیفون کال کا ایک روپیہ ضائع کیا" ـــ عمران نے کہا لیکن اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"او۔کے عمران صاحب! ـــ بس یہی پوچھنا تھا" ـــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے اتنی بھی کیا بے نیازی ـــ یہ تو بتاؤ کہ یہ صفدر اور کیپٹن شکیل کس ورکشاپ میں بیٹھے اسپارک پلگ کی نگرانی کر رہے ہیں" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے صفدر کا فون آیا تھا ہوٹل سلازار سے ـــ آج صبح وہاں کوئی خصوصی پروگرام تھا اور صفدر اور کیپٹن شکیل یہ پروگرام دیکھنے وہاں گئے تھے ـــ وہاں کیپٹن شکیل نے ایک غیر ملکی کو چیک کیا اور صفدر کو بتایا کہ یہ شخص کے۔جی۔بی کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے ـــ کیپٹن شکیل جب ملٹری سیکرٹ سروس میں تھا تو وہ ایک بار اس سے ٹکرا چکا ہے۔ جس پر صفدر نے ویٹر سے معلوم کیا کہ یہ شخص ہوٹل سلازار میں ہی مقیم ہے اور اس کا نام

راک فیلڈ ہے ۔۔۔ چوتھی منزل کمرہ نمبر بارہ میں ۔۔۔ جس پر صفدر نے مجھے فون کیا اور اس بارے میں ہدایات طلب کیں ۔۔۔ چونکہ مجھے اس شخص کی اہمیت کا کسی بھی لحاظ سے اندازہ نہ تھا اس لئے میں نے انہیں فی الحال صرف نگرانی کا حکم دیا ہے ۔۔۔ اب آپ کی باتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ واقعی اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے ۔۔۔ اس لئے میں انہیں کال کر کے نگرانی کا حکم ختم کر دیتا ہوں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے کے۔جی۔بی کی فائل چیک کی" ۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ میں نے چیک کی ہے ۔۔۔ اس میں اسپارک کا ذکر موجود ہے لیکن بے حد سرسری سے انداز میں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوکے! ۔۔۔ میں اسے خود ہی چیک کر لونگا ۔۔۔ بائی بائی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں اسپارک کا نام کھٹک رہا تھا۔ اس کے ذہن میں اس کے متعلق کوئی بات آ کر رہ جاتی تھی۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس شخص کی کوئی خصوصی اہمیت اس کے لاشعور میں موجود ہے لیکن واضح طور پر کوئی بات شعور میں نہ آ رہی تھی۔ بہرحال اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ پہلے اسپارک کو چیک کرے گا اور اس کے بعد دانش منزل جائے گا۔ ہو سکتا ہے کوئی کام کی بات سامنے آ ہی جائے۔

یہ فیصلہ کر کے عمران فلیٹ سے باہر نکلا اور پھر اس نے نیچے بنے ہوئے گیراج سے اپنی کار نکالی اور ہوٹل سلازار کی طرف چل پڑا۔ ہوٹل سلازار نیا تعمیر ہوا تھا اور عمران کو آج تک اس ہوٹل میں جانے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے ہوٹل سلازار کے کمپاؤنڈ میں کار موڑ دی۔ ہوٹل کی

عمارت واقعی خاصی خوبصورت اور جدید انداز کی تھی۔

کار روک کر عمران نیچے اترا اور پارکنگ کارڈ لے کر وہ آگے بڑھنا ہی چاہتا تھا کہ اس کی نظر ایک طرف کھڑی صفدر کی کار پر پڑ گئی اور وہ سر ہلاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کار دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہال میں موجود ہوں گے اور اس نے سوچا تھا کہ آج وہ انہیں اتنا تنگ کرے گا کہ آئندہ وہ ہوٹل گردی بھول جائیں گے۔

مین گیٹ میں داخل ہوتے ہی عمران نے سرچ لائٹ کے سے انداز میں نظریں گھماتے ہوئے ہال کا جائزہ لیا۔ ہال میں اس وقت بہت کم لوگ موجود تھے بیشتر میزیں خالی پڑی تھیں۔ لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اسے کہیں نظر نہ آئے۔

"تشریف لائیے جناب" ۔۔۔ ایک ویٹر نے اسے گیٹ کے سامنے کھڑے دیکھ کر بڑے مہذب لہجے میں کہا۔

"کہاں سے لے آؤں ۔۔۔ جیب میں تو ایک پیسہ بھی نہیں ہے اور ادھار تشریف کوئی دیتا نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی میرا مطلب ہے میز پر تشریف رکھیئے" ۔۔۔ ویٹر نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میز پر تشریف رکھوں ۔۔۔ بھائی تشریف کسی لیڈیز پرس کا نام تو نہیں ہے ۔۔۔ میں تو کسی سبزی کا نام سمجھا تھا" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ بیٹھئے" ۔۔۔ ویٹر نے اس بار جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا بھائی ناراض کیوں ہوتے ہو ___ بیٹھ جاتا ہوں ۔ بیٹھ
میں کونسا ٹیکس لگتا ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر بجائے
کسی میز کی طرف بڑھنے کے وہ لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جی میزیں اِدھر ہیں" ___ ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھئی مجھے نظر آرہا ہے ___ گو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ مجھے آتشی شیشوں
عینک پہننی چاہیئے۔ مگر میں سوچتا ہوں کہ جیتے جی ہی آتش منہ پر آگئی تو
کا کیا مزہ" ___ عمران نے مڑ کر کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا لفٹ
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور ویٹر حیرت سے اُسے جاتا دیکھتا رہا۔ اس کے
انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ اُسے عمران کی ٹائپ سمجھ میں نہیں آئی۔ لیکن
چونکہ بطور ویٹر اسے ہر گاہک کے ساتھ ادب سے پیش آنا ضروری تھا اس
لئے وہ خاموش رہ گیا اور عمران لفٹ میں سوار ہو گیا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل کو ہال میں موجود نہ پاکر عمران نے یہی فیصلہ کیا تھا
کہ وہ براہ راست اسپارک کو اس کے کمرے میں ہی چیک کرے گا۔

چوتھی منزل پر پہنچ کر وہ جیسے ہی کمرہ نمبر بارہ کی طرف بڑھا۔ قریب ہی
موجود ایک ویٹر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"صاحب آپ کہاں جانا چاہتے ہیں" ___ ؟ ویٹر نے مؤدبانہ لہجے
میں پوچھا۔

"ایک درجن کمرے میں جانا ہے ___ کیوں" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک درجن کمرے ___ یعنی آپ بیک وقت بارہ کمروں میں جائیں
گے" ___ ویٹر نے عمران کو یوں سر سے لیکر پاؤں تک گھورا جیسے وہ انسان

کی بجائے کوئی مافوق الفطرت شے ہو۔

"ہاں بیک وقت" ___ عمران نے کہا اور پھر قدم بڑھا کر وہ کمرہ نمبر بارہ
کے سامنے پہنچ گیا۔

"اچھا تو آپ کا مطلب بارہ نمبر سے تھا" ___ ویٹر نے اس بار مسکراتے
ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے تم تو میرا مطلب سمجھ گئے" ___ عمران نے دروازے
پر دستک دیتے ہوئے کہا۔

"سر! ___ دو آدمی کافی دیر پہلے اس کمرے میں دستک دیکر گئے تھے۔ لیکن
جب کافی دیر گزر گئی اور کوئی آرڈر نہ آیا تو میں نے دستک دے کر آرڈر پوچھا
جس پر راک فیلڈ صاحب بے حد ناراض ہوئے" ___ ویٹر نے یوں کہا
جیسے اس کے ساتھ کوئی بہت بڑا واقعہ ہو گیا ہو۔

"ہو سکتا ہے وہ آرڈر نہ دینا چاہتے ہوں" ___ عمران نے دو آدمیوں
کا سن کر اس بار اور زیادہ زور سے دستک دی۔ لیکن اندر مکمل خاموشی تھی۔

عمران نے چند لمحے انتظار کرنے کے بعد ہینڈل گھمایا لیکن دروازہ اندر
سے لاک تھا۔

"ویٹر جاؤ منیجر کو بلا لاؤ ___ اور ساتھ ہی ماسٹر کی بھی لے آؤ ___ اندر گڑبڑ
ہے" ___ عمران نے سخت لہجے میں ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گڑبڑ ___ کیسی گڑبڑ" ___ ؟ ویٹر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے
ہوئے کہا۔

"وہی گڑبڑ جو پیٹ میں ہوتی ہے بدہضمی کے وقت ___ جاؤ جلدی۔
وقت ضائع مت کرو" ___ عمران نے اس بار اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور

ویٹر سر ہلاتا ہوا تیزی سے لفٹ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

ویٹر کے جاتے ہی عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک پتلی سی تار نکال کر اس نے اس کا مڑا ہوا سرا لاک کے سوراخ میں ڈالا اور اُسے مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمانے لگا۔

چند لمحوں بعد ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور عمران نے ہینڈل دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران تار نکال کر تیزی سے اندر داخل ہوا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا جب کہ پچھلی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ قالین پر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے صاف نظر آ رہے تھے۔

عمران نے کمرے میں ایک نظر ڈالی اور پھر وہ تیزی سے غسل خانے کی طرف بڑھا۔ اس نے غسل خانے کا دروازہ جیسے ہی کھولا وہ بری طرح اچھل پڑا کیونکہ غسل خانے میں صفدر اور کیپٹن شکیل پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے تیزی سے دونوں ہاتھوں میں ان دونوں کی کلائیاں تھام لیں۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل صرف بیہوش تھے۔ عمران نے ان کی آنکھیں کھول کر دیکھیں اور پھر وہ ان کی ناک پر جھک گیا۔ دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے زود اثر بیہوش کر دینے والی گیس کی ہلکی سی بُو سونگھ لی تھی۔

اسی لمحے ایک نوجوان ویٹر کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ اور پھر غسل خانے میں پڑے ہوئے صفدر اور کیپٹن شکیل کو دیکھ کر اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"یہ ۔۔ یہ کون ہیں ۔۔ کیا مر گئے" ۔۔۔۔ نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ۔۔ صرف بیہوش ہیں ۔۔۔ تم ڈاکٹر کو بلاؤ جلدی" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"جاؤ ڈاکٹر کو بلاؤ ۔ جلدی کرو" ۔۔۔ نوجوان نے قریب کھڑے ہوئے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"مسٹر راک فیلڈ کہاں ہیں" ۔۔۔ منیجر نے غسل خانے کے دروازے سے نکل کر کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اب اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"کسی پہاڑ پر نصب ہو گئے ہوں گے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہاڑ پر ۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ منیجر نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے راک چٹان کو کہتے ہیں اور فیلڈ میدان کو ۔۔ چٹانوں کا میدان پہاڑ ہی ہو سکتا ہے ۔۔۔ تم سے تو جلدی تمہارا ویٹر ہی مطلب سمجھ لیتا ہے" عمران نے جواب دیا۔

"مگر آپ کون ہیں اور آپ نے یہ کمرہ کیسے کھولا" ۔۔۔ اچانک منیجر کو خیال آ گیا۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک کارڈ نکال کر منیجر کے ہاتھ میں دے دیا۔

منیجر کی نظریں جیسے ہی کارڈ پر پڑیں وہ حیرت سے اچھل پڑا۔

"اوہ! ۔۔ اوہ آپ کا تعلق انٹیلی جنس سے ہے ۔۔۔ سوری۔ مگر آپ یہاں ۔۔۔" منیجر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کارڈ سنٹرل انٹیلی جنس

کے چیف ڈائریکٹر کا تھا۔

"تم مشکوک افراد کو ہوٹل میں ٹھہراتے ہو اور نتیجہ دیکھ لیا ـــــ میرے کارکن اس راک فیلڈ کا جائزہ لینے آئے تو وہ انہیں بیہوش کر کے کھڑکی کے راستے فرار ہو گیا" ـــــ عمران نے کارڈ واپس لیتے ہوئے سخت لہجے میں کہا

"اوہ ویری سوری سر! ـــ اب ہمیں کیا پتہ کہ وہ غلط آدمی ہے ـــ مگر پچھلی کھڑکی سے تو گلی بہت نیچی ہے" ـــ مینجر نے گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نیچی ہے تو اونچی بھی ہو سکتی ہے" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مینجر کوئی اور بات کرتا۔ ویٹر ڈاکٹر کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔ ڈاکٹر کے ہاتھ میں ایمرجنسی بیگ تھا۔

"انہیں بیلم تھری کے انجکشن لگاؤ ڈاکٹر" ـــــ عمران نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیلم تھری" ـــ ڈاکٹر نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے صفدر کی آنکھ کھول کر دیکھی تو دوسرے لمحے اثبات میں سر ہلانے لگا۔ پھر اس نے پھرتی سے اپنا بیگ کھولا اور انجکشن تیار کرنے لگا۔

عمران اس دوران غسل خانے سے نکل کر کمرے میں گھومنے لگا۔ اس کی تیز نظریں ہر چیز کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پھر اس نے الماری کھولی اور اس کا بغور جائزہ لینے لگا۔ لیکن الماری مکمل طور پر خالی پڑی تھی۔ کاغذ کا ایک پرزہ تک بھی موجود نہ تھا۔ اور پھر عمران الماری بند کر کے واپس غسل خانے میں آ گیا۔ ڈاکٹر ان دونوں کو انجکشن لگا کر بیگ بند کر رہا تھا۔

عمران جانتا تھا کہ دو منٹ بعد ہی یہ دونوں ہوش میں آ جائیں گے۔ اور وہی

ہوا۔ دو منٹ بعد ہی ان دونوں نے آنکھیں کھول دیں۔

"کیا زمانہ آ گیا ہے کہ لوگ اب غسل خانوں کو خوابگاہ سمجھ لیتے ہیں" ـــ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کی آواز نے ان دونوں کے شعور کو ایک جھٹکے سے جھنجھوڑ دیا اور وہ دونوں ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"آپ" ـــ صفدر کے منہ سے نکلا۔

"ڈاکٹر! ـــ اس کے چہرے کی بینڈیج بھی کر دو ـــ بیچارہ حسینوں میں شمار ہوتا تھا چچ چچ" ـــ عمران نے صفدر کے گال پر موجود زخم کو دیکھتے ہوئے کہا اور صفدر نے بھی بے اختیار گال پر ہاتھ پھیرا۔

ڈاکٹر نے ایک بار پھر بیگ کھولنا شروع کر دیا۔ کیپٹن شکیل اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کی آنکھوں میں ندامت کے آثار موجود تھے۔

"سر! ـــ کیا پولیس کو اطلاع دینی ہے" ـــ؟ اچانک مینجر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پولیس کو ـــ کیا پولیس ہمارے محکمہ سے بڑی ہے" ـــ؟ عمران نے تڑخ کر پوچھا

"ن ـــ نہیں سر ـــ میں تو ـــــ" مینجر عمران کے لہجے سے گڑبڑا گیا۔

"آئندہ یہ لفظ میرے سامنے نہ لینا" ـــ عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ پولیس کو بلانے کے حق میں کیسے کہہ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے سخت لہجہ استعمال کیا تاکہ مینجر اس لائن پر سوچے بھی نہ۔

صفدر بھی بینڈیج کرا چکا تھا اس لئے وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آؤ میرے ساتھ ـــ اچھا اجازت اور سنو مینجر! ـــ کسی کو اس واقعے کا پتہ نہ چلے ـــ یہ سرکاری راز ہے" ـــ عمران نے چلتے چلتے مینجر سے کہا

اور منیجر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل کو ہمراہ لیے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا... ہال سے باہر نکل کر وہ جیسے ہی پارکنگ میں پہنچے۔ عمران نے ان دونوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ اب بتاؤ غسل خانہ کیسے پسند آگیا" ___؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر نے شروع سے لیکر آخر تک تمام تفصیل بتادی۔

"لیکن وہ تمہیں زندہ کیسے چھوڑ گیا ___ مجھے تو اس بات پر حیرت ہے"۔ عمران نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"ویسے عمران صاحب! ___ وہ اس فطرت کا آدمی تو نہیں ہے کہ ہاتھ آئے شکار کو چھوڑ دے ___ ہوسکتا ہے کوئی ایسی مداخلت ہوئی ہو جس کی وجہ سے اُسے بھاگنا پڑ گیا ہو" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ! ___ ٹھیک ہے پھر تمہیں اس ویٹر کا مشکور ہونا چاہیئے ___ وہ وہ آدمی ہے جس نے آرڈر لینے کے لئے مداخلت کی تھی" ___ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں ایکسٹو کو رپورٹ دینی ہو گی" ___ صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ وہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو چور محسوس کر رہا تھا۔ کیونکہ اس نے ایکسٹو کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسپارک کو اغوا کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ ایکسٹو اُسے حکم عدولی کی عبرتناک سزا دیگا۔

"نہیں اُسے رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں ہے ___ ورنہ وہ خوامخواہ تم پر چڑھ دوڑے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو ممبر کے۔ جی۔ بی کے ایک

ممبر سے مار کھا گئے ___ میں خود اُسے سنبھال لوں گا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے سر جھکا لیے۔

عمران مسکراتا ہوا واپس اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کا ارادہ دانش منزل جانے کا تھا تاکہ وہ وہاں بیٹھ کر اسپارک کی اس ملک میں آمد کے ساتھ ساتھ صدر مملکت کی ہدایت کے مطابق اس میٹنگ کی تفصیلات حاصل کرنے کے بارے میں کوئی واضح پروگرام بنا سکے۔

صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اپنی کار میں بیٹھ کر واپس آگئے۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل پارکنگ سے باہر نکالی۔ اس کا ارادہ آج ایک پرانے دوست سے ملنے کا تھا جو سبز جھیل کے پار والے رہائشی علاقے میں رہتا تھا۔ گزشتہ دنوں اس سے ایک محفل میں اچانک ملاقات ہو گئی تھی۔ اور اس نے بتایا تھا کہ آجکل وہ دفتر سے چھٹیوں پر ہے اس لئے گھر پر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے ٹائیگر ان کے گھر آجائے تو وہ بچوں کے ساتھ مل کر پکنک کا منصوبہ بنائیں ٹائیگر بھی کافی عرصہ سے فارغ تھا اس لئے اس نے سوچا کہ چلو اسی بہانے چھوٹے بچوں کے ساتھ مل کر کچھ وقت اچھا گزر جائے گا۔

موٹر سائیکل اس نے ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکالی اور تیزی سے سڑک پر آگے بڑھتا چلا گیا۔ سیکس ریونیو کے چوک پر پہنچ کر وہ بائیں طرف مڑ گیا۔ یہ سڑک ایک رہائشی علاقے کے درمیان سے گزر کر سبز جھیل والی سڑک سے جا ملتی تھی اور اس طرح راستہ نہ صرف مختصر ہو جاتا تھا بلکہ اس سڑک پر ٹریفک بھی نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی۔ مین سڑکوں پر تو اس وقت بے پناہ رش تھا۔

کیونکہ ساڑھے دس بجے صبح کا وقت تھا اور یہ وقت ایسا ہوتا ہے جب سڑکوں پر ٹریفک اپنے پورے عروج پر ہوتی ہے۔

ٹائیگر رہائشی علاقے میں سے گزرتا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ اچانک اُسے دُور سے ایک کوٹھی کی دیوار کے پاس ایک کار الٹی ہوئی نظر آئی۔ اس کے گرد دو کاریں موجود تھیں اور جب ٹائیگر کی نظریں پڑیں تو اسی وقت دونوں کاریں تیزی سے سٹارٹ ہوئیں اور مڑ کر مخالف سمت میں دوڑتی چلی گئیں۔ ٹائیگر گو وہاں سے کافی فاصلے پر تھا لیکن اس طرح کاروں کے دوڑنے سے وہ مشکوک ہو گیا۔ اس نے موٹر سائیکل کی رفتار اور بڑھا دی اور چند ہی لمحوں بعد وہ الٹی ہوئی کار کے قریب پہنچ گیا۔ کار پہ لہراتا ہوا فلیگ بتا رہا تھا کہ کار سرکاری ہے ٹائیگر نے تیزی سے موٹر سائیکل سٹینڈ کیا اور پھر کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار کے ایک ٹائر کے پرخچے اڑے ہوئے تھے جس سے صاف ظاہر تھا کہ کار کا ٹائر پہلے برسٹ کیا گیا ہے۔

ٹائیگر نے جھک کر کار کے اندرونی حصے کا جائزہ لیا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کار میں صرف ڈرائیور موجود تھا جس کا جسم سٹیرنگ پر جھکا ہوا تھا اور اس کی کھوپڑی پرزوں میں تقسیم ہو کر سیٹ پر اور ارد گرد پھیلی ہوئی تھی اور پھر اسی لمحے اس کی نظر آگے والی سیٹ کے نیچے پڑی ہوئی ایک چھوٹی سی ڈبیہ پر پڑ گئی۔ یہ مائیکرو ٹیپ کی ڈبیہ تھی جس میں موجود ٹیپ بھی نظر آرہی تھی۔ ٹائیگر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر وہ ٹیپ اٹھائی۔ اسے ایک لمحے کے لئے دیکھا اور پھر جیب میں ڈال لیا اور پھر وہ سیدھا ہونا ہی چاہتا تھا کہ اس کی نظریں سیٹ کے مخالف کونے میں اٹکی ہوئی ایک چیز پر پڑ گئی جس کا معمولی سا کونا سیٹ کی درز سے باہر نکلا ہوا تھا۔ یہ بٹوہ سا لگتا تھا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر

ہاتھ بڑھایا اور اُسے کھینچ لیا۔ یہ پتلا سا بٹوہ تھا جو سیٹ اور کار کی درمیانی درز
میں گھسا ہوا تھا۔

ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے بٹوہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ بُری طرح
اچھل پڑا۔ یہ بٹوہ سر سلطان کا تھا۔ ان کا سرکاری کارڈ اس میں موجود تھا
اور دوسرے لمحے صورت حال ٹائیگر پر واضح ہو گئی۔ مجرموں نے سر سلطان کی
کار الٹائی اور ڈرائیور کو گولی مار کر سر سلطان کو اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ کار
پر موجود فلیگ سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ سر سلطان اس میں موجود تھے
ورنہ عام حالت میں فلیگ کو قانوناً لپیٹ دیا جاتا ہے۔

ٹائیگر نے پھرتی سے بٹوہ جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے
موٹر سائیکل کو کک لگائی اور اُسے آگے دوڑاتا چلا گیا۔ اتنے بڑے حادثے
کے باوجود وہاں ابھی تک کوئی نہ آیا تھا۔ ظاہر ہے لوگ کسی چکر میں پھنسنا
نہ چاہتے تھے۔ اور ہو سکتا ہے کسی نے صرف پولیس کو فون کر دیا ہو۔ اور
پولیس کے پہنچنے سے پہلے جائے حادثہ کے قریب نہ آنا چاہتے ہوں بہرحال
ٹائیگر کے علاوہ اور کوئی وہاں موجود نہ تھا۔ اس لئے ٹائیگر کو کسی نے روکنے
کی بھی کوشش نہ کی اور ٹائیگر تیزی سے موٹر سائیکل دوڑاتا چلا گیا۔ معاملہ بے حد
اہم اور سیریس تھا۔ اس لئے وہ جلد از جلد عمران کو اس کی اطلاع دینا چاہتا تھا
اور پھر دو تین میل آگے بڑھنے کے بعد وہ ایک مارکیٹ کے قریب پہنچ
گیا جہاں پبلک فون بوتھ موجود تھا۔

ٹائیگر نے فون بوتھ کے باہر موٹر سائیکل روکا اور پھر وہ حتی الوسع تیزی
سے فون بوتھ میں داخل ہو گیا۔ سکے ڈال کر اس نے رسیور اٹھایا اور عمران
کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کا مرکزی صدر عزت ماب سلیمان پاشا بول
رہا ہوں" ___ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر
کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"جناب صدر عزت ماب سلیمان پاشا صاحب! ___ عمران صاحب
فلیٹ میں موجود ہیں" ___ ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فلیٹ میں ___ وہ کیا ہوتا ہے ___؟ یہ مرکزی دفتر آل ورلڈ باورچی
ایسوسی ___" سلیمان نے دوبارہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری ___ مرکزی دفتر میں" ___ ٹائیگر نے جلدی سے کہا۔

"نہیں ___ انہیں انگریزی میں نکال دیا گیا ہے ___ یعنی گٹ آؤٹ
کر دیا گیا ہے" ___ سلیمان نے جواب دیا اور ٹائیگر نے بغیر کوئی مزید بات
کئے کریڈل دبا دیا۔

رسیور ہک میں لٹکا کر اس نے دوبارہ جیب میں ہاتھ ڈال کر مزید سکے
نکالے اور انہیں خانے میں ڈال کر اس نے رسیور دوبارہ اٹھایا اور اس بار
اس نے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ___ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص
آواز ابھری۔

"سر ___ میں ٹائیگر بول رہا ہوں ___ عمران صاحب کے فلیٹ
پر فون کیا تھا مگر وہ وہاں موجود نہیں ہیں" ___ ٹائیگر نے تیز لہجے
میں وضاحت کرتے ہوئے کہا کیونکہ عمران کی ہدایت تھی کہ وہ حتی الوسع دانش
منزل فون نہ کیا کرے۔

"کیا بات ہے ___؟" ایکسٹو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جناب! ___ جہاں تک میرا اندازہ ہے سر سلطان کو اغوا کر لیا گیا ہے ___ مجرموں نے ان کی کار کا ٹائر برسٹ کیا اور جب کار الٹ گئی تو وہ انہیں دوسری کار میں اغوا کر کے لے گئے ہیں" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پھر" ___ ایکسٹو نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی پھٹی سی رہ گئیں۔ اس کا خیال تھا کہ یہ خبر سن کر ایکسٹو اچھلے گا نہیں تو کم از کم چونک ضرور پڑے گا۔ لیکن اس کے لہجے سے تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سر سلطان کا اغوا کوئی معمول کی کارروائی ہو۔

"پھر جناب اس کی اطلاع دینے کے لئے میں نے عمران صاحب کو فون کیا تھا" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ واقعہ کہاں ہوا ___؟ اور تم اس وقت کہاں تھے" ___؟ ایکسٹو نے پوچھا۔

اور پھر جواب میں ٹائیگر نے پوری تفصیل بتا دی۔ اس نے بڑے والی بات تو بتا دی لیکن مائیکرو ٹیپ کی بات وہ چھپا گیا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق ہو سکتا ہے اس کی کوئی اہمیت نہ ہو۔ اس لئے اس نے یہ ٹیپ عمران کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"کاروں کی تفصیل" ___ ایکسٹو نے پوچھا۔

"جناب کاریں دور تھیں اس لئے میں انہیں پہچان نہیں سکا" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اس سلسلے میں بھی اسے ایک بات ایسی معلوم تھی جو وہ بتانا چاہتا تھا لیکن ایکسٹو کا سرد رویہ دیکھ کر اسے بھی غصہ آ گیا تھا کہ جب اسے ہی پرواہ نہیں ہے تو وہ خواہ مخواہ تفصیلات بتاتا پھرے۔

"او کے! ___ تم واپس اپنے ہوٹل جاؤ ___ عمران سے کنکٹ ہو گیا تو

میں اسے اطلاع کر دوں گا ___ وہ تم سے خود ہی رابطہ قائم کرے گا" ___ ایکسٹو نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"بہتر سر" ___ ٹائیگر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور ٹائیگر رسیور ہک میں لٹکا کر فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔ ظاہر ہے اس واقعہ کے بعد اب اس کا دوست کے گھر جانا تو فضول تھا۔ اس لئے اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور اپنے ہوٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس بار ٹائیگر نے جان بوجھ کر واپس اسی سڑک پر جانے کی بجائے جہاں حادثہ ہوا تھا اور سر سلطان کی گاڑی الٹی پڑی تھی، آگے والے چوک سے چکر کاٹ کر وہ ایک لمبے راستے سے واپس ہوٹل کی طرف موٹر سائیکل دوڑاتا چلا گیا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ اب تک پولیس جائے حادثہ پر پہنچ گئی ہو۔ اور کسی نے اسے موٹر سائیکل پر چیک کر لیا ہو۔ اس طرح ایک اور پریشانی میں پھنس جائے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ واپس اپنے ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں پہنچ گیا۔ اس نے اپنی موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی کی اور پھر ہوٹل کے ہال سے ہوتا ہوا لفٹ کے ذریعے اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ اور پھر اس کے کمرے میں پہنچتے ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ___ ٹائیگر نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"عمران بول رہا ہوں ___ تم کمرے میں رہو ___ میں وہیں آ رہا ہوں" دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"بہتر جناب" ___ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور عمران نے

دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا۔

ٹائیگر نے بھی رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر اس نے کمرے کے دروازے کی اوپر والی چٹخنی چڑھا دی تاکہ عمران کے آنے سے پہلے وہ کسی اور سے نہ ٹکرا جائے۔

اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اس مائیکرو ٹیپ کی کوئی خاص مرکزی اہمیت ضرور ہے اور ہو سکتا ہے کہ سر سلطان کو اسی ٹیپ کے لئے ہی اغوا کیا گیا ہو۔

پھر ایک خیال آتے ہی اس نے ٹیپ اپنی جیب سے نکالی اور اسے الماری کے نیچے بنے ہوئے ایک خفیہ خانے میں رکھ دیا۔ تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہو بھی جائے تو کم از کم ٹیپ محفوظ رہ سکے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل پہنچا۔ بلیک زیرو نے اُسے ٹائیگر کے فون کے متعلق بتا دیا۔ اور عمران، سر سلطان کے اس طرح اغوا کئے جانے پر چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں فوراً اسپارک کا خیال آیا کہ کہیں یہ اس کا چکر تو نہیں۔ لیکن اسپارک کو ہوٹل کے کمرے سے نکلے ہوئے زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ گزرا ہوگا جب کہ ٹائیگر کا فون دس بارہ منٹ قبل آیا تھا۔

"تم نے صدر مملکت کو اس کی اطلاع دے دی ہے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں! ـــــ میں نے سب سے پہلے انہیں اطلاع دی ہے ـــــ انہوں نے بتایا ہے کہ سر سلطان ان سے ملنے کے لئے ہی آرہے تھے اور انہوں نے آنے سے پہلے فون پر کہا تھا کہ ان کے نوٹس میں ایک اہم ترین بات آئی ہے ـــــ ملک کے خلاف خطرناک ترین سازش ـــــ اور وہ اس کی تفصیلات صدر مملکت کو بتانے جا رہے تھے کہ راستے میں یہ حادثہ پیش آیا۔

"ہونہہ! ــــ اس کا مطلب ہے کہ سازش کی جڑیں بے حد گہری ہیں اور وہ سازش اتنی اہم اور خطرناک ہے کہ سر سلطان نے ہم سے پہلے اسے صدر مملکت کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھا۔ ورنہ عام طور پر ایسی اطلاعات براہ راست ہم تک پہنچا دیتے ہیں" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران نے فون اپنی طرف کھینچا اور رسیور اٹھا کر ٹائیگر کے نمبر فون کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کیونکہ بلیک زیرو نے اسے بتایا تھا کہ اس نے ٹائیگر کو واپس ہوٹل جانے کی ہدایت کی ہے۔ اور پھر نمبر پورے ہوتے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

عمران نے ٹائیگر کو وہیں رہنے کی ہدایت اور خود آنے کا کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"میں ٹائیگر کے پاس جا رہا ہوں ــــ ہو سکتا ہے اس سے کوئی کلیو مل جائے ــــ ہمیں فوراً سر سلطان کو برآمد کرانا ہے ــــ اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں تمہیں فون کر دونگا ــــ تم سب ممبرز کو الرٹ رہنے کی ہدایت کر دو" ــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ــــ بلیک زیرو نے کہا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ٹائیگر کے ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ٹائیگر ہوٹل شبروز میں مستقل طور پر رہتا تھا اس لئے اسے اس کا کمرہ نمبر معلوم تھا۔

ہوٹل شبروز کی پارکنگ میں کار روک کر وہ مین گیٹ سے ہوتا ہوا لفٹ

کے ذریعے ہوٹل کی دوسری منزل پر جہاں ٹائیگر کا کمرہ تھا، پہنچ گیا۔ ٹائیگر کے کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا۔

عمران نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے" ــــ؟ اندر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھولو ٹائیگر" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا

چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ ٹائیگر نے عمران کے اندر آتے ہی دوبارہ چٹخنی چڑھا دی۔

"ہاں! ــــ اب پوری تفصیلات جلدی سے بتا دو ــــ کوئی بات بھی رہنے نہ پائے" ــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر اتنی گھمبیر سنجیدگی طاری تھی کہ ٹائیگر کو اس کا چہرہ دیکھ کر ہی جھرجھری آ گئی۔ اور پھر اس نے پوری تفصیل سے تمام واقعات بتا دیئے ٹیپ کا ذکر سن کر عمران چونک پڑا۔ اور پھر ٹائیگر نے ٹیپ الماری کے خفیہ خانے سے نکال کر عمران کے حوالے کر دی۔

"تم نے اس کا ذکر ایکسٹو سے نہیں کیا تھا" ــــ عمران نے مائیکرو ٹیپ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا تھا کہ ہو سکتا ہے اس کی کوئی اہمیت نہ ہو اور مجھے خوامخواہ شرمندہ ہونا پڑے" ــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹیپ ریکارڈر ہے تمہارے پاس" ــــ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں" ــــ ٹائیگر نے کہا اور الماری کھول کر اس میں سے ایک جدید ترین ٹیپ ریکارڈر نکال کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"تم باہر جاؤ ــــ تھوڑی دیر بعد آنا ــــ ہو سکتا ہے اس ٹیپ میں

کوئی ایسا سرکاری راز ہو۔ جو ٹاپ سیکرٹ ہو" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــ اسی لئے میں نے اسے نہیں سنا" ـــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ ٹائیگر کے باہر جانے کے بعد عمران نے چٹخنی دوبارہ چڑھائی اور آکر ٹیپ ریکارڈر میں ٹیپ فٹ کی اور آواز ہلکی کر کے اسے آن کر دیا۔ ٹیپ چلنا شروع ہو گیا۔

اور پھر جیسے جیسے عمران ٹیپ سنتا چلا گیا اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ اس کے جسم میں سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔ پاکیشیا کے خلاف اس قدر خوفناک منصوبوں کا تو وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

ٹیپ ختم ہونے پر عمران نے ایک طویل سانس لے کر ٹیپ ریکارڈر بند کیا اور ٹیپ باہر نکال کر جیب میں ڈال لی۔ اس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ اور پیشانی پر ہزاروں شکنیں ابھر آئی تھیں۔ یہ بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ سر سلطان اسی سازش کے متعلق صدر سے ملنے جا رہے تھے لیکن یہ ٹیپ ان تک کیسے پہنچا۔ یہ بات ابھی راز میں تھی۔ بہرحال اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ سر سلطان کو سنی ٹیکنالوجی کے لئے اغوا کیا گیا ہے اور یقیناً مجرم ان پر خوفناک تشدد کرنے سے بھی گریز نہ کریں گے اور اب اسپارک کی بھی اس ملک میں موجودگی کی وجہ ظاہر ہو گئی تھی۔ اسپارک اس میٹنگ میں بھی موجود تھا اور ظاہر ہے وہ سر سلطان کو اغوا کرنے کے مشن پر آیا ہوا ہے اور یقیناً اسی کے آدمیوں نے سر سلطان کو گھیرا ہوگا اور اغوا کیا ہے۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران نے اٹھ کر چٹخنی گرا کر دروازہ کھول دیا۔

"ٹائیگر! ـــ سر سلطان کی فوری برآمدگی انتہائی ضروری ہے ـــ کوئی کلیو جو تمہارے دماغ میں ہو" ـــ ؟ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ تھا۔

"سر! ـــ گو سر سلطان کو اغوا کر کے لے جانے والی دونوں کاروں کو میں نے دور سے دیکھا ہے لیکن ان میں سے ایک کار کو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ وہ لکی بار کے مشہور غنڈے پرانڈ کی ہے ـــ اور پرانڈ ایسے کاموں میں بے حد ماہر سمجھا جاتا ہے اور اس کار کو وہ صرف ذاتی استعمال میں رکھتا ہے ـــ اس لئے مجھے یقین ہے کہ پرانڈ کا اس واردات میں اہم حصہ ہے" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کار میں ایسی کونسی بات ہے جس سے تم نے اسے اتنی دور سے بھی پہچان لیا" ـــ ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جناب! ـــ یہ کار سپورٹس ماڈل کی بیکی ہے اور اس میں ایک خصوصیت ایسی ہے کہ اس کا پتہ دور سے بھی چل جاتا ہے۔ پرانڈ نے اس کے آگے پیچھے کے دونوں بمپروں کو مختلف رنگوں کے ٹکڑوں سے سجایا ہوا ہے۔ اور ان رنگوں پر فاسفورس کی تہہ چڑھائی ہوئی ہے اور رات کو بھی ہر رنگ دور سے چمکتا ہے ـــ بہرحال دن کے وقت تو اسے دور سے پہچانا جا سکتا ہے" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"بالکل ٹھیک! ـــ میں نے بھی وہ کار دیکھی ہوئی ہے ـــ یقیناً پرانڈ اس واردات میں ملوث ہے ـــ آؤ میرے ساتھ ـــ ہمیں فوراً

پرانڈ پر ہاتھ ڈالنا چاہیئے" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــــ پرانڈ کلی بار میں نہیں ملے گا ـــــ وہ دن کے وقت بار میں نہیں جاتا۔ بلکہ اس نے ایک خفیہ جوا خانہ بنایا ہوا ہے۔ وہ دن کو وہیں رہتا ہے ـــــ اور اس جوئے خانے میں اس کے بے شمار مسلح غنڈے ہر وقت موجود رہتے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ جوا خانہ" ـــــ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کمرشل پلازہ کے تہہ خانوں میں جناب" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس میک اپ کا سامان ہے" ـــــ؟ عمران نے اچانک پوچھا۔

"جی ہاں ـــــ مکمل سیٹ ہے" ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لاؤ ـــــ وہ مجھے پہچانتا ہے ـــــ اس لئے میں ایک غنڈے کے میک اپ میں ہی اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ ورنہ وہ مر جائے گا لیکن میرے سامنے زبان نہیں کھولے گا" ـــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے الماری کے خفیہ خانے سے ایک بڑا سا باکس نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ اور عمران باکس اٹھائے غسل خانے میں چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب عمران باہر آیا تو ٹائیگر بھی اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ واقعی ایک خطرناک ترین غنڈے کے روپ میں تھا۔ چہرے پر زخموں کے بے شمار نشانات ـــــ آنکھوں میں چھائی ہوئی وحشت کی سرخی نے اسے ایک خوفناک غنڈے کا روپ دے دیا تھا۔ عمران نے لباس بھی بدل لیا تھا۔ اب

اس نے جینز کے اوپر پھولدار شرٹ پہن رکھی تھی۔ گلے میں سُرخ رنگ کا رومال باندھا ہوا تھا اور گریبان کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ چونکہ عمران اور ٹائیگر کا قد و قامت ایک جیسا تھا اس لئے ٹائیگر کا لباس اس پر فٹ آ جاتا تھا۔

"تم بھی ہلکا سا میک اپ کر لو ـــــ مگر جلدی" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا غسل خانے میں گھس گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب ٹائیگر غسل خانے سے باہر آیا تو وہ بھی ایک غنڈے کے میک اپ میں تھا۔

"ریوالور اور خنجر لے لو ـــــ اور چلو" ـــــ عمران نے کہا۔

"میں نے لے لئے ہیں جناب" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران دروازے کی طرف چل پڑا۔

عمران کے باہر نکلنے پر ٹائیگر نے دروازہ لاک کیا اور پھر وہ پچھلے راستے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ یہ راستہ پچھلی گلی میں نکلتا تھا۔ لیکن اس کے لئے سیڑھیاں اترنی پڑتی تھیں۔ بہرحال دو منزلوں کی سیڑھیاں اترنا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس لئے چند ہی لمحوں میں وہ گلی میں پہنچ گئے۔ گلی سے ہوتے ہوئے وہ سڑک پر پہنچے تو عمران نے جیب سے چابیاں نکال کر ٹائیگر کو دیں کہ وہ کار پارکنگ سے لے کر یہاں پہنچ جائے۔

ٹائیگر چابیاں سنبھالے آگے بڑھ گیا اور عمران گلی میں ہی دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ذہن بار بار ٹیپ میں موجود سازش کی طرف جا رہا تھا۔ انتہائی خوفناک سازش۔ اور اسے یقین تھا کہ یہ دونوں ملک یقیناً اس سازش پر عمل درآمد کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ اور پاکیشیا کے دس کروڑ افراد کی تباہی! اسے بار بار یہ سوچ کر ہی جھرجھریاں آ رہی تھیں کہ یہ لوگ

کتنے بڑے درندے ہیں جو دس کروڑ معصوم اور بے گناہ لوگوں کے قتل کے
منصوبے اس ٹھنڈے دل سے بنا رہے ہیں جیسے انسانوں کی بجائے مکھیاں
مارنے کا پروگرام بنایا جا رہا ہو۔ اور پھر ٹائیگر کے واپس آنے تک وہ دل ہی دل
میں فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ ان لوگوں سے ایسا بھرپور انتقام لے گا کہ آئندہ انہیں
کسی بھی ملک کے خلاف ایسی سازش کرنے کی جرائت تک نہ ہوگی وہ ان پر
خدا کا قہر اور دہشت بن کر ٹوٹے گا۔ اس نے دل ہی دل میں یہ فیصلہ کر لیا
تھا کہ اس میٹنگ میں شریک لوگوں کے قتل کے ساتھ ساتھ اسے کافرستان
کے اس کیمیکل تیار کرنے والے کارخانے اور روسیاہ کے مصنوعی انسان
بنانے والے کارخانے کا مکمل صفایا کرنا ہو گا۔ اس سے پہلے کہ وہ لوگ ان
تجویزوں پر عمل درآمد کریں وہ انہیں تباہ و برباد کر دینا چاہتا تھا۔ وہ دہشت
بن کر ان کے اعصاب پر چھا جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

اسی لمحے اپنی کار کا ہارن سن کر وہ چونک پڑا۔ وہ ان خیالات
میں ایسا گم ہوا تھا کہ اسے احساس تک نہ ہوا کہ ٹائیگر نے کس وقت کار
لا کر گلی کے سرے پر روکی ہے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور کار کا پچھلا
دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

"پہلے دانش منزل چلو ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے
میں کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے کار دانش منزل کے گیٹ پر روک دی۔
عمران کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ اور پھر اس نے کال بیل کا بٹن
مخصوص انداز میں چار بار مختلف وقفوں سے دبایا اور اس کے ساتھ ہی
پھاٹک کی ذیلی کھڑکی خود بخود کھلتی چلی گئی اور عمران اندر چلا گیا۔

ٹائیگر باہر کار میں بیٹھا انتظار کرتا رہا۔ وہ عمران کا موڈ دیکھ کر ہی سمجھ
گیا تھا کہ آج پرائڈ کی خیر نہیں ہے۔

دس منٹ بعد ہی عمران گیٹ کی ذیلی کھڑکی سے باہر آیا اور کار میں
بیٹھتے ہی اس نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ اب چلو کمرشل پلازہ ۔۔۔ میں دیکھوں کہ یہ پرائڈ کیا شے
ہے" ۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی۔ اور اس کی رفتار بڑھتا چلا گیا۔
کار خاصی تیز رفتاری سے اڑی چلی جا رہی تھی اور پھر انہیں کمرشل پلازہ تک
پہنچنے میں پچیس منٹ لگ ہی گئے۔

ٹائیگر نے کار ایک طرف روکی اور پھر وہ دونوں کار سے اتر آئے۔

"میرے ساتھ آئیے! ۔۔۔ مجھے جوئے خانے میں جانے کا راستہ معلوم
ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر وہ آگے پیچھے چلتے
ہوئے کمرشل پلازہ میں داخل ہو گئے۔

سر سلطان کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک بڑے
سے کمرے کے درمیان ایک ستون سے بندھا ہوا پایا۔ انہیں رسیوں سے اس
بُری طرح باندھا گیا تھا کہ وہ حرکت کرنے سے بھی معذور تھے۔

ہوش میں آتے ہی انہیں اس ٹیپ کا خیال آیا جو ان کے نزدیک بےحد
اہم تھی لیکن وہ بندھے ہونے کی وجہ سے اُسے چیک نہ کر سکتے تھے۔ اتنا تو
وہ سمجھ گئے تھے کہ انہیں اسی ٹیپ کے لئے اغوا کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بات ان
کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ آخر مجرموں کو اس بات کا کیسے پتہ چلا کہ ٹیپ ان کے
پاس پہنچ گئی ہے۔ اگر مجرم ڈاکٹر جان اسمتھ کے پیچھے لگے ہوئے ہوتے تو وہ
اُسے سر سلطان تک پہنچنے ہی نہ دیتے۔

اسی لمحے ان کے سامنے موجود کمرے کا دروازہ کھلا اور پھر تین لمبے تڑنگے
آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک بانس کی طرح لمبا اور دبلا غیر ملکی تھا۔
جب کہ وہ دوسرے شکل و صورت سے ہی غنڈے اور لڑائی بھڑائی کے ماہر

مقامی آدمی تھے۔ وہ لمبا اور دبلا آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا سر سلطان کے سامنے
آکر رک گیا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

"تمہارا نام سلطان ہے ـــ اور تم وزارتِ خارجہ کے سیکرٹری ہو" ـــ اس
غیر ملکی نے چُبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ـــ تمہاری بات درست ہے" ـــ سر سلطان نے جواب دیا
ظاہر ہے انہیں سرکاری کار سے اغوا کیا گیا تھا اور ظاہر ہے مجرموں نے انہیں
وزارتِ خارجہ کی عمارت سے نکلتے ہوئے ٹریپ کیا ہو گا اس لئے خوامخواہ انکار
کرنے سے کوئی فائدہ نہ تھا۔

"اس کی تلاشی لی ہے" ـــ؟ اس غیر ملکی نے مڑ کر ایک مقامی سے پوچھا۔

"جی ہاں جناب! ـــ سب سے پہلے تلاشی لی گئی۔ لیکن کچھ برآمد نہیں ہوا"۔
غنڈے نے جواب دیا اور سر سلطان کے چہرے پر اطمینان کے آثار چھلکتے چلے
گئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ اہم ٹیپ کار کے الٹ پلٹ ہونے کی وجہ سے ان
کی جیب سے نکل کر کار میں ہی کہیں گر گیا ہو گا اور ظاہر ہے پولیس کے ہاتھ لگنے
کے بعد وہ محفوظ ہاتھوں میں پہنچ گیا ہو گا۔

"اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ شخص واقعی سر سلطان ہے ـــ؟ کوئی
شناختی کارڈ ـــ کوئی کاغذ" ـــ؟ غیر ملکی نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"سر! ـــ باس انہیں ویسے بھی پہچانتے ہیں ـــ اور آج تو ہم نے ان
کے دفتر کا محاصرہ کیا ہوا تھا ـــ یہ کار میں بیٹھ کر پچھلے راستے سے نکلے اور
ان کا تعاقب کیا گیا اور ویران راستے پر انہیں ٹریپ کر لیا گیا ـــ یہ واقعی
سر سلطان ہیں ـــ اس بات سے بے فکر رہیں" ـــ ایک غنڈے نے
مردانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان! ـــ کیا تم بتاؤ گے کہ پاکیشیا نے سنی ٹیکنالوجی کا ریسرچ سنٹر کس ملک میں بنایا ہوا ہے" ـــــ غیر ملکی نے کچھ دیر سر سلطان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سر سلطان سنی ٹیکنالوجی کا لفظ سنتے ہی بری طرح چونک پڑے۔ اس ٹیکنالوجی کو تو اتنا خفیہ رکھا گیا تھا کہ ملک کے چند اہم لوگوں کو چھوڑ کر کسی کو اس کا علم تک نہ تھا اور یہ غیر ملکی کتنے اطمینان سے سنی ٹیکنالوجی کے متعلق پوچھ رہا تھا۔

"سنی ٹیکنالوجی ـــ وہ کیا ہوتی ہے" ـــــ سر سلطان نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو بوڑھے آدمی ـــ تمہاری عمر اب ایسی نہیں ہے کہ تم معمولی سا تشدد بھی برداشت کر سکو۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ سب کچھ سچ سچ بتا دو" غیر ملکی نے اس بار بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر! ـــ میں وزارت خارجہ کا سیکرٹری ہوں وزارت دفاع کا نہیں ـــ اور ظاہر ہے اس قسم کی ٹیکنالوجی اگر ہے تو وزارت دفاع کے تحت ہی ہو گی۔ میرے شعبے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور ویسے اگر ہوتا بھی تو میں کسی قیمت پر نہ بتاتا ـــ اگر آزمانا چاہتے ہو تو بے شک آزما کر دیکھ لو" ـــــ سر سلطان نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وزارت خارجہ کے سیکرٹری! ـــ تمہاری بات درست نظر آتی ہے واقعی ایسی ٹیکنالوجی کا تعلق وزارت خارجہ سے نہیں ہو سکتا ـــ لیکن مجھے تو یہی بتایا گیا ہے کہ اس ٹیکنالوجی کے بارے میں تم ہی جانتے ہو" ـــــ غیر ملکی نے سوچنے کے سے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں جس نے بھی بتایا ہے غلط بتایا ہے" ـــــ سر سلطان نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــ ٹھیک ہے ـــ اب تمہیں میرے ساتھ جانا ہو گا۔ وہاں اگر تم سے کچھ حاصل ہو سکا تو ٹھیک ـــ ورنہ تمہیں گولی مار کر کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے گا" ـــــ غیر ملکی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مگر کہاں جانا ہو گا ـــ؟ اور کیوں" ـــــ؟ سر سلطان نے اس بار گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا اس بوڑھے کی روانگی کا بندوبست ہو گیا ہے" ـــ؟ غیر ملکی نے سر سلطان کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک مقامی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب! ـــ سپیشل تابوت تیار کیا گیا ہے ـــ اور طیارے میں نشستیں بھی او۔ کے ہو چکی ہیں ـــــ دو گھنٹے بعد طیارہ پرواز کر جائے گا" ـــــ مقامی آدمی نے جواب دیا۔

تابوت کا سن کر سر سلطان کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اور وہ سمجھ گئے کہ انہیں کسی دوسرے ملک میں لے جایا جائے گا۔ اور انہیں اپنی موت سامنے نظر آنے لگی۔ کیونکہ دوسرے ملک میں انکی بات بھی سننے والا کوئی نہ تھا

"او کے! ـــ ٹھیک ہے اسے پیک کر کے اڈے پر بھجوا دو ـــ میں وہیں پہنچ جاؤں گا ـــ اور دیکھو احتیاط سے کام لینا۔ کہیں کوئی کسر نہ رہے" ـــــ غیر ملکی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ـــ تمام کام بالکل احتیاط سے ہو گا۔ اسے

طویل بیہوشی کا انجکشن لگا دیا جائے گا ——— چہرے پر مردہ آدمیوں کا میک اپ کر دیا جائے گا ——— اور تابوت میں خاص طور پر ایسے باریک سوراخ بنوائے گئے ہیں جس سے ہوا اندر آتی رہے اور سانس کی آمد و رفت جاری رہے" ——— مقامی آدمی نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"تمام کاغذات وغیرہ بھی مکمل ہیں ———؟ غیر ملکی نے پوچھا۔

"بالکل جناب ——— ہر چیز بالکل مکمل اور تیار ہے ——— مقامی آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ——— ٹھیک ہے" ——— غیر ملکی نے جواب دیا۔ اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے مقامی آدمی بھی کمرے سے باہر نکل گئے۔

اور سر سلطان دھواں دھواں چہرہ لئے ستون سے بندھے کھڑے رہ گئے ظاہر ہے وہ اس کے سوا اور کچھ کر بھی نہ سکتے تھے۔

کمرشل پلازہ میں داخل ہوتے ہی ٹائیگر دکانوں کے درمیان موجود ایک تنگ سے راستے سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور عمران ظاہر ہے اس کی پیروی کر رہا تھا۔ یہ تنگ سا راستہ کافی دور جا کر پچھلی گلی میں کھلنے والے دروازے پر ختم ہو جاتا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لیکن ٹائیگر دروازے کے قریب جا کر رکا اور پھر اس نے دائیں طرف کی دیوار پر ہلکی سی دستک دی ایک بار دستک دینے کے بعد وہ ایک لمحے کے لئے رک گیا اور پھر اس نے دوسری بار دستک دی۔ اس بار دستک دیتے ہی دیوار کی ایک بڑی سی اینٹ تیزی سے ایک طرف ہٹتی چلی گئی اور دوسری طرف سے ایک غنڈے کی آنکھیں دکھائی دیں جو غور سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے" ———؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے اندر سے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"ہمیں پرندے چاہئیں ——— شکاری پرندے" ——— ٹائیگر نے مخصوص

انداز میں اپنی ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا اور غنڈے کے چہرے پر اطمینان کے
آثار چھا گئے۔ وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور دوسرے لمحے دیوار کے
درمیان ایک دروازہ سا بنتا چلا گیا۔
"نیچے چلے جاؤ ۔۔۔ جال پوری طرح پھیلا ہوا ہے" ۔۔۔ غنڈے
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور ٹائیگر اور عمران سر ہلاتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔
"تم تو یہاں کے کوڈ سے پوری طرح واقف ہو" ۔۔۔ عمران نے سیڑھیاں
اترتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"میں فارغ اوقات میں زیر زمین دنیا میں ہی گھومتا رہتا ہوں" ۔۔۔ ٹائیگر
نے جواب دیا۔
اور پھر چند لمحوں بعد وہ ایک اور دروازے پر پہنچ گئے۔ ٹائیگر نے
دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ دونوں دروازے سے گزر کر ایک
وسیع و عریض ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں بڑی بڑی میزیں لگی ہوئی تھیں اور ہر میز
پر بڑے زور شور سے جوا ہو رہا تھا۔ بڑے بڑے معزز اور شریف لوگ جوا کھیلنے
میں مصروف تھے۔ دیواروں کے ساتھ ساتھ غنڈے کاندھوں سے مشین گنیں
لٹکائے خاموش کھڑے تھے۔ یہ جوا خانے کے محافظ تھے۔ ان کی تعداد بارہ کے
قریب تھی۔ ہال کے ایک کونے میں کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا جس کے باہر
دو مسلح غنڈے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔
"وہ کمرہ پرانڈ کا دفتر ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کمرے کے دروازے کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔

"ان غنڈوں کی باہر موجودگی سے ظاہر ہے کہ پرانڈ اندر موجود ہے" ۔۔۔ ٹائیگر
نے ساتھ ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔
اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کا چہرہ چٹان کی طرح سخت
تھا اور آنکھوں سے سرد مہری جھلک رہی تھی۔
ان دونوں کو اپنی طرف آتا دیکھ کر دروازے پر موجود دونوں غنڈے چوکنے
ہو گئے اور پھر جیسے ہی عمران ان کے قریب پہنچا۔ ان دونوں نے اپنے بازو
دروازے کے سامنے کرتے ہوئے ان میں سے ایک نے کہا۔
"رک جاؤ ۔۔۔ کون ہو تم" ۔۔۔؟ اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔ مگر
دوسرا لمحہ ان دونوں پر بے حد بھاری پڑا۔ عمران کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی
تیزی سے حرکت میں آئے اور وہ دونوں اچھل کر اپنی اپنی سمتوں میں دو دو فٹ
دور جا گرے۔ ان کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔ اور عمران پردہ اٹھا کر غڑاپ
سے اندر داخل ہو گیا۔ ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔
یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں رکھی ہوئی ایک بڑی سی
میز کے پیچھے ایک لحیم شحیم غنڈہ ٹیلیفون کا رسیور اٹھائے بیٹھا ہوا تھا یہ پرانڈ
تھا۔ وہ رسیور ہاتھ میں تھامے حیرت سے ان دونوں کو یوں اندر آتے دیکھ
رہا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا۔ عمران اس کے سر پر پہنچ گیا اور
پرانڈ کو رسیور رکھنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی میں حرکت
میں آیا اور پرانڈ کرسی سمیت اچھل کر مخالف سمت میں جا گرا۔
اسی لمحے دونوں باہر کے غنڈے چیختے ہوئے دروازے میں داخل ہوئے
مگر ٹائیگر ان کے استقبال کے لئے پہلے سے ہی تیار کھڑا تھا۔ اس نے ہاتھ
میں پکڑے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا اور گولیاں ٹھیک اندر داخل ہونے والے

غنڈوں کے سینوں پر پڑیں اور وہ دونوں بُری طرح چیختے ہوئے دروازے ہی ڈھیر ہو گئے۔ گولیاں چلنے سے باہر ہال میں زبردست بھگدڑ سی مچ گئی اور لوگ چیخنے لگے۔

"کسی کو مت اندر آنے دینا ــــ اڑا دو سب کو" ــــ عمران نے نیچے گرے ہوئے پرائڈ پر چھلانگ لگاتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ اسے سنبھالیں ــــ باقی بے فکر رہیں ــــ اس کمرے میں میری مرضی کے بغیر کوئی اندر داخل نہیں ہو سکتا" ــــ ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

اور عمران نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے پرائڈ کے سر پر زوردار ٹکر ماری اور وہ چیخ کر ایک بار پھر نیچے گر گیا اور عمران نے اسے لات مارنے کے لئے ٹانگ اٹھائی ہی تھی کہ اچانک پرائڈ نے کروٹ بدلی اور اس کی لات گھومتی ہوئی عمران کے پہلو پر لگی اور عمران لڑکھڑا کر دو فٹ دُور تک ہٹتا چلا گیا اور پرائڈ نے تیزی سے جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی۔ مگر دوسرے لمحے عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی اور نیچے گر کر وہ اتنی تیزی سے اوپر کو اچھلا جیسے اس کا جسم سپرنگوں کا بنا ہوا ہو۔ مگر اس بار اس کے دونوں ہاتھوں میں پرائڈ کی گردن بھی دبی ہوئی تھی اور پرائڈ بھی اس کے ساتھ ہی فضا میں اٹھتا چلا گیا۔

عمران نے بڑی پھرتی اور پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر ماری اور پرائڈ کے حلق سے غرغراہٹ کی آواز نکلی۔ اس کی ناک کی ہڈی ایک ہی ٹکر سے ٹوٹ گئی تھی اور خون فوارے کی طرح نکلنے لگا تھا۔ اس کا جسم بُری طرح مچلنے لگا۔ دوسرے لمحے عمران نے ایک ہاتھ اس کی گردن سے علیحدہ کیا اور پھر اس کا

ہاتھ تیزی سے پرائڈ کی دائیں آنکھ کے قریب سے ہو کر گزرا اور ساتھ ہی پرائڈ کی دردناک چیخ سے پورا کمرہ گونج اٹھا۔ عمران نے ایک جھٹکے میں اس کی دائیں آنکھ انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے باہر نکال پھینکی تھی۔ اور عمران نے آنکھ نکالتے ہی ایک اور زوردار سر کی ٹکر اس کی خون بہاتی اور ٹوٹی ہوئی ناک پر جمائی اور پرائڈ کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ وہ درد اور خوف کی شدت سے بیہوش ہو چکا تھا۔

اسی لمحے دروازے سے مشین گن کی دو نالیں اندر کو ہوئیں۔ مگر اس سے پہلے کہ مشین گن بردار فائر کھولتے۔ ٹائیگر کے ریوالور نے گولیاں اُگلیں اور ساتھ ہی مشین گنوں کے پرخچے اڑ گئے اور باہر سے درد بھری چیخوں کی آواز سنائی دی

عمران پر تو خوفناک وحشت سوار تھی۔ اس نے پرائڈ کے بیہوش ہوتے ہی اُسے نیچے گرانے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے گردن پکڑے اُسے پچھلی دیوار تک گھسیٹتا لئے گیا اور پھر اس نے پرائڈ کا سر پکڑ کر دونوں ہاتھوں سے دیوار سے ٹکرانا شروع کر دیا۔ وہ پوری قوت سے اس کا سر پشت کی دیوار سے ٹکرا رہا تھا اور دوسری ضرب پر ہی پرائڈ کا جسم تن گیا اور اس نے اپنی اکلوتی آنکھ کھول دی۔

"کتے کے بچے! ــــ بتلاؤ سر سلطان کہاں ہیں ــــ جلدی بتاؤ" ــــ عمران نے اس کے سر کو ایک بار پھر پوری قوت سے دیوار سے ٹکراتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں اس قدر وحشت تھی کہ ٹائیگر کے جسم میں بھی سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔

"وہ زیرو بلڈنگ میں ہے" ــــ پرائڈ نے دہشت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ زیرو بلڈنگ ــــ بتاؤ" ــــــ؟ عمران نے ایک بار پھر پوری قوت سے اس کا سر دیوار سے ٹکرا دیا۔

اس بار یہ ٹکر اتنی شدید تھی کہ پرائڈ کا جسم پھر ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ وہ ایک بار پھر بیہوش ہو چکا تھا۔

اسی لمحے اچانک کمرے کے باہر سے گولیوں کی بوچھاڑ سی اندر آئی۔ شاید باہر کسی نے جوش جنون میں براہ راست فائرنگ کر دی تھی لیکن خوش قسمتی سے عمران پرائڈ سمیت اور ٹائیگر دروازے سے ذرا فاصلے پر تھے۔ اس لئے گولیاں انہیں کچھ نہ کہہ سکیں۔ جواب میں ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور پھر مسلسل ٹریگر دباتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے دروازے کی دوسری طرف سے انسانی چیخ بلند ہوئی اور دھماکے سے کوئی نیچے گرا۔ شاید یہ گولیاں چلانے والا ہی تھا اور ایک بار پھر باہر موت کی سی خاموشی چھا گئی۔

اندر کی سچوئشن ہی کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ باہر والوں کے لئے اندر آنا مسئلہ بنا ہوا تھا۔ تنگ سے دروازے کے علاوہ اندر آنے کا کوئی اور راستہ نہ تھا اور دروازے کے اس طرف موت ان کے انتظار میں تھی۔ اس لئے تعداد میں زیادہ ہونے اور مشین گنیں رکھنے کے باوجود کسی کی ہمت اندر آنے کی نہ ہو رہی تھی۔

اب ٹائیگر کا دل بھی دھڑکنے لگ گیا تھا کیونکہ ریوالور میں باقی دو گولیاں بچ گئی تھیں اور جلدی میں وہ فالتو میگزین لے آنا بھول گیا تھا۔

لیکن دوسرے لمحے ان کی خوش قسمتی ان کے آڑے آ گئی۔ جب ایک بار پھر اسے دروازے کی دہلیز کے کونے سے ایک مشین گن کی نال اندر کی طرف آہستہ سے کھسکتی دکھائی دی۔ شاید کسی نے یہ حرکت اس لئے کی تھی کہ اس کے خیال کے مطابق اندر موجود آدمی نفسیاتی طور پر اوپر کی طرف متوجہ ہوں گے اور نیچے ان کی

نظریں نہ جائیں گی۔

ٹائیگر دبے قدموں آگے بڑھا اور پھر جیسے ہی نال آدھی کے قریب اندر آئی ٹائیگر نے جھک کر اس پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکے سے اسے کھینچ لیا۔ مشین گن کے ساتھ ہی ایک غنڈہ بھی اچھل کر دروازے کے اندر آ گرا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ ٹائیگر کے دوسرے ہاتھ میں موجود ریوالور نے گولیاں اگلیں اور غنڈہ چیخ کر وہیں تڑپنے لگا اور چند ہی لمحوں میں بے حس و حرکت ہو گیا۔ اور ٹائیگر نے ریوالور پھینک کر مشین گن سنبھال لی۔ مشین کے ساتھ مکمل میگزین موجود تھا۔ اس لئے اب وہ بے فکر ہو گیا تھا اور پھر اس نے پھرتی سے مشین گن کا رخ دروازے کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ تاکہ باہر والوں کو معلوم ہو جائے کہ مشین گن اب اس کے قبضے میں ہے۔

ادھر عمران نے پرائڈ کے بیہوش ہوتے ہی اس کا سر دوبارہ دیوار سے ٹکرانا شروع کر دیا لیکن اس بار اس نے ہاتھ ہلکا رکھا۔ اُسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں پرائڈ کی کھوپڑی ہی نہ چٹخ جائے اور پھر سر سلطان کو ڈھونڈنا مسئلہ بن جائے گا۔ دوسری ٹکر کے بعد ایک بار پھر پرائڈ ہوش میں آ گیا۔ اور اس کے منہ سے کربناک کراہیں نکلنے لگیں۔

"مجھے مت مارو ـــــــ مجھ پر رحم کرو ــــ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں" ــــ پرائڈ نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ خون سے تر تھا۔ پورا جسم تکلیف کی شدت سے کانپ رہا تھا اور اکلوتی آنکھ میں دہشت کی پرچھائیاں تیر رہی تھیں وہ خوف کی انتہا پر پہنچ گیا تھا اور عمران نے اٹھا کر اسے کرسی پر پٹخ دیا۔

"بتاؤ ــــ سب کچھ بتاؤ ــــ جلدی بتاؤ" ــــــ عمران نے زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی چلا دیا اور کمرہ زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔

تھپڑ اتنا زور دار تھا کہ پرائڈ کی گردن گھوم گئی۔

"وہ سمندری روڈ پر واقع لوٹنی بار کے نچلے تہہ خانے میں موجود ہے۔ لیکن تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اُسے بیہوش کر کے ایک تابوت میں ڈال کر ایئر پورٹ پہنچا دیا جائے گا اور وہاں سے وہ طیارے کے ذریعے روسیاہ پہنچ جائے گا" ——— پرائڈ نے یوں تیز تیز لہجے میں کہا جیسے ایک لمحے کی دیر سے اس کی موت واقع ہو جائے گی۔

"طیارہ کس وقت جائے گا ——— جلدی بتاؤ" ——— عمران کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور پہلے سے زیادہ زور دار تھپڑ پرائڈ کو سہنا پڑا۔

"ساڑھے بارہ بجے جائے گا ——— رُوسیاہ جائے گا" ——— پرائڈ نے جواب دیا۔

عمران کی نظریں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر پڑیں۔

ساڑھے بارہ بجنے میں آدھا گھنٹہ رہ گیا تھا۔ یعنی بارہ بجے تھے۔ اور وہ جانتا تھا کہ طیارے سے جانے والا سامان آدھا گھنٹہ پہلے ایئر پورٹ پر پہنچ جاتا ہے۔ اس لحاظ سے سر سلطان ایئر پورٹ پہنچ چکے ہوں گے۔

"کس کے اشارے پر تم نے سر سلطان کو اغوا کیا ہے" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ریڈ بلیو کے اشارے پر ——— یہ روسیاہ کی خفیہ تنظیم ہے اور ریڈ بلیو نے روسیاہی سیکرٹ ایجنٹ اسپارک کے کہنے پر ہمارے ذمے یہ کام لگایا تھا ——— اسپارک بھی تابوت کے ساتھ ہی روسیاہ جائے گا" ——— پرائڈ طوطے کی طرح بولنے لگ گیا تھا۔

اب عمران کے پاس وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں رہ گیا تھا۔

"سنو! ——— اب تمہاری جان صرف ایک صورت میں بچ سکتی ہے کہ اپنے تمام ساتھیوں کو کہو کہ وہ اپنی مشین گنیں اندر کمرے میں پھینک دیں ——— ٹائیگر! ——— کتنے آدمی مارے ہیں تم نے" ——— عمران نے بیک وقت پرائڈ اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تین تو اندر کمرے میں مرے ہیں ——— اور چوتھا باہر مرا ہے" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تمہارے کُل آدمی تیرہ تھے ——— جن میں سے ایک مشین گن اندر آئی ہے اس لئے اپنے آدمیوں کو کہو کہ بارہ مشین گنیں اندر پھینک دیں اور خود دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں ——— جب ہم باہر نکل جائیں پھر جو مرضی آئے کرتے رہنا ——— لیکن یہ سب کچھ دو منٹ میں ہو جانا چاہیئے" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اور پھر پرائڈ نے چیخ کر اپنے آدمیوں کو حکم دینا شروع کر دیا اور ایک لمحے کے توقف کے بعد مشین گنیں اڑ کر اندر آنی شروع ہو گئیں۔

"بارہ پھینکو ——— سب مشین گنیں اندر پھینکو" ——— پرائڈ نے چیخ کر کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد بارہ مشین گنیں اندر پہنچ گئیں۔

"اب آگے چلو اور سنو! ——— انہیں کہو کہ میں باہر آ رہا ہوں ——— کوئی غلط حرکت نہ کرنا۔ ورنہ تمہاری پشت گولیوں سے چھلنی کر دوں گا" ——— عمران نے کہا اور پرائڈ نے عمران کی بات چیخ کر دہرا دی اور پھر عمران پرائڈ کی پشت پر ہاتھ لگا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر اس کے ساتھ تھا۔

عمران نے دروازے کے قریب پہنچ کر ٹائیگر کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی عمران اور ٹائیگر نے دیکھا کہ ایک غنڈہ دروازے کے سامنے مرا پڑا تھا جب کہ باقی ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھ خالی تھے۔ لیکن ان کے تنے ہوئے اعصاب بتا رہے تھے کہ وہ کسی بھی لمحے جیب سے ریوالور نکال کر ان پر فائر کر سکتے تھے۔

لیکن ٹائیگر انہیں اتنی مہلت کہاں دیتا۔ باہر نکلتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے نو غنڈے یوں نیچے گرتے چلے گئے جیسے قطار میں کھڑی اینٹیں ایک دھکا لگنے سے نیچے گر پڑتی ہیں

"یہ ——— یہ کیا" ——— پرائڈ نے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ معمولی سی سزا ہے سر سلطان کو اغوا کرنے کی" ——— عمران نے اسے سیڑھیوں کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

ہال میں سوائے ان غنڈوں کے اور کوئی نہ تھا۔ جوا کھیلنے والے سب بھاگ گئے تھے۔ اور چونکہ یہ ہال ساؤنڈ پروف انداز میں بنایا گیا تھا تاکہ اندر کا شور باہر کمرشل پلازہ کی دکانوں تک نہ جا سکے۔ اس لئے شاید باہر والوں کو اندر ہونے والے واقعہ کی خبر تک نہ ہو سکی تھی۔

عمران پرائڈ کو دھکیلتا ہوا سیڑھیوں پر لے آیا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر وہ تنگ راستے میں کھلنے والے دروازے تک پہنچ گئے جہاں دیوار بند تھی۔

"اسے کھولو" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پرائڈ نے دوسری سیڑھی کے کونے میں پیر کا دباؤ ڈالا اور دیوار ہٹتی چلی گئی اور عمران پرائڈ کو دھکیلتا ہوا اس تنگ راستے میں لے آیا۔ خود باہر آنے سے پہلے اس نے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھ لیا تھا۔ تنگ راستہ خالی پڑا ہوا تھا۔

"گلی میں دیکھو" ——— عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے گلی کے دروازے میں سر باہر نکال کر دیکھا۔

"خالی ہے" ——— ٹائیگر نے باہر نکلتے ہوئے کہا اور عمران پرائڈ کو دھکیلتا ہوا گلی میں آ گیا۔

"مجھے چھوڑ دو" ——— پرائڈ نے گلی میں آتے ہی کوک بھرے کھلونے کی طرح کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ عمران کا دایاں ہاتھ پوری قوت سے گھوما اور کھڑی ہتھیلی کا وار پرائڈ کی گردن پر پڑا۔ اور گردن کی ہڈی کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور پرائڈ خود بغیر کوئی آواز نکالے وہیں ڈھیر ہو گیا۔ وہ ایک لمحہ تڑپنے کے بعد ختم ہو چکا تھا۔

"تمہیں چھوڑ دوں ——— تاکہ تم ایئرپورٹ اطلاع کر دو" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سڑک کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ اس نے مشین گن وہیں گلی میں پھینک دی کیونکہ سڑک پر مشین گن چیک کی جا سکتی تھی۔ سڑک پر آ کر وہ دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے کمرشل پلازہ کے سامنے کے رخ کی طرف بڑھتے چلے گئے اور چند ہی لمحوں بعد وہ اپنی کار تک پہنچ گئے۔ کار میں بیٹھ کر عمران نے گھڑی دیکھی تو جہاز کی پرواز میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ اب تابوت جہاز کے اندر پہنچا دیا گیا ہو گا۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور تیزی سے ایئرپورٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لیکن ایئرپورٹ وہاں سے اتنی دور تھا کہ پندرہ منٹ میں وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے اس کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ غصے کی شدت سے بگڑتا چلا جا رہا تھا۔

اسپارک جیسے ہی ایئرپورٹ پر پہنچا ایک آدمی لاؤنج میں ہی تیزی
سے اس کی طرف بڑھا۔

"مسٹر ریڈ" ـــــ اس آدمی نے اسپارک کے قریب آکر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو" ـــــ اسپارک نے طے شدہ کوڈ دہراتے ہوئے کہا اور اس نوجوان
نے سر ہلاتے ہوئے ٹکٹیں اور دیگر کاغذات کا لفافہ اسپارک کے ہاتھ میں
تھماتے ہوئے کہا۔

"تابوت لگیج روم میں پہنچ گیا ہے ـــــ اُسے خود ہی لوڈ کرا دیا جائے
گا اور اُسے چیک کرا دیا گیا ہے" ـــــ نوجوان نے کہا۔

"او۔ کے" ـــــ اسپارک نے مطمئن انداز میں کہا اور کاغذات چیک کرانے
والے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کاغذات چیک کرا کر ٹرانزٹ لاؤنج میں پہنچ گیا۔
ٹرانزٹ لاؤنج میں سے وہ سامان کو جہاز میں لوڈ ہوتے دیکھتا رہا۔ اور پھر اس

نے تابوت کو جہاز میں لوڈ ہوتے دیکھا اور جب تابوت جہاز کے اندر پہنچ گیا
تو اس کے چہرے پر اطمینان کے مکمل آثار چھاتے چلے گئے۔ اب کوئی ایسی
بات باقی نہ رہ گئی تھی جس سے اُسے کوئی خدشہ باقی رہ جاتا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد مسافروں کے جہاز میں جانے کا اعلان ہونے
لگا اور گاڑی لاؤنج کے سامنے آکر رُک گئی۔ مسافر قطار بنا کر گاڑی میں سوار
ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد مسافر جہاز میں چڑھتے چلے گئے۔

اسپارک نے بھی کارڈ چیک کرایا اور پھر وہ جہاز کے اندر سیٹ پر بیٹھ
گیا۔ تھوڑی دیر بعد جہاز کے دروازے بند ہو گئے اور جہاز کی روانگی کا اعلان
ہونے لگا۔ اور پھر چند لمحوں بعد جہاز نے حرکت کی اور رن وے پر دوڑنا
شروع ہو گیا۔

اسپارک نے اطمینان سے نشست سے پشت لگائی اور مطمئن انداز میں
آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن اچانک جہاز کی رفتار سست ہونے لگ گئی اور
اسپارک نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

"حضرات! ـــــ جہاز میں اچانک ایک معمولی سی ٹیکنیکل خرابی پیدا ہو گئی ہے
اس لئے جہاز کی روانگی صرف دس منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔ دس
منٹ بعد دوبارہ ہم روانہ ہو جائیں گے ـــــ معزز مسافروں سے ہم معذرت خواہ
ہیں ـــــ انہیں باہر جانے کی تکلیف نہیں ہو گی ـــــ وہ جہاز میں ہی موجود
رہیں گے" ـــــ پائلٹ نے اعلان ختم کیا۔

اسپارک کے چہرے پر ہلکی سی تشویش کے آثار دوڑتے چلے گئے۔ گو
جہاز میں خرابی ناممکن نہیں تھی اور اکثر ایسا ہو بھی جاتا ہے لیکن اس کی
موجودہ پوزیشن ایسی تھی کہ اس کے ذہن میں وہم سے اٹھ رہے تھے اس

نے کھڑکی سے آنکھ لگا دی اور باہر کا منظر دیکھنے لگا۔

جہاز مڑ کر ایئر پورٹ کی شمالی سمت ایک ہینگر کی طرف بڑھا چلا جا رہا اور پھر جہاز ایک بڑے سے ہینگر میں داخل ہو کر رک گیا اور بے شمار لوگ ٹرالیوں پر مختلف مشینیں کھینچتے ہوئے چیونٹیوں کی طرح جہاز سے چپک گئے اور جہاز کی چیکنگ شروع ہو گئی۔

اسپارک غور سے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں جہاز کا لگیج روم تھا لیکن لگیج روم کا دروازہ بند تھا۔ اور کوئی ایسی مشکوک کارروائی بھی نہ ہو رہی تھی جس سے اسے خدشہ پیدا ہوتا۔

اسی لمحے ایئر ہوسٹس کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے" ـــــ ایئر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ٹرے پر مختلف قسم کے مشروبات موجود تھے۔ اسپارک نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے وہسکی کا پیگ اٹھا لیا۔ اور ایئر ہوسٹس آگے بڑھ گئی۔ اسپارک نے ایک بار پھر نظریں باہر لگا دیں۔ لگیج روم کا دروازہ بدستور بند تھا۔

چند لمحوں بعد جہاز سے چمٹے ہوئے لوگ معہ مشینوں کے تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

"مسافر حضرات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جہاز کی خرابی دور کر دی گئی ہے اور اب جہاز روانگی کے لئے پوری طرح تیار ہے ـــــ ہم مسافروں سے اس تکلیف کے لئے ایک بار پھر معذرت خواہ ہیں" ـــــ پائلٹ کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی جہاز نے دوبارہ حرکت شروع کر دی اور اسپارک کے چہرے پر ایک بار پھر اطمینان کی لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ جہاز جب ہینگر سے نکل کر

واپس رن وے پر پہنچا تو پائلٹ روم کا دروازہ کھلا اور سکینڈ پائلٹ تیز تیز قدم اٹھاتا درمیانی راہداری میں بڑھتا چلا آیا۔

"آپ پائلٹ روم میں آ جائیے" ـــــ سکینڈ پائلٹ نے بڑے مہذبانہ لہجے میں اسپارک کے پاس آ کر کہا۔

"میں کیوں" ـــــ؟ اسپارک نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کے نام ایمرجنسی پیغام ہے ـــــ کوئی صاحب آپ سے فوراً ٹرانسمیٹر پر بات کرنا چاہتے ہیں" ـــــ سیکنڈ پائلٹ نے انتہائی مہذبانہ لہجے میں کہا۔

اسپارک چند لمحے سوچنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے یہی خیال آیا تھا کہ شائد ریڈ بلیو اسے کوئی اہم اطلاع دینا چاہتا ہو۔ بہرحال سکینڈ پائلٹ کے ساتھ چلتا ہوا وہ پائلٹ روم میں داخل ہو گیا۔ اس وقت جہاز آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے وہ جہاز میں سوار ہوئے تھے۔

جیسے ہی اسپارک پائلٹ روم میں داخل ہوا۔ پائلٹ روم میں موجود ایک نوجوان نے جو دروازے کی سائیڈ میں کھڑا تھا۔ انتہائی پھرتی سے اسپارک کو اپنے دونوں بازوؤں میں جکڑنا چاہا۔ مگر اسپارک اس نوجوان کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلا نکلا۔ وہ حملہ ہوتے ہی اچانک نیچے کو جھکا اور نوجوان جو اسے پشت کی طرف سے دونوں بازوؤں میں جکڑنا چاہتا تھا، اڑتا ہوا سکینڈ پائلٹ پر جا گرا۔ اور اسی لمحے اسپارک نے پھرتی سے کونے میں اپنے جسم کو سمیٹ لیا اور ساتھ ہی انتہائی پھرتی سے کوٹ کے اندر جا کر اس کا ہاتھ باہر نکلا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ترین قسم کا بم موجود تھا۔

"خبردار! ـــــ اگر کسی نے حرکت کی تو میں بم کا سوئچ آن کر دونگا" ـــــ

اسپارک نے چیخ کر کہا اور سیکنڈ پائلٹ سے ٹکرا کر واپس اٹھنے والا نوجوان
یکدم اپنی پر ساکت ہو گیا۔ واقعی اسپارک کے ہاتھوں میں ایسا جدید ترین بم
تھا کہ اگر وہ پھٹ جاتا تو پورے جہاز کے پرخچے اڑ جاتے۔ پائلٹ اور
سیکنڈ پائلٹ کا رنگ بھی زرد پڑ گیا۔

" جہاز اڑاؤ اور سیدھے رو سیاہ کے دارالحکومت موکو جا اترو ـــــ یہ میرا
فائنل حکم ہے" ـــــ اسپارک نے غراتے ہوئے کہا۔

" مم ـــ مم ـــ مگر جہاز میں اتنا تیل موجود نہیں ہے کہ براہ راست موکو
تک جا سکے" ـــــ پائلٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کوئی بات نہیں ـــــ یہاں سے اڑاؤ اور پھر گلنستان کے دارالحکومت
بابل کے ہوائی اڈے پر اتر جاؤ ـــــ وہاں سے تمہیں تیل مل جائے گا" ـــ
اسپارک نے اپنے فیصلے میں ترمیم کرتے ہوئے کہا۔

پائلٹ نے چونکہ جہاز روک دیا تھا اس لئے وہ اس جگہ کے قریب
موجود تھا جہاں سے مسافر سوار ہوتے ہیں۔

" دیکھو مسٹر! ـــــ ہماری ہوائی کمپنی کا اس سلسلے میں کوئی قصور نہیں ہے
یہ سب کچھ یہاں کے حکام کے حکم پر کیا گیا ہے ـــــ یہ نوجوان بھی تم دیکھ رہے
ہو مقامی گارڈ ہے ـــــ اگر تم کہو تو ہم اسے اتار دیتے ہیں اور تم اطمینان
سے جا کر اپنی سیٹ پر بیٹھ جاؤ ـــــ ہم سب کچھ بھول جائیں گے" ـــــ
سیکنڈ پائلٹ نے جو اسپارک کو اٹھا کر کیبن میں لے آیا تھا۔ بول پڑا۔

" ٹھیک ہے ـــــ اس آدمی کو نیچے اتار دو ـــــ بقایا حکم بعد میں
دوں گا۔ لیکن یاد رکھو اگر تم نے ذرا بھی کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی
تو میں بم آن کر دوں گا" ـــــ اسپارک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور سیکنڈ

پائلٹ نے پائلٹ گیٹ کھولا اور اس نوجوان کو باہر نکلنے کا حکم دیا۔ اور وہ
نوجوان خاموشی سے نیچے اتر گیا۔ اور سیکنڈ پائلٹ نے گیٹ بند کر کے
اُسے لاک کر دیا۔

" اب اڑاؤ جہاز اور سیدھے بابل چلو" ـــــ اسپارک نے پائلٹ کو
حکم دیتے ہوئے کہا۔

" مم ـــ مگر تم نے تو ہماری آفر منظور کر لی تھی" ـــــ سیکنڈ پائلٹ نے
گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وہ تو میں نے صرف اس گارڈ کے نیچے اتارنے کی حد تک منظور کی تھی۔
کیونکہ اس کی حرکات و سکنات بتا رہی تھیں کہ وہ تربیت یافتہ گارڈ ہے اور
کسی بھی لمحے وہ مجھ پر دوبارہ حملہ کر سکتا تھا" ـــــ اسپارک نے بڑے
زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" میں نے کہا ہے کہ ہم سب کچھ بھول جائیں گے" ـــــ پائلٹ نے
منت بھرے لہجے میں کہا۔

" چلاؤ جہاز ـــــ اور جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ـــــ ورنہ یقین کرو کہ میں
خود تربیت یافتہ پائلٹ ہوں ـــــ میں تم دونوں کو ہلاک کر کے بھی جہاز
لے جا سکتا ہوں" ـــــ اسپارک نے سخت لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے
اس نے دوسرا ہاتھ پتلون کی جیب کے اندر ڈالا اور پھر جب اس کا ہاتھ
باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں پلاسٹک کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا پستول تھا۔ ایسے
پلاسٹک کا جیسے بچوں کے کھیلنے کے لئے شفاف پلاسٹک کی ہوا بھرنے والی
بطخیں اور دوسرے جانور بنائے جاتے ہیں اور پھر ان میں ہوا بھر دی جاتی
ہے۔ اسپارک نے پلاسٹک کا وہ پستول نکالا اور دوسرے لمحے اس نے

اس کے دستے کو منہ سے لگا کر زور سے پھونک ماری اور پستول ہوا بھرنے سے پھولتا چلا گیا۔ اور اسپارک نے انگوٹھے کی مدد سے اس کا بٹن بند کر دیا۔ اب وہ پلاسٹک کا مکمل پستول تھا۔ اس نے یہ سب کچھ اتنی پھرتی سے کیا کہ پائلٹ اور سیکنڈ پائلٹ دیکھتے رہ گئے۔

"اب ایک لمحے کے اندر جہاز چلاؤ ورنہ ——" اسپارک نے غراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مسٹر! ——" سیکنڈ پائلٹ نے شاید ایک بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ فقرہ ہی مکمل کر سکتا۔ اسپارک نے پلاسٹک پستول کا ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی سی ہٹس کی آواز آئی اور سیکنڈ پائلٹ چیخ مار کر پشت کے بل کیبن کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گرا۔ پلاسٹک پستول سے نکلنے والی چھوٹی سی گولی اس کے سینے پر پڑی تھی۔ چند لمحے تڑپنے کے بعد اس نے دم توڑ دیا تھا۔ اس ننھی سی گولی نے سیکنڈ پائلٹ کا پورا سینہ کھول دیا تھا۔ گولی سینے کے اندر جا کر بم کی طرح پھٹ گئی تھی۔

"یہ — یہ — یہ" —— چیف پائلٹ نے زرد چہرے کے ساتھ ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ایک لفظ نکالے بغیر جہاز اڑاؤ — ورنہ لفظ منہ سے نکالتے ہی تمہارا بھی یہی حشر ہوگا" —— اسپارک نے ریوالور کا رخ چیف پائلٹ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — اب مجبوری ہے" — چیف پائلٹ نے کہا اور اسپارک کی طرف پشت کر کے اس نے ہیڈ فون کانوں سے لگایا اور جہاز کو حرکت میں لے آیا۔ اسپارک خاموش کھڑا تھا۔

لیکن جہاز کی رفتار ذرا سی تیز ہوئی تھی کہ اچانک چیف پائلٹ نے رفتار آہستہ کر لی۔

"رن وے پر رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی ہیں —— اب جہاز نہیں اڑ سکتا —— تم خود دیکھ رہے ہو" —— چیف پائلٹ نے سہمے سہمے لہجے میں کہا۔ سیکنڈ پائلٹ کے اس دردناک قتل کے بعد وہ حوصلہ چھوڑ بیٹھا تھا۔

"رن وے کے حکام سے بات کرو —— اگر انہوں نے ایک منٹ کے اندر رکاوٹیں دور نہ کیں تو میں پورا جہاز اڑا دوں گا" —— اسپارک نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور چیف پائلٹ نے ایک بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو —— چیف پائلٹ کے۔ پی۔ فور سپیکنگ —— میرا جہاز ہائی جیک ہو چکا ہے —— ہائی جیکر پائلٹ کیبن میں موجود ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں طاقتور بم ہے اور دوسرے ہاتھ میں ریوالور ہے —— اس نے سیکنڈ پائلٹ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے اور اب اس کا حکم ہے کہ اگر ایک منٹ کے اندر رن وے پر کھڑی کی جانے والی رکاوٹیں دور نہ کی گئیں تو وہ بم آن کر کے جہاز کو تباہ کر دے گا۔ اوور" —— چیف پائلٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جہاز کو پرواز کی اجازت نہیں دی جا سکتی —— جہاز میں ٹیکنیکل خرابی ہے۔ اوور" —— دوسری طرف سے ایک سرد آواز سنائی دی۔

"سنو الو کے پٹھو! —— اگر تم نے ایک منٹ کے اندر رکاوٹیں دور نہ کیں تو میں پہلے چیف پائلٹ کو ہلاک کروں گا —— اور پھر دوسرے لمحے میں پورا جہاز تباہ کر دوں گا دو سو مسافروں سمیت" —— اسپارک نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"چیف پائلٹ! ـــــ کیا واقعی ہائی جیکر کے ہاتھوں میں بم موجود ہے۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں موجود ہے ـــــ اور انتہائی طاقت ور بم ہے۔ اوور" ـــــ چیف پائلٹ نے جلدی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ رکاوٹیں ہٹائی جا رہی ہیں ـــــ تم جہاز کو اڑا سکتے ہو ـــــ اور ہائی جیکر جو کہے اسے تسلیم کر لو ـــــ ہمیں دو سو مسافروں کی جانیں عزیز ہیں۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے فیصلہ کن لہجے میں کہا گیا اور اسپارک کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

اور پھر چند لمحوں بعد واقعی رکاوٹیں دور کر دی گئیں اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے جہاز کو دوبارہ حرکت دی اور جہاز کی رفتار آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر چند لمحوں بعد جہاز فضا میں پرواز کر گیا۔ اور اسپارک کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ اس کے چہرے پر فتح کے آثار نمایاں تھے اب وہ ہر طرح سے مطمئن تھا۔

جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا عمران کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ایک بار سر سلطان ملک سے باہر نکل گئے تو پھر انہیں واپس لانا اور وہ بھی زندہ تقریباً ناممکن تھا۔

عمران کار کو انتہائی تیز رفتاری سے چلانے کے ساتھ ساتھ سڑک کے دونوں سائیڈوں کو بھی غور سے دیکھتا جا رہا تھا اور پھر تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد اچانک ایک بلڈنگ کے قریب اس نے کار ایک جھٹکے سے روکی اور ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر بھاگتا ہوا اس عمارت کے برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پبلک فون بوتھ کے اندر ایک ادھیڑ عمر آدمی اس وقت فون کرنے میں مصروف تھا۔ عمران نے ایک جھٹکے سے بوتھ کا دروازہ کھولا اور پھر اس سے پہلے کہ فون کرنے والا کوئی احتجاج کرتا۔ عمران نے اُسے بازو سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے باہر پھینک دیا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی

سے جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں اور پھر سکے نکال کر اس نے ڈالے اور تیزی سے ایئرپورٹ مینجر کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ اس سے پہلے فون کرنے والا اٹھ کر غصے سے چیخ رہا تھا۔ لیکن عمران کو اس بات کا ہوش تک نہ تھا۔ اور پھر ٹائیگر نے آ کر اس کے کان میں کچھ کہا تو وہ چونکا اور پھر بڑبڑاتا ہوا تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ہیلو ہیلو — ایئرپورٹ مینجر" — عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس — پی۔ اے ٹو ایئرپورٹ مینجر — کون بول رہا ہے —؟" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو سپیکنگ — اٹ از ایمرجنسی۔ ایئرپورٹ مینجر سے بات کراؤ" — عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یس سر — یس سر" — دوسری طرف سے پی۔ اے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے ایئرپورٹ مینجر کی آواز سنائی دی۔

"یس سر! — میں ایئرپورٹ مینجر خالد صدیقی بول رہا ہوں" — بولنے والا کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"خالد صاحب! — روسیاہ جانے والے طیارے کو جس کی پرواز کا وقت ساڑھے بارہ بجے ہے اسے فوراً روکو — ہر قیمت پر" — عمران نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"مگر سر! — طیارہ تو حرکت میں آنے والا ہے" — مینجر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسے روکو — ہر قیمت پر — یہ میرا حکم ہے — میرے نمائندے

نا پندرہ منٹ میں تم تک پہنچ جائیں گے — کوڈ ایکسٹو ہوگا۔ وہ وہاں آ کر خود ہی صورت حال کو سنبھال لیں گے" — عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مگر سر بات کیا ہے — کچھ تو پتہ چلے" — ایئرپورٹ مینجر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس طیارے میں ایک روسیاہی آدمی جا رہا ہے — دبلا پتلا اور بانس کی طرح لمبا — یہ اس کی نشانی ہے — اسے ہر قیمت پر گرفتار کرنا ہے اس کے ساتھ ایک تابوت بھی ہے۔ اس تابوت کو بھی اتارنا ہے سمجھے — بس جہاز روکو — باقی کام میرے نمائندے کر لیں گے" — عمران نے کہا اور پھر بغیر دوسری طرف سے جواب سنے اس نے رسیور ہک میں لٹکایا اور فون بوتھ سے نکل کر بھاگتا ہوا کار میں آ بیٹھا اور پھر کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

"کیا ہمارا میک اپ —" ٹائیگر نے شاید میک اپ کے بارے میں کچھ کہنا چاہا۔ کیونکہ وہ دونوں اس وقت غنڈوں کے میک اپ میں تھے

"خاموش رہو" — عمران نے اسے بری طرح جھڑک دیا اور ٹائیگر یوں سہم کر سیٹ میں دبک گیا جیسے استاد بچے کو جھڑکتا ہے تو وہ بیچارہ سہم کر رہ جاتا ہے۔

اور پھر عمران کو ایئرپورٹ پہنچتے پہنچتے بارہ منٹ مزید لگ گئے اس نے کار ٹاور کے قریب جا کر روکی۔ اس وقت ایئرپورٹ پر زبردست ہلچل مچی ہوئی تھی۔ لوگ تیزی سے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

عمران تیزی سے کار سے نیچے اترا اور ٹاور کی طرف بھاگا۔ مگر دروازے پر کھڑے مسلح سپاہی نے اسے روک لیا۔

"ایکسٹو! — کہاں ہے ایئر پورٹ مینجر" — عمران نے غصیلے
لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری! — وہ اوپر ٹاور پر ہیں" — سپاہی ایکسٹو کا نام سنتے ہی
جھجک کر پیچھے ہٹ گیا۔

عمران جھپٹ کر اندر داخل ہوا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ اور پھر وہ
بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتے اوپر ٹاور میں پہنچ گئے۔

ٹاور میں اس وقت ایئر پورٹ کے تمام اعلیٰ حکام موجود تھے۔ اور ان
سب کے چہروں پر شدید خوف و ہراس طاری تھا۔ عمران اور ٹائیگر کے حلیے
دیکھ کر وہ سب بری طرح چونک پڑے۔

"ایکسٹو" — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ مسٹر! — آپ ایکسٹو کے نمائندے ہیں — میں ایئر پورٹ مینجر
ہوں — صورت حال بے حد خراب ہو چکی ہے — وہ دیکھئے سامنے جہاز موجود
ہے۔ دو سو مسافر اس کے اندر ہیں اور وہ دبلا پتلا آدمی بم لئے پائلٹ کیبن میں
موجود ہے" — ایئر پورٹ مینجر نے تیز لہجے میں کہا۔

"مگر اس دبلے پتلے آدمی کو چھوڑا کیوں گیا ہے" — عمران نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"دراصل ایکسٹو نے جب ہمیں فون کیا کہ اس دبلے پتلے آدمی سے خطرہ
ہے تو ہم نے پہلے تو دس منٹ کے لئے جہاز کو واپس موڑ کر ہینگر میں کھڑا
کر دیا اور اس کی مرمت کا ڈرامہ رچایا۔ لیکن کمپنی کے اعلیٰ حکام نے ہم پر زور دیا
کہ اگر ہم نے جہاز کو مزید روکا تو وہ کمپنی کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کے عوض
ایئر پورٹ حکام پر لاکھوں ڈالر ہرجانے کا دعویٰ کر دیں گے۔ چنانچہ وہاں سے

مجبوراً جہاز نکالنا پڑا — پھر ہم نے — ایک تربیت یافتہ گارڈ کو پائلٹ
کیبن میں بھیجا اور سیکنڈ پائلٹ کی مدد سے اس دبلے پتلے آدمی کو کیبن میں
بلوایا — ہمارا خیال تھا کہ ایک تربیت یافتہ گارڈ پائلٹ کیبن میں اس
دبلے پتلے آدمی پر قابو پا کر اسے جہاز سے اتار لے گا — اس طرح
ایکسٹو کا مسئلہ حل ہو جائے گا — لیکن وہ دبلا پتلا آدمی تو بے حد
پھرتیلا اور خطرناک نکلا۔ اس نے جیب سے ایک جدید ترین بم نکال لیا اور
اس طرح گارڈ بے بس ہو گیا۔ اور اس آدمی نے گارڈ کو نیچے اترنے پر مجبور کر
دیا اور پھر پائلٹ کو جہاز اڑانے پر مجبور کیا — پائلٹ نے شروع سے
ہی ٹرانسمیٹر کھول رکھا تھا۔ اس لئے پائلٹ کیبن میں ہونے والی تمام
گفتگو ہم سنتے رہے — بعد ازاں اس ہائی جیکر نے سیکنڈ پائلٹ
کو ہلاک کر دیا — اس پر ہم نے رن وے پر رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ لیکن
اب وہ رکاوٹیں اٹھانے کا حکم دے رہا ہے ورنہ وہ کہتا ہے کہ پورے جہاز
کو بم سے اڑا دے گا" — ایئر پورٹ مینجر نے جلدی جلدی سے
سب واقعات بتلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — ہم دونوں کو پچھلی طرف سے جہاز میں داخل کر دو۔
اور پھر جہاز کو اڑانے کا حکم دے دو — ہم اس دبلے پتلے آدمی پر خود
ہی قابو پا لیں گے" — عمران نے کہا۔

اور پھر ایئر پورٹ مینجر نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ عمران اور ٹائیگر کو
تیز رفتار جیپ میں بٹھا کر لے جائے اور ایمرجنسی گیٹ کھول کر انہیں اندر
پہنچا دے۔

چنانچہ عمران اور ٹائیگر اس آدمی کے ہمراہ دوڑتے ہوئے ٹاور سے نیچے

اترے اور پھر چند لمحوں بعد ان کی جیپ جہاز کی پشت کی طرف سے گھوم کر جہاز کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس وقت رن وے سے رکاوٹیں دور کی جا چکی تھیں۔ اور پھر اس آفیسر نے ماسٹر کی کی مدد سے باہر سے ہی ایمرجنسی گیٹ کھول دیا اور عمران اور ٹائیگر اچھل کر طیارے کے اندر داخل ہو گئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی جہاز حرکت میں آ گیا۔

جہاز میں سوار تمام مسافر سخت پریشان اور ہراساں معلوم ہو رہے تھے۔ انہیں شاید ایئر ہوسٹس نے ہائی جیکنگ کے متعلق بتا دیا تھا۔ جب عمران اور ٹائیگر اندر داخل ہوئے تو وہ اور بھی زیادہ گھبرا گئے۔ لیکن عمران اور ٹائیگر ان کی طرف توجہ کئے بغیر پائلٹ کیبن کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ کیونکہ صورت حال بے حد نازک ہو گئی تھی۔ اسپارک کے ہاتھ میں اگر واقعی کوئی خوفناک بم ہوا تو اس نے اسے چلانے میں دریغ نہیں کرنا۔ اور ویسے بھی وہ روسیاہ کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ تھا۔ ہر قسم کے حربے جانتا تھا۔ کوئی عام ہائی جیکر نہ تھا۔ اس لئے عمران بے حد سنجیدہ تھا۔

جس وقت عمران پائلٹ کیبن کے دروازے کے پاس پہنچا تو اس وقت جہاز نے زمین چھوڑ دی تھی اور ہوا میں بلند ہوتا چلا جا رہا تھا۔ عمران نے جھک کر پائلٹ کیبن کے دروازے کے کی ہول سے آنکھ لگا دی اور اندر کا منظر دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ پائلٹ کی دروازے کی طرف پشت تھی اور اسپارک اس کی سائیڈ میں اس طرح کھڑا تھا جیسے وہ پورے کمرے کو کور کر رہا ہو۔ اس کے ایک ہاتھ میں واقعی بم تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک پلاسٹک کا بنا ہوا پستول تھا۔

عمران کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اسپارک نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بم کو جیب میں ڈال لیا اور اب صرف پستول اس کے ہاتھ میں رہ گیا۔ شاید اس نے پائلٹ کے لئے خالی پستول کو ہی کافی سمجھا تھا اور ویسے بھی وہ اب پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔ کیونکہ جہاز فضا میں بلند ہو چکا تھا اور اب ظاہر ہے اسے ایئرپورٹ کے حکام اور گارڈوں سے جو خطرہ تھا وہ دور ہو چکا تھا۔ اتنا وہ جانتا تھا کہ سہمے ہوئے مسافر ایسی صورت حال میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کے لئے پستول کا ایک فائر ہی کافی ہے اور پھر اسے ساؤنڈوں میں جلانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اگر اس نے دروازہ کھول کر اسپارک پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو وہ ایک لمحہ میں گولی اس کے سینے میں داغ دے گا۔ اس لئے اس نے ایک اور تجویز سوچی۔ ایک ایسی تجویز جو شاید اس کے علاوہ اور کوئی سوچ ہی نہ سکتا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور اس کی نال کی ہول کے سوراخ پر رکھ کر اس نے اندازے سے ایک ایسا زاویہ بنایا کہ کی ہول سے گولی نکل کر صرف اسپارک کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول پر پڑے۔ اور نہ صرف پستول پر پڑے بلکہ گولی اس زاویے سے پڑے کہ وہ جہاز کی مشینری کو بھی نقصان نہ پہنچائے۔ لیکن کی ہول پر ریوالور کی نال آ جانے کی وجہ سے وہ اپنی آنکھ سے دیکھ کر نشانہ نہ لے سکتا تھا۔ اب اسے نہ صرف ذہن میں موجود پائلٹ کیبن کے تصور کی مدد سے ہی فائر کرنا تھا اور یہ ایک ایسی بات تھی جسے شاید دنیا کا ماہر نشانہ باز بھی پورا کرنے کی ہمت نہ رکھتا۔ کیونکہ ذرا سا نشانہ چوکنے کے دو نتیجے ہو سکتے تھے۔ یا تو گولی جہاز کی مشینری میں جا لگتی اور نتیجہ یہ کہ پورا جہاز ہی تباہ ہو جاتا۔ یا پائلٹ کے سر میں بھی گولی گھس سکتی تھی یا

پھر اسپارک کو سرے سے لگتی ہی نہ اور وہ چوکنا ہو جاتا اور ان تمام باتوں کے امکانات صحیح نشانہ کی نسبت زیادہ تھے لیکن ایسا کام کرنے والا عمران تھا۔ وہ عمران جو ناممکن کو ہمیشہ ممکن کرتا چلا آ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں پائلٹ کیبن کا پورا نقشہ موجود تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر وہ ذرا سا نیچے کو جھکا اور اس نے ہاتھ کو بائیں طرف ہلکا سا موڑا اور دوسرے لمحے سانس روک کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ہلکا سا دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے پوری قوت سے دروازے کو دھکا دیا اور اچھل کر اندر پہنچ گیا۔

عمران کا نشانہ بالکل ٹھیک پڑا تھا۔ اسپارک کے دائیں ہاتھ سے خون نکل رہا تھا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اور وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے نیچے گرے ہوئے ریوالور کو دیکھ رہا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی وہ برق کی طرح اچھلا۔ اس نے پھرتی سے جیب سے بم نکالنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اسپارک کی گردن پر بھرپور ضرب لگی اور وہ اچھل کر کیبن کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ مگر کیبن کی دیوار سے ٹکراتے ہی وہ کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس نے عمران کے سینے پر پوری قوت سے فلائنگ کک ماری اور عمران اچھل کر دوسری سیٹ کے قریب پڑی ہوئی سیکنڈ پائلٹ کی لاش پر جا گرا اور اسپارک نے کک مار کر سیدھا ہوتے ہی جیب میں ہاتھ ڈال کر انتہائی پھرتی سے بم باہر نکال لیا۔ مگر جیسے ہی اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا۔ دروازے کی آڑ میں چھپا ہوا ٹائیگر عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور اس کے ہاتھ کی زوردار ضرب لگتے ہی بم اسپارک کے ہاتھ سے نکل کر ہوا میں اچھلا اور ٹائیگر نے اسے فضا میں ہی جھپٹ لیا۔ اسپارک نے سانپ کی سی تیزی سے پلٹ کر ٹائیگر کے سینے پر

ٹکر مارنی چاہی۔ مگر ٹائیگر نے تیزی سے پہلو بدل لیا اور اسی لمحے عمران کی لات گھومی۔ وہ اس دوران اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا اور عمران کی لات پوری قوت سے اسپارک کی پشت پر پڑی اور وہ پائلٹ کیبن کے کھلے دروازے سے گیند کی طرح اچھل کر مسافروں کی سیٹوں کے درمیان والی راہداری میں منہ کے بل جا گرا۔ اور عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن اسپارک نیچے گرتے ہی تیزی سے کروٹ بدل گیا۔ اور عمران کو اپنے آپ کو فرش سے بچانے کے لئے دونوں ہاتھ فرش پر ٹیکنے پڑے اور اسپارک نے کروٹ بدلتے ہی تیزی سے ٹانگ گھمائی اور عمران اچھل کر ساتھ والی سیٹوں پر پڑے ہوئے مسافروں پر جا گرا اور ان کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔

تمام مسافروں میں بھگدڑ سی مچ گئی۔ وہ اپنی سیٹوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ عمران کو اچھال کر اسپارک نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے سیٹوں پر گرتے ہی دونوں ٹانگیں کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور اٹھتے ہوئے اسپارک کی پتلی سی گردن اس کی ٹانگوں کے درمیان پھنس گئی اور عمران اچھل کر اس کے بقیہ جسم پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اسپارک کی دونوں ٹانگوں پر ہاتھ رکھ کر پوری قوت سے اپنی دونوں ٹانگوں کو بل دے دیا اور اسپارک کا اوپر والا آدھا جسم تیزی سے مڑتا چلا گیا جبکہ باقی آدھا جسم عمران کے ہاتھوں کی گرفت کی وجہ سے سیدھا رہ گیا اور اسپارک کے حلق سے کربناک چیخ نکل گئی۔

اپنی ٹانگوں کو بل دیتے ہی عمران نے ٹانگوں کو اپنی طرف گھسیٹا اور اسپارک کا دبلا پتلا جسم کمان کی طرح بل کھاتا چلا گیا اور چونکہ اس کے نچلے جسم پر عمران کا پورا بوجھ تھا اس لئے پہلے ہی زوردار جھٹکے سے اسپارک کی ریڑھ

کی ہڈی کے مہرے کھسکتے چلے گئے۔ اور اسپارک کے منہ سے ایک طویل اور
دردناک چیخ نکلی اور عمران نے اس کی گردن سے ٹانگیں ہٹا لیں اور اچھل
کر کھڑا ہو گیا۔

اسپارک اب حقیر کیچوے کی طرح بے ضرر ہو چکا تھا۔ ریڑھ کی ہڈی کے
مہرے کھسکتے ہی اس کا سارا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا تھا اور اب وہ سوائے کراہنے
کے اپنے جسم کو مزید حرکت دینے سے معذور ہو چکا تھا۔ اور عمران نے جان بوجھ
کر ایسا کیا تھا۔ کیونکہ وہ نہ ہی اسپارک کو مارنا چاہتا تھا اور نہ ہی اُسے یوں چھوڑنا
چاہتا تھا۔ اس لئے اس کی ایک ہی صورت تھی کہ اُسے مفلوج کر دیا جائے
اس کا علاج بھی عمران جانتا تھا کہ جس وقت وہ چاہے مہرے واپس اپنی
جگہ بٹھا کر اسپارک کو ٹھیک کیا جا سکتا تھا۔ وہ دراصل اسپارک کو اس لئے زندہ رکھنا
چاہتا تھا کیونکہ ٹیپ میں اسپارک بذات خود میٹنگ میں موجود تھا اور وہ اس
سے بعد کی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا کہ میٹنگ میں ہونے والی تجاویز پر کس
طرح عمل درآمد کئے جانے کا پروگرام بنا ہے۔ کیونکہ سر سلطان کے اغوا کی تجویز
بھی اس ٹیپ میں موجود تھی اور اسپارک اسی تجویز پر عمل درآمد کے لئے پاکیشیا
آیا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ باقی تجاویز پر بھی عمل درآمد کیا جا رہا ہو گا۔

عمران طویل سانس لیتا ہوا اٹھا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے
اسپارک کو اٹھا کر ایک خالی سیٹ پر ٹھونس دیا اور پھر بڑی پھرتی سے اس کی
تلاشی لینے لگا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے مفلوج اسپارک کی جیبوں سے بم
نکال لی۔

اسپارک آنکھیں پھاڑے خاموش پڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف
کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن وہ حرکت کرنے سے معذور تھا اور عمران ٹائیگر

اسپارک کی طرف بڑھتے دیکھ کر تیزی سے واپس پلٹا اور پائلٹ کیبن میں گھستا چلا گیا۔

”اس پر قابو پا لیا گیا ہے ۔۔۔ اب تم واپس ایئرپورٹ پر چلو“ ۔۔۔ عمران
نے چیف پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بہت بہت شکریہ جناب! ۔۔۔ آپ لوگوں نے واقعی کمال کر دیا ہے
ویسے میں پہلے ہی احتیاطاً شہر کے اوپر ہی گردش کر رہا ہوں تاکہ کسی بھی لمحے
نیچے اترا جا سکے ۔۔۔ اگر میں پاکیشیا کی سرحد پار کر جاتا تو پھر واپسی مشکل ہو جاتی“۔
پائلٹ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے
ٹرانسمیٹر آن کر کے ایئرپورٹ حکام سے رابطہ قائم کیا اور انہیں ہائی جیکر کے پکڑے
جانے کی اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ جہاز کو واپس ایئرپورٹ پر آنے کی اجازت
دینے کے لئے درخواست کی۔

درخواست فوراً منظور کر لی گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد جہاز واپس ایئرپورٹ
پر اترتا چلا گیا۔

ایئرپورٹ پر اعلیٰ حکام موجود تھے۔ جہاز کا دروازہ کھلتے ہی ٹائیگر نے
اسپارک کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

عمران پہلے ہی بم اور پلاسٹک پستول پر قبضہ کر چکا تھا۔ اس پلاسٹک پستول
نے اُسے خاصا متاثر کیا تھا۔ یہ واقعی ایک جدید ترین ایجاد تھی اور عمران اس
کا تفصیلی معائنہ کرنا چاہتا تھا چنانچہ انہیں جیبوں میں ڈالے وہ نیچے
اتر آیا۔

اور پھر ایکسٹو کے نام نے تمام حکام کو پیچھے ہٹ جانے اور عمران کی
ہدایات پر عمل کرنے پر مجبور کر دیا۔

عمران کی ہدایت پر جہاز کے سٹور روم سے سر سلطان والا تابوت بھی اتار لیا

گیا۔ سیکنڈ پائلٹ کی لاش بھی اتاری گئی اور عمران تو سر سلطان کا تابوت اور اسپارکس کو لے کر ایک خصوصی گاڑی میں ایئرپورٹ کی حدود سے باہر آگیا۔ جب کہ حکام سیکنڈ پائلٹ کے قتل کے سلسلے میں رسمی کارروائی میں مصروف ہو گئے۔

ایئرپورٹ کی حدود سے باہر آنے کے بعد عمران نے ڈرائیور کو اس گاڑی سے نیچے اتار دیا۔ کیونکہ وہ اُسے دانش منزل تو نہیں لے جا سکتا تھا۔ اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی جب کہ ٹائیگر کو اس نے ایئرپورٹ سے اپنی کار لے آنے کے لئے بھیج دیا۔

اور پھر ٹائیگر کے جاتے ہی عمران ویگن کو تیز رفتاری سے چلاتا ہوا دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ ویگن کو حتی الامکان تیزی سے چلا رہا تھا تاکہ جلد از جلد دانش منزل پہنچ کر سر سلطان کو تابوت سے باہر نکال کر انہیں طبی امداد دی جا سکے۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ ایکسٹو نے ایمرجنسی کال پر ان سب کو بلایا ہوا تھا۔ ابھی تک عمران نہیں پہنچا تھا اس لئے وہ سب آپس میں گپیں مارنے میں مصروف تھے۔

"اس بار بڑے عرصہ بعد میٹنگ کال ہوئی ہے ــــــ اس لئے یا تو کوئی خطرناک قسم کے کیس کا آغاز ہوا ہے ــــــ یا پھر کوئی کیس ختم بھی ہو گیا ہے اور ہمیں علم تک نہیں ہوا ــــــ" نعمانی نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ایکسٹو اس وقت میٹنگ کال کرتا ہے ــــــ جب اسے ٹیم کو باہر بھیجنا ہوتا ہے" ــــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"باہر جانے کا مطلب آپ لوگ سمجھتے ہیں" ــــــ اچانک دروازے میں سے عمران کی آواز سنائی دی۔ چونکہ کیپٹن شکیل اور نعمانی دروازے کے

قریب بیٹھے ہوئے تھے اس لئے عمران نے ان کی باتیں سن لی تھیں۔

"باہر جانے کا مطلب باہر جانا ہی ہوتا ہے ـــــ اور کیا ہو سکتا ہے"۔
نعمانی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمارے ہاں باہر جانے کا مطلب اور ہے ـــــ ہمارے دیہات میں
چونکہ لیٹرین وغیرہ گھروں میں نہیں ہوتی ـــــ اس لئے فطرت کی پکار کا جواب
دینے کے لئے لوگ باہر کھیتوں میں نکل جاتے ہیں ـــــ اس لئے باہر جانے
کا مطلب فطرت کی پکار کا جواب دینا ہوتا ہے" ـــــ عمران نے باقاعدہ
لیکچر دیتے ہوئے کہا۔

عمران کی بات سن کر کیپٹن شکیل اور نعمانی بے اختیار ہنس پڑے
لیکن باقی بونق بنے بیٹھے تھے کیونکہ انہوں نے نعمانی کی بات ہی نہ سنی تھی۔
اس لئے وہ باہر جانے سے متعلق بات ہی نہ کر رہے تھے۔

"مگر باہر جانے کا مطلب بتانے کی آخر تمہیں ضرورت ہی کیوں پیش
آئی" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اس لئے کہ ہم سب اکثر باہر جاتے رہتے ہیں" ـــــ عمران نے جواب
دیا اور کونے میں پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اگر آدمی کی شکل اچھی نہ ہو تو کم از کم اسے گفتگو تو اچھی کرنی چاہیئے۔ تمہیں
معلوم ہے کہ عورتوں کے سامنے اس طرح کی باتیں نہیں کیا کرتے" ـــــ تنویر
نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عورتیں! ـــــ تو کیا یہ سب عورتیں ہیں ـــــ اگر تمہاری مراد جولیا سے
ہے تو پھر تم نے جولیا کو عورت کہہ کر اس کی توہین کی ہے" ـــــ عمران نے
آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"کیوں! ـــــ میں عورت نہیں ہوں" ـــــ جولیا نے بھی جواب میں
آنکھیں نکالیں۔

"ارے تم عورت ہو ـــــ میں تو سمجھا تھا کہ تم ابھی لڑکی ہو" ـــــ عمران
نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور جولیا نے تو شرم سے سر نیچے کر لیا جب کہ
اس کے دوسرے ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار قہقہے نکل گئے۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا۔ میٹنگ روم میں
موجود ٹرانسمیٹر جاگ پڑا اور سب چونک پڑے۔
جولیا نے جو ٹرانسمیٹر کے قریب بیٹھی ہوئی تھی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر
اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ممبرز! ـــــ کیا سب لوگ موجود ہیں" ـــــ ایکسٹو کی مخصوص
آواز سنائی دی۔

"یس سر! ـــــ سب لوگ موجود ہیں" ـــــ جولیا نے جواب دیا۔ یہ
ٹرانسمیٹر چونکہ مخصوص ساخت کا تھا اس لئے اس میں سوال جواب کے لئے
بار بار بٹن آف آن نہ کرنا پڑتا تھا۔ جس طرح ٹیلیفون پر براہِ راست سوال جواب
ہو سکتے ہیں اسی طرح اس ٹرانسمیٹر پر بھی گفتگو ہو سکتی تھی۔

"گڈ! ـــــ آپ لوگ اس تجسس میں ہوں گے کہ یہ ایمرجنسی میٹنگ
کیوں کال کی گئی ہے" ـــــ ایکسٹو کے لہجے میں مسکراہٹ تھی۔

"جی ہاں جناب! ـــــ تجسس کی وجہ سے ہمارے بال کھڑے ہو چکے ہیں
کان سرخ ہو چکے ہیں ـــــ آنکھیں ابل کر باہر نکل آئی ہیں ـــــ اور جناب
فطرت کی پکار ـــــ" عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں ہانک لگاتے ہوئے
جواب دیا۔

"شٹ اَپ ___ نانسنس ___ تمہیں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں رہی۔ میں اس قسم کی بے تکلفی کا عادی نہیں ہوں ___ تمہیں اس سرکاری میٹنگ میں صرف اس لئے شامل ہونے کی اجازت دے دی جاتی ہے کہ تم اکثر سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو ___ لیکن میں آخری بار تمہیں وارننگ دے رہا ہوں کہ آئندہ اپنی زبان سنبھال کر رکھا کرو ___ ورنہ ایسی عبرت ناک سزا دونگا کہ تم ساری عمر بلبلاتے رہو گے" ___ ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

اور عمران یوں کرسی میں سہم کر دبک گیا جیسے اس کے سر پر چھت گرنے والی ہو۔

باقی ممبرز کے تو صرف ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی لیکن تنویر اور جولیا کے چہرے مسرت سے کھل اٹھے۔ انہیں عمران کو ایکسٹو کی ڈانٹ کھا کر کرسی میں دبکتے دیکھ کر دلی مسرت ہوئی تھی۔ کیونکہ یہ وہی عمران تھا جو انہیں انگلیوں پر نچاتا رہتا ہے۔

"سوری سر! ___ میں نہیں جانتا تھا کہ آپ اتنے غصے سے بھی ڈانٹ سکتے ہیں ___ ویسے بائی دی وے آپ کو تو کسی پرائمری سکول میں ٹیچر ہونا چاہیئے" ___ عمران نے گو سہمے ہوئے لہجے میں کہا لیکن وہ اپنی بات کہہ ہی گیا۔

"تم باز نہیں آؤ گے" ___ ایکسٹو کا لہجہ پھٹ پڑنے والا تھا اور سیکرٹ سروس کے ممبرز کے دل اس بار دھک سے رہ گئے۔ کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب ایکسٹو عمران کو ضرور سزا دیگا اور ایکسٹو کی سزا کے تصور سے ہی ان کا رواں رواں کانپ اٹھتا تھا۔

"ویری سوری سر! ___ میں معافی چاہتا ہوں ___ آپ بے شک ہائی سکول میں لگ جائیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ___ عمران نے مزید سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم کرسی پر کھڑے ہو جاؤ" ___ اچانک ایکسٹو نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"مگر سر! ___ یہ تو پرائمری سکول والی سزا ہے" ___ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کھڑے ہو جاؤ" ___ ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران بادل نخواستہ اٹھ کر کرسی پر کھڑا ہو گیا۔

میٹنگ ہال میں موجود سب ممبرز حیرت سے اس عجیب و غریب تماشے کو دیکھ رہے تھے۔

عمران جیسے ہی کھڑا ہوا۔ اچانک اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس کے بعد تو اس کے حلق سے چیخیں نکلتی چلی گئیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم میں ہزاروں وولٹ بجلی کا کرنٹ دوڑ رہا ہو۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا پورا جسم بری طرح کانپ رہا تھا اور آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں۔

"باس! ___ مزید سزا نہ دیں ___ یہ مر جائے گا" ___ اچانک جولیا سے نہ رہا گیا اور وہ منت بھرے لہجے میں بول پڑی۔ اس سے عمران کی بے پناہ تکلیف برداشت نہ ہو سکی تھی۔

"او کے! ___ جولیا کی سفارش پر میں ایک بار پھر تمہیں معاف کر رہا ہوں ___ ورنہ تمہارے اعصاب ہمیشہ کے لئے مفلوج کر دیتا" ___ ایکسٹو

نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران دھڑام سے کرسی پر گر گیا۔ کرسی میں دوڑنے والا کرنٹ غائب ہو چکا تھا۔ اور عمران کرسی پر گرا ہوا اپنا سانس سنبھالنے کی تگ و دو کر رہا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل البتہ یہ سوچ رہے تھے کہ کرسی تو لکڑی کی ہے۔ پھر اس میں اتنا زوردار کرنٹ کیسے دوڑ گیا۔ جس نے عمران جیسے آدمی کی یہ حالت کر دی لیکن دوسرے لمحے ایکسٹو کی بات سن کر وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئے

"سنو ساتھیو!۔۔۔ اس بار ہمارے سامنے انتہائی خطرناک اور انتہائی اہم مشن ہے اور یہ مشن صرف ایک ملک کے خلاف نہیں ہے بلکہ دو ملکوں کے خلاف ہے ۔۔۔ روسیاہ اور اس کی خطرناک ترین سیکرٹ سروس کے۔ جی۔ بی اور کافرستان اور اس کی سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ ہو گا ۔۔۔ یہ دونوں ملک اس بار مل کر پاکیشیا کو تباہ کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ انہوں نے خفیہ طور پر ایک میٹنگ کی ۔۔۔ جس میں یہ طے پایا کہ کافرستان پاکیشیا کے دریاؤں میں ایک مخصوص کیمیکل ملائے گا جس سے آہستہ آہستہ پاکیشیا کی تمام آبادی ذہنی طور پر پسماندہ دوسرے لفظوں میں ہوش و حواس سے عاری اور پاگل ہو جائے گی۔ تصور کیجئے کہ دس کروڑ افراد کو پاگل بنائے جانے کی تجویز پر عملدرآمد کیا جانے والا ہے چونکہ پاکیشیا کے سوائے ایک کے باقی تمام دریا کافرستان سے نکلتے ہیں۔ اس لئے وہ لوگ آسانی سے اپنی تجویز پر عمل درآمد کر سکتے ہیں ۔۔۔ اس کے ساتھ ہی روسیاہ والے ایسے مصنوعی انسان بنا رہے ہیں ۔۔۔ جو ہمارے ملک کے لوگوں کے عین مطابق ہوں گے ۔۔۔ ان کے جسموں میں انتہائی طاقتور بم نصب کئے جائیں گے ۔۔۔ یہ دیکھنے میں بالکل عام آدمی محسوس ہوں گے ۔۔۔ اسی طرح باتیں کریں گے ۔۔۔ بولیں گے ۔۔۔ حرکت کریں گے ۔۔۔ ان میں کمپیوٹر نصب

ہوں گے ۔۔۔ لیکن انہیں باقاعدہ دُور سے کنٹرول کیا جائے گا اور پھر یہ مصنوعی آدمی پاکیشیا کے اہم ترین اڈوں ۔۔۔ پُلوں ۔۔۔ ڈیمز ۔۔۔ ایٹمی لیبارٹریوں اور اہم ترین اور حساس مراکز میں پھیلا دیئے جائیں گے اور ان کا پتہ چلانا اور انہیں شناخت کرنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ اور روسیاہ والے جب چاہیں گے ان کے جسموں میں موجود طاقتور بم پھاڑ کر پورے پاکیشیا کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ اور اس تباہی کو کوئی نہ روک سکے گا"۔۔۔ ایکسٹو تفصیل بتاتے بتاتے رک گیا اور سیکرٹ سروس کے ممبران آنکھیں پھاڑے دم بخود یہ تفصیلات سن رہے تھے۔ اس قدر خوفناک تجاویز کے متعلق سُن کر انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے جسموں سے بھی خون نچوڑ لیا گیا ہو۔

"ویری سوری سر!۔۔۔ مجھے اب احساس ہو رہا ہے کہ آپ کتنے باخبر ہیں اگر آپ باخبر نہ ہوں تو یہ لوگ پورے ملک کو تباہ کر دیں ۔۔۔ میں اپنے رویے پر معذرت خواہ ہوں" ۔۔۔ اچانک عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ایکسٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ خلوص تھا۔

"تم نے جس خلوص سے بات کی ہے ۔۔۔ اس پر میں تمہیں معاف کرتا ہوں ۔۔۔ ورنہ میرا پروگرام یہی تھا کہ میٹنگ کے بعد تمہیں جبراً پاگل خانے میں داخل کرا دیتا اور وہاں کم از کم ایک ماہ خطرناک ترین پاگلوں میں گزار کر تمہارے ہوش ہمیشہ کے لئے درست ہو جاتے ۔۔۔ بہرحال تمہارے خلوص کی بنا پر تمہیں معاف کیا جا رہا ہے۔ لیکن آئندہ میں کسی قسم کی بیہودگی برداشت نہیں کرونگا"۔ ایکسٹو نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور سارے ممبران تصور ہی تصور میں اس خوفناک سزا پر کانپ اٹھے۔ ایک ماہ تک خطرناک ترین پاگلوں میں رہنا واقعی خوفناک ترین سزا تھی اور وہ جانتے تھے کہ ایکسٹو کے لئے اس سزا پر

عمل درآمد کرا دینا معمولی بات تھی۔

"ہاں تو میں نے دشمنوں کی تجاویز مختصراً بتا دی ہیں ـــــ یہ میٹنگ ظاہر ہے انتہائی خفیہ تھی لیکن مجھے اس میٹنگ کی بھنک مل گئی اور پھر میں نے اپنے ذرائع سے اس میٹنگ کا مکمل ٹیپ حاصل کر لیا اور اس طرح اس میٹنگ کی مکمل کارروائی میرے سامنے آگئی ـــــ اب صورت حال یہ ہے کہ ہمیں ان تمام تجاویز کو عمل درآمد ہونے سے پہلے روکنا ہے ـــــ کافرستان کے اس کارخانے کو تباہ ہونا چاہیے جس میں وہ پاگل کر دینے والا کیمیکل تیار ہو رہا ہے ـــــ روسیاہ کے اس کارخانے کو بھی تباہ ہونا چاہیئے جس میں مصنوعی انسان تیار کئے جاتے ہیں ـــــ چونکہ ان دونوں تجاویز پر بیک وقت عمل درآمد کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق پاکیشیا کی سیکرٹ سروس اگر متحرک ہوئی تو زیادہ سے زیادہ ایک ملک کے خلاف کارروائی کر سکے گی۔ اور اس طرح وہ پاکیشیا کو یقینی طور پر تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس لئے میں نے سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں اس بار انتہائی تیز رفتار کارروائی کرنا ہو گی ـــــ روسیاہ میں تو کام شروع ہو گیا ہے لیکن مطلوبہ تعداد میں مصنوعی انسان بنانے میں کم از کم ایک ہفتے کا عرصہ چاہیئے اس لئے اسے دوسرے نمبر پر رکھا گیا ہے ـــــ کافرستان میں چونکہ پانی میں ملاتے جانے والا کیمیکل تیار ہو رہا ہے اور وہ کسی بھی وقت اسے پانی میں ملا سکتے ہیں۔ اس لئے اسے پہلے نمبر پر رکھا گیا ہے ـــــ لیکن یہ دونوں مشن باری باری ضرور پیش آئیں گے لیکن ہماری کامیابی صرف انتہائی تیز رفتار کارروائی پر مبنی ہے۔ معمولی سے وقت کا ضیاع بھی ہماری مکمل ناکامی پر منتج ہو گا۔ ہمیں ہر ممکن تیزی سے کافرستان سے مشن مکمل کر کے روسیاہ پر جھپٹنا ہو گا۔ کیونکہ ایک ہفتے

بعد وہ اپنا مشن شروع کر دیں گے اس لئے دونوں مشنوں کے لئے میرے پاس صرف ایک ہفتہ ہے ـــــ اگر ہم کافرستان میں الجھ گئے تو دوسرا خوفناک مشن مکمل ہو جائے گا اور ان میں سے ایک تجویز پر عمل درآمد کا مطلب پاکیشیا کی مکمل تباہی ہے" ـــــ ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

"اب آپ پہلے مشن کی تفصیلات سن لیں ـــ کافرستان میں ہماری فارن سروس نے فوری ایکشن میں آ کر یہ اطلاع دی ہے کہ اس کیمیکل تیار کرنیوالے کارخانے کا انچارج وہاں کی ٹاپ سیکرٹ سروس مہادیر چکر کا سربراہ الشور داس ہے۔ اس لئے الشور داس نے ہی میٹنگ میں تجویز پیش کی تھی۔ کیونکہ اس کی تنظیم کافی عرصہ سے اس مشن پر کام کر رہی ہے ـــــ فارن سروس نے الشور داس کے ہیڈ کوارٹر کو تلاش کر لیا ہے۔ یہ ہیڈ کوارٹر کافرستان کے ایک بڑے شہر سنگام میں قائم ہے اور زمین دوز بنا ہوا ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے بہت زبردست سائنسی انتظامات کئے گئے ہیں اور الشور داس سوائے خاص ترین موقعوں کے اس ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں نکلتا۔ اور اندر رہ کر ہی پوری تنظیم کو کنٹرول کرتا رہتا ہے ـــ کارخانے کے محل وقوع اور دیگر تفصیلات کا سوائے پرائم منسٹر کے پورے کافرستان میں صرف الشور داس کو علم ہے۔ اس لئے ہمیں مہادیر چکر کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے الشور داس کو قابو کرنا ہو گا۔ اور پھر الشور داس سے کارخانے کی تفصیلات معلوم کر کے اس کارخانے کو تباہ کرنا ہو گا ـــــ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کو ایک گھنٹے بعد ایک خصوصی جہاز کافرستان کی سرحد کے اندر اس جگہ پیراشوٹوں کی مدد سے اتار دیگا جہاں سے سنگام نزدیک ہے۔ وہاں سے آپ نے سنگام خود پہنچنا ہے اور وہاں فارن سروس کا سربراہ ناٹران آپ کا منتظر ہو گا۔ ہیڈ کوارٹر کی

تباہی میں وہ آپ لوگوں کی مدد کرے گا ـــــ عمران اس مشن میں آپ کا
سربراہ ہوگا ـــــ اب شاید مجھے پھر یہ بات دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ معمولی
سی غفلت بھی ناقابل برداشت ہوگی اور آپ لوگوں کی ایک ایک لمحے کی کارکردگی
مسلسل میری نظروں میں رہے گی ـــــ آپ لوگ ایک گھنٹے کے اندر اندر تیار ہوکر
واپس دانش منزل پہنچ جائیں۔ جہاں سے ایک خصوصی ویگن آپ کو خفیہ اڈے
پر لے جائیگی جہاں سے خصوصی ملٹری پیراشوٹر جہاز سے آپ اس مشن پر روانہ
ہوجائیں گے ـــــ کوئی سوال" ـــــ ؟ ایکسٹو نے تفصیل سے سارا پروگرام
بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن سب خاموش رہے۔ وہ سب اس تیز رفتار اور خوفناک مشن کے تصور
میں ہی الجھے ہوئے تھے۔ سوال کرنے کا کسی کو ہوش ہی نہ تھا۔

"گڈ بائی ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ ایکسٹو کی سرد آواز گونجی اور جولیا نے
مسمریزم کے معمول کی طرح ہاتھ بڑھاکر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور پھر وہ سب
لوگ اٹھ کر اپنی اپنی سوچوں میں گم میٹنگ روم سے نکلتے چلے گئے۔ ان سب کے
جانے کے بعد آخر میں عمران اٹھا اور میٹنگ روم سے نکل کر آپریشن روم کی
طرف بڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی عمران آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو اس کے استقبال
کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"کمال کر دیا آپ نے عمران صاحب! ـــــ میں سکرین پر دیکھ رہا تھا
آپ نے کرنٹ لگنے کی جو ایکٹنگ کی ہے۔ میرے خیال میں دنیا کا کوئی اداکار
ایسا نہیں کر سکتا" ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ویسے تھی تو حماقت ـــــ بھلا لکڑی کی کرسی پر کرنٹ لگنے کا ڈرامہ ـــــ

میں نے تو صفدر اور کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں شبہے کی جھلکیاں دیکھ لی تھیں"۔
عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ظاہر ہے وہ بے حد ذہین ہیں ـــــ انہیں شبہ تو ہونا ہی تھا" ـــــ
بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"یہ مشن ہی ایسا ہے کہ اس کیلئے ڈرامہ کرنا ضروری تھا ـــــ جب عمران
سے ایسا سلوک ہو سکتا ہے تو ظاہر ہے باقی ممبروں کی کوتاہی پر ان کے ساتھ
کیا سلوک ہو سکتا ہے ـــــ یہی تصور ہی اس مشن میں کام آئے گا" ـــــ عمران
نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ـــــ بس مجھے آپ کی یہ بات پسند نہیں کہ آپ نے
مجھے پابند کر کے یہاں رکھ دیا ہے ـــــ کم از کم اس مشن میں تو مجھے بھی کام کرنے
کی اجازت دے دیجئے" ـــــ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ـــــ میں تمہاری جگہ یہاں رہ پڑتا ہوں ـــــ تم ٹیم کو لیکر
چلے جاؤ ـــــ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ـــــ عمران نے فوراً رضامند
ہوتے ہوئے کہا

"ارے ارے صاحب! ـــــ ایسا تو ناممکن ہے ـــــ آپ کے بغیر میں
بھلا کیا کر سکتا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے فوراً ہی ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بلیک زیرو! ـــــ ہماری زندگی کا مشن ملک کی سلامتی کا تحفظ اور
ملک کے دس کروڑ عوام کی جان و مال کی حفاظت ہے ـــــ اب اگر ہم سب
ملک سے باہر مشن پر چلے جائیں اور کوئی اور تنظیم اس دوران یہاں آکودے
تو ظاہر ہے باہر مشن سے ملک کو بچاتے بچاتے آنے والی تنظیم کے ہاتھوں
تباہ کرا بیٹھیں گے۔ اس لئے مقام سے کوئی فرق نہیں پڑتا ـــــ کام سے مطلب

ہونا چاہیئے" ـــــــ عمران نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب" ـــــ بلیک زیرو نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بتاؤ کہ تمام انتظامات تو مکمل ہیں ـــــ ایسا نہ ہو کہ تمام ممبر یہاں پہنچ جائیں اور اس وقت تم ٹیلیفون سنبھالو" ـــــ ؟ عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب! ـــــ تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں ـــــ جہاز ایئرپورٹ پر پہنچ چکا ہے ـــ پائلٹ تیار ہے ـــــ وہاں ناٹران اور فنیل آپ لوگوں کے استقبال کے لئے پوری طرح تیار ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ایک بات کا خیال رکھنا ـــــ روسیاہ میں فارن سروس کے ایجنٹوں کو ہوشیار کر دینا ـــــ وہ ہمارے آنے تک وہاں ہر لحاظ سے باخبر رہیں گے ـــــ اور اگر کوئی ایمرجنسی پیش آ جائے تو بلا جھجک فیصلہ کر دینا ـــ میرا انتظار نہ کرنا ـــــ کیونکہ میں کافرستان میں رہ کر تم سے رابطہ قائم نہیں رکھ سکوں گا ـــ پھر وہاں اس قدر تیزی سے کام کرنا چاہتا ہوں کہ ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو سکے" ـــــ عمران نے بلیک زیرو کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــ میں سمجھتا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"سر سلطان کی تازہ ترین خیریت معلوم کی ہے تم نے ـــــ ؟ اس بار ان کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے ـــــ اگر مجھے تھوڑا سا وقت مل جاتا تو میں ان کی طبیعت جلدی بحال کر دیتا۔ لیکن مجبوری ہے۔ وقت

نہیں ہے" ـــــ عمران نے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ اب بالکل ٹھیک ہیں ـــــ ویسے وہ ان تجاویز پر بے حد پریشان ہیں ـــــ لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ عمران نے ان تجاویز کے خاتمے کے لئے کمر باندھ لی ہے تو وہ مطمئن ہو گئے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمر باندھ لی ہے میں نے ـــــ ارے میری تو کمر ہی نہیں ہے باندھوں گا کیا" ـــــ عمران نے اچانک اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

"یہ بات تنویر کو نہ بتا دینا ـــــ ورنہ وہ جولیا کی بجائے آپ کو عشقیہ شعر سنانا شروع کر دے گا" ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران بلیک زیرو کی بات پر بے اختیار مسکرا دیا۔

طویل و عریض میز کے کنارے پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی
مترنم گھنٹی نے اچانک کمرے میں پھیلے ہوئے گہرے سکوت کو توڑ دیا اور میز کے
پیچھے ایک اونچی نشست کی ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے سامنے
رکھی ہوئی ضخیم فائل سے چونک کر سر اٹھایا۔ اس کے چہرے پر شیطانیت اور خباثت
جیسے ثبت ہو گئی تھی۔ آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ یہ کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ
تنظیم مہادیو چکر کا سربراہ الیشور داس تھا جو اپنے حلقے میں کالے شیطان کے نام
سے مشہور تھا۔ انتہا درجے کا سنگ دل اور ظالم آدمی۔ جس کی لغت میں رحم نام کا
کوئی لفظ سرے سے موجود ہی نہ تھا۔ مہادیو چکر کا جب سے وہ سربراہ بنا تھا
مہادیو چکر نے ہمیشہ مختلف ملکوں میں ایسے مشنوں پر کام کیا تھا جس میں خون کی
ہولی کھیلی جاتی اور زیادہ سے زیادہ لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح مرتے۔ وہ
جان بوجھ کر ایسے شیطانی منصوبے تیار کرتا جس کا انجام لاکھوں نہیں تو ہزاروں
افراد کی یقینی ہلاکت ضرور نکلتا۔ اور اب سے ایک سال قبل اس نے پاکیشیا کو ذہنی

طور پر تباہ کرنے کا ایک ایسا منصوبہ بنایا تھا جس کی مدد سے وہ دس کروڑ افراد
کی زندگیوں سے کھیل سکتا۔ اسے دراصل کافرستان کے ایک نوجوان سائنسدان
کی ایجاد کردہ ایک ایسے سفوف کا پتہ چلا تھا جو کسی بھی انسان کو آہستہ آہستہ
ذہنی طور پر پاگل کر دیتا تھا اور جب وہ شخص پاگل ہو جاتا تو پھر اس کا کوئی
علاج نہ تھا۔ اور اس سفوف کے علم میں آتے ہی اس نے اسے پاکیشیا کے
دریاؤں میں ملانے کا منصوبہ تیار کر لیا تھا اور پھر اس نے اصرار کر کے کافرستان
کے وزیر اعظم کو اس منصوبے پر عمل درآمد کے لئے رضامند کر ہی لیا تھا۔ اور
پھر اس کی نگرانی میں اس کیمیکل کی تیاری کے لئے ایک خفیہ کارخانہ قائم کر دیا تھا
اس کارخانے کو تیار ہوتے ہوتے کافی عرصہ لگ گیا۔ اور اب یہ کارخانہ پیداوار
دینے کے قابل ہو گیا تھا لیکن ابھی اس میں تیار ہونے والے کیمیکل کی مقدار
بے حد قلیل تھی۔ لیکن الیشور داس جانتا تھا کہ جلد ہی یہ مقدار بڑھ جائے گی اور
پھر وہ اپنے شیطانی منصوبے پر عمل درآمد کر گزرے گا۔

جب دونوں ملکوں کے درمیان پاکیشیا کے خلاف کارروائی کی تجویز پیش ہوئی
تو اس میں کافرستان کی طرف سے چار نمائندوں میں الیشور داس کو خاص
طور پر اس لئے شامل کیا گیا تا کہ وہ یہ تجویز وہاں پیش کر سکے۔ اس طرح یہ تجویز
منظور ہو جانے کے بعد ایشیا کی سب سے بڑی طاقت ان کی ہمنوا ہو جاتے
گی اور وہ بلا خوف و خطر اس بھیانک منصوبے پر عمل درآمد کر گزریں گے۔ اور وہی
ہوا کہ الیشور داس کی تجویز منظور کر لی گئی اور اس پر فوری عمل درآمد کئے جانے
کے احکامات بھی صادر ہو گئے اور الیشور داس نے ہنگامی بنیادوں پر کیمیکل
کی پیداوار بڑھانے کے انتظامات شروع کر دیئے اور اس کے اندازے
کے مطابق زیادہ سے زیادہ تین روز کے اندر اتنا کیمیکل تیار ہو جائے گا کہ

اُسے ایک ہفتہ تک مسلسل دریاؤں کے پانی میں ملایا جا سکے۔

اس وقت بھی وہ اپنی رپورٹوں پر مبنی فائل کا مطالعہ کر رہا تھا جس میں مہاویر چکر کے ایجنٹوں نے دریاؤں کے ان اسپاٹس کا سروے کیا تھا جہاں سے یہ کیمیکل ملایا جانا تھا۔ اور وہ ایک ایک اسپاٹ پر پوری طرح غور و فکر کر رہا تھا تاکہ کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو سکے۔ یہی وجہ تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی اس کے چہرے پر ناخوشگوار سے اثرات پھیلتے چلے گئے تھے۔

"ہیلو ـــــ الیشور داس سپیکنگ"ـــــ الیشور داس نے رسیور اٹھا کر بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس! ـــــ رنجیت کمل ایک اہم اطلاع آپ کو براہ راست دینا چاہتا ہے"ـــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"رنجیت کمل ـــــ مگر وہ تو خام مال کے سلسلے میں سپلائی لائن پر تھا"۔ الیشور داس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ـــــ مگر وہ بضد ہے کہ اس کے پاس کوئی اہم اطلاع ہے جو وہ براہ راست آپ تک پہنچانا چاہتا ہے"ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ـــــ ملاؤ اس سے"ـــــ الیشور داس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"بہتر سر!"ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے بعد چند لمحوں تک لائن بے جان سی رہی۔ پھر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد ایک منحنی سی آواز رسیور میں گونجی۔ آواز اتنی کمزور اور نڈھال سی تھی جیسے بولنے والا زندگی سے عنقریب محروم ہونے والا ہو۔

"رنجیت کمل بول رہا ہوں جناب"۔

"بولو کیا بات ہے"ـــــ؟ الیشور داس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس! ـــــ میں نے یہاں سلگام میں دو ایسے افراد کو دیکھا ہے۔ جو ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں ـــــ ان میں سے ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ماسٹر کلرز کا رکن جوانا ہے ـــــ اور دوسرا جوزف ہے جو پاکیشیا کے سب سے خطرناک آدمی علی عمران کا باڈی گارڈ ہے ـــــ وہ دونوں اکٹھے رہ رہے ہیں ـــــ یہ اپنی جگہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے ـــــ میں نے جب انہیں دیکھا تو مجھے تشویش لاحق ہوئی ـــــ میں نے ان کی خفیہ نگرانی کی تو مجھے پتہ چلا کہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس عنقریب سلگام پہنچنے والی ہے ـــــ وہ یہاں کسی خصوصی مشن پر آ رہے ہیں اور میرے خیال میں اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کا براہ راست سلگام میں آنا ہمارے لئے نیک فال ثابت نہیں ہو سکتی"ـــــ رنجیت کمل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر تم تو کہہ رہے ہو کہ وہ جوانا کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم کا رکن ہے ـــــ پھر اس کا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ـــــ؟ وہ یہاں کیوں آیا ہے"؟ الیشور داس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

الیشور داس رنجیت کمل کی بے پناہ صلاحیتوں کا بے حد قائل تھا۔ بظاہر یہ انتہائی کمزور اور منحنی سا آدمی جس پر ایک نظر ڈالنے کے بعد کوئی شخص دوسری نظر ڈالنا بھی گوارا نہ کرتا۔ بے پناہ یادداشت کا مالک ـــــ انتہائی ذہین اور پھرتیلا آدمی تھا۔ اور یہ مہاویر چکر کا ایجنٹ تھا۔ اسے مہاویر چکر میں اس کی انہی صلاحیتوں کے اعتراف کے طور پر سیکرٹ سروس سے لیا گیا تھا۔

"بظاہر تو کوئی تعلق نہیں ہے ـــــ لیکن جوزف اور جوانا کے اس طرح گھل مل کر رہنے سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے

کسی خاص مشن کے لئے ماسٹرز کلرز کی خدمات حاصل کی ہیں اور اس مشن کی تکمیل کے لئے جوانا یہاں آیا ہے ——— اور شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کی مدد کے لئے آ رہی ہے ——— ماسٹر کلرز دنیا کی ایسی خوفناک تنظیم ہے جو بڑے سے بڑے اہم ترین قتل کے لئے بک کی جاتی ہے ——— جوانا کی یہاں موجودگی کسی بہت اہم شخصیت کے قتل کی سازش کا پیش خیمہ نظر آتی ہے۔ اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا براہ راست سلگام پہنچنا ——— مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ یقیناً ہماری راہ پر لگ چکے ہیں۔ کیونکہ سلگام میں سوائے مہادیو چکر کے ہیڈ کوارٹر کے اور کوئی اہم چیز نہیں ہے اور سلگام میں آپ سے زیادہ اہم شخصیت اور کوئی نہیں ہے" ——— رنجیت کمل نے اپنے طور پر نتیجہ اخذ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال درست بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ——— بہر حال موجودہ حالات میں ہم کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتے۔ اس لئے ان دونوں کو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہیڈ کوارٹر پہنچ جانا چاہیئے ——— اور بغیر کوئی لمحہ ضائع کئے ان کے ذہنوں سے تمام پروگرام سامنے آ جانا چاہیئے" ——— الشور داس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ——— میں بھی یہی چاہتا ہوں" ——— رنجیت کمل نے جواب دیا۔

"اس وقت یہ دونوں کہاں ہیں اور انکی پہچان کیا ہے" ——— الشور داس نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"باس! ——— یہ دونوں ہوٹل بلیو سٹار کے ہال میں موجود ہیں اور یہ اسی ہوٹل میں رہائش پذیر ہیں ——— سر! ——— ان کی پہچان مشکل نہیں ہے

یہ دونوں حبشی ہیں اور ان کے جسم دیو کی طرح ہیں ——— بے پناہ لمبا قد اور اسی تناسب سے بے پناہ چوڑا سینہ ——— انہیں دور سے ہی پہچانا جا سکتا ہے" ——— رنجیت کمل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں ان کا بندوبست کرا لیتا ہوں" ——— الشور داس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازے پر ایک مسلح دربان نمودار ہوا۔

"یس باس" ——— دربان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہری چند کو بلاؤ" ——— الشور داس نے کہا۔ اور دربان سر جھکا کر واپس مڑ گیا۔ اور دروازے میں غائب ہو گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد دروازے میں ایک قوی ہیکل نوجوان اندر داخل ہوا اس کا پورا سر پہلوانوں کی طرح گنجا تھا لیکن دائیں طرف بالوں کی ایک لمبی سی لٹ کو باقاعدہ گوندھ کر دائیں کان تک لٹکایا گیا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔

"یس باس" ——— چوٹی والے ہری چند نے اندر آ کر مودبانہ لہجے میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ہری چند! ——— ہوٹل بلیو سٹار کے ہال میں دو قوی ہیکل حبشی موجود ہیں میں انہیں فوراً ہیڈ کوارٹر کے ڈارک روم میں دیکھنا چاہتا ہوں لیکن زندہ حالت میں ——— جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں مجھے اطلاع دی جائے تاکہ میں اپنے سامنے ان سے پوچھ گچھ کر سکوں" ——— الشور داس نے کرخت لہجے میں ہری چند سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی باس" ــــ ہری چند نے سر جھکاتے ہوئے بڑے
با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خیال رکھنا ــــ یہ دونوں بہترین لڑاکے اور انتہائی خطرناک آدمی ہیں"
الیشور داس نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ــــ میرا سیکشن ایسے لوگوں سے نپٹنا
جانتا ہے ــــ یہ دونوں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد ڈارک روم میں
پہنچ چکے ہوں گے" ــــ ہری چند نے پہلے سے زیادہ با اعتماد لہجے
میں کہا۔

اور الیشور داس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک بار پھر فائل پر جھک گیا
اور ہری چند سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

اور پھر ہری چند کو گئے ہوئے زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ گزرے
ہوں گے کہ میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور الیشور داس
نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"ہری چند بول رہا ہوں جناب" ــــ دوسری طرف سے ہری چند کی
مطمئن آواز سنائی دی۔

"اوہ! ــــ کیا رہا ان دونوں کا" ــــ الیشور داس نے چونکتے
ہوئے پوچھا۔

"وہ دونوں ڈارک روم میں پہنچ چکے ہیں جناب" ــــ ہری چند
نے جواب دیا۔

"اوہ اتنی جلدی! ــــ کیا ہوا ــــ کوئی مسئلہ تو نہیں کھڑا ہوا"
الیشور داس نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب! ــــ ہم لوگ پولیس کی وردیوں میں ہوٹل میں پہنچ گئے
اور پھر پولیس کارڈ دکھا کر انہیں چند کاغذات کی چیکنگ کے سلسلے میں
ہیڈکوارٹر چلنے کی دعوت دی ــــ ان سے ہم نے وعدہ کیا کہ یہ صرف
رسمی کارروائی ہے اور انہیں زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد واپس پہنچا دیا
جائے گا ــــ چنانچہ وہ مقامی پولیس سے تعاون پر تیار ہو گئے اور ہمارے
ساتھ مخصوص جیپ میں آ گئے ــــ جہاں بیہوش کر دینے والی گیس سے
انہیں بیہوش کر کے ہیڈکوارٹر پہنچا دیا گیا ہے اور اب وہ ڈارک روم کے
ماہرین کی تحویل میں ہیں" ــــ ہری چند نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ــــ اچھا ذہانت سے بھرپور پلان تھا ــــ میں نے تو سمجھا
تھا کہ تم انہیں زبردستی اٹھا لاؤ گے" ــــ الیشور داس نے ہنستے ہوئے
کہا۔ وہ دل ہی دل میں ہری چند کی ذہانت کی داد دے رہا تھا۔

"اگر وہ اس طرح نہ آتے تو ہم انہیں اغوا کرنے کی بھی مکمل پلاننگ
کر کے گئے تھے ــــ لیکن اس کی ضرورت ہی پیش نہ آئی اور اس کی
نفسیاتی وجہ بھی ہے کہ ہر غیر ملکی حتی الوسع مقامی پولیس سے تعاون کرنے کی
کوشش کرتا ہے اور اسی نفسیات کو سامنے رکھ کر میں نے یہ پلان بنایا تھا
جو سو فیصد کامیاب رہا" ــــ ہری چند نے جواب دیا۔

"گڈ! ــــ یہی وجہ ہے کہ مجھے تمہارے سیکشن پر بے پناہ اعتماد ہے
کہ تم موقع محل دیکھ کر بھرپور ذہانت بھی استعمال کرتے ہو ــــ گڈ بائی" ــــ
الیشور داس نے جواب دیا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے فائل بند
کر کے اسے الماری میں رکھ کر الماری لاک کر دی اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ دروازے سے باہر نکلا۔ دروازے پر موجود دو مسلح دربان اس کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں چلنے لگے۔ مگر الیشور داس ان کی طرف توجہ کئے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتا مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ جس پر ڈارک رُوم کی تختی لگی ہوئی تھی۔

ڈارک روم کا دروازہ بند تھا اور باہر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ الیشور داس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ دوسرے لمحے دروازے میں ایک معمولی سی جھری پیدا ہوئی اور دوسری طرف سے ایک آنکھ نے اس کا جائزہ لیا۔ فوراً بعد ہی جھری بند ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی دروازے پر جلنے والا سرخ بلب بجھ گیا۔ اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔ الیشور داس قدم بڑھاتا اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جو اپنے نام سے قطعاً برخلاف تیز روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ کمرے کی دائیں دیوار کے ساتھ دو بڑی بڑی پیچیدہ سی مشینیں نصب تھیں۔ جن کے ساتھ دو سفید رنگ کے سٹریچر پڑے ہوئے تھے۔ ان سٹریچروں پر دو قوی ہیکل حبشی بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ سٹریچروں پر شیشے کے غلاف چڑھے ہوئے تھے جیسے شیشے کے تابوت ہوں اندر لیٹے ہوئے دونوں حبشیوں کے سروں پر ہیلمٹ سے چڑھے ہوئے تھے جن سے مختلف رنگوں کی بے شمار تاریں تابوت کے اوپر موجود بڑے بڑے سوراخوں سے نکل کر مشینوں میں گم ہو گئی تھیں۔ دونوں مشینوں کے درمیان میں چار چھوٹی چھوٹی سکرینیں نصب تھیں اور مشینوں پر مختلف رنگوں کے بے شمار چھوٹے چھوٹے بلب ڈائل اور دیگر آلات نظر آ رہے تھے۔ یہ دونوں مشینیں ذہنی چیکنگ کی جدید ترین مشینیں تھیں اور یہ جو کچھ انسان کے ذہن کے

نہاں خانوں میں موجود ہوتا ہے ایک لمحے میں اُسے باہر سکرین پر پیش کر دیتی تھیں اور سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ بتانے والے کو ذرا برابر بھی احساس نہ ہوتا تھا کہ وہ کیا بتا رہا ہے یا اس سے کیا پوچھا جا رہا ہے اور اس کے لئے بتانے والے کا ہوش میں ہونا بھی ضروری نہ تھا۔ مشینیں خود ہی اس کے شعور اور لاشعور کی پڑتال کر کے جواب ڈھونڈ کر اسے پوچھنے والے کی زبان میں ہی سکرین پر ظاہر کر دیتی تھیں۔ ان مشینوں کی وجہ سے ہی الیشور داس نے اس کا نام ڈارک روم رکھا ہوا تھا۔ اس کمرے میں انسانی ذہن کے اندھیروں میں گم معلومات نکالی جاتی تھیں۔

مشینوں کے سامنے دو نوجوان سفید کوٹ پہنے کھڑے تھے۔ یہ ان مشینوں کے آپریٹر تھے۔ الیشور داس کے اندر داخل ہوتے ہی ان دونوں نے سر جھکا کر اسے سلام کیا اور الیشور داس سر کے اشارے سے جواب دیتا ہوا مشینوں کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کرسی کے سامنے ایک چھوٹی سی میز موجود تھی جس پر پُوٹا ٹاپ کا ایک مائیک رکھا ہوا تھا۔ اس مائیک کے ذریعے ان مشینوں سے سوال کر کے جواب حاصل کئے جاتے تھے۔

”اس مشین کو آن کیا جائے“ ـــــ الیشور داس نے پہلی مشین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر آپریٹر نے سر ہلاتے ہوئے مشین کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بڑا سا ہینڈل نیچے کی طرف دبا دیا۔ ہینڈل دبتے ہی مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور مختلف رنگوں کے بے شمار بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور ڈائلوں پر موجود مختلف رنگوں کی سوئیاں تھرتھرانے لگیں۔ آپریٹر نے مختلف

چھوٹے چھوٹے بٹن دبا کر ڈائلوں پر موجود سوئیوں کو مختلف ہندسوں پر سیٹ کیا اور پھر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

مشین کی سکرین پر بھی روشنی پھیل گئی تھی اور اس میں سرخ رنگ کی لہریں سی مختلف زاویوں سے بن بگڑ رہی تھیں۔

"سر سوال کیجئے" ــــ آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں الیشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ــــ الیشور داس نے پوچھا۔

"جوانا" ــــ سکرین پر فوراً ہی نام ظاہر ہو گیا۔

"تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے" ــــ الیشور داس نے دوسرا سوال کیا۔

"کسی تنظیم سے نہیں ــــ میں ماسٹر عمران کا ملازم ہوں" ــــ سکرین پر جواب ظاہر ہو گیا۔

"کیا تمہارا تعلق ماسٹر کلرز سے نہیں ہے" ــــ الیشور داس نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے تھا ــــ لیکن پھر تنظیم ماسٹر عمران کے ہاتھوں ختم ہو گئی اور میں ماسٹر عمران کی ملازمت میں آ گیا" ــــ جوانا نے جواب دیا۔

"سلگام میں کیوں آئے ہو" ــــ الیشور داس نے پوچھا۔

"ماسٹر عمران نے بھیجا ہے" ــــ جوانا نے جواب دیا۔

"کیوں بھیجا ہے" ــــ الیشور داس نے اس بار کرخت لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے وجہ کا علم نہیں ہے ــــ ماسٹر عمران نے حکم دیا کہ میں اور جوزف

سلگام پہنچ کر کسی ہوٹل میں رہیں ــــ وہ بعد میں ہم سے رابطہ قائم کرے گا چنانچہ ہم یہاں آ گئے" ــــ جوانا نے جواب دیا۔

"یہ عمران کون ہے اور اس کا کس تنظیم سے تعلق ہے" ــــ الیشور داس نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"عمران میرا ماسٹر ہے ــــ گریٹ ماسٹر ــــ اور مجھے علم نہیں ہے کہ اس کا تعلق کس تنظیم سے ہے اور نہ مجھے جاننے کی ضرورت ہے" ــــ جوانا کا جواب بالکل سیدھا سادھا اور صاف تھا۔ چونکہ اس مشین کے سامنے جھوٹ بولنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا اس لئے ظاہر ہے الیشور داس اس کے ہر جواب پر یقین کرتا چلا آ رہا تھا۔

"کیا عمران نے تم سے رابطہ قائم کیا ہے" ــــ الیشور داس نے پوچھا۔

"نہیں" ــــ جوانا نے مختصر سا جواب دیا۔

اور پھر الیشور داس نے آپریٹر کو ہاتھ کے اشارے سے مشین بند کرنے کے لئے کہا اور آپریٹر نے آگے بڑھ کر مشین آف کر دی۔

"یہ تو صرف حکم کا غلام ہے اور کچھ نہیں جانتا ــــ دوسری مشین آن کرو وہ شائد کچھ جانتا ہو" ــــ الیشور داس نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسرے آپریٹر نے آگے بڑھ کر دوسری مشین آن کر دی۔

"تمہارا کیا نام ہے" ــــ الیشور داس نے دوسری مشین کے سامنے سٹریچر پر موجود حبشی سے سوال کیا۔

"جوزف دی گریٹ" ــــ دوسری مشین کی سکرین پر جواب ظاہر ہوا

"تمہارا تعلق کس ملک اور کس تنظیم سے ہے" ــــ الیشور داس نے

سوال کیا۔

"میں گرینڈ ماسٹر عمران کا باڈی گارڈ ہوں ـــــ میرا ملک پاکیشیا ہے"۔ جوزف نے جواب دیا۔

"تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے" ـــــ ؟ الیشور داس نے کہا۔ ویسے اسے خود بھی اس سوال کا جواب معلوم تھا۔

"گرینڈ ماسٹر عمران نے" ـــــ جوزف نے الیشور داس کی توقع کے عین مطابق جواب دیا۔

"کیوں بھیجا ہے ـــــ وجہ بتاؤ" ـــــ الیشور داس نے سوال کیا۔

"مجھے وجہ کا علم نہیں ہے ـــــ بس اس نے حکم دیا ہے کہ میں اور جوانا سنگام پہنچ جائیں اور ہم یہاں پہنچ گئے" ـــــ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ خود یہاں آئے گا" ـــــ ؟ الیشور داس نے سوال کیا۔

"ہاں ـــــ وہ خود یہاں پہنچنے والا ہے ـــــ اس نے کہا تھا کہ وہ یہاں پہنچ کر ہم سے رابطہ قائم کرے گا" ـــــ جوزف نے جواب دیا

"وہ یہاں کیا کرنے آرہا ہے" ـــــ ؟ الیشور داس نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"مجھے وجہ کا علم نہیں ہے ـــــ البتہ اس نے روسیاہی ایجنٹ اسپارک پر تشدد کر کے اس سے سوالات کئے تھے اور اس کے بعد اس نے ہمیں یہاں آنے کا حکم دیا تھا" ـــــ جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"روسیاہی ایجنٹ اسپارک ـــــ مگر وہ پاکیشیا کیسے پہنچ گیا" ـــــ ؟ الیشور داس نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے ـــــ ماسٹر عمران اس آدمی کو لے کر رانا ہاؤس آیا تھا ـــــ یہ آدمی مفلوج تھا۔ ماسٹر نے بتایا کہ یہ آدمی سر سلطان کو اغوا کر کے لے جا رہا تھا کہ اس نے پکڑ لیا ـــــ اس کی کمر کی ہڈی کے مہرے ماسٹر نے اتار دیئے تھے ـــــ پھر اس نے اپنے مخصوص طریقے سے سوال جواب کئے اور اسپارک نے سب کچھ بتا دیا" ـــــ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسپارک نے کیا کیا بتلایا تھا" ـــــ ؟ الیشور داس نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"مجھے تفصیلات کا علم نہیں ہے ـــــ کیونکہ گرینڈ ماسٹر عمران نے مجھے باہر بھیج دیا تھا۔ البتہ میں نے اتنا سنا تھا کہ پاکیشیا کے خلاف دو مشن قائم ہوتے ہیں جن میں سے ایک مشن کافرستان کا ـــــ اور دوسرا روسیاہ کا ہے" ـــــ جوزف نے جواب دیا اور الیشور داس بُری طرح سر ہلانے لگا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر اس خفیہ میٹنگ کا علم عمران کو یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کیسے ہو گیا۔

"تمہارا ماسٹر عمران کافرستان میں کیسے داخل ہو گا" ـــــ ؟ الیشور داس نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"مجھے اس کا علم نہیں ہے" ـــــ جوزف نے مختصر سا جواب دیا۔

"او کے! ـــــ مشین آف کر دو" ـــــ الیشور داس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

آپریٹر نے ہاتھ بڑھا کر مشین آف کر دی۔

میں ہری چند کو بھیجتا ہوں ـــــ انہیں بیہوشی کے عالم میں وہ واپس

لے جائے گا“ ___ ایشور داس نے آپریٹروں سے مخاطب ہو کر کہا اور
ان کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔
اپنے مخصوص کمرے میں آکر ایشور داس نے ہری چند کو طلب کیا۔
تھوڑی دیر بعد ہری چند کمرے میں پہنچ گیا۔
”بیٹھو“ ___ ایشور داس نے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کا کہا
اور ہری چند خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔
”ان دونوں حبشیوں کو تفصیلی معلومات کا علم نہیں ہے ___ بہرحال
اتنا معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارا مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علم میں آگیا ہے
اور وہ اُسے روکنے کے لئے یہاں آرہی ہے“ ___ ایشور داس نے
ہری چند سے مخاطب ہو کر کہا۔
”پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آرہی ہے ___ سلگام میں“ ___؟
ہری چند نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔
”ان دونوں کو یہاں بھیجنے سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ انہیں ہمارے
ہیڈ کوارٹر کے متعلق علم ہو گیا ہے ___ اس لئے وہ یہاں ہی پہنچے گی اور
ظاہر ہے کہ انہیں ہمارے مشن کا بھی علم ہو چکا ہے۔ اس لئے ان کے
ٹارگٹ دو ہی ہو سکتے ہیں ___ ایک تو مہادیر چکر کا ہیڈ کوارٹر اور دوسرا
کیمیکل تیار کرنے والا وہ کارخانہ جو سلگام میں ہی موجود ہے“ ___ ایشور داس
نے جواب دیا۔
”بالکل ایسا ہی ہو گا باس! ___ لیکن انہیں یہاں کے متعلق معلوم
کیسے ہوا ___؟ مہادیر چکر کے ہیڈ کوارٹر اور کارخانے کے متعلق تو کافرستان
کے حکام اور کافرستانی سیکرٹ سروس کو بھی تفصیلات کا علم نہیں ہے“ ___

ہری چند نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
”پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد خطرناک ایجنسی ہے ___ ظاہر ہے اس کے
آدمی پہلے سے یہاں کام کر رہے ہوں گے ___ اور ہم میں سے کسی کالی بھیڑ
نے ہی انہیں معلومات مہیا کی ہوں گی۔ بہرحال جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ اب
ہمارے لئے مسئلہ یہ ہے کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کس طرح ختم کریں ___؟
اس سلسلے میں میرے ذہن میں دو حل ہیں ___ ایک تو یہ کہ کافرستانی
سیکرٹ سروس کو چوکنا کیا جائے اور وہ سلگام میں پھیل کر اس کا راستہ روکے۔
دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہم خود ان کا راستہ روکیں اور انہیں ختم
کر دیں“ ___ ایشور داس نے کہا۔
”باس آپ بے فکر رہیں ___ میرا سیکشن سلگام میں پوری طرح پاکیشیا کی
سیکرٹ سروس کا مقابلہ کر سکتا ہے ___ اس کے لئے کافرستانی سیکرٹ
سروس کو درمیان میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ انہیں بلانے کا مطلب
یہ ہو گا کہ یہ مشن ان پر بھی ظاہر کیا جائے جبکہ وزیر اعظم صاحب کے اس بارے
میں انتہائی سخت احکامات موجود ہیں کہ جس قدر کم لوگوں کو اس مشن کا علم ہو
سکے ہو“ ___ ہری چند نے جواب دیا۔
”ٹھیک ہے ___ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
خاتمے کا سہرا مہادیر چکر کے سر ہی بندھنا چاہئے ___ ہمارے پاس اس
سلسلے میں واضح کلیو موجود ہے ___ ان دونوں حبشیوں کو واپس ان کے ہوٹل
پہنچا دو اور انتہائی خفیہ طور پر ان کی نگرانی کرو ___ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں
آتے ہی ان سے رابطہ قائم کرے گی اور ان سے رابطہ قائم ہوتے ہی ہم انہیں
فوراً ہی ٹریس کر لیں گے ___ اس کے بعد ان کا خاتمہ ہمارے لئے ناممکن نہیں

رہے گا" ـــــ الیشور داس نے پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے جناب! ـــ ایسا ہی ہوگا ـــ آپ بے فکر رہیں ـ میں پوری مہادیر چکر تنظیم کو سلگام میں پھیلا دیتا ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ ہم کتنی جلدی اور کتنی آسانی سے ان لوگوں پر قابو پالیں گے" ـــــ ہری چند نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ اس مشن کے تم انچارج ہو گے اور یہ میرا وعدہ ہے کہ اگر تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیا تو تم مہادیر چکر کے نمبر ٹو بنا دیئے جاؤ گے" ـــــ الیشور داس نے کہا اور ہری چند کی آنکھیں مسرت سے جگمگا اٹھیں۔ مہادیر چکر کا نمبر ٹو بننا اتنا بڑا اعزاز تھا کہ جس کا شاید ہری چند تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس وقت وہ اس کے صرف ایک سیکشن کا انچارج تھا۔

"بے حد شکریہ! ـــ میں اس قابل قدر انعام کو حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا" ـــــ ہری چند نے خوشی سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

"سنو! ـــ ان حبشیوں کی نگرانی کے ساتھ ساتھ ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سلگام میں داخلے پر بھی توجہ کرنی چاہیئے ـــــ ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں آکر بجائے ان حبشیوں سے رابطہ قائم کرنے کے براہ راست کارروائی شروع کر دے اور ہم دیکھتے ہی رہ جائیں" ـــــ الیشور داس نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ بے فکر رہیں ـــ میں سب سمجھتا ہوں ـــ سلگام کی سرحدیں پاکیشیا سے قریب ہیں ـــ سرحدی پٹی یہاں سے ڈھائی سو کلو میٹر ہے۔ اور سیکرٹ سروس اسی سرحد کے ذریعے داخل ہو گی تاکہ براہ راست سلگام پہنچ سکے ـــ اور چونکہ یہ سرحدی پٹی انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقے پر مشتمل ہے اس لئے ظاہر ہے کہ وہ لوگ زمینی راستے سرحد میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس کا

ایک ہی حل ہو سکتا ہے کہ وہ کسی جہاز کے ذریعے سرحد میں داخل ہوں۔ چونکہ سلگام کے باہر جدید ترین راڈار موجود ہیں۔ اس لئے ان راڈار کی زد سے بچنے کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ جہاز بالکل نیچی پرواز کر کے سرحد میں داخل ہو اور پھر سرحد کے قریب ہی پیراشوٹوں کی مدد سے سیکرٹ سروس کے ممبران کو اتار دے ـــ جہاں سے وہ پیدل چل کر سلگام میں داخل ہوں" ـــــ ہری چند نے پوری تفصیل سے تمام نقشہ بتلاتے ہوئے کہا اور الیشور داس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"ویری گڈ! ـــ تم واقعی اس قابل ہو کہ تمہیں مہادیر چکر کا نمبر ٹو بنایا جائے۔ تم نے صحیح نقشہ سوچا ہے ـــ میرے ذہن میں بھی یہی بات تھی۔ بہرحال اب یہ تمہارا کام ہے کہ اس ٹیم کو تم کس طرح ٹریپ کرتے ہو ـــ ان دونوں حبشیوں کو ڈارک روم سے اٹھاؤ اور انہیں واپس ہوٹل پہنچا دو۔ مجھے بہرحال تازہ رپورٹیں ملنی چاہیئں" ـــــ الیشور داس نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہیں جناب! ـــ سب کام ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا ـ اجازت" ـ ہری چند نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور الیشور داس کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کی چال میں ایسا اعتماد تھا کہ الیشور داس کو یقین ہو گیا کہ ہری چند ہر کام صحیح طریقے سے سرانجام دے دیگا۔

ہوٹل بلیوسٹار کے مین گیٹ کے بالکل سامنے ایک چھوٹی سی عمارت تھی جس میں آٹو موبائل ورکشاپ قائم تھی۔ ورکشاپ کے باہر ایک پرانی سی جیپ کھڑی تھی جس کا رنگ و روغن مٹا مٹا سا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس جیپ کا نئے سرے سے رنگ و روغن کرانے کے لئے اُسے اس ورکشاپ میں لایا گیا ہو۔ ورکشاپ کے اندر کئی کاریں موجود تھیں اور مختلف لوگ ان کی مرمت اور اوور ہالنگ میں مصروف تھے۔

جیپ کے اندر ڈرائیونگ سیٹ پر فیصل جان موجود تھا۔ اس کے چہرے پر ایک بڑے شیشوں والی گاگل موجود تھی۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں ٹھوڑی سے بھی نیچے تک لٹک رہی تھیں۔ سر کے آدھے بال سفید اور آدھے خاکستری رنگ کے تھے۔ وہ اپنے لباس اور چہرے مہرے سے کوئی پہاڑی شکاری معلوم ہو رہا تھا۔ وہ سیٹ پر بیٹھا بار بار ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف دیکھتا۔ جیسے مین گیٹ کی نگرانی کر رہا ہو۔ اور بات بھی ایسی ہی تھی۔ کافرستان میں ایکسٹو

کے نمائندہ ناٹران نے جان بوجھ کر جوانا اور جوزف کو اس مشہور ہوٹل میں ٹھہرایا تھا۔ جوانا کے متعلق تو اُسے تفصیلی معلومات کا علم نہ تھا۔ البتہ جوزف کے متعلق وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ عمران کا خاص ساتھی ہے۔ اس نے عمران سے اس سلسلے میں تفصیلی بات چیت ٹرانسمیٹر پر کی تھی۔ اُسے یہ تو علم ہو گیا تھا کہ مہادیر چکر کا ہیڈ کوارٹر سلگام ہے لیکن عمران کا اصرار تھا کہ اس ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ مگر اس بارے میں باوجود کوشش کے کچھ پتہ نہ چل رہا تھا چنانچہ عمران نے ایک تجویز پیش کی کہ وہ چند روز قبل جوانا اور جوزف کو سلگام بھیج دے گا۔ جوزف چونکہ پہلے بھی کئی بار عمران کے ساتھ کافرستان آچکا ہے اس لئے کافرستانی سیکرٹ سروس والے جوزف کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ ظاہر ہے جوزف اور جوانا ایسے لوگ ہیں جنہیں فوراً شناخت کیا جا سکتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس والے جوزف کو دیکھ کر چونک پڑیں اور پھر وہ جوزف کو گھیر کر اس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح وہ لوگ نظروں میں آسکتے ہیں اور پھر ان کے ذریعے ہیڈ کوارٹر کا بھی پتہ چلایا جا سکتا ہے۔

چنانچہ یہ پروگرام طے ہو گیا اور جوزف اور جوانا سلگام پہنچ گئے۔ جہاں انہیں سلگام کے سب سے بڑے ہوٹل میں ٹھہرایا گیا اور ناٹران نے ان کے گرد نگرانی کا جال پھیلا دیا۔ فیصل جان اسی نگرانی کے سلسلے میں جیپ میں موجود تھا۔ وہ صبح سے اس ڈیوٹی پر تھا اور اب دس بجنے والے تھے اور وہ سیٹ پر بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا تھا۔ اس کی ڈیوٹی بارہ بجے تک تھی اس کے بعد کسی اور آدمی نے یہ سیٹ سنبھال لینی تھی۔

لیکن دس بجتے ہی اچانک ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں سلگام کی مقامی پولیس کی

دو جیپیں داخل ہوئیں اور مین گیٹ کے سامنے رُک گئیں۔ پولیس کے چند افراد پہلی جیپ سے اتر کر ہوٹل کے اندر داخل ہو گئے۔ پہلی جیپ کی ساخت بے حد مخصوص قسم کی تھی۔ وہ بکتر بند گاڑی کے انداز میں بنی ہوئی تھی۔ اس قسم کی جیپ فیصل جان نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس لئے وہ یہ جیپ دیکھ کر چونک پڑا۔ اور دلچسپی سے اس جیپ کی ساخت کو دیکھنے لگا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس وقت بُری طرح چونک پڑا۔ جب اس نے ہوٹل کے مین گیٹ سے پولیس کے افراد کے ساتھ جوانا اور جوزف کو باہر نکلتے دیکھا۔ ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ دونوں اپنی مرضی سے پولیس کے ساتھ باہر آ رہے ہیں۔

پولیس کے افراد کا رویہ ان دونوں کے ساتھ بے حد مؤدبانہ تھا پھر بکتر بند قسم کی جیپ کا پچھلا دروازہ کھولا گیا اور ان دونوں کو اندر بھیج کر دروازہ دوبارہ بند کر دیا گیا۔ پولیس کے افراد جیپ کے اگلے حصے میں سوار ہو گئے اور پھر دونوں جیپیں واپس مڑ کر ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکلیں اور چھاگل چوک کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

فیصل جان نے ان کے آگے بڑھتے ہی اپنی جیپ کا انجن سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے اس کی پرانی جیپ جھٹکا کھا کر سڑک پر آئی اور پولیس جیپوں کے تعاقب میں روانہ ہو گئی۔

فیصل جان نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا دیا اور بٹن دبا کر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا مائیک نکال کر بورڈ کے اوپر لگے ہوئے ایک ہک میں پھنسا دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ فیصل سپیکنگ اوور" ۔۔۔ فیصل جان بار بار یہ فقرہ دہرا

رہا تھا۔

"یس ناٹران سپیکنگ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے انچارج ناٹران کی کرخت آواز سنائی دی۔

"سر! ۔۔۔ پولیس کی دو جیپیں ہوٹل سے جوانا اور جوزف کو لے کر چھاگل چوک کی طرف جا رہی ہیں ۔۔۔ ان میں سے ایک جیپ جس میں یہ دونوں سوار ہیں عجیب و غریب ساخت کی ہے ۔۔۔ جیسے بکتر بند گاڑی ہو۔ اوور" ۔۔۔ فیصل جان نے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

"پولیس لے جا رہی ہے ۔۔۔ چھاگل چوک کی طرف ۔۔۔ مگر پولیس کا ہیڈ کوارٹر تو مخالف سمت ریشم چوک میں ہے۔ اوور" ۔۔۔ ناٹران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"جی ہاں! ۔۔۔ میں جانتا ہوں ۔۔۔ مجھے تو معاملہ کچھ مشکوک معلوم ہوتا ہے اوور" ۔۔۔ فیصل جان نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے! ۔۔۔ تم چھاگل چوک تک ان کا تعاقب کرو ۔۔۔ وہاں سے میں خود انہیں چیک کر لوں گا ۔۔۔ چھاگل چوک کے بعد مجھ سے بات کر کے تم واپس چلے جانا۔ اوور" ۔۔۔ ناٹران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"واپس ہوٹل چلا جاؤں۔ اوور" ۔۔۔ ؟ فیصل جان نے سوال کیا۔

"ہاں! ۔۔۔ واپس اپنی جگہ پر ۔۔۔ میں تم سے وہیں رابطہ قائم کروں گا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

فیصل جان نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔ پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاں سڑکیں ٹیڑھی میڑھی سی تھیں اس لئے فیصل جان

بڑی احتیاط سے جیپ چلا رہا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ پولیس جیپوں کا تعاقب کرتے ہوئے چھاگل چوک تک پہنچ گیا۔ چوک سے پولیس جیپیں دائیں ہاتھ پر جانے والی سڑک پر مڑ گئیں۔ یہ سڑک ادغم کی پہاڑی میں موجود قدرتی جھیل ٹانگلی تک جاتی تھی۔ جیسے ہی فیصل جان کی جیپ چوک پر پہنچی اچانک ٹرانسمیٹر جاگ پڑا۔

ہیلو ۔۔۔ ناٹران سپیکنگ ۔۔۔ میں نے پولیس جیپیں چیک کر لی ہیں تم اب واپس جا سکتے ہو۔ اوور“ ۔۔۔ ناٹران کی آواز سنائی دی۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا باس کہ آپ ان پولیس جیپوں کی نگرانی کریں اور میں آپ کی ۔۔۔ شاید ضرورت پڑ جائے۔ اوور“ ۔۔۔ فیصل جان نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں! ۔۔۔ یہ سڑک بالکل سنسان رہتی ہے ۔۔۔ دو گاڑیاں آگے پیچھے دیکھ کر وہ چونک پڑیں گے ۔۔۔ اچھا تم یہیں چوک پر ٹھہرو۔ اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں تمہیں کال کر لوں گا ۔۔۔ اوور اینڈ آل“ ۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

فیصل جان نے اپنی جیپ چوک کے ایک طرف نئی بننے والی عمارت کی سائیڈ میں روک دی اور خود نیچے اتر کر اس نے جیپ کا ہیڈ اٹھا دیا اور دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ہیڈ اس لئے اٹھایا تھا تاکہ اگر کوئی اسے چیک کر رہا ہو تو وہ یہی سمجھے کہ پرانی جیپ گرم ہو گئی ہے اس لئے یہاں روکنی پڑ گئی ہے۔

اسے چوک پر رکے ہوئے ابھی پندرہ منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ پڑا۔

”ہیلو ناٹران سپیکنگ اوور“ ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

”یس ۔۔۔ فیصل بول رہا ہوں جناب۔ اوور“ ۔۔۔ فیصل نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”فیصل! ۔۔۔ دونوں جیپیں ٹانگلی جھیل کے قریب جا کر غائب ہو گئی ہیں یوں لگتا ہے جیسے انہیں زمین کھا گئی ہو۔ اوور“ ۔۔۔ ناٹران نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”اوہ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا خیال درست نکلا ۔۔۔ یہ پولیس کی وردیوں میں یقیناً مہاویر چکر کے افراد ہوں گے اور وہ جوزف اور جوانا کو اپنے ہیڈ کوارٹر میں لے گئے ہیں اور ظاہر ہے مہاویر چکر کا ہیڈ کوارٹر ٹانگلی جھیل کے آس پاس کہیں ہو گا۔ اوور“ ۔۔۔ فیصل جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے ۔۔۔ لیکن اب ان دونوں کو کیسے برآمد کرایا جائے ۔۔۔ ؟ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ انہیں ہلاک کر دیں۔ اوور“ ۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

”سر! ۔۔۔ جوزف اور جوانا عمران کے ساتھی ہیں ۔۔۔ یہ آسانی سے مرنے والوں میں سے نہیں ہیں ۔۔۔ یہ ضرور بچ کر نکل آئیں گے۔ لیکن اگر ہم نے ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کیا تو ہو سکتا ہے وہ لوگ چوکنا ہو جائیں اور پھر عمران صاحب کو مشن میں رکاوٹ پیدا ہو۔ اوور“ ۔۔۔ فیصل جان نے جواب دیا۔

”پھر تمہارا کیا پروگرام ہے۔ اوور“ ۔۔۔ ؟ ناٹران نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں انتظار کرنا چاہیئے ____ اگر دو تین گھنٹوں تک جوزف اور جوانا واپس نہ آئے تو پھر کچھ سوچا جائے۔ اوور" ____ فیصل جان نے جواب دیا۔

"اچھا تم ایسا کرو کہ ٹانگلی جھیل پر آجاؤ ____ یہاں سیاحوں کا کافی رش ہے اس لئے ہمیں چیک نہ کیا جاسکے گا۔ یہاں اکٹھے ہو کر کچھ سوچتے ہیں۔ اوور" ____ ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے اوکے کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کیا اور باہر نکل کر جیپ کا ہیڈ بند کیا اور جیپ کو ٹانگلی جھیل کی طرف دوڑا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ٹانگلی جھیل کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں واقعی خاصے سیاح موجود تھے۔

فیصل جان نے اپنی جیپ پارکنگ میں جاکر روک دی اور نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے قریب سے ایک درخت کی آڑ سے ایک نوجوان باہر نکل کر فیصل جان کی طرف بڑھا۔ یہ ناٹران تھا۔

"میرے ساتھ آؤ" ____ ناٹران نے فیصل جان کے قریب آتے ہوئے کہا اور ایک ایسے کنارے کی طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف لوگوں کا رش موجود نہ تھا۔ وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے ایک خالی کونے میں پہنچ گئے جہاں ایک بنچ پر وہ دونوں یوں بیٹھ گئے جیسے سیر کرنے کے لئے آئے ہوتے ہوں۔

"فیصل! ____ اس وقت دو اہم مسئلے سامنے ہیں ____ ایک تو یہ کہ آخر اچانک یہ جیپیں کہاں غائب ہو گئیں ____ ٹانگلی جھیل تک میں نے انہیں چیک کیا۔ لیکن جیسے ہی وہ بائیں طرف مڑ کر درختوں کے اس جھنڈ غائب ہو گئیں ____ اس سے اتنا تو پتہ چلتا ہے کہ اس

جھنڈ سے یا اس کے آس پاس سے خفیہ اور زمین دوز جگہ کا راستہ ہے۔ اور ظاہر ہے جو لوگ اس قدر خفیہ اڈہ بنا سکتے ہیں ____ وہ اس کی چیکنگ کا بھی نظام رکھتے ہوں گے اس لئے میں جان بوجھ کر آگے نہیں گیا کہ کہیں وہ مجھے چیک نہ کر لیں ____ بہرحال اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ ہمیں جس ہیڈ کوارٹر کی تلاش ہے وہ ٹانگلی جھیل کے آس پاس واقع ہے۔ لیکن مسئلہ ہے جوزف اور جوانا کو صحیح سلامت واپس لانے کا ____ اور دوسری بات یہ کہ جوزف اور جوانا کو اغوا کئے جانے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ عمران کو بھی پہچانتے ہیں ____ اور جوزف اور جوانا سے معلومات حاصل کر کے ہوسکتا ہے وہ عمران کا راستہ روکنے کی کوشش کریں۔ اس سلسلے میں بھی ہمیں چوکنا رہنا چاہیئے" ____ ناٹران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کا پروگرام کس راستے سے آنے کا ہے" ____ فیصل جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گو اس نے تفصیل تو نہیں بتائی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ پیرا شوٹوں کی مدد سے سرحدی پٹی کے قریب اتریں گے اور وہاں سے سلگام میں داخل ہوں گے ____ اور ہوسکتا ہے کہ مہاور چکر جوزف اور جوانا سے معلومات حاصل کرنے کے بعد انہیں روکنے کے لئے سرحدی پٹی پر ہی جال پھیلا دے یا دوسری صورت یہ بھی ہے کہ وہ جوزف اور جوانا کو واپس بھیج دیں اور پھر ان کی نگرانی کریں تاکہ جیسے ہی عمران ان سے رابطہ قائم کرے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر چڑھ دوڑیں" ____ ناٹران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ کا تجزیہ بالکل درست ہے ____ میری تجویز یہ ہے کہ آپ یہاں

نگرانی کریں اور میں دوسرے ساتھیوں کو لے کر سرحدی پٹی پر جاتا ہوں۔ اگر مہادیر چکر وہاں موجود ہوگی تو میں ان سے پہلے ہی نپٹ لونگا اور اس طرح عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو سلگام پہنچنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی" فیصل جان نے کہا۔

"ٹھیک ہے! ۔۔۔ میں یہاں جوزف اور جوانا کو چیک کرتا ہوں۔ اگر مجھے خطرہ محسوس ہوا تو میں خود ہی ہیڈ کوارٹر پر ہلہ بول دونگا ۔۔۔ تم پانچوں ساتھیوں کو لے کر سرحدی پٹی پر پہنچ جاؤ اور وہاں حالات کو چیک کرو۔ مجھ سے ہائی فریکوئنسی ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم رکھنا" ۔۔۔ ناٹران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"او کے! ۔۔۔ مجھے پھر اجازت تاکہ میں سرحدی پٹی تک جانے کے انتظامات کرلوں" ۔۔۔ فیصل جان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ عمران اس بار انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کا ارادہ لے کر آرہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کرے گا" ۔۔۔ ناٹران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ۔۔۔ میں عمران صاحب کی طبیعت کو اچھی طرح جانتا ہوں" ۔۔۔ فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مخصوص ساخت کا فوجی ٹرانسپورٹ طیارہ تاریکی کو چیرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پائلٹ آفیسر شفیقی سنجیدہ چہرے اور عقابی آنکھوں والا ایک دلیر نوجوان تھا جسے عمران نے خاص طور پر اس مشن کے لئے چنا تھا۔ وہ شفیقی کے ساتھ پہلے بھی کئی بار ایسی پروازوں پر جا چکا تھا اور عمران کو شفیقی کی مہارت پر پورا پورا اعتماد تھا۔

سیکرٹ سروس کے تمام لوگ پائلٹ کیبن کے پیچھے طیارے کے اندر موجود نشستوں پر پیراشوٹ باندھے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عام لباسوں کے اندر مخصوص ساخت کی جیکٹس پہن رکھی تھیں جن میں مختلف اقسام کا جدید ترین اسلحہ موجود تھا اور یہ اسلحہ اتنا خطرناک تھا کہ سیکرٹ سروس کا ہر آدمی اپنی جگہ پر ایک پورا بارود خانہ بنا ہوا تھا۔

عمران پائلٹ کیبن میں شفیقی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بھی جدید ساخت کا پیراشوٹ باندھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی

تھی۔ کیبن میں پھیلی ہوئی مدھم سی روشنی میں اس کے چہرے کے عضلات پتھر کی طرح سخت دکھائی دے رہے تھے۔ شفیقی کی پوری توجہ طیارے کی مشینری پر مرکوز تھی۔

طیارہ اس وقت پہاڑی علاقے پر انتہائی نیچی پرواز کر رہا تھا اور سب سے خوفناک بات یہ تھی کہ گہری تاریکی میں بغیر لائٹیں جلائے شفیقی اسے صرف اپنے اندازے اور مہارت کی بنا پر اڑائے لئے جا رہا تھا۔ عمران اور شفیقی دونوں کو معلوم تھا کہ اندازے کی ذرا سی غلطی انتہائی ہولناک ثابت ہو سکتی تھی اور طیارہ کسی پہاڑی کی چوٹی یا ایک طرف کو نکلی ہوئی چٹان سے ٹکرا کر پھٹ سکتا تھا۔ شفیقی اور عمران دونوں کو معلوم تھا کہ پہاڑی سرحد کی دوسری طرف کافرستان کے جدید ترین راڈار موجود ہیں جن کی زد سے بچ کر نکلنے کی ایک ہی صورت تھی کہ یہ پرواز انتہائی نیچی ہونی چاہیئے۔ اتنی نیچی کہ اگر عمران طیارے سے ہاتھ باہر نکالتا تو پہاڑی کی چٹانوں پر آسانی سے پھیر سکتا تھا۔

طیارہ پہاڑی چٹانوں سے چند انچوں کے فاصلے پر اڑا چلا جا رہا تھا اور شفیقی اُسے یوں اڑا رہا تھا جیسے بچے کھلونے کو پلٹیاں دیتے ہیں واقعی یہ ایک ایسی خطرناک پرواز تھی جس کا تصور بھی رونگٹھے کھڑے کر دیتا تھا لیکن شفیقی انتہائی اعتماد سے طیارہ اڑائے چلا جا رہا تھا اور پھر شفیقی نے پہلی بار زبان کھولی۔

"عمران صاحب! ــــ طیارہ اب سرحد عبور کر رہا ہے" ــــ شفیقی کی نظریں طیارے کے ڈائلوں پر جمی ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے ــــ پچاس کلو میٹر پر ہمیں اتار دینا" ــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور شفیقی نے سر ہلا دیا۔

عمران اٹھ کر تیزی سے پائلٹ کیبن سے نکل کر جہاز کے پچھلے حصے میں پہنچ گیا جہاں سب ممبرز بڑی سنجیدہ صورتیں بنائے بیٹھے ہوئے تھے۔

"تیار ہو جاؤ" ــــ عمران نے باہر نکلتے ہی کہا اور وہ سب کوک بھرے کھلونوں کی طرح اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

عمران نے ایمرجنسی ڈور کے قریب پہنچ کر ایک بٹن دبا دیا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور تیز ہوا کے تھپیڑے انہیں اپنے چہروں پر محسوس ہونے لگے۔

"عمران صاحب! ــــ سرخ بلب جلتے ہی پہلا آدمی کود جائے" ــــ پائلٹ شفیقی کی آواز گونجی اور عمران نے سر ہلا دیا۔

کیپٹن شکیل قدم بڑھا کر تیزی سے دروازے کے قریب پہنچ گیا کیونکہ عمران نے کودنے کے لئے پہلے سے ہی مقرر کر دیئے تھے۔ باہر گھپ اندھیرا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے وہ گہرے اندھیرے کے سمندر میں تیر رہے ہوں

اچانک گیٹ کے اوپر لگا ہوا سرخ بلب جل اٹھا اور عمران نے کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا اور کیپٹن شکیل نے باہر اندھیرے میں چھلانگ لگا دی۔ اس سے ایک لمحے بعد صفدر کود گیا۔ اس طرح ایک ایک لمحہ کا وقفہ دیتے ہوئے وہ سب طیارے کے نیچے کودتے چلے گئے۔ اور پھر آخر میں جولیا بھی باہر کود گئی۔

"شفیقی! ــــ آخری آدمی میں ہوں ــــ طیارہ واپس لے جاؤ" ــــ عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باہر چھلانگ لگا دی۔ اس کا جسم فضا کو چیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور جہاز کا سیاہ ہیولا تیزی سے اندھیرے میں ہی غائب ہو گیا۔

عمران کا جسم وزنی پتھر کی طرح نیچے گرتا چلا گیا اور عمران نے دل ہی دل

میں دس تک گنتی گننے کے بعد بلیٹ کے ساتھ بندھی ہوئی رسی کا سرا ایک جھٹکے سے کھینچ لیا اور رسی کا سرا کھینچتے ہی اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے نیچے گرتا ہوا اس کا جسم فضا میں اڑنے لگا۔ پیراشوٹ کھل گیا تھا اور اب وہ آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا جا رہا تھا۔

عمران نے بلیٹ کے ساتھ بندھی ہوئی مختلف رسیوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے ٹٹول کر پکڑا اور پھر انہیں اس طرح آہستہ آہستہ کھینچنے لگا کہ پیراشوٹ کنٹرول میں آ گیا اور اب وہ اپنی مرضی سے رخ بھی بدل سکتا تھا اور نیچے اترنے کی رفتار کو تیز یا آہستہ کر سکتا تھا۔

کافی دیر اندھیرے میں رہنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں اور اسے اب نیچے جاتی ہوئی اپنے ساتھیوں کی چھتریوں کے دھندلے دھندلے ہیولے نظر آنے لگ گئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔

جس جگہ شفیقی نے انہیں اتارا تھا وہاں پہاڑی کے دامن میں پھیلی ہوئی وسیع وادی تھی جس میں قد آدم جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس لحاظ سے پیرا ٹروپنگ کے لئے یہ جگہ بے حد شاندار تھی۔ یہاں بغیر کسی خطرے کے اترا جا سکتا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وادی نزدیک آتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد جیسے ہی اس کے پیر زمین سے ٹکرائے اور مخصوص انداز میں آگے دوڑتا چلا گیا۔ تھوڑی دور دوڑنے کے بعد وہ رک گیا اور اس نے اپنے پیچھے پھیلے ہوئے پیراشوٹ کو تیزی سے سمیٹنا شروع کر دیا۔ پیراشوٹ سمیٹ کر اس نے اس کی چھوٹی سی گٹھڑی بنائی اور اسے بلیٹ کے ساتھ لٹکا لیا۔

"عمران صاحب!۔۔۔۔ اچانک قریب سے ہی صفدر کی آواز آئی۔

"صفدر!۔۔۔ کیا باقی لوگ بخیریت اتر آئے ہیں"۔۔۔؟ عمران نے صفدر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں!۔۔۔ سب نے ایک دوسرے کو کال کر لیا ہے۔ آئیے"۔۔۔ صفدر نے اس کے قریب آنے پر کہا اور پھر وہ تیزی سے دائیں طرف بڑھتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد وہ ایک جگہ پہنچ گئے جہاں جھاڑیوں میں سارے ممبرز اکٹھے ہو گئے تھے۔ وہ سب بخیریت اور صحیح سلامت نیچے اترنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور یہ عمران کے نقطہ نظر سے ان کی پہلی کامیابی تھی۔

عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا قطب نما نکالا اور اس کا سائیڈ بٹن دبایا تو قطب نما کا ڈائل روشن ہو گیا۔ عمران چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بٹن بند کر کے قطب نما جیب میں ڈالا اور ممبران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ اور خود ایک مخصوص سمت میں آگے بڑھنے لگا اور اس کے باقی ساتھی اس کی پیروی کرنے لگے۔ ان کے آگے بڑھنے کی رفتار جھاڑیوں کی وجہ سے خاصی سست تھی لیکن وہ مسلسل آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ چاروں طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ چونکہ آسمان پر بھی بادل چھائے ہوئے تھے اس لئے ستاروں کی روشنی بھی موجود نہ تھی۔

چلتے چلتے اچانک عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہ یوں چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے کسی خاص بات کو چیک کر رہا ہو۔

"کیا بات ہے عمران صاحب"۔۔۔؟ پیچھے آنے والوں نے بھی ٹھٹھک کر رکتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے اپنے اردگرد خطرہ سا محسوس ہو رہا ہے ـــ یوں لگتا ہے جیسے خفیہ آنکھیں ہماری نگرانی کر رہی ہوں" ـــــ عمران نے سر سراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شائد پہاڑی چوہے دیکھ رہے ہوں گے" ـــــ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اگر ایسی بات ہوتی تو سب سے پہلے تم چونکتے ـــ اپنی برادری والوں کو تم جلدی دیکھ لیتے ہو" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور تنویر کے علاوہ باقی لوگوں کی ہلکی سی ہنسی کی آواز سنائی دی۔

مگر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات کرتا اچانک ان کے چاروں طرف روشنی کا سیلاب سا آ گیا۔ یہ روشنی اتنی تیز تھی اور براہ راست ان کی آنکھوں پر پڑ رہی تھی کہ ایک لمحے کے لئے وہ قطعی اندھے ہو کر رہ گئے۔

"خبردار! ـــ اگر کسی نے حرکت کی ـــــ تم چاروں طرف سے مشین گنوں کی زد میں ہو" ـــــ دوسرے لمحے ایک کھڑک دار آواز سنائی دی۔

اور اس کے ساتھ ہی سیلاب پھیلانے والی روشنی بجھ گئی اور اب ان کے چاروں طرف طاقتور ٹارچوں کی لائٹیں جل رہی تھیں اور ان کی روشنی میں انہوں نے چاروں طرف بیس کے قریب افراد کو ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے کھڑا دیکھا۔ وہ کہیں جھاڑیوں کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے اور اچانک ہی باہر نکل آئے تھے۔

عمران انہیں دیکھ کر ایک طویل سانس لیکر رہ گیا۔ وہ چونکہ فوجی وردیوں میں ملبوس نہیں تھے بلکہ عام لباس میں تھے اس لئے عمران سمجھ گیا کہ ان کا تعلق رینجرز یا حفاظتی فوج سے نہیں ہو سکتا یہ کوئی اور ہی گروپ ہے

"اپنے ہاتھ اٹھا لو" ـــــ اچانک عمران کے سامنے کھڑے ہوئے ایک دیو نما شخص نے غراتے ہوئے کہا اور عمران نے مسمریزم کے کسی معمول کی طرح ہاتھ اٹھا لئے۔

دوسرے لمحے وہ چاروں طرف سے قدم قدم آگے بڑھنے لگے لیکن ان کی مشین گنوں کا رُخ چاروں طرف سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف ہی تھا۔

عمران کے ہاتھ اٹھاتے ہی اس کے باقی ساتھیوں نے بھی ہاتھ اوپر اٹھا لئے تھے۔

"کون ہو تم ـــــ؟ اور کیوں تم نے ہمیں گھیرا ہے" ـــــ؟ اچانک عمران نے لہجے کو کڑکدار بناتے ہوئے اسی انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شٹ اپ! ـــ اب اگر تمہاری آواز نکلی تو میں فائر کا حکم دے دونگا" اُسی انچارج نے چیختے ہوئے کہا۔

"سنو تم جو کوئی بھی ہو ـــ رُک جاؤ ـــ ہمارا تعلق ٹاپ سیکرٹ تنظیم مہاویر چکر سے ہے ـــ اور ہم ایک مخصوص مشن پر ہیں" ـــــ عمران نے جواب میں چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اُسی انچارج کا طنزیہ قہقہہ سنائی دیا۔

"خوب بہت خوب! ـــــ مہاویر چکر کو ہی چکر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے" ـــــ اسی انچارج نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور عمران کا مقصد حل ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس گروپ کا تعلق مہاویر چکر سے ہی ہے اور یہی وہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔

"جو پہلے ہی مہا چکر ہو ـــ اُسے چکر دینے کی کیا ضرورت ہے" ـــ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شٹ اَپ!" ـــــ اسی انچارج نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔ اب وہ اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ کر عمران سے کافی نزدیک آگیا تھا۔

"شٹ اَپ نہیں بلکہ فائر اَپ" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے یہ الفاظ جیسے ہی منہ سے نکلے اس کے تمام ساتھی بجلی کی سی تیزی سے گھومے اور دوسرے لمحے ان کے چاروں طرف خوفناک دھماکے ہوئے اور ساتھ ہی انسانوں کی کربناک چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔

عمران کے ساتھیوں نے انتہائی پھرتی سے چاروں طرف چھوٹی طاقت کے بم پھینک دیئے تھے۔ اور بم پھینکتے ہی وہ سب جھاڑیوں میں غوطہ لگا گئے اور باقی ماندہ بچ جانے والے حملہ آوروں کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیاں ٹھیک اس جگہ پر پڑیں جہاں ایک لمحے وہ موجود تھے لیکن اس کے باوجود دو چیخیں ضرور بلند ہوئیں۔ یہ چیخیں بتا رہی تھیں کہ عمران کے دو ساتھی بھی شکار ہو گئے تھے۔

فائر کا اشارہ دیتے ہی عمران نے سامنے موجود اس دیوہیکل انچارج پر چھلانگ لگا دی تھی اور وہ اسے گھسیٹتا ہوا جھاڑی میں جا گرا تھا۔ مگر نیچے گرتے ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ سپرنگوں پر جا گرا ہو۔ اس دیوہیکل آدمی نے اسے ہلکی پھلکی گیند کی طرح اوپر اچھال دیا تھا اور نہ صرف اچھال کر گرایا تھا بلکہ وہ خود بھی اچھل کر بھوکے بھیڑیئے کی طرح اس کے سینے پر آگرا تھا۔ لیکن عمران نیچے گرتے ہی تیزی سے قلابازی کھا گیا اور عین اس کے سینے پر گرنے والا دیوہیکل آدمی سینے کے بل زمین پر آگرا۔ اور پھر بیک وقت ان دونوں کی ٹانگیں چلیں اور دونوں کی ٹانگیں نشانے پر لگیں۔ عمران کے بائیں پہلو میں درد کا گولہ سا اٹھا اور ذہن تک پھیلتا چلا گیا اور اس کے منہ

سے بے اختیار غراہٹ سی نکل گئی جب کہ اس کی لات اس دیوہیکل کے دائیں پہلو پر لگی تھی اور اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکل گئی تھی۔ ان کے چاروں طرف بموں کے دھماکے اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ مسلسل گونج رہی تھی دونوں پارٹیوں نے جھاڑیوں میں ہی مورچے سنبھال لئے تھے۔ وہ فائر کرتے ہی تیزی سے جگہیں بدل جاتے اور عمران اور وہ دیوہیکل ان کے درمیان لڑنے میں مصروف تھے۔ گولیاں ان کے جسموں کے چاروں طرف سے نکلی چلی جا رہی تھیں۔

عمران کے ساتھیوں نے لڑائی کا ایک سنہرا اصول اپنا لیا تھا کہ اپنے بالکل پشت پر موجود لوگوں کو پہلے ہی ہلے میں اُڑا دیا تھا۔ اس طرح ان کا عقب محفوظ ہو گیا تھا۔

عمران لات کھاتے ہی ایک لمحے کے لئے ٹھٹکا۔ دوسرے لمحے اس نے تیزی سے کروٹ بدلی اور اسی لمحے اس دیوہیکل نے بھی کروٹ بدلی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ وہ دونوں شاید اوپر سے گزرنے والی گولیوں کی وجہ سے اٹھ کر کھڑے ہونے سے گریز کر رہے تھے۔ جیسے ہی ان دونوں کے جسم ٹکرائے۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اس نے پوری قوت سے اس دیوہیکل کی گردن پر مکہ مارنے کی کوشش کی لیکن اس کا ہاتھ درمیان میں ہی رک گیا۔ کیونکہ بالکل یہی داؤ اس قوی ہیکل نے بھی کھیلنے کی کوشش کی تھی اور ان دونوں کے ہاتھ آپس میں ہی ٹکرا گئے تھے۔ یہ ٹکراؤ اتنا شدید تھا کہ عمران کا ہاتھ ایک لمحے کے لئے جھنجھنا اٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن پر وحشت سی سوار ہوتی چلی گئی۔ وہ زمین پر سے پورے جسم سمیت فضا میں اچھلا اور اس نے دونوں گھٹنے موڑ کر

پوری قوت سے اس دیو ہیکل کے پیٹ کی دائیں طرف مارنے کی کوشش کی لیکن دیو ہیکل تیزی سے کروٹ بدل گیا اور عمران کا داؤ ناکام گیا۔

دیو ہیکل بھی لڑائی بھڑائی کے فن میں عمران سے کم دکھائی نہ دیتا تھا۔ عمران کا داؤ جیسے ہی ناکام ہوا دیو ہیکل کی لات بجلی کی سی تیزی سے نیم دائرے میں گھومی اور عمران کے پہلو کی طرف بڑھی مگر عمران گھٹنوں کے بل زمین پر گرتے ہی یکدم سیدھا لیٹ گیا اور لات اس کے جسم سے چند انچ اوپر سے گزر گئی۔ مگر عمران نے اس گھومتی ہوئی لات کو واپس نہ جانے دیا۔ اس نے جھپٹ کر دونوں ہاتھوں سے اس کی وہ لات تھام لی اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں تیزی سے اکڑیں اور دیو ہیکل کی دوسری ٹانگ پر جم گئیں اور عمران نے ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں دونوں ہاتھوں میں تھامی ہوئی لات کو اپنی طرف زور سے جھٹکا دے کر کھینچا اور ساتھ ہی اپنی دونوں ٹانگیں اکڑا کر اس کی دوسری لات کو مخالف سمت میں دبا دیا اور دیو ہیکل کسی ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح ڈکرایا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہتھوڑے جیسا مکہ پوری قوت سے عمران کی ناک پر پڑا۔ یہ ضرب اتنی شدید تھی کہ عمران کا دماغ ماؤف سا ہو گیا۔ اور دیو ہیکل کی ٹانگ اس کے دونوں ہاتھوں سے نکلتی چلی گئی۔ اور پھر دیو ہیکل کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چلنے لگا اور عمران کی گردن اور چہرے پر مسلسل خوفناک ضربیں لگنی شروع ہو گئیں اور عمران کی ناک اور منہ سے خون کی دھاریں بہہ نکلیں۔

عمران کا ذہن شاید ایک لمحے کے لئے ماؤف ہوا تھا کیونکہ دوسرے لمحے جب اس نے اپنے حلق میں اپنے ہی خون کا ذائقہ محسوس کیا تو اس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اور ساتھ ہی عمران تیزی سے مخالف سمت

میں ہٹتا چلا گیا۔ اس طرح وہ دیو ہیکل کی ضربوں کی زد سے باہر نکلا لیکن اوپر والے جسم کو مخالف سمت میں کرنے کے ساتھ ہی عمران کا نچلا دھڑ فضا میں اٹھا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں بوٹوں کی ایڑیاں پوری قوت سے دیو ہیکل کی دونوں ٹانگوں کے درمیانی حصے پر پڑیں اور دیو ہیکل کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ عمران پر تو شاید جنون سوار ہو گیا تھا۔ اس نے سر کے اوپر سے گزرنے والی گولیوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور پھر ایک لمحے کے لئے وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور چند گولیاں تو اس کے اردگرد سے نکل گئیں۔ البتہ ایک گولی اس کے بازو کا گوشت پھاڑتی ہوئی نکل گئی۔ لیکن عمران اس کی پرواہ کئے بغیر خود ہی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح لپشت کے بل نیچے گرا اور اس کے نیچے گرتے ہی اس کی دونوں جڑی ہوئی ٹانگیں دیو ہیکل کے پیٹ کے نیچے گھسیں اور دیو ہیکل کا جسم کسی گیند کی طرح فضا میں اچھل گیا۔ اور پھر وزن کی وجہ سے وہ الٹ کر سر کے بل نیچے گرا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا باقی جسم زمین پر گرتا۔ اچانک عمران تیزی سے سمٹا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی زمین پر گرتی ہوئی دونوں ٹانگیں تھام لیں اور پھر اس نے پوری قوت سے انہیں اس طرف دھکیل دیا جس طرف اس دیو ہیکل کا سر تھا اور دیو ہیکل کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی۔ اس نے سر سمیت اپنے اوپری جسم کو تیزی سے موڑنا چاہا مگر اسی لمحے عمران نے اس کی دونوں ٹانگوں کو جنہیں اس نے دونوں ہاتھوں میں پکڑا ہوا تھا انتہائی تیزی سے مخالف سمتوں میں پھیلا دیا۔ یہ جھٹکا اتنی قوت اور طاقت سے دیا گیا تھا کہ دیو ہیکل کی دونوں ٹانگیں مخالف سمتوں میں پھیلتی چلی گئیں اور دیو ہیکل کا جسم ایک لمحے کے لئے بری طرح پھڑکا

اس کے منہ سے خوفناک چیخ نکلی اور دوسرے لمحے اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اور عمران نے جھٹکے سے اس کے جسم کو ایک طرف پھینک دیا۔ یقیناً عمران کے اس خوفناک داؤ نے دیوہیکل کے جسم کو چیر دیا تھا۔ اور تکلیف کی شدت سے وہ بیہوش ہو گیا۔

عمران اُسے پھینکنے کے ساتھ ہی خود بھی چند لمحوں کے لئے بے حس و حرکت پڑا رہا۔ اس قدر خوفناک جنگ شائد اس نے زندگی میں پہلے کبھی نہ لڑی تھی۔

اور پھر چند لمحوں بعد اُسے احساس ہوا کہ اس کے اردگرد ہونے والی فائرنگ ختم ہو چکی ہے اور دُور سے نزدیک آتی ہوئی مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

" صفدر" ـــ اچانک عمران کے منہ سے نکلا۔

" عمران صاحب! ـــ یہ کوئی اور پارٹی آرہی ہے ـــ اور شائد اسی کی وجہ سے حملہ آور بھاگ نکلے ہیں" ـــ اچانک عمران سے تھوڑی دُور ہی صفدر کی آواز سنائی دی اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ناک اور منہ سے بہنے والا خون آستین سے پونچھا اور اس کے کھڑے ہوتے ہی اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

نعمانی، چوہان زخمی ہیں عمران صاحب! ـــ گولیاں ان کے سینوں میں گھس گئی ہیں ـــ تنویر اور صدیقی کی ٹانگوں میں گولیاں لگی ہیں" ـــ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اوہ! ـــ مگر اب انہیں طبّی امداد کیسے دی جائے" ـــ؟ عمران نے پریشان لہجے میں کہا۔

ادھر دُور سے ہوتی ہوئی فائرنگ اب کافی نزدیک آچکی تھی۔ فائرنگ سے اندازہ ہو رہا تھا کہ آنے والے دس بارہ افراد ہیں جو بکھر کر آگے بڑھ رہے ہیں۔

" کون ہے" ـــ؟ اچانک عمران نے زور سے چیختے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب! ـــ میں فیصل ہوں" ـــ اچانک دُور سے فیصل جان کی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

عمران کے آواز دیتے ہی فائرنگ رک گئی تھی اور احتیاط سے آگے بڑھنے والے لوگ اب تیزی سے بھاگتے ہوئے قریب آنے لگ گئے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد فیصل جان، عمران کے قریب پہنچ گیا۔ عمران نے اس کے مخصوص قد و قامت سے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ آنے والا واقعی مقامی ایجنٹ فیصل جان ہی ہے۔

" عمران صاحب! ـــ آپ بخیریت ہیں" ـــ فیصل جان نے قریب آتے ہوئے کہا۔

" تم اب ٹپک ہی پڑے ہو تو سنو ہمارے چند ساتھی زخمی ہیں۔ انہیں فوری طبّی امداد چاہیئے ـــ اور یہ ایک آدمی بیہوش پڑا ہے۔ اسے بھی لے جانا ہے" ـــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ـــ مجھے تھوڑی دیر ہو گئی ـــ میں نے دراصل ایک اور جگہ ٹارگٹ بنایا ہوا تھا۔ لیکن جب فائرنگ ہوئی۔ تب مجھے پتہ چلا اور یہاں پہنچنے میں اتنی دیر ہو گئی۔ بہرحال آیئے! ـــ نیچے ہماری جیپیں موجود ہیں"۔ فیصل جان نے کہا اور پھر اس کے ساتھیوں نے فیصل جان کے اشارے پر آگے بڑھ کر نعمانی۔ چوہان کو کاندھوں پر اٹھا لیا۔ تنویر اور صدیقی کو بھی ان

کے منع کرنے کے باوجود عمران کے کہنے پر اٹھا لیا گیا۔ اس دیوہیکل بیہوش آدمی کو عمران نے خود اٹھا لیا۔ لیکن فیصل جان نے آگے بڑھ کر اُسے زبردستی عمران سے لے لیا۔ اور پھر وہ انتہائی تیزی سے چلتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔ عمران چلتے ہوئے بار بار اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ حملہ آوروں میں سے بھاگے ہوئے لوگ یقیناً اپنے ساتھیوں کو اطلاع دیں گے اور پھر کسی بھی لمحے انہیں گھیرا جا سکتا ہے۔

تھوڑی دُور چلنے کے بعد فیصل جان دائیں طرف پہاڑی کی طرف چل پڑا اور چند لمحوں بعد وہ ایک تنگ سے درے سے گزر کر جیپ دوسری طرف پہنچے تو وہاں چار جیپیں موجود تھیں اور کچی سی سڑک بل کھاتی ہوئی پہاڑیوں کے اندر چلی گئی تھی۔

"سامنے کے رُخ پر نگرانی ہو رہی ہے ـــــ اس لئے مجبوراً اس طرف سے آنا پڑا ہے" ـــــ فیصل جان نے اس دیوہیکل آدمی کو جیپ کی سیٹ پر اچھالتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر اور کیپٹن شکیل اس بیہوش آدمی کے ساتھ پچھلی سیٹ پر سمٹ گیا۔ باقی لوگ پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور پھر فیصل جان نے جیپ آگے بڑھا دی۔

"شکیل ـــــ اس آدمی کا خیال رکھنا۔ اسے ہوش میں نہیں آنا چاہیئے" ـــــ عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــــ مجھے پہلے ہی خیال ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

فیصل جان لائٹیں بند کئے اندھیرے میں ہی جیپ کو دوڑائے لئے جا رہا

تھا اور اس کے پیچھے آنے والی تینوں جیپیں بھی بغیر لائٹوں کے ہی چل رہی تھیں۔

عمران آنکھیں بند کئے جیپ کی نشست سے سر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ جلد از جلد کسی اڈے پر پہنچ کر اس دیوہیکل آدمی سے اس کارخانے کا کلیو معلوم کرے اور پھر فوراً ہی چڑھائی کر دے۔ کیونکہ وہ ایک لمحہ بھی دیر نہ کرنا چاہتا تھا۔

جیپ مختلف پہاڑی راستوں پر اچھلتی کودتی ایک اور تنگ درے سے گزر کر جیسے ہی ایک پکی سڑک پر پہنچی اچانک ان پر مختلف اطراف سے تیز روشنیاں پڑیں اور اس کے ساتھ ہی دس کے قریب جیپیں مختلف سمتوں سے انکی طرف بڑھنے لگیں۔ سامنے سڑک پر بھی تین جیپیں آڑی ترچھی کھڑی ہوئی تھیں۔

"رُک جاؤ ـــــ ورنہ بموں سے اڑا دیئے جاؤ گے" ـــــ اچانک بڑی مائیکروفون پر کسی کی گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

عمران نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکلی۔ اس بار انہیں واقعی بُری طرح گھیر لیا گیا تھا۔ فیصل جان نے عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا جیسے اسکی رائے لینا چاہتا ہو کہ رُکنا چاہیئے کہ نہیں۔

عمران نے جواب دینے کی بجائے جیب میں ہاتھ ڈالکر ایک چھوٹا سا بم باہر نکالا اور پھر دوسرے لمحے اس کا بم والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور سڑک پر آڑھی ترچھی کھڑی ہوئی جیپوں پر اس نے بم پھینک دیا اسی لمحے فیصل جان نے اچانک ایکسیلیٹر پوری قوت سے دبا دیا اور جیپ ایک زبردست جھٹکا کھا کر رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح آگے بڑھی۔

دوسرے لمحے ایک خوفناک اور کان پھاڑ دینے والا زبردست دھماکہ ہوا اور سامنے آڑھی ترچھی کھڑی جیپیں تنکوں کی طرح فضا میں بکھرتی چلی گئیں اور فیصل جان بجلی کی سی تیزی سے جیپ کو نکالتا چلا گیا۔ اور پھر ان کی جیپ آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھتی چلی گئی۔

مگر فیصل جان کی جیپ کے پیچھے آنے والی جیپوں پر قیامت ٹوٹ پڑی اور تین اطراف سے ان پر گولیوں اور بموں کی بوچھاڑ ہو گئی۔ اور دھماکوں اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے فضا گونج اٹھی۔

ناٹران ٹانگی جھیل پر دو گھنٹے تک رکا رہا اور پھر اُسے انہی درختوں کے جھنڈ سے پولیس کی وہی دو جیپیں واپس آتی دکھائی دیں اور ناٹران تیزی سے اپنی کار کی طرف دوڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ان جیپوں کا تعاقب کرتا ہوا واپس ہوٹل بلیو سٹار میں پہنچ گیا۔ اس نے اپنی کار ہوٹل کے سامنے ورکشاپ کے پاس روک دی اور پھر اس کے سامنے پولیس کی وردیوں میں ملبوس افراد نے بکتر بند قسم کی گاڑی کے پچھلے حصے سے جوانا اور جوزف کو باہر نکالا۔ وہ دونوں بیہوش تھے۔ اور وہ انہیں کاندھوں پر لاد کر ہوٹل میں گھستے چلے گئے۔ ان دونوں کے جسم بالکل سلامت تھے۔ اس لئے ناٹران کو کم از کم اتنی تسلی ضرور ہو گئی کہ کہ وہ دونوں صحیح سلامت ہیں۔

تھوڑی دیر بعد پولیس جیپیں مڑیں اور پھر واپس ٹانگی جھیل کی طرف مڑتی چلی گئیں۔

ناٹران نے ایک لمحے کے لیئے سوچا کہ وہ جوانا اور جوزف کے کمرے میں جا کر ان کی حالت چیک کرے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ وہ براہ راست سامنے نہ آنا چاہتا تھا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ ان دونوں کی نگرانی کی جا رہی ہو۔

ناٹران نے اپنی کار آگے بڑھائی اور پھر اگلے چوک پر ایک ریسٹورنٹ کے سامنے اس نے کار روکی اور اتر کر ریسٹورنٹ کے برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ میں گھستا چلا گیا۔ اس نے جیب سے سکے نکال کر خانے میں ڈالے اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لیس بلیوسٹار ہوٹل" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ہوٹل کی استقبالیہ لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"ڈیئر دلبر ڈیوٹی پر ہو گا ـــــ پلیز اس سے بات کرا دیجئے ـــــ میں اس کا بھائی مراد بول رہا ہوں۔ ایک ضروری پیغام دینا ہے" ـــــ ناٹران نے آواز بدل کر بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا ہولڈ کیجئے ـــــ میں اُسے بلاتی ہوں" ـــــ لڑکی نے جواب دیا اور ناٹران رسیور تھامے خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ہی رسیور سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

"دلبر بول رہا ہوں"

"دلبر! ـــــ میں مراد بول رہا ہوں ـــــ تمہارے چچا اور ماموں دونوں کو بیک وقت دل کا دورہ پڑا تھا۔ انہیں ہسپتال لے جایا گیا تھا لیکن وہ ہوش میں نہیں آئے اور انہیں واپس ان کے گھر پہنچا دیا گیا ہے ـــــ وہ شائد ابھی تک بیہوش ہیں ـــــ میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع کر دوں۔ شائد تم انہیں پوچھنے یا ان کے علاج کے لیئے کچھ کرو" ـــــ ناٹران نے اسی لہجے میں

کہا۔ اس نے جان بوجھ کر اشارے میں بات کی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہوٹل بلیوسٹار میں باہر سے آنے والی کالیں باقاعدہ سُنی جاتی ہیں۔

"مگر مراد بھائی تمہیں معلوم ہے کہ میری ان دونوں سے قطع تعلقی ہے۔ اس لئے میری طرف سے وہ جائیں جہنم میں ـــــ مریں یا جیئیں میری بلا سے بہر حال تمہاری اطلاع کا شکریہ" ـــــ دوسری طرف سے دلبر نے بھی مخصوص اشارے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ناٹران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب دلبر خود ہی حالات کو سنبھال لے گا۔

فون بوتھ سے نکل کر وہ واپس اپنی کار میں آ کر بیٹھا اور پھر اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف چل پڑا۔ اس نے سلگام میں عارضی طور پر شہر سے باہر ایک جدید رہائشی آبادی میں کوٹھی لے رکھی تھی جہاں وہ ایک بڑے تاجر کی حیثیت سے رہ رہا تھا۔

ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی اس نے مخصوص ٹرانسمیٹر پر سب سے پہلے فیصل جان سے رابطہ قائم کیا۔

فیصل جان نے اسے بتایا کہ وہ آج رات کو سرحدی پٹی پر اپنے ساتھیوں سمیت پہرہ دے گا۔ تاکہ اگر عمران اور اس کے ساتھی آئیں تو وہ انہیں بحفاظت ہیڈ کوارٹر لے آتے۔ ناٹران نے اُسے محتاط رہنے کی تلقین کرتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ناٹران ٹرانسمیٹر آف کر کے چند لمحے سوچتا رہا۔ اس کے ذہن میں ٹانگلی جمیل اور اس کے ساتھ موجود درختوں کا جھنڈ کھٹک رہا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ کسی طرح عمران کے آنے سے پہلے ہی وہ اس کے متعلق بنیادی معلومات حاصل

کرے۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اچانک اس کے ذہن میں ایک عجیب سی ترکیب آئی اور وہ بے اختیار مسکرانے لگا۔ اس نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے میز پہ پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو ــــ دلجیت شوتم رائے سپیکنگ" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"دلجیت! ــــ میں ہمایوں بول رہا ہوں" ــــ ناٹران نے لہجے کو بدلتے ہوئے کہا۔

"ہمایوں ــــ ارے ہمایوں تم ــــ اور سلگام میں کب آئے" ــــ اچانک دلجیت شوتم کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"بس آج ہی آیا ہوں اور ابھی واپس جا رہا ہوں ــــ میں نے سوچا کہ چلو ہیلو ہیلو کرتا جاؤں" ــــ ناٹران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ نہیں ہو سکتا کہ تم سلگام آؤ اور مجھ سے ملے بغیر چلے جاؤ ــــ تمہیں آج رات کا کھانا میرے گھر کھانا ہو گا" ــــ دلجیت شوتم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کھانا پھر کبھی کھا لونگا ــــ تم میرے فرائض جانتے ہو ــــ سرکاری کام ہے۔ میں نے تمہیں فون ایک اور مقصد کے لئے بھی کیا ہے۔ سرکاری طور پر مجھے ایک اہم خبر مہادیو چکر کے سربراہ الیشور داس کو پہنچانی ہے۔ لیکن مجھے اس کے مخصوص فون نمبر کا علم نہیں ہے اور کام انتہائی اہم ہے۔ میری نوکری کا مسئلہ ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اپنے یار سے بات کروں۔ تم یقیناً اس کا مخصوص نمبر جانتے ہو گے۔ پلیز" ــــ ناٹران نے کہا۔

"الیشور داس کا خفیہ نمبر ــــ بھائی مجھے مروا نہ دینا ــــ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے

اور مجھے بھی صرف اس لئے معلوم ہے کہ میں یہاں محکمہ ٹیلیفون کا انچارج ہوں۔ ورنہ اور کسی کو اس کی خبر نہیں" ــــ دلجیت شوتم رائے نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ــــ تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی ــــ یہ میرا وعدہ ہے" ــــ ناٹران نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم سیکرٹ سروس میں ہو۔ اس لئے تمہیں بتا دیتا ہوں ورنہ شاید میں کبھی نہ بتاتا ــــ لیکن پھر بھی پلیز خیال رکھنا ــــ کسی بھی موقع پہ میرا نام نہ آئے" ــــ دلجیت شوتم نے جواب دیا۔

ناٹران کی دلجیت کی ملاقات کافرستان کے دارالحکومت میں ایک بار اتفاقاً ہوئی تھی اور اسے وہاں معلوم ہوا تھا کہ وہ محکمہ ٹیلیفون میں بڑا افسر ہے۔ اور پھر ناٹران نے جان بوجھ کر اس سے تعلقات بڑھا لئے تھے تاکہ کسی بھی وقت اس سے کام لیا جا سکے۔ اور اس نے اسے یہی بتایا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس میں اعلیٰ عہدے دار ہے اور پھر اسے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ دلجیت سلگام میں سب سے بڑا افسر بن کر چلا گیا ہے۔ اب بھی اچانک اسے اس کا خیال آ گیا تھا اور اس نے سوچا تھا کہ اسے ضرور یہ خفیہ نمبر معلوم ہو گا۔ اس لئے اس نے اسے فون کیا تھا۔

"بہت بہت شکریہ! ــــ تم بے فکر رہو دلجیت! ــــ میں احسان فراموش قسم کا آدمی نہیں ہوں" ــــ ناٹران نے جواب دیا۔

"تو یاد رکھ لو ــــ لیکن نوٹ نہ کرنا۔ کیونکہ اس نمبر کو نوٹ کرنا بھی جرم ہے نمبر ہے تھری زیرو تھری ون تھری ٹو" ــــ دلجیت شوتم نے نمبر بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ مجھے یاد رہے گا ___ اچھا بے حد شکریہ ___ دوبارہ میں آیا تو تمہارے ساتھ کھانا ضرور کھاؤں گا۔ بھابھی کو سلام دینا" ___ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحے مزید رسمی باتیں کر کے اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور چند لمحوں بعد ہیڈ کوارٹر سے باہر آگیا۔ وہ پیدل ہی اگلے چوک تک بڑھتا چلا گیا۔ جہاں پبلک فون بوتھ موجود تھا۔ اور پھر دلجیت کے بتائے ہوئے نمبر ملاتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"الیشور داس سوداگران ریشم" ___ بولنے والے نے کاروباری لہجے میں کہا اور ناٹران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ تمام کاموں سے بچنے کے لئے یہ نام بتایا جا رہا ہے۔

"الیشور داس سے بات کراؤ ___ ٹاپ سیکرٹ۔ ایمرجنسی" ___ ناٹران نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"کون بول رہا ہے" ___؟ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ چونکا ہوا تھا۔

"انچارج سیکٹر مقری سیکرٹ سروس ___ جلدی ملاؤ ___ انتہائی ایمرجنسی ہے" ___ ناٹران نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا ایک لمحہ ہولڈ کیجئے" ___ دوسری طرف سے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد کہا گیا اور ناٹران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کا تیر ٹھیک نشانے پر لگا تھا۔

"الیشور داس سپیکنگ ___ کون بول رہا ہے" ___؟ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"جناب! ___ میں سیکرٹ سروس کے سیکٹر مقری کا انچارج بابر بول رہا ہوں۔ میرے پاس ایک اہم اطلاع ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سنگام میں آنے کے متعلق" ___ ناٹران نے جواب دیا۔

"تو پھر اس سے ہمارا کیا تعلق ہے ___ یہ اطلاع تم اپنے ہیڈ کوارٹر میں دو ___ اور دوسری بات یہ کہ ہمارے خفیہ فون نمبر کا تمہیں کیسے پتہ چلا" ___؟ الیشور داس نے پوچھا۔

"نمبر معلوم کرنا کوئی مشکل نہیں ہے جناب! ___ باقی رہی یہ بات کہ آپ کا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد سے کیا تعلق ہے تو جناب پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کی تنظیم کے خاتمہ کے مشن پر آ رہی ہے اور میرے پاس اس کی آمد، وقت اور اس قسم کی مکمل تفصیلات موجود ہیں" ___ ناٹران نے جواب دیا۔

"ہمیں ان تفصیلات کی ضرورت نہیں ہے" ___ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ناٹران حیرت سے رسیور کو دیکھتا رہ گیا۔ اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ کیا واقعی الیشور داس کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور جوانا اور جوزف کو کیوں اغوا کیا گیا ہے۔ بات اس کے حلق سے اتر نہ رہی تھی اس نے تو یہی سوچا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد کے متعلق الیشور داس سنتے ہی اچھل پڑے گا اور پھر اُسے ہیڈ کوارٹر بلوالے گا۔ اس طرح ناٹران ہیڈ کوارٹر کا خفیہ راستہ دیکھنے اور وہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا ___ لیکن الیشور داس کے جواب نے اس کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ اس نے قدرے مایوسی کے عالم میں رسیور ہک کے ساتھ لٹکایا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

باہر آتے ہی ناٹران نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ شائد فون بوتھ کا پتہ کر کے کوئی ٹیم اُسے گرفتار کرنے نہ آگئی ہو ـــــــ لیکن وہاں ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔ کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آرہا تھا۔

ناٹران واپس اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف چل پڑا۔ ہیڈ کوارٹر پہنچنے تک اس نے حتی الوسع اپنی نگرانی کے خدشے کو چیک کیا۔ لیکن باوجود کوشش کے کوئی مشکوک بات اس پر واضح نہ ہوئی تو وہ اطمینان سے ہیڈ کوارٹر کے پھاٹک میں داخل ہوگیا۔

اب اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ عمران کے آنے تک وہ بالکل خاموش رہے گا۔ عمران کی آمد چونکہ رات کو کسی وقت متوقع تھی اور رات ہونے میں ابھی کافی دیر تھی۔ اس لیے وہ کسی اہم کال آنے پر اٹھا دینے کی ہدایات دے کر آرام کرنے کے لئے اپنی خوابگاہ میں چلا گیا۔ ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

عمران کی جیپ کے پیچھے آنے والی جیپوں پر جیسے ہی بموں اور گولیوں کی بارش ہوئی۔ جیپوں میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبرز اور فنیعل جان کے ساتھیوں نے بھی جواب میں فائر کھول دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے جیپوں کی رفتار بھی بڑھا دی۔ مگر پھر ایک جیپ کے عین انجن پر آکر بم پھٹا اور جیپ ایک زوردار دھماکے سے فضا میں پُرزوں کی صورت میں بکھرتی چلی گئی۔

اِدھر عمران نے گھیرا توڑ کر باہر نکلتے ہی جیپ سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اور چونکہ وہ اندھیرے میں تھا اس لئے اس نے نیچے اترتے ہی انتہائی پھرتی سے بغل کے اندر سے ایک چھوٹی سی گن نکالی جس کا سر اکسی بگل کی طرح چوڑا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے اس گن کا رُخ آسمان کی طرف کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔

گن سے سرر کی تیز آواز سے کوئی نوکیلی سی چیز نکلی اور آسمان کی طرف بلند ہوتی چلی گئی۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے گن کا رُخ بدلا اور دوسرے زاویے

پر رکھ کر دوبارہ ٹریگر دبا دیا۔ دوبارہ سرر کی آواز سے اسی قسم کی نوکیلی سی چیز نکل کر ہوا میں اُڑتی چلی گئی۔

اسی لمحے پہلے فائر سے نکلنے والی کیپسول نما چیز ایک مخصوص زاویے پر پہنچ کر پیچھے کی طرف مڑی اور پھر ابھی وہ فضا میں ہی تھی کہ ایک خوفناک گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی۔ جیسے پہاڑوں میں خوفناک زلزلہ آگیا ہو اور دوسرے لمحے جیسے آسمان سے لاوے کی چادر سی نیچے گرتی دکھائی دی اور عمران کے ساتھیوں کو گھیرنے والی دائیں طرف کی جیپیں اس لاوے کی زد میں آکر چھُپ گئیں اور اس سے دو سیکنڈ بعد ایک بار پھر وہی خوفناک گڑگڑاہٹ سنائی دی اور اس بار عمران کے ساتھیوں کی جیپوں کے بائیں طرف موجود جیپیں آسمان سے گرنے والے لاوے کی زد میں آگئیں۔

یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوگیا اور دشمن پچھلی جیپوں پر فائرنگ کرنے اور لاوے کے درمیان چھُپ جانے کے وقفے میں صرف ایک جیپ کو ہی اُڑا سکے۔ باقی جیپیں اس لاوے کے دائیں بائیں گرتے ہی درمیان سے گولی کی سی تیزی سے باہر عمران کی جیپ کے قریب پہنچ گئیں۔ البتہ ان جیپوں کی باڈیاں فائرنگ سے چیچک زدہ ہو گئی تھیں۔ لیکن چونکہ یہ جیپیں بلٹ پروف تھیں اس لئے فائرنگ کا اثر اندر نہ پہنچ سکا۔

لاوے نے چند لمحے تک پورے ماحول کو سرخ بنادیا۔ اس کے بعد وہ راکھ بنتا چلا گیا اور فیصل جان اور کیپٹن شکیل نے جو جیپ سے نیچے اتر آئے تھے اردگرد موجود جیپوں کو راکھ کی صورت میں زمین پر بکھرتے دیکھا۔ فائرنگ رُک چکی تھی۔ کیونکہ کوئی جیپ بھی سلامت موجود نہ تھی۔

"یہ تو راکھ بن گئے ہیں" ـــــ فیصل جان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بلاسٹ بم کی زد میں آکر پہاڑ تک راکھ ہو جاتے ہیں ـــ یہ تو جیپیں تھیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ادھر صفدر بھی پچھلی جیپ سے نیچے اتر آیا تھا۔ اس نے بتایا کہ بلاسٹ ہونے والی جیپ میں صرف فیصل جان کے چار ساتھی تھے جو جیپ کے ساتھ ہی ہلاک ہو گئے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے افسوس کے سوا کوئی کیا کر سکتا تھا۔

"کیا یہ سب جیپیں معہ آدمیوں کے ختم ہو چکی ہیں" ـــــ؟ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں! ـــ ہر چیز راکھ بن چکی ہے ـــ آؤ اب یہاں سے نکل چلیں" ـــــ عمران نے واپس جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر سب لوگ جیپوں کی طرف بڑھنے لگے۔

"ارے وہ دیو ہیکل کہاں گیا" ـــــ اچانک عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور فیصل جان اور کیپٹن شکیل بھی چونک پڑے۔ کیونکہ جیپ کی پچھلی خالی سیٹ ان کا منہ چڑا رہی تھی۔ وہ اس دیو ہیکل کو چھوڑ کر نیچے اتر آئے تھے۔ اُسے نجانے کب ہوش آگیا اور وہ جیپ سے نیچے اتر گیا۔ ظاہر ہے وہ جیپ کی دوسری طرف سے اترا ہوگا جدھر ان لوگوں میں سے کوئی بھی موجود نہ تھا اور اب اندھیرے میں اُسے تلاش کرنا فضول تھا۔ اس لئے عمران نے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور پھر جیپیں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں۔

"عمران صاحب! ـــــ اگر آپ یہ مخصوص گن سے فائر نہ کرتے تو شاید ہم میں سے ایک آدمی بھی زندہ نہ بچ سکتا" ـــــ فیصل جان نے جیپ چلاتے ہوئے کہا۔

"اب کہاں زندہ بچ کر جا رہے ہیں ـــ بھئی یہ تو ہماری لاشیں ہی جا رہی

ہیں ۔۔۔ یہ تو خدا نے تمہیں عقل دے دی کہ تم بلٹ پروف جیپیں لے کر آ گئے
ورنہ اب تک یہ جیپیں جنازہ گاڑیاں بنی ہوتیں" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

" ناٹران صاحب نے تمام گاڑیاں بلٹ پروف ہی رکھی ہوئی ہیں" ۔۔۔۔
فیصل جان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

مگر عمران اس دوران دوبارہ آنکھیں بند کر کے سر کو نشست سے
ٹکا چکا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیپیں تھوڑی ہی دیر بعد اس مضافاتی
رہائشی کالونی میں داخل ہو گئیں۔ جہاں ناٹران نے عارضی ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا
کوٹھی کے پورچ میں ناٹران بذاتِ خود عمران کے استقبال کے لئے موجود
تھا۔ پھر عمران، کیپٹن شکیل اور صفدر سمیت نیچے اتر آیا۔ جب کہ فیصل جان
کے ساتھیوں نے تنویر، چوہان، صدیقی اور نعمانی کو نیچے اتارا اور انہیں ایک
بڑے کمرے میں پہنچا دیا۔

ناٹران نے ہیڈ کوارٹر میں ہی طبی امداد کا تمام سامان رکھا ہوا تھا اور وہ
خود بھی سند یافتہ ڈاکٹر تھا اس لئے اس نے ان زخمیوں کو عمران کے ساتھ
مل کر چیک کیا۔ تنویر اور صدیقی کے زخم تشویشناک نہ تھے کیونکہ گولیوں نے ان کی
ٹانگوں کا صرف گوشت ہی پھاڑا تھا البتہ نعمانی اور چوہان کی حالت شدید
خطرناک تھی۔ چنانچہ ناٹران نے فیصل جان کو انہیں اپنے ایک دوست سرجن
کے پرائیویٹ ہسپتال پہنچانے کا حکم دیا اور فیصل جان انہیں جیپ میں
ڈال کر انتہائی تیز رفتاری سے ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران کی ناک اور بازو کے زخم بھی ناٹران نے صاف کر کے چیک کئے

اور پھر اس نے عمران کے بازو پر پٹی باندھ دی۔ عمران کے بازو پر گولی نے
صرف رگڑ ڈالی تھی اس لئے یہ معاملہ ایسا خطرناک نہ تھا۔ ناک کی ہڈی بھی صحیح
سلامت تھی۔ اس لئے چند ہی لمحوں میں عمران بھی اس مرہم پٹی کے مرحلے سے
فارغ ہو گیا۔ اور پھر وہ ناٹران سمیت اس کے مخصوص کمرے میں آ گیا۔

" جوزف اور جوانا کی کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے
ہی ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وہ دونوں ہوٹل بلیو سٹار میں موجود ہیں ۔۔۔ انہیں پولیس کی وردیوں
میں اغوا کر کے لے جایا گیا تھا۔ مگر دو گھنٹے بعد بیہوشی کے عالم میں واپس پہنچا
دیا گیا ۔۔۔ انہیں ہوش آ چکا ہے۔ میرے آدمیوں نے آپ کا حوالہ دے کر
ان سے پوچھ گچھ کی ہے لیکن وہ کسی بات سے بھی باخبر نہیں ہیں۔ ان کا
کہنا ہے کہ ہوٹل سے نکل کر پولیس جیپ میں بیٹھتے ہی انہیں ہوش
نہیں رہا ۔۔۔ اور پھر جب انہیں ہوش آیا تو وہ ہوٹل کے کمرے میں موجود
تھے" ۔۔۔ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اتنے طویل عرصے تک بیہوش رہے ہوں اور
لے جانے والوں نے ان سے پوچھ گچھ نہ کی ہو" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔

" مگر انہیں جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔ ویسے وہ خود بھی یہاں
آ جائیں گے ۔۔۔ میں نے فیصل جان کو کہہ دیا ہے کہ وہ واپسی میں انہیں
لیتا آئے" ۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا۔

" ضروری نہیں کہ وہ جھوٹ بول رہے ہوں ۔۔۔ اب تو ایسی مشینیں ایجاد
ہو چکی ہیں جو بیہوشی کے عالم میں لاشعور سے سب کچھ باہر نکال لاتی ہیں" ۔

عمران نے جواب دیا اور ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم اس چکر کو چھوڑو ــــ ان دونوں کو کیا معلوم تھا جو وہ بتاتے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اس ہیڈ کوارٹر پر فوری حملہ کرنا ہے۔ میرے پاس بالکل وقت نہیں ہے ــــ میں جلد از جلد اس مشن کو نپٹانا چاہتا ہوں" ــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر ٹانگی جھیل کے پاس ہے۔ لیکن کہاں ہے اور اس کا راستہ کہاں ہے ــــ؟ اس کے متعلق کوئی پتہ نہیں ہے" ــــ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کاش ہم سے غفلت نہ ہوتی اور وہ ڈیوڈ بکل نہ نکل جاتا تو میں اب تک اس سے سب کچھ پوچھ چکا ہوتا ــــ بہرحال اب کچھ کرنا تو ہے۔ تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں" ــــ؟ عمران نے کہا۔

"میرے پاس بیس آدمی ہیں" ــــ ناٹران نے جواب دیا۔

"کیا یہ سب اس کوٹھی میں موجود ہیں" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ــــ وہ شہر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کوٹھی میں تو صرف دو آدمی ہیں۔ زیادہ بھیڑ بھاڑ سے کوئی شخص مشکوک بھی ہو سکتا ہے" ــــ ناٹران نے جواب دیا۔

"او کے ــــ تم اپنے آدمیوں کو مسلح ہو کر ٹانگی جھیل پہنچنے کا کاشن دے دو ــــ فیصل جان کے واپس آتے ہی ہم خود وہاں جائیں گے ــ وہاں پہنچ کر ہی آئندہ کا لائحہ عمل طے ہو گا ــــ میں آج رات ہی مشن کو کسی نہ کسی اختتام تک پہنچانا چاہتا ہوں" ــــ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں" ــــ؟ ناٹران نے چونک کر پوچھا۔

"تم اپنے آدمیوں کو کال کرو ــــ میں صفدر اور کیپٹن شکیل سے اس معاملے پر ڈسکس کر لوں۔ شاید کوئی اچھا لائحہ عمل مل جائے" ــــ عمران نے کہا اور ناٹران نے سر ہلا دیا۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران دروازے کی طرف قدم بڑھاتا، اچانک کوٹھی میں خوفناک دھماکے ہونے شروع ہو گئے اور کمرہ یوں لرزنے لگا جیسے اس پر بموں کی بارش ہو رہی ہو۔ عمران اور ناٹران چونک کر دروازے کی طرف دوڑے۔ مگر دروازے کے قریب پہنچتے ہی وہ دونوں لڑکھڑا کر نیچے گر گئے دروازے اور کھڑکیوں سے دودھیا رنگ کے دھوئیں کے بادل اچانک اندر گھس آئے تھے اور ان دونوں کے ذہن ایک لمحے میں ان کا ساتھ چھوڑ گئے عمران کے ذہن پر تاریکی چھانے سے چند لمحے قبل اسے یہی احساس ہوا تھا کہ اس کے ارد گرد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آ رہی ہیں اس کے بعد اس کا ذہن تاریک وادی میں ڈوبتا چلا گیا۔

سفید رنگ کا دھواں دیکھتے ہی عمران نے لاشعوری طور پر سانس روکنے کی کوشش کی تھی لیکن دھواں اتنا زود اثر تھا کہ عمران پوری طرح سانس بھی نہ روک سکا اور اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑتا چلا گیا۔ عمران اور ناٹران دونوں دروازے کے قریب ہی بیہوش ہو کر گر گئے تھے اور کمرے میں دودھیا رنگ کا دھواں ایک لمحے میں یوں پھیلتا چلا گیا تھا کہ اب سوائے دھوئیں کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

ایشور داس کی آنکھیں غصے سے باہر کو اُبلی پڑ رہی تھیں۔ اس کے چہرے کے عضلات یوں پھڑک رہے تھے جیسے ان میں خون کی جگہ پارہ دوڑ رہا ہو۔ وہ بار بار اپنی مٹھیاں بھینچتا اور پھر دونوں مٹھیاں زور سے میز پر دے مارتا۔ اس کا سارا جسم بُری طرح جھٹکے لے رہا تھا اور میز کی دوسری طرف ہری چند اور ایک اور نوجوان سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔

"انتہائی شرمناک پوزیشن ہے مہاویر چکر کی ــــ چند لوگ پیراشوٹوں سے نیچے اترتے ہیں۔ مہاویر چکر ان پر حملہ کرتا ہے۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا ــ؟ صرف دو آدمی بچ کر نکل سکتے ہیں۔ باقی مارے جاتے ہیں۔ پھر انہیں کراس پوائنٹ پر گھیرا جاتا ہے۔ لیکن تمام جیپیں معہ آدمیوں کے راکھ کا ڈھیر بن جاتی ہیں اور آنے والے غائب ــ اور تم ہری چند تم تو یوں باتیں کر رہے تھے جیسے تم ان لوگوں کو چیونٹیوں کی طرح مسل کر رکھ دو گے۔ لیکن تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ تمہیں اغوا کر کے لے جایا جا رہا تھا۔ یہ تو اتفاق

تھا کہ خوفناک گڑگڑاہٹ کے نتیجے میں تمہارے اعصاب جھنجھنا اٹھے اور تم ہوش میں آگئے اور جیپ سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ ورنہ ان لوگوں نے تمہارا قیمہ بنا ڈالا تھا" ــــ ایشور داس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس! ــ ہم ان پر قابو پا لیتے لیکن ــ ــ" ہری چند نے جواب میں کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ! ــ تم نکمے ہو۔ ان کے مقابلے میں طفل مکتب ہو۔ یہ لوگ مہاویر چکر کے بس کے نہیں ہیں ــــ اگر ہم اسی طرح ان کے چکر میں رہے تو دیکھنا وہ لوگ ہیڈ کوارٹر بھی اڑا دیں گے اور کارخانے کو بھی ــــ مجھے کچھ اور سوچنا پڑے گا" ــــ ایشور داس نے غصے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ایشور داس بڑے غصیلے انداز میں ٹیلیفون کی طرف مڑا جیسے اُسے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے پر بھی غصہ آگیا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــ ایشور داس کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔

"باس! ــ ارجن سنگھ بول رہا ہوں ــــ ہم نے حملہ آوروں کو ٹریس کر لیا ہے۔ وہ شاداب کالونی کی کوٹھی نمبر تین سو دس میں موجود ہیں" ــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ رہے ہو ــ کیسے ٹریس کر لیا تم نے" ــــ؟ ایشور داس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس! ــ آپ کا حکم ملتے ہی ہم نے پورے شہر میں آدمی پھیلا دیئے مخصوص ساخت کی بلٹ پروف جیپیں ہمارا واحد کلیو تھیں اور پھر ہم نے یہ

معلوم کرلیا کہ ایسی جیپیں اکثر شاداب کالونی کی اس کوٹھی میں آتی جاتی دیکھی گئی
ہیں جس پر ہم نے فوری طور پر اس کوٹھی کا جائزہ لیا اور اسی کے سامنے والی
نئی تعمیر ہونے والی کوٹھی کی چھت سے نائٹ ٹیلی سکوپ کی مدد سے کوٹھی کا
اندرونی جائزہ لیا تو ایک جیپ وہاں پورچ میں کھڑی نظر آگئی" ـــــ ارجن سنگھ
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ تمہاری اطلاع بالکل درست ہے ـــ واقعی یہی کوٹھی ہوگی
کیونکہ سہ پہر کو مجھے جس پبلک فون بوتھ سے کال کیا گیا تھا وہ بھی شاداب کالونی
کے پہلے چوک پر واقع ہے ـــ گو میرے آدمی وہاں دیر سے پہنچے تھے اور
فون کرنے والا غائب ہو چکا تھا۔ ٹھیک ہے اس کوٹھی کو گھیر لو ـــ میں ہری چند
کو وہاں بھیج رہا ہوں ـــ اس کی سرکردگی میں تم لوگوں نے اس پر ریڈ کرنا ہے"
الیشور داس نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔ اب اس
کے چہرے پر قدرے نرمی کے آثار ابھر آئے تھے۔

"سنو ہری چند! ـــ تمہارے لئے ایک موقع اپنی ناکامی کی تلافی کا پیدا ہو گیا
ہے ـــ اس کوٹھی پر ریڈ کرو ـــ جتنے آدمی جی چاہے لے جاؤ۔ لیکن وہاں پر
موجود ہر آدمی کو زندہ پکڑ لاؤ۔ میں ان کی بوٹیاں اپنے ہاتھوں سے نوچنا چاہتا
ہوں ـــ جی ون گیس کے بم ساتھ لے جاؤ اور جی ون کے دھوئیں سے پوری
کوٹھی بھر دو ـــ جو جی چاہے کرو۔ آدھے گھنٹے کے اندر وہاں موجود تمام آدمی
ڈارک روم میں موجود ہونے چاہئیں" ـــ الیشور داس نے کہا۔

"بہتر باس" ـــ ہری چند نے کہا اور اٹھ کر وہ تیزی سے مڑا اور
دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"مجھے حیرت ہے کہ ہری چند جیسا آدمی حملہ آور کے ہاتھوں مار کھا گیا ورنہ

لڑائی بھڑائی میں تو دس آدمی مل کر بھی آج تک اس کا مقابلہ نہیں کر سکے" ـــ
ہری چند کے باہر جانے کے بعد ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے پہلی
بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔ یہ نوجوان کیمیکل بنانے والے کارخانے کا انچارج تھا
اور موجودہ پوزیشن کو دیکھتے ہوئے الیشور داس نے اسے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر
طلب کر لیا تھا تاکہ کارخانے کے حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں بات چیت
کی جا سکے۔ اس نوجوان کا نام گوپی رام تھا اور یہ نوجوان جو بظاہر دیکھنے میں
ایک عام سا نوجوان دکھائی دیتا تھا خطرناک حد تک ذہین تھا۔ یہ اس کی ذہانت
ہی تھی جس کی وجہ سے اسے اتنے اہم کارخانے کا انچارج بنایا گیا تھا اور
اس نے اپنی بے پناہ ذہانت سے اس کارخانے میں ایسے حفاظتی انتظامات
کئے تھے کہ اسے ناقابل تسخیر بنا کر رکھ دیا تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو ـــ یہی وجہ ہے کہ میں انہیں زندہ حالت میں
دیکھنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کون سے رستم ہیں جنہوں نے چند ہی لمحوں میں
مہا ویر چکر کو گھن چکر بنا کر رکھ دیا ہے" ـــ الیشور داس نے جواب دیا۔

"باس! ـــ آپ نے ابھی ابھی کسی کال کا ذکر کیا ہے ـــ وہ کیا سلسلہ
تھا" ـــ گوپی رام نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں! ـــ سہ پہر کو مجھے ایک کال کی گئی ـــ کوئی بابر بول رہا تھا۔
اس نے اپنے آپ کو مقامی سیکرٹ سروس سیکشن تھری کا انچارج بتایا۔ اس کے
کہنے کے مطابق اس کے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد کے بارے میں
اہم اطلاعات موجود ہیں۔ لیکن میں جانتا تھا کہ اس نام کا کوئی انچارج سیکشن تھری
کا نہیں ہے ـــ سیکشن تھری میں سلگام بھی شامل ہے اس لئے خاص طور پر
مجھے معلوم ہے کہ سیکشن تھری کا انچارج سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کا چھوٹا

بھائی راجیو ہے ـــــ راجیو کا میرے گھر آنا جانا ہے۔ اس لئے میں اس کی آواز بھی پہچانتا ہوں۔ ظاہر ہے کال کوئی فراڈ تھی۔ اس لئے میں نے اس کا پتہ لگانے اور کال کرنے والے کی گرفتاری کے احکامات دے دیئے۔ لیکن اتنا تو معلوم ہو گیا کہ کال شاداب کالونی کے پہلے چوک پر موجود ایک ریسٹورنٹ میں نصب شدہ پبلک فون بوتھ سے کی گئی ہے۔ لیکن میرے آدمی وہاں دیر سے پہنچے اور کال کرنے والا نکل جانے میں کامیاب ہو گیا" ـــــ الیشور داس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر باس! ـــــ ایک غیر متعلق آدمی کو آپ کا خفیہ نمبر کیسے معلوم ہوا" گوپی رام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات مجھے بھی کھٹک رہی ہے۔ لیکن وہ آدمی پکڑا نہیں جا سکا۔ ظاہر ہے وہ ہی بتا سکتا ہے" ـــــ الیشور داس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــــ غیر متعلق آدمیوں میں سے صرف ایک آدمی ایسا ہو سکتا ہے جسے یہ فون نمبر معلوم ہے" ـــــ گوپی رام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ ایسا کون ہو سکتا ہے؟" ـــــ الیشور داس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــــ وہ محکمہ ٹیلیفون کا مقامی انچارج ہے اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اس کا نام دلجیت شوتم رائے ہے۔ وہی ایک ایسا غیر متعلق آدمی ہے جسے اس فون کا علم ہے" ـــــ گوپی رام نے کہا۔

"واقعی اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔ تمہاری ذہانت کا جواب نہیں ـــ تم نے ایک لمحے میں مسئلہ حل کر دیا ـــــ میں ابھی اس سے بات کرتا ہوں" ـــــ الیشور داس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بات نہیں باس! ـــــ اُسے اغوا کر کے یہاں منگوا لیجئے اور پھر یہاں اس سے پوچھ گچھ کی جائے کہ اس نے یہ نمبر کس کو بتایا اور کیوں ـــــ؟ ہو سکتا ہے وہ مجرموں سے ملا ہوا ہو۔ اور کال کے بعد غائب ہو جاتے" ـــــ گوپی رام نے کہا اور الیشور داس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پھر اس نے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا اس کا بٹن دبا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سنو سروپ سنگھ کو حکم دو کہ وہ محکمہ ٹیلیفون کے مقامی انچارج دلجیت شوتم رائے کو فوری طور پر اغوا کر کے ڈارک روم میں پہنچا دے" ـــــ الیشور داس نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور الیشور داس نے رسیور رکھ دیا۔

اور پھر جیسے ہی الیشور داس نے رسیور رکھا کمرے میں سیٹی کی تیز آواز گونج اٹھی۔ الیشور داس نے چونک کر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور اس کی پشت پر لگا ہوا بٹن آن کر دیا۔ سیٹی کی تیز آواز جو اس ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ بٹن دبتے ہی غائب ہو گئی اس کی جگہ ہری چند کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"ہیلو باس! ـــــ ہری چند بول رہا ہوں۔ اوور" ـــــ ہری چند نے کہا۔

"یس الیشور داس سپیکنگ ـــــ کیا بات ہے۔ اوور" ـــــ الیشور داس نے ہری چند کی آواز سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــــ کوٹھی پر ریڈ کامیاب رہا ہے۔ لیکن وہاں صرف چھ افراد

موجود ہیں جن میں وہ آدمی بھی شامل ہے جس سے میری لڑائی ہوئی تھی ـ زخمی موجود نہیں ہیں ــــ ان میں سے مجھے تین افراد وہ لگتے ہیں جو باہر سے آئے ہیں جب کہ تین افراد مقامی ہیں۔ اوور" ـــــــ ہری چند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب تم نے پہاڑیوں پر ریڈ کیا تھا اس وقت کتنے آدمی جہاز سے کودے تھے۔ اوور" ـــــــ ایشور داس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سات افراد جہاز سے کودے تھے۔ اوور" ـــــ ہری چند نے جواب دیا۔

"اس بات کا تم نے کیسے اندازہ لگایا کہ ان میں تین وہ افراد ہیں جو جہاز سے کودے ہیں۔ اوور" ـــــــ ایشور داس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"باس! ــــ ایک تو وہ ہے جس سے میری لڑائی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ دو افراد ایسے ہیں جن کے کپڑوں پر جھاڑیوں سے رگڑنے کے نشانات موجود ہیں۔ اسی سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے۔ اوور" ـــــــ ہری چند نے جواب دیا۔

"مگر باقی لوگ کہاں گئے ـــــ؟ کیا یہ لوگ بٹ گئے ہیں اوور" ـــــ؟ ایشور داس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ــــ ان لوگوں سے ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ باقی لوگ کہاں ہیں" اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے گوپی رام نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے ــــــ ہری چند! ـ کیا یہ لوگ زندہ ہیں اوور" ــــــ؟ ایشور داس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ـــ ہم نے آپ کے حکم کے مطابق کوٹھی میں پانچ جی ون گیس بم

فائر کر دیئے تھے اور اس سے وہاں موجود ہر شخص چند لمحوں میں بیہوش ہو گیا اور ہم گیس ماسک پہن کر اندر داخل ہو گئے ـــــــ وہاں پوری کوٹھی میں یہی چھ افراد بیہوش پڑے ہوئے ملے ہیں۔ اوور" ـــــــ ہری چند نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ ان چھ کو لے کر فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ ـ اور وہاں ارجن سنگھ اور اس کے ساتھیوں کی ڈیوٹی لگا دو۔ وہ کوٹھی کی باہر سے نگرانی کریں گے ــــ ہو سکتا ہے باقی لوگ وہاں آئیں۔ اوور" ــــ ایشور داس نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ــــ یہی پوچھنے کے لئے میں نے کال کیا تھا۔ اوور" ـــــ ہری چند نے جواب دیا۔

"جلدی آؤ اور انتہائی ہوشیاری سے ـــــ تعاقب کا خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے انہوں نے بھی کوٹھی کی نگرانی کا کوئی بندوبست کر رکھا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم ان کے آدمی اپنے پیچھے ہیڈ کوارٹر تک لگا لاؤ۔ اوور" ــــ ایشور داس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ــــ میں خیال رکھوں گا۔ اوور" ـــــــ ہری چند نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــــ ایشور داس نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں واپس رکھا اور پھر دوبارہ انٹرکام کا بٹن دبا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سنو! ــــ ہری چند مجرموں کو لے کر آ رہا ہے۔ ان کے ڈارک روم میں

پہنچتے ہی مجھے اطلاع کرنا ــــ اور دوسری بات یہ کہ ان کے اندر آنے کے بعد ہیڈ کوارٹر کا مکمل حفاظتی نظام آن کر دینا اور انتہائی ہوشیار رہنا" ــــ الیشور داس نے کہا۔

"بہتر باس! ــ حکم کی تعمیل ہوگی" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور الیشور داس نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے اچھا کیا باس کہ حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں انہیں چوکنا کر دیا ــــ مجھے خطرہ ہے کہ آدھے آدمیوں کا کوٹھی میں ہونا اور آدھوں کا غائب ہونا بھی ان کی کوئی چال نہ ہو ــــ اور ہو سکتا ہے اس طرح ان کا مقصد ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنا ہو" ــــ گوپی رام نے کہا۔

"ٹریس کرنا ــ کیا مطلب" ــــ ؟ الیشور داس نے چونکتے ہوئے پوچھا

"باس! ــ جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ آپ کو سہ پہر کو ہونے والی کال کا مقصد بھی یہی تھا کہ آپ اس آدمی کو ہیڈ کوارٹر بلا لیں گے اور اس طرح اس کے ساتھیوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اور اسی طرح باقی آدمیوں کا کوٹھی سے غائب ہو جانا بھی ظاہر یہی کرتا ہے" ــــ گوپی رام نے دُور کی کوڑی لاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! ــ ہیڈ کوارٹر میں آجانے کے باوجود یہاں ہماری اجازت کے بغیر نہ کوئی واپس جا سکتا ہے اور نہ اس کا ساتھی آ سکتا ہے" ــــ الیشور داس نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"باس! ــ اگر اجازت ہو تو پوچھ گچھ کے دوران میں بھی آپکے ساتھ رہوں"۔ گوپی رام نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں آؤ میرے ساتھ" ــ الیشور داس نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم بڑھاتے باہر چلے گئے۔

فیصل جان نے زخمیوں کو ڈاکٹر کے کلینک میں چھوڑا اور خود جیپ لیکر واپس ہیڈ کوارٹر کی طرف چل پڑا۔

ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اُسے خیال آگیا کہ اس نے جوزف اور جوانا کو بھی ہوٹل میں سے ساتھ لینا ہے۔ کیونکہ ناٹران نے اُسے اس بارے میں ہدایت کر دی تھی۔

یہ خیال آتے ہی فیصل جان نے جیپ ایک پبلک فون بوتھ کے سامنے روکی اور اتر کر اس نے ہوٹل بلیو سٹار کا نمبر ملایا اور آپریٹر کو جوزف اور جوانا کے کمرے کا نمبر دے کر سلسلہ ملانے کے لئے کہا۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو! ــ جوزف سپیکنگ" ــــ جوزف کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"تم لوگوں کا گرینڈ ماسٹر پہنچ گیا ہے۔ اگر تم لوگوں نے انہیں ملنا ہے تو فوراً ہوٹل سے نکل کر اگلے چوک پر بڑے درخت کے نیچے پہنچ جاؤ" ــــ

فیصل جان نے کہا۔

"کون گرینڈ ماسٹر ۔۔۔ ہم خود گرینڈ ماسٹر ہیں ۔۔۔ تم کون ہو" ۔۔۔ جوزف نے جواب میں پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"میرا نام فیصل جان ہے" ۔۔۔ فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اُسے یقین تھا کہ جوزف اس کا نام سنتے ہی سمجھ جائے گا۔ وہ ہوٹل کے آپریٹر کی وجہ سے زیادہ بات چیت نہ کرنا چاہتا تھا۔

فون بوتھ سے نکل کر وہ جیپ میں آکر بیٹھا اور پھر اس نے جیپ آگے بڑھا دی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ہوٹل بلوسٹار کے سامنے سے گزرتا ہوا اگلے چوک پر پہنچ گیا۔

اس نے چوک سے کافی دُور ہٹ کر اپنی جیپ روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ پیدل ہی اس درخت کی طرف چل پڑا۔ جس کے نیچے اس نے جوزف اور جوانا کو پہنچنے کے لئے کہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کھانا کھانے کے بعد آدمی چہل قدمی کے لئے نکلتا ہے۔

چند لمحوں بعد وہ درخت کے نیچے پہنچ گیا لیکن وہاں جوزف اور جوانا تو ایک طرف دُور دُور تک کوئی آدمی بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ فیصل جان ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا۔ پھر وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک درخت کے اوپر سے آواز آئی۔

"فیصل صاحب" ۔۔۔ بولنے والا جوزف تھا۔

فیصل جان نے چونک کر اوپر کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے جوزف اور جوانا نے درخت کی شاخوں سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

"آپ دونوں کے وزن سے درخت کا تنا ٹوٹا نہیں" ۔۔۔

فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم صرف آپ کو چیک کرنا چاہتے تھے ۔۔۔ پہلے بھی ہمارے ساتھ پولیس کا فراڈ ہوا ہے" ۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ مجھے معلوم ہے ۔۔۔ میرے سامنے تمہیں اغوا کر کے لے جایا گیا تھا" ۔۔۔ فیصل جان نے واپس اپنی جیپ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کے سامنے ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ جوزف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ جوانا خاموش تھا۔

اور پھر فیصل جان نے اُسے تمام تفصیل بتا دی۔

"لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر ان کا مقصد کیا تھا ۔۔۔؟ ہمیں نہ ہی ہوش میں لایا گیا اور نہ ہی کوئی پوچھ گچھ کی گئی" ۔۔۔ جوزف نے حیرت بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شائد وہ آپ لوگوں کی شکلیں اچھی طرح دیکھنا چاہتے ہوں" ۔۔۔ فیصل جان نے جواب دیا۔ ظاہر ہے اس کے پاس بھی اس بات کا کوئی جواب نہ تھا۔ اور پھر جیپ میں بیٹھنے اور آگے بڑھنے تک خاموشی طاری رہی۔

فیصل جان نے جیپ میں بیٹھتے ہی ٹرانسمیٹر آن کیا وہ ناٹران کو جوزف اور جوانا کے متعلق اطلاع دینا چاہتا تھا لیکن کافی دیر تک جب دوسری طرف سے جواب نہ ملا اور نہ ہی ٹرانسمیٹر کال کیچ ہوئی تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے ٹرانسمیٹر بند کیا اور جیپ کی رفتار بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ رہائشی کالونی میں داخل ہو گیا۔ لیکن ابھی وہ اپنی مطلوبہ کوٹھی سے تھوڑی ہی دُور تھا کہ اس نے وہی پولیس جیپیں کوٹھی سے نکلتی ہوئی دیکھیں۔ جن میں جوزف اور جوانا کو اغوا کیا گیا تھا اور فیصل جان سمجھ گیا

مجرموں نے کوٹھی پر چھاپہ مار دیا ہے۔ اس کے کوٹھی تک پہنچتے ہی پولیس کی جیپیں مخالف سمت میں کافی دُور جا چکی تھیں۔

فیصل جان نے تیزی سے کوٹھی کے گیٹ کے قریب جیپ روکی اور پھر بھاگتا ہوا کوٹھی کے اندر داخل ہو گیا۔

لیکن جیسے ہی وہ پورچ میں پہنچا وہ ایک جھٹکے سے رُک گیا۔ پوری کوٹھی میں بیہوش کر دینے والی تیز گیس پھیلی ہوئی تھی۔ فیصل جان نے دو انگلیوں سے ناک کو چٹکی سے بند کیا اور سانس روک کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس نے خاصی تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخصوص کمروں میں چکر لگائے مگر وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ بھاگتا ہوا واپس لان میں آ گیا اور وہاں آکر اس نے اپنا رُکا ہوا سانس کھولا اور اسی انداز میں بھاگتا ہوا وہ کوٹھی سے نکلا اور جیپ میں آکر بیٹھ گیا۔

"مجرم سب کو اغوا کر کے لے گئے ہیں"۔۔۔ فیصل جان نے جیپ کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اغوا کر کے لے گئے ہیں۔۔۔ کیسے"۔۔۔؟ جوانا نے چونک کر پوچھا۔

"عمران صاحب اور ناٹران اور دوسرے لوگوں کو۔۔۔ کوٹھی میں بیہوش کر دینے والی گیس پھیلی ہوئی ہے"۔۔۔ فیصل جان نے جیپ کی رفتار بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔ مگر کہاں"۔۔۔؟ جوزف نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جہاں وہ تمہیں لے گئے تھے۔۔۔ ٹانگلی جھیل کے پاس ان کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے"۔۔۔ فیصل جان نے جواب دیا۔

"پھر جلدی چلو مسٹر!۔۔۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا ہیڈ کوارٹر ماسٹر کو اغوا

کرنے کے بعد کیسے سلامت رہ سکتا ہے"۔۔۔ جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس اسلحہ ہے"۔۔۔؟ فیصل جان نے پوچھا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ ایک ایک پستول ہے"۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔

"پستولوں سے کام نہیں چلے گا۔۔۔ ہمیں فوری طور پر اور جبراً ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونا ہو گا۔ کیونکہ الیتھور داس بے حد ظالم آدمی ہے۔ اس نے باس کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم دے دینا ہے"۔۔۔ فیصل جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر اسلحہ کہاں سے آئے گا۔۔۔ اس کوٹھی میں اسلحہ ہو گا"۔۔۔ جوزف نے پریشان لہجے میں کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ اس جیپ میں ہر چیز موجود ہے۔ پچھلی سیٹ کو اٹھاؤ۔ نیچے ایک صندوق ہے۔ اس میں سے اسلحہ نکال لو"۔ فیصل جان نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور جوانا جو پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا تیزی سے اٹھا اور اس نے سیٹ کو اٹھا دیا۔

چند لمحوں بعد جدید ترین اسلحے سے بھرا ہوا صندوق اس کے سامنے تھا اس نے تین مشین گنیں اور فالتو میگزین اٹھائے اور ساتھ ہی کافی سارے دستی بم بھی۔ اور سیٹ برابر کر دی۔ پھر اس نے ایک ایک مشین گن جوزف اور فیصل کو پکڑا دی۔ بم بھی تقسیم کر دیئے اور فالتو راؤنڈ بھی۔ اب وہ بالکل مطمئن تھے۔

جیپ تیزی سے بھاگتی ہوئی جلد ہی ٹانگلی جھیل کے پاس پہنچ گئی۔ جھیل اس وقت مکمل طور پر ویران پڑی ہوئی تھی۔ فیصل جان نے جیپ جھیل سے کافی فاصلے پر ایک بڑے درخت کے نیچے روک دی اور اس نے

جوزف اور جوانا کو بھی نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اچھل کر نیچے آگیا۔

"ادھر سامنے درختوں کا جھنڈ ہے۔ وہاں سے ان کے ہیڈ کوارٹر کا راستہ ہے ___ ہمیں جھیل سے بچ کر جانا ہو گا کیونکہ جھیل پر چوکیدار موجود ہوں گے"۔ فیصل جان نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے چکر کاٹ کر اس جھنڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ہر طرف مکمل سکوت طاری تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ادھر کبھی کوئی آدمی آیا ہی نہ ہو۔

"کیا آپ کو راستہ معلوم ہے" ___؟ جوانا نے پوچھا۔

"نہیں ___ راستہ معلوم کرنا پڑے گا ___ صرف اندازہ ہے کہ درختوں کے اس جھنڈ سے راستہ جاتا ہے کیونکہ تمہیں لے جانے والی جیپیں اسی جھنڈ میں پہنچ کر غائب ہو گئی تھیں" ___ فیصل جان نے جواب دیا اور جوزف نے سر ہلا دیا۔

مشین گنیں سنبھالے وہ بڑے چوکنے انداز میں چلتے ہوئے اس جھنڈ کے قریب پہنچ گئے۔ فیصل جان ان دونوں سے آگے تھا۔ جھنڈ تقریباً پچاس ساٹھ بڑے بڑے درختوں کا تھا۔ اور ان کے تنے ایک دوسرے سے بے حد قریب تھے۔ ان کے درمیان ایسی کوئی جگہ نہ تھی جہاں سے اتنے بڑے راستے کا اندازہ کیا جا سکے کہ جہاں سے بڑی بڑی جیپیں گزر سکیں۔

جھنڈ سے آگے صاف میدان تھا۔ فیصل جان نے جیب سے ایک پنسل ٹارچ نکالی اور اُسے روشن کر کے اس نے اس کے دھانے پر اپنی مٹھی پھیلا دی تاکہ اس کی روشنی باہر نہ نکل سکے اور جھک کر زمین کو دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ جیپوں کے ٹائروں کے نشانات اس جھنڈ کے بیرونی سرے پر غائب ہو گئے تھے۔ اس کے بعد نشانات کہیں موجود نہ تھے۔

فیصل جان نے ایک درخت کی جڑ کو چیک کیا لیکن وہ عام سے درخت تھے۔ وہاں کوئی ایسا نشان نظر نہ آرہا تھا جس سے محسوس ہوتا کہ یہ درخت ہٹ سکتے ہیں

"اب یہاں سے راستہ کیسے معلوم کیا جائے" ___ فیصل جان نے ٹارچ بند کر کے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی مایوسی تھی۔

"جوزف ! ___ آؤ مل کر ان میں سے ایک درخت اکھاڑ دیں شائد کچھ معلوم ہو سکے" ___ جوانا نے تجویز پیش کی اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر انہوں نے سرے پر موجود نسبتاً ایک پتلے سے درخت کو تاکا اور دوسرے لمحے وہ دونوں اس درخت کی دونوں اطراف میں کھڑے ہو گئے اور پھر انہوں نے اس درخت کے تنے کے گرد بازوؤں کا حلقہ سا ڈالا اور دوسرے لمحے مل کر انہوں نے اُسے ایک طرف جھکانے کے لئے زور لگایا۔

فیصل جان ایک طرف خاموش کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی جوزف اور جوانا نے زور لگایا، ایک زوردار کڑاکا ہوا اور اس درخت اور اس کے اردگرد دس بارہ درخت معہ زمین کے انتہائی تیزی سے زمین میں دھنستے چلے گئے۔ فیصل جان بھی چونکہ اس درخت کے قریب ہی کھڑا تھا اس لئے وہ بھی جوزف اور جوانا کی طرح زمین کے اچانک دھنسنے سے لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، زمین نیچے دھنستے ہی تیزی سے پلٹتی چلی گئی اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی اندھے کنوئیں میں گرتے چلے جا رہے ہوں۔ مگر یہ احساس صرف چند لمحوں کے لئے رہا۔ اس کے بعد ان کے ذہن ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔

عمران کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک کافی بڑے کمرے میں ایک بنچ پر پڑے دیکھا۔ بنچ لوہے کی بنی ہوئی تھی۔ اور اس کے جسم کے گرد بھی بنچ سے لوہے کے ٹھوس راڈ نکل کر دوسری طرف بنچ میں ہی غائب ہو گئے تھے۔ یہ بندش تین جگہوں پر تھی۔ اور عمران کا جسم ان بندشوں میں جکڑا ہوا تھا۔ صرف وہ سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھ سکتا تھا۔ اور پھر اس نے دیکھا کہ اس کے ساتھ اسی قسم کے بنچ موجود تھے۔ جن پر ناٹران۔ صفدر۔ کیپٹن شکیل اور ناٹران کے دو ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ایک طرف فیصل جان۔ جوزف اور جوانا بھی موجود تھے۔

کمرے میں دیواروں کے ساتھ دو بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں اور ان مشینوں کے سامنے دو آدمی سفید کوٹ پہنے کھڑے تھے۔ وہ مشینوں کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھے۔ ایک طرف ایک بڑی سی میز پڑی ہوئی تھی جس کے پیچھے دو کرسیاں تھیں۔ ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر لیکن شیطان صورت آدمی

بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی کرسی پر ایک نوجوان موجود تھا۔ ان کے پیچھے چار مسلح آدمی دیوار کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ جن میں سے ایک وہی دیوہیکل تھا جس سے عمران کی لڑائی ہوئی تھی۔ اور جو جیپ میں سے نکل کر بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

عمران سمجھ گیا کہ وہ مہادیر چکر کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ چکا ہے۔ اور یہ شیطان صورت آدمی ہی ایشور داس ہے۔ وہی ایشور داس جس نے پاکیشیا کے دس کروڑ افراد کو ذہنی طور پر پس ماندہ اور پاگل بنانے کا خوف ناک اور ظالمانہ منصوبہ تیار کیا ہے۔ عمران کے جسم میں یہ سوچتے ہی خون کی روانی تیز ہونا شروع ہو گئی۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اس شیطان صفت آدمی کو ایسی عبرتناک سزا دے گا کہ پورا کافرستان اس کے انجام سے لرز اٹھے گا۔

"باس! اس نوجوان کو ہوش آگیا ہے۔ میں نے اسے کسمساتے ہوئے دیکھا ہے"۔۔۔ اچانک ایشور داس کے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان نے کہا۔

"کس کو گوپی رام"۔۔۔؟ ایشور داس نے چونکتے ہوئے کہا اور گوپی رام نے عمران کی طرف انگلی کا اشارہ کر دیا۔

"باس! یہی وہ نوجوان ہے جس کے ساتھ میرا مقابلہ ہوا تھا"۔۔۔ اچانک پیچھے کھڑے ہوتے دیوہیکل آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے اسے مشین کے ساتھ لگایا جائے۔ میں اس سے پوچھ گچھ کر لیتا ہوں"۔۔۔ ایشور داس نے مشین کے قریب کھڑے ہوئے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے ویسے ہی پوچھ لو۔ کیوں خواہ مخواہ بجلی ضائع کر رہے ہو۔۔۔ بجلی کی بچت کیا کرو۔ اس سے ملک ترقی کرتا

ہے"۔۔۔۔ عمران نے بلند آواز سے کہا اور ایشور داس چونک کر اٹھ کھڑا
ہوا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کے آثار ابھر آئے۔

"اس کا بنچ میرے سامنے لے آؤ۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ زبان کیسے
چلاتا ہے"۔۔۔۔ ایشور داس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور دونوں
مشینوں کے آپریٹر تیزی سے عمران کے بنچ کی طرف بڑھے اور پھر انہوں
نے اس کا بنچ میز کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ بنچ کے پایوں میں شاید
پہیے لگے ہوئے تھے اس لئے وہ آسانی سے چلتا ہوا ایشور داس کی میز
کے سامنے پہنچ گیا۔

ایشور داس گہری نگاہوں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"زبان چلانے کے لئے توانائی کی ضرورت ہوتی ہے ایشور داس!
تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں ہے تو پھر تمہیں مہاویر چکر کا سربراہ کس احمق
نے بنا دیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم میرا نام جانتے ہو"۔۔۔۔ ایشور داس نے ٹھہرے ہوئے لہجے
میں پوچھا۔

"میں تو تمہارا شجرہ نسب بھی جانتا ہوں جو کلوے کنجڑے سے جا ملتا
ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"شٹ اپ!۔۔۔ میں تمہاری زبان کھینچ لونگا"۔۔۔۔ ایشور داس نے
غصیلے انداز میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"ناراض کیوں ہوتے ہو۔۔۔ چلو کلوے کنجڑے سے نہ سہی۔ رامو
تیلی سے ملا دیتا ہوں۔۔۔ بس اب تو خوش ہو"۔۔۔۔ عمران نے یوں
جواب دیا جیسے یہ اس کی مرضی ہو کہ اس کا حسب نسب جہاں جی چاہے

فٹ کر دے۔

"تم ضرورت سے زیادہ بکواس کر رہے ہو۔۔۔۔ خبردار! جواب زبان
چلائی"۔۔۔ اچانک اس دیوہیکل نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے عمران
کے گال پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ ہری چند!۔۔۔ موت کے خوف سے بڑوں بڑوں
کی زبان لڑکھڑا جاتی ہے اور وہ ایسی ہی بکواس شروع کر دیتے ہیں"۔
ایشور داس نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دیوہیکل ہری چند پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ عمران کی آنکھوں میں
سرخی کچھ اور بڑھ گئی۔

"آخر رہے وہی بندھے ہوئے پر ہاتھ اٹھانے کے شیر۔۔۔ تمہیں یہ
تھپڑ مہنگا پڑے گا ہری چند"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے
لہجے میں زخمی چیتے کی سی غراہٹ تھی اور چہرے پر ایسی سنجیدگی ابھر آئی تھی
کہ ایشور داس بھی جھرجھری لے کر رہ گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔۔۔۔ ایشور داس نے شاید موضوع بدلنے
کے لئے عمران سے سوال کیا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ سب میرے ساتھی ہیں۔۔۔ ہم یہاں
مہاویر چکر کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کارخانے کو بھی
تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں جس میں وہ کیمیکل تیار ہو رہا ہے جو تم نے
پاکیشیا جانے والے دریاؤں میں ملانا ہے۔۔۔ اور سنو ایشور داس!۔
تم نے پاکیشیا کے دس کروڑ عوام کو پاگل بنانے کا جو منصوبہ تیار کیا ہے وہ
کبھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں

نام کے ساتھ ساتھ پوری تفصیل بھی بتا دی۔

"یہ منصوبہ ہر قیمت پر پایۂ تکمیل کو پہنچے گا ــــ میں پاکیشیا کو تہس نہس کر کے رکھ دوں گا ــــ میں اسے پاگلوں کا ملک بنا دوں گا۔ ایک ایسا ملک جہاں عقل نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی" ــــ الیشور داس نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پاگل تم ہو الیشور داس! ــــ اور وہ لوگ بھی پاگل ہیں جو تمہارے اس منصوبے میں تمہارے ساتھ شامل ہیں" ــــ عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے پیچھے لے جاؤ اور ان سب کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دو ــــ ان سب کی بوٹیاں اڑا دو ــــ ان کا ریشہ ریشہ علیحدہ کر دو ــــ میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیسے میرے منصوبے کے آڑے آتے ہیں" ــــ الیشور داس نے دھاڑتے ہوئے کہا اور آپریٹر تیزی سے عمران کا بنچ پیچھے دھکیلتے لئے گئے۔

عمران نے دیکھا کہ اس دوران اس کے سب ساتھی ہوش میں آ چکے تھے لیکن وہ آنکھیں کھولے خاموش پڑے ہوئے تھے۔

جیسے ہی عمران کا بنچ واپس اپنی پہلی جگہ پر پہنچا۔ دونوں آپریٹر تیزی سے ہٹتے چلے گئے اور اسی لمحے ہری چند سمیت باقی تین مشین گنوں سے مسلح افراد آگے بڑھ آئے۔ ظاہر ہے ان کی مشین گنوں کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف تھا۔

"سنو الیشور داس! ــــ ہم اس وقت بظاہر تمہارے قبضے میں ہیں اور تم جس وقت چاہو ہمیں گولی مار سکتے ہو۔ لیکن میں اس ہری چند کو اس کے

تھپڑ کا جواب مرنے سے پہلے دینا چاہتا ہوں ــــ اگر تم واقعی بہادر ہو تو مجھے اس سے لڑنے کا ایک موقع دو" ــــ عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں الیشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان سب کی تلاشی لے لی گئی ہے؟" ــــ الیشور داس نے مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس! ــــ ان کی جیبیں بالکل خالی ہیں" ــــ ایک نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ عمران کے علاوہ باقی سب کی بنچیں دیواروں کے ساتھ لگا دی جائیں اور درمیان میں جگہ خالی چھوڑ دی جائے" ــــ الیشور داس نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس کے حکم کی تعمیل میں عمران کی بنچ چھوڑ کر باقی بنچوں کو دیواروں کے ساتھ لگا دیا گیا اور اب بڑے کمرے کے درمیان میں خاصی جگہ خالی ہو گئی۔

"باس! ــــ میری ایک تجویز ہے" ــــ اچانک گوپی رام نے کہا۔

"وہ کیا" ــــ؟ الیشور داس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس! ــــ یہ شخص مجھے انتہائی خطرناک معلوم ہو رہا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ کم از کم آپ اس کو آزاد کرنے کے بعد اس کمرے میں موجود نہ ہوں؟" گوپی رام نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب! ــــ آپ دیکھیں گے کہ میں ایک لمحے میں اس کی گردن مروڑ دوں گا۔ باس کو یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے" ــــ ہری چند نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گوپی رام بے حد ذہین آدمی ہے ــــ یہ بہت دور کی سوچتا ہے۔

جب میں محفوظ شیشے کے پار بیٹھ کر یہ تماشا دیکھ سکتا ہوں تو پھر رسک کیوں لیا جائے"۔ الیشور داس نے گوپی رام کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی باس" ـــــ ہری چند نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"آؤ گوپی رام میرے ساتھ ـــــ اور سنو ہری چند! ـــــ لڑائی کو میں ہی کنٹرول کرونگا اس لئے میرے حکم کے بغیر عمران کو نہ کھولا جائے" ـــــ الیشور داس نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی لیکن اس نے ان کی باتوں میں کوئی مداخلت نہ کی۔

الیشور داس اور گوپی رام کے باہر نکلتے ہی ہری چند نے آگے بڑھکر دروازہ بند کر دیا۔ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد ہی میز کے پچھلی دیوار تیز آواز سے ایک طرف سرکتی چلی گئی اور اب وہاں دیوار کی بجائے ایک شفاف شیشہ نظر آرہا تھا جس کے پیچھے کرسیوں پر الیشور داس اور گوپی رام بیٹھے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

"او۔کے ـــــ اس سؤر کو کھول دو آپریٹر ـــــ میں دیکھتا ہوں کہ ہری چند اس کی ہڈیاں کس انداز میں توڑتا ہے" ـــــ کمرے میں الیشور داس کی آواز سنائی دی اور ایک مشین کے قریب کھڑا ہوا آپریٹر تیزی سے مڑا اور پھر اس نے مشین کے اوپر لگے ہوئے بے شمار بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی عمران کے جسم کے گرد کسے ہوئے لوہے کے راڈ تیز آواز سے بنچ کے اندر غائب ہو گئے۔ ان کا سسٹم لاسکی انداز میں اس مشین سے بھی کنٹرول کیا جاتا تھا۔

جیسے ہی لوہے کے راڈ غائب ہوئے، ہری چند تیزی سے عمران

کی طرف بڑھا۔

"ٹھہرو مسٹر بودی رام! ـــــ ذرا مجھے ہاتھ پیر تو سیدھے کر لینے دو" ـــــ عمران نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ہری چند! ـــــ چند لمحے رک جاؤ۔ ورنہ مقابلے کا لطف نہ آئے گا" ـــــ الیشور داس کی آواز سنائی دی اور ہری چند رُک گیا۔

عمران نے دونوں ہاتھ فضا میں پھیلائے اور پھر اس نے ہلکا ہلکا اچھلنا شروع کر دیا جیسے وہ رکے ہوئے خون کا دوران صحیح کر رہا ہو۔

عمران کے ساتھی بنچوں پر کسے ہوئے خاموشی سے یہ عجیب و غریب تماشا دیکھ رہے تھے لیکن وہ خود کوئی حرکت کرنے سے معذور تھے اس لئے وہ مجبوراً خاموش پڑے ہوئے تھے۔

"ہری اَپ مسٹر ہری چند! ـــــ اب تم دل کے جتنے ارمان ہیں نکال لو" ـــــ اچانک عمران نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"سنو ہری چند! ـــــ موت یا فتح صرف دو چیزیں ہو سکتی ہیں ـــــ شکست نام کا کوئی لفظ میں نہیں سنوں گا" ـــــ اچانک الیشور داس نے کہا۔ اور پھر ہری چند سر ہلاتا ہوا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا آگے بڑھنے لگا۔ اس کا انداز بے حد جارحانہ تھا لیکن عمران بڑے مطمئن انداز میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوا تھا۔

پھر عمران سے دو قدم کے فاصلے پر پہنچ کر دیو ہیکل ہری چند رُک گیا اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے انداز میں ایسی حقارت تھی جیسے وہ عمران کو مچھر کی طرح چٹکی میں مسل دینے کی طاقت رکھتا ہو۔

"کیا سیل ختم ہو گئے ہیں ہری چند ـــــ؟ الیشور داس کو کہو کہ نئے سیل ڈال دے" ـــــ عمران نے اسے رُکے ہوئے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہری چند

اس کی بات سنتے ہی یوں اپنی جگہ سے اچھلا جیسے اس کے پیروں کے نیچے سپرنگ آگئے ہوں۔ وہ کسی عقاب کی طرح اڑ کر عمران پر جھپٹا تھا۔

مگر عمران پلک جھپکنے میں دائیں طرف ہٹ گیا اور ہری چند اپنے ہی زور میں اڑتا ہوا سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس نے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے آپ کو دیوار سے ٹکرانے سے بچا لیا اور پھر دیوار سے ٹکراتے ہی وہ تیزی سے مڑا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ گیا تھا۔

"تمہارے سر پر لگا ہوا ایریل ٹیڑھا ہو گیا ہے ہری چند ——— اسے سیدھا کر لو" ——— عمران نے اسے مڑتا دیکھ کر بڑے شگفتہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"میں تمہاری ہڈیاں پیس دوں گا" ——— ہری چند نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور اس بار وہ دونوں بازو پھیلا کر آگے بڑھنے لگا۔ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئی تھیں۔

"میری ہڈیاں پیس کر سُرمہ لگاؤ گے تو تمہیں زمین میں دبے ہوئے خزانے نظر آ جائیں گے" ——— عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ عمران کے انداز میں ذرا سی بھی گھبراہٹ نہ تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ماہر رنگ ماسٹر کی طرح سٹیج پر کھڑا لوگوں کو تماشا دکھا رہا ہو۔

اور پھر ہری چند نے چیخ مار کر عمران پر دوبارہ چھلانگ لگا دی۔ اس بار اس کے بازو پھیلے ہوئے تھے اور انداز میں پہلے سے کہیں زیادہ پھرتی تھی یوں لگتا تھا جیسے اس بار عمران اس کے حملے کی زد سے بچ کر کسی صورت میں بھی نہیں نکل سکتا۔

عمران بڑے مطمئن انداز میں کھڑا رہا۔ جیسے ہی ہری چند اس کے اوپر آیا عمران کولہوں کے بل زمین پر گرا۔ اور دوسرے لمحے اس کے اوپر گرنے والا

ہری چند اس کے دونوں پیروں پر اٹھتا ہوا پوری قوت سے اس شیشے کے ساتھ جا ٹکرایا جس کے پیچھے ایشور داس اور گوپی رام بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ ٹکراؤ اتنا زور دار تھا کہ ہری چند کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

"اچھا یہ کھلونا چیختا بھی ہے ——— شائد اس کے پیٹ میں درد ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور اسی لمحے ہری چند ایک بار پھر عمران پر جھپٹ پڑا۔ اس بار اس نے عمران کو زبردست ڈاج دیا۔ وہ اچھل کر عمران کی طرف بڑھا لیکن عین قریب آ کر اس نے یکدم اپنے آپ کو روک لیا اور عمران جو اس کے حملے سے بچنے کے لئے تیزی سے بائیں طرف جھکا تھا۔ ہری چند کی زد میں آ گیا اور ہری چند کا دایاں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور عمران کے پہلو پر زبردست ضرب لگی۔ ضرب اتنی زور دار تھی کہ عمران لڑکھڑاتا ہوا چار قدم بائیں طرف ہٹتا چلا گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا ہری چند نے اچھل کر پوری قوت سے اس کے چھاتی پر اپنا سر مارنا چاہا۔ مگر عمران عین موقع پر تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے ہری چند کی گردن عمران کے دونوں ہاتھوں میں تھی اور اسی لمحے عمران تیزی سے اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں بیک وقت اچھل کر پوری قوت سے ہری چند کے پیٹ پر لگیں اور ہری چند فضا میں قلابازی کھا کر الٹ گیا۔

عمران اس داؤ کی وجہ سے کولہوں کے بل زمین پر گرا تھا لیکن اس نے ہری چند کی گردن نہ چھوڑی تھی اس لئے ہری چند کا جسم قلابازی کھا کر الٹا مگر گردن اس کی سیدھی ہی رہی اور دوسرے لمحے ہری چند کی موٹی گردن اس کے جسم کا مکمل بوجھ نہ سہار سکی اور گردن کی ہڈی ٹوٹتی چلی گئی۔ اور ہری چند کے حلق سے آخری چیخ بمشکل نکل سکی۔ جیسے ہی ہری چند کی گردن

کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز نکلی، عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے نیچے گرتے ہوئے جسم کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالا اور دوسرے لمحے اس دیو ہیکل ہری چند کا بھاری جسم کسی ہلکی سی گیند کی طرح اڑتا ہوا ان مسلح آدمیوں پر جا گرا جو اطمینان سے مشین گنیں پکڑے اس تماشا کو دیکھنے میں مصروف تھے ۔ عمران نے ہری چند کو اس انداز میں اچھالا تھا کہ وہ لمبائی کے رُخ میں ان تینوں سے جا ٹکرایا تھا وہ تینوں اس سے ٹکرا کر دیوار سے جا ٹکرائے اور پھر اس کے جسم سمیت نیچے زمین پر جا گرے ۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، عمران زخمی چیتے کی طرح اچھل کر ان پر جا پڑا ۔

تینوں مسلح افراد کو اس وقت تک یہ احساس نہ ہو سکا تھا کہ ہری چند کی گردن ٹوٹ گئی ہے اور وہ ختم ہو چکا ہے ۔ وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ ان دونوں کے درمیان جنگ جاری ہے اور چونکہ الیشور داس کی طرف سے اس لڑائی کے دوران مداخلت کرنے کا کوئی اشارہ موجود نہ تھا ۔ اس لئے وہ تیزی سے اٹھ کر ایک طرف ہٹنے کی کوشش کرنے لگے اور اسی لمحے عمران نے نیچے گرتے ہی پوری قوت سے اپنے جسم کو اچھالا اور اس بار وہ تینوں اٹھتے ہوئے نوجوان اس کے جسم کا زوردار دھکا لگنے سے دور تک لڑھکتے چلے گئے اور عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ وہ ایک نوجوان کے ہاتھ سے مشین گن چھیننے میں کامیاب ہو چکا تھا ۔

الیشور داس بھی شاید ابھی پوری طرح صورت حال کو نہ سمجھ سکا تھا اس لئے خاموش بیٹھا تھا ۔

مشین گن ہاتھ میں آتے ہی عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا

رُخ ان تینوں نوجوانوں کی طرف کیا اور دوسرے لمحے گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ساتھ ان تینوں کی چیخیں کمرے میں گونج اٹھیں ۔

مشین گن کا رُخ پلک جھپکتے ہی بدلا اور مشینوں کے ساتھ کھڑے ہوئے دونوں آپریٹر چیخ مار کر زمین پر جا گرے اور پھر گولیوں کی بوچھاڑ ان دونوں مشینوں پر پڑی اور دوسرے لمحے دو خوفناک دھماکے ہوئے اور دونوں مشینوں کے پرخچے اڑ گئے ۔

مشینوں کے پرخچے اڑتے ہی عمران کے ساتھیوں کے جسموں کے گرد موجود لوہے کے راڈ بھی یکلخت غائب ہو گئے اور وہ سب اچھل کر پنجوں سے نیچے اتر آئے ۔ پھر کیپٹن شکیل اور صفدر نے بغیر وقت ضائع کئے باقی دو مشین گنوں پر قبضہ کر لیا ۔

مگر عین اسی لمحے ایک خوفناک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور کمرے کا پورا فرش دو حصوں میں تقسیم ہو کر نیچے لٹک گیا اور وہ سب کمرے میں موجود لاشوں سمیت نیچے گہرائی میں گرتے چلے گئے ۔ اندھی گہرائی میں ۔

ختم شد

دہشت۔ تحیر۔ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور

کاروان دہشت

حصہ دوم

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم اے

- ۔ لرزا دینے والی خوفناک ترین جنگ کا آغاز
- ۔ کافرستان کی طاقتور ترین تنظیم مہادیر چکر ——— اور عمران اور اسکے ساتھیوں کے درمیان ایسی جان لیوا کشمکش ——— جس کا ہر لمحہ موت سے زیادہ کربناک ثابت ہوا۔
- ۔ مہادیر چکر کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرتے کرتے عمران اور اس کے ساتھی ٹنوں وزنی مٹی کے نیچے زندہ دفن ہونے پر مجبور ہو گئے۔
- ۔ ایسی خوفناک کہانی ——— جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہر لمحہ موت کا نیا ذائقہ چکھنا پڑا۔
- ۔ جوزف، جوانا اور سیکرٹ سروس کی طرف سے ایسی صلاحیتوں کا مظاہرہ کہ عمران جیسا آدمی بھی بے اختیار داد دینے پر مجبور ہو گیا۔
- ۔ کیا مہادیر چکر اپنے خوفناک منصوبے میں کامیاب ہو گئی ———؟ کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کی تمام کوششیں بے کار ثابت ہوئیں ———؟ کامیابی نے کس کے قدم چومے؟ ایک ایسی کہانی جسے مظہر کلیم بڑے فخر کیساتھ آپکے سامنے پیش کر رہے ہیں

یوسف برادرز پبلشرز۔ بکسیلرز پاک گیٹ ملتان
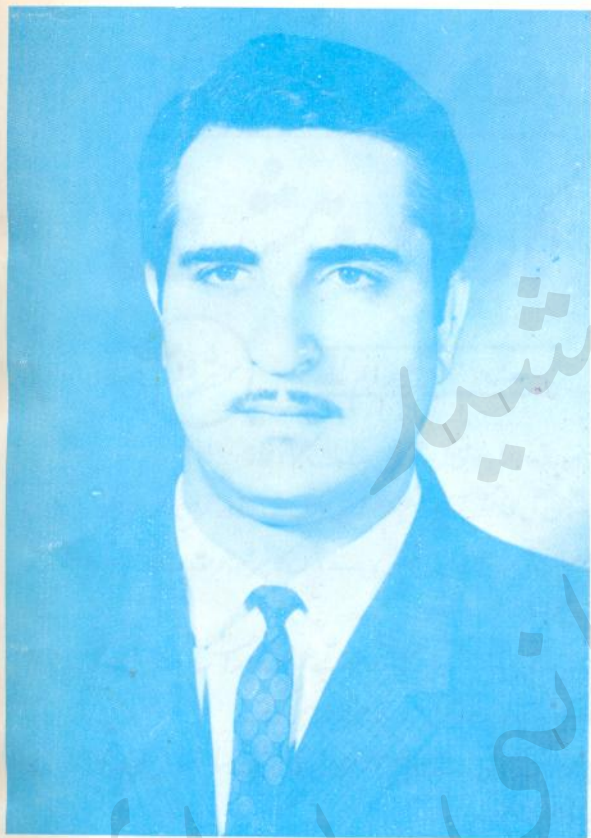
مظہر کلیم ایم۔اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بُک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان

عمران سیریز
پلاٹینیم جوبلی نمبر
کاروانِ دہشت
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز
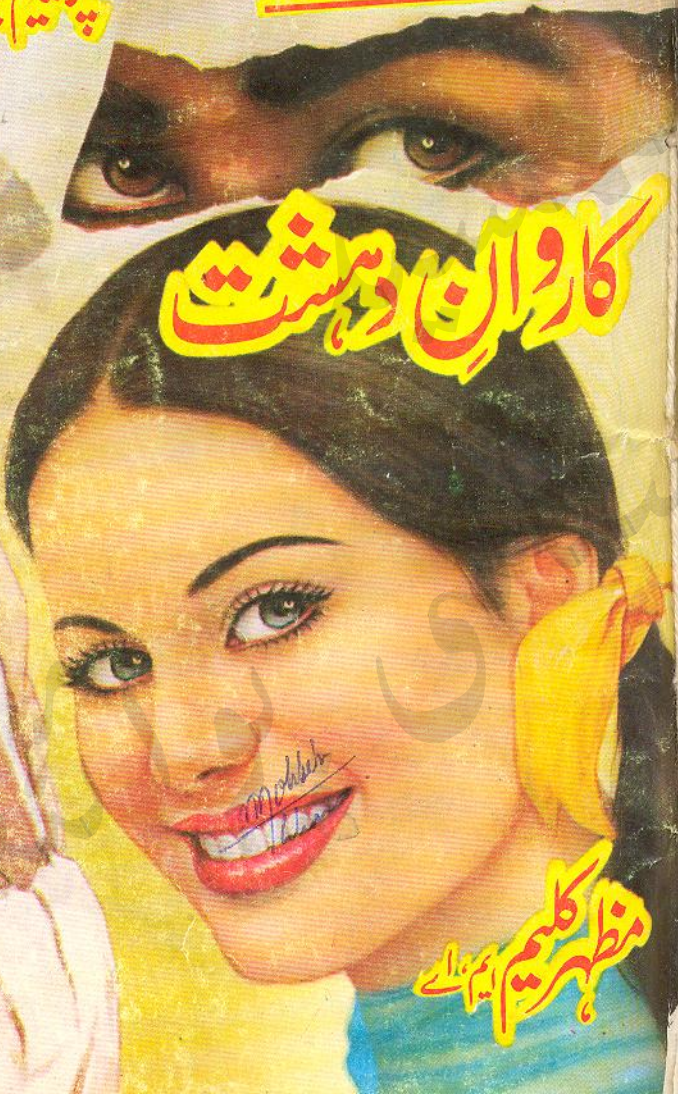
پلاٹینیم جوبلی نمبر

کاروانِ دہشت

حصّہ دوم

منظہر کلیم ایم اے

کتاب گھر اینڈ

ناشران ----- اشرف قریشی
--------- یوسف قریشی
پرنٹر ------ محمد یونس

چند باتیں

محترم قارئین !

کاروان دہشت آگے بڑھ رہا ہے۔ پاکیشیا کی تباہی کے دو خوف ناک منصوبے سامنے آچکے ہیں۔ اتنے خوفناک کہ ان کا تصور کرتے ہوئے بھی دہشت سے دل لرزنے لگتا ہے ____ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہمت ہارنا تو سیکھا ہی نہیں ہے۔ چنانچہ وہی ہوا ____ جیسے ہی انہیں ان منصوبوں کا علم ہوا وہ دشمن پر قہر الٰہی بن کر ٹوٹ پڑے۔ وہ بظاہر چند افراد پر مشتمل ایک چھوٹا سا گروپ ہے۔ لیکن جب ملک کی سلامتی اور ملک کے کروڑوں عوام کی جانوں کے تحفظ کا مقدس جذبہ رُوح کی گہرائیوں میں موجود ہو تو پھر عام آدمی بھی دنیا کا طاقتور ترین انسان بن جاتا ہے۔ اور عمران اور اس کے ساتھی تو ظاہر ہے عام آدمی نہیں ہیں ____ وہ عام حالات میں بھی اپنے ملک کی سلامتی کے لئے جانیں لڑا دیتے ہیں اور موجودہ صورتحال میں تو ظاہر ہے وہ کیا نہیں کر سکتے۔

پہلے منصوبے کے خلاف خوفناک اور جان لیوا جنگ کا آغاز ہو چکا ہے ایسی تیز رفتار جنگ کہ بجلیاں بھی اپنی رفتار پر شرمندہ ہو کر رہ گئیں۔ اور پھر ہر گزرنے والا لمحہ خوفناک اور اعصاب شکن کش مکش سمیٹ کر گزرتا رہا۔ عمران اور اس کے جیالے ساتھی موت کے عمیق سمندر میں کُود چکے ہیں۔ مہادیر چکر مقابلے میں ہے ____ وقت بے حد کم ہے اور مشن بہت بڑا۔

اس جنگ کا کیا انجام ہوا ____ ؟ اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے

اس جان لیوا جنگ میں کس طرح موت کے بے رحم اور طاقتور ہاتھوں میں اپنے ہاتھ ڈالے ——— ؟ اس کی تفصیل تو آپ کو کتاب پڑھنے سے ہی معلوم ہو گی۔ بہرحال یہ میرا دعویٰ ہے کہ اس کہانی کے پڑھنے کے بعد آپ عمران اور اس کے ساتھیوں پر بے اختیار فخر کرنے پر مجبور ہو جائیں گے ——— اور کیوں نہ کریں۔ یہی تو وہ لوگ ہیں جن پر فخر کرنے سے انسان کو اپنا قد بلند ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم اے

کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا۔ جب بھی اس کے پاس کوئی فوری نوعیت کا کام نہ ہوتا تو وہ غیر ملکی رسالے پڑھنے میں مصروف ہو جاتا تھا۔ یہ اس کا شغل بھی تھا اور اس کی عادت بھی۔

رسالہ پڑھتے پڑھتے اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر رسالے کو الٹا کر میز پر رکھ دیا۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پڑھتے پڑھتے تھک گیا ہو اور چند لمحوں کے لئے ذہن اور آنکھوں کو آرام دینا چاہتا ہو۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور اونچی نشست والی کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ مگر دوسرے لمحے کمرے میں گونجنے والی تیز سیٹی کی آواز سن کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

سیٹی کی آواز اس کی پشت پر دیوار میں نصب ایک بڑی سی الماری

سے نکل رہی تھی۔

وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے الماری کے ایک کونے میں لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی الماری کے پٹ درمیان سے کھل کر دونوں اطراف میں غائب ہو گئے۔ اور اس نے الماری کے درمیانی خانے میں نصب ایک بڑے سے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ میں لگے ہوئے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ سیٹی کی آواز اسی خلانے سے نکل رہی تھی۔

الماری کے لمبے چوڑے خلانے میں وہی ٹرانسمیٹر ہی نصب تھا اور اس پر بے شمار ڈائل اور بٹن موجود تھے۔ یہ ایک انتہائی وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر تھا جس پر پوری دنیا میں کہیں سے بھی کال کیچ کی جا سکتی تھی اور اسے خاص ایمرجنسی میں ہی استعمال کیا جاتا تھا۔

شاگل نے سائیڈ میں لگا ہوا بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر کے سامنے کے رُخ پر موجود بے شمار چھوٹے بڑے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور ڈائلوں پر سوئیاں تھر کنے لگیں۔

شاگل کی نظریں درمیان میں موجود بڑے سے ڈائل پر جمی ہوئی تھیں اور پھر جیسے ہی اس کی مختلف رنگوں کی سوئیاں ایک جگہ اکٹھی ہوئیں۔ شاگل کے چہرے پر ناگواری کے آثار چھا گئے۔ سوئیاں جس ہندسے پر جمع ہوئی تھیں اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کال کافرستان کے جنوبی سرحدی علاقے سے کی جا رہی ہے۔ اور یہاں اس علاقے میں ایسی کوئی بات شاگل کے ذہن میں نہ تھی جس کے لئے یہ ایمرجنسی ٹرانسمیٹر استعمال کیا جاتا۔ اس کے لئے تو عام ٹرانسمیٹر بھی استعمال کیا جا سکتا تھا۔

بہرحال اس نے ایک سُرخ رنگ کا بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر

سے نکلنے والی تیز سیٹی کی آواز یکلخت خاموش ہو گئی۔

چند لمحے سکوت طاری رہا۔ پھر ٹرانسمیٹر سے ایک منمناتی ہوئی آواز اُبھری۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بولنے والا عنقریب زندگی سے محروم ہونے والا ہو۔

"رنجیت کمل بول رہا ہوں جناب۔ اوور"

"رنجیت کمل! ــــ تم کہاں سے اچانک ٹپک پڑے ــــ؟ میں شاگل بول رہا ہوں۔ اوور" ــــ شاگل نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ اُسے رنجیت کمل کی طرف سے کال کی بعید ترین توقع بھی نہ تھی۔ کیونکہ رنجیت کمل جب سے مہاویر چکر میں شامل ہوا تھا اس کا رابطہ سیکرٹ سروس سے بالکل ہی کٹ چکا تھا۔

"جناب! ــــ آپ کے لئے ایک اہم اطلاع ہے ــــ میں مہاویر چکر میں ضرور شامل ہوا ہوں لیکن میں ذہنی طور پر اب تک اپنے آپ کو سیکرٹ سروس کا ہی ایجنٹ سمجھتا ہوں۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے رنجیت کمل نے بڑے انکسارانہ لہجے میں جواب دیا۔

"شکریہ رنجیت کمل! ــــ مجھے بھی ہمیشہ تمہاری صلاحیتوں کا اعتراف رہا ہے لیکن اعلیٰ حکام کے فیصلے کی وجہ سے میں مجبور ہو گیا تھا ــــ بہرحال کیا اطلاع ہے۔ اوور" ــــ شاگل نے جواب دیا۔

"جناب! ــــ پاکیشیا کے علی عمران کا باڈی گارڈ جوزف اس وقت ایک اور حبشی کے ساتھ سنگام میں موجود ہے ــــ دوسرا حبشی جوانا ہے جس کا تعلق بین الاقوامی قاتلوں کی تنظیم ماسٹرز کلرز سے ہے ــــ میں نے اس کی اطلاع مہاویر چکر کے باس الیشور داس کو دی ہے۔ الیشور داس نے

ان دونوں کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر میں جدید ترین چیکنگ مشینوں سے ان کے دماغ کھنگالے اور معلومات حاصل کیں۔ ۔ اور پھر اسی طرح بیہوشی کے عالم میں واپس ہوٹل بھیج دیا۔ لیکن اس دوران میں نے کچھ لوگوں کی پُر اسرار نقل و حرکت چیک کر لی ــــ جوزف اور جوانا کے اغوا کے دوران بھی وہ ان کا تعاقب کرتے رہے اور ٹانگی جھیل تک پہنچ گئے۔ پھر ایک آدمی کامیں تعاقب کرتا رہا۔ وہ دس مسلح افراد کو لے کر بلٹ پروف جیپوں میں سرحدی پٹی میں رات کو پہنچ گیا۔ ـــــ میں بھی ان کے پیچھے لگا ہوا تھا ـــــ پھر رات کو پاکیشیا کی طرف سے انتہائی نیچی پرواز کرتے ہوئے ایک ہیلی کاپٹر پر جہاز آیا اور اس نے کچھ لوگوں کو وہاں اتار دیا ـــــ

مہادیر چکر کا ہری چند اپنے ساتھیوں سمیت پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ وہ شائد جوزف اور جوانا سے معلومات کی بنا پر وہاں پہنچے تھے۔ ان کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی اور ہری چند کو انہوں نے قابو کر لیا۔ باقی ساتھی مارے گئے۔ ان میں دو تین ہی بچ کر نکل سکے۔ کیونکہ جوزف اور جوانا کا تعاقب کرنے والی پارٹی کے افراد پشت سے ان پر ٹوٹ پڑے تھے پھر وہ سب جیپوں پر سوار ہو کر پہاڑی راستے سے نکل بھاگے۔ مگر میں نے بر وقت ایشور داس کو اطلاع کر دی اور اس نے اپنے گشتی دستوں کی مدد سے ان کی ناکہ بندی کر لی۔ وہاں زبردست جھڑپ ہوئی آنے والوں کی ایک جیپ تباہ ہو گئی۔ مگر انہوں نے عجیب سا لاوا بہاتے ہوئے بم مار کر ایشور داس کی باقی جیپوں اور آدمیوں کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا اور نکل گئے ــــ پھر میں نے ان کی رہائش گاہ چیک کر لی ــــ مہادیر چکر نے بھی ان کی رہائش گاہ ڈھونڈ نکالی۔ اور

ہری چند جو پہلی جھڑپ میں بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا اپنے اسکواڈ سمیت ان پر ٹوٹ پڑا اور انہیں بیہوش کر کے لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اوور" ـــــ رنجیت کمل نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" مگر پیراشوٹوں سے کودنے والے کون لوگ تھے ـــــ ؟ اور ان کا ٹکراؤ مہادیر چکر سے کیوں ہوا۔ اوور" ـــــ ؟ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" جناب! ـــ یہ علی عمران اور اس کے ساتھی یعنی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ تھے اور ان کا نشانہ لازمی طور پر مہادیر چکر کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ اب وہ سب مہادیر چکر کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں۔ ـــ میں جانتا ہوں کہ آپ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلے کرتے رہے ہیں جب کہ ایشور داس اور اس کے ساتھیوں کے لئے یہ لوگ نئے ہیں۔ اس لئے مجھے خطرہ ہے جناب کہ ہیڈ کوارٹر پہنچنے کے بعد کہیں یہ لوگ صورتحال کو ہی نہ پلٹ دیں ـــــ اور آپ شائد جانتے ہوں کہ مہادیر چکر آج کل پاکیشیا کے خلاف ایک اہم ترین منصوبے پر کام کر رہا ہے۔ اوور" ـــــ رنجیت کمل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہو ـــــ مہادیر چکر اور پاکیشیا کے خلاف کام کر رہی ہے مجھے تو علم نہیں ہے۔ اوور" ـــ شاگل کے لہجے میں بے پناہ حیرت نمایاں تھی۔

اور پھر رنجیت کمل نے مختصر طور پر تمام منصوبہ شاگل کو بتا دیا۔

" اوہ! ـــ یہ تو بہت خطرناک ہے ـــ عمران اور اس کے ساتھی مہادیر چکر

کے بس کے نہیں ہیں ۔۔۔ انہیں چاہیئے تھا کہ مجھے بتاتے ۔۔۔ کافرستان میں صرف میری ذات ہی ہے جو علی عمران کا صحیح توڑ ہے ۔ بہر حال مجھے اپنے فرائض نبھانے ہیں ۔۔۔ اس منصوبے کی تباہی کافرستان کی شکست ہے ۔۔۔ اور میں کافرستان کے ساتھ لفظ شکست برداشت نہیں کر سکتا ۔۔۔ یہ بتاؤ کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے ۔۔۔ ؟ میں فوری طور پر ایکشن میں آنا چاہتا ہوں ۔۔۔ لیکن اگر میں نے اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کیا تو وہ اس کی اجازت نہ دیں گے ۔۔۔ اور اگر دیں گے بھی سہی تو اس میں کافی وقت ضائع ہو جائے گا ۔ اوور" ۔۔۔ شاگل نے بے چین سے لہجے میں کہا ۔

"آپ اپنے ساتھیوں سمیت فوری طور پر سلگام پہنچ جائیں ۔۔۔ پھر یہاں جیسے بھی حالات ہوں گے آپ اسی طرز کا لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں ۔ اوور" ۔۔۔ رنجیت کمل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا ۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے کے اندر سلگام پہنچ رہا ہوں ۔۔۔ تم مجھے کہاں ملو گے ۔ کیونکہ میں نے مہاویر چکر کا ہیڈ کوارٹر نہیں دیکھا ۔ اوور" ۔۔۔ شاگل نے کہا ۔

"آپ ڈانگلی جھیل پر پہنچ جائیں ۔۔۔ میں وہاں ریسٹورنٹ کے سامنے موجود ہوں گا ۔۔۔ ہیڈ کوارٹر بھی وہیں ہے ۔ اوور" ۔۔۔ رنجیت کمل نے جواب دیا ۔

"او کے ! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں دو گھنٹے کے اندر اندر اپنے ساتھیوں سمیت آ رہا ہوں ۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ شاگل نے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا ۔

رابطہ ختم کرنے کے بعد شاگل نے انتہائی پھرتی سے ٹرانسمیٹر والی الماری بند کی اور تیزی سے وہ دوبارہ میز کی طرف بڑھا ۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر میز کی دراز کھولی اور دراز کے اندر کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا ۔

بٹن دبتے ہی سامنے کی دیوار پر لگی ہوئی ایک سکرین جھلملانے لگی اور پھر چند لمحوں بعد سکرین روشن ہو گئی ۔ اور اس پر ایک نوجوان کی تصویر ابھر آئی ۔

"یس باس" ۔۔۔ نوجوان کے لب ہلے اور کمرے میں ایک مؤدبانہ آواز گونج اٹھی ۔

"روپ چند ! ۔۔۔ فوری طور پر بیس افراد فائٹنگ سیکشن سے تیار کرو ۔۔۔ انہیں ہر لحاظ سے مسلح ہونا چاہیئے ۔۔۔ یہ افراد ایسے ہوں جو ہر آزمائش پر اترنے والے ہوں ۔۔۔ انہیں صرف اور صرف پانچ منٹ کے اندر بالکل تیار ہو کر زیرو ایئر پورٹ پر پہنچ جانا چاہیئے میں وہاں موجود ہوں گا ۔۔۔ جلدی پانچ منٹ کے اندر پہنچو" ۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا ۔

"زیرو ایئر پورٹ ! ۔۔۔ باس ! ۔ کیا باہر جانا ہے" ۔۔۔ ؟ نوجوان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"ہاں ! ۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس مع عمران کے سلگام میں موجود ہے ۔۔۔ انتہائی خطرناک صورت حال ہے ۔۔۔ اور ہمیں وہاں فوری طور پر پہنچنا ہے ۔ کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی الیشور داس کے بس کے نہیں ہیں" ۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

سنگم میں ۔۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔۔۔ مگر ہمیں تو ان کی آمد کی
اطلاع نہیں ہے" ۔۔۔ نوجوان نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔
تم باتوں میں وقت ضائع مت کرو ۔۔۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔
ایک لمحہ قیمتی ہے" ۔۔۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔
او کے باس! ۔۔ بیس آدمی زیرو ایئرپورٹ پر پہنچ جائیں گے"۔
ان نے جواب دیا۔
اور شاگل نے بٹن آف کر کے میز کی دراز بند کی اور پھر تیزی سے اٹھ
ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف دوڑتا چلا گیا تاکہ خود بھی ایئرپورٹ جانے کی
کر سکے۔

عمران کا نام سنتے ہی اس کی رگوں میں پارہ سا دوڑنے لگ گیا تھا۔

ایشور داس اور گوپی رام کرسیوں پر بیٹھے بڑے اطمینان سے ڈارک روم
میں ہونے والا زوردار مقابلہ دیکھ رہے تھے۔ پہلے پہل تو ایشور داس
کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں ہوئے جب ہری چند باوجود کوشش
کے عمران کو ٹریپ نہ کر سکا۔
اور پھر جب عمران نے ہری چند کو پیروں پر اچھال کر ان کے سامنے
موجود شیشے پر دے مارا۔ تو ایشور داس غصے کی شدت سے چیخ اٹھا۔
" ہری چند! ۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے" ۔۔۔ ایشور داس کے لہجے میں
شدید غصہ تھا۔
مگر دوسرے لمحے ہری چند جب عمران کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا
تو ایشور داس کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا اور ہری چند نے ڈاج دے کر
عمران کے پہلو میں زبردست ضرب لگائی تھی اور عمران ضرب کی شدت سے
چار قدم پیچھے لڑکھڑاتا چلا گیا۔ اسی لمحے ہری چند نے اچھل کر عمران کے سینے

پڑٹکر مارنی چاہی۔ مگر عمران نے اس کی گردن پکڑی اور ساتھ ہی نیچے بیٹھ کر دونوں ٹانگوں سے ہری چند کے پیٹ پر ضرب لگائی اور ہری چند فضا میں قلابازی کھا گیا۔ اور ہری چند کے حلق سے چیخ سی نکلی۔

اسی لمحے عمران نے ہری چند کے جسم کو اٹھا کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے مسلح افراد پر دے مارا۔ دیوہیکل اور بھاری بھرکم ہری چند کو اس طرح گیند کی طرح فضا میں اچھلتے دیکھ کر الیشور داس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں

اور پھر الیشور داس نے عجیب وغریب منظر دیکھا کہ عمران اچھل کر ہری چند اور نیچے گرے ہوئے مسلح افراد پر کودا۔ اور وہ تینوں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے مسلح افراد دھکا لگنے سے لڑکھڑاتے ہوئے ایک بار پھر گرتے چلے گئے۔

الیشور داس نے بجلی کی سی تیزی سے عمران کو اٹھتے دیکھا اور دوسرے لمحے کمرہ مشین گن کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا اور ساتھ ہی اس نے ان تینوں مسلح افراد کے ساتھ ساتھ مشینوں کے آپریٹروں کو بھی زمین پر پڑے پھڑکتے دیکھا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی سمجھ میں کوئی بات آتی۔ زوردار دھماکوں سے دونوں مشینیں پھٹتی چلی گئیں۔ عمران نے ان مشینوں پر فائر کھول دیا تھا اور مشینیں زوردار دھماکوں سے پھٹتی چلی گئیں اور ساتھ ہی عمران کے ساتھی بھی خودبخود آزاد ہو گئے۔

"اوہ — اوہ! — یہ کیا ہو گیا" — الیشور داس نے بری طرح کرسی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر شیشے کے نیچے لگا ہوا ایک بڑا سا ہینڈل کھینچ لیا۔ ہینڈل کھینچتے ہی ڈارک

روم کا فرش درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو کر سائیڈ کی دیواروں سے جا لگا اور عمران اور اس کے ساتھی لاشوں سمیت نیچے جا گرے۔

فرش چند لمحوں بعد خودبخود برابر ہو گیا۔ لیکن اب فرش خالی تھا اور فرش برابر ہوتے ہی الیشور داس تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بھاگا۔ دروازے سے باہر راہداری میں بے تحاشا بھاگتا ہوا وہ اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گوپی رام بھی اس کے پیچھے تھا۔

راہداری میں موجود مسلح آدمی اپنے چیف باس کو اس طرح بھاگتے دیکھ کر بوکھلا اٹھے۔ اور وہ بھی تیزی سے اس کی پیروی کرنے لگے۔

الیشور داس چند ہی لمحوں میں اپنے کمرے میں پہنچ گیا اس نے کمرے میں پہنچتے ہی انتہائی تیز رفتاری سے دیوار میں نصب ایک الماری کے پٹ کھولے اور پھر الماری کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی الماری کے خانے تیزی سے گھومے اور سائیڈوں سے چپک گئے۔ اب وہاں ایک دروازہ سا بن گیا اور الیشور داس بھاگتا ہوا اس دروازے کو پار کر گیا۔

دروازے کے دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ سیڑھیوں کے اختتام پر موجود ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف چلا گیا۔

یہاں ایک کافی بڑا ہال تھا جس کی دیواروں پر مختلف سکرینیں نصب تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی سی میز اور اس کے پیچھے ایک اونچی نشست والی کرسی موجود تھی۔ ہال کی دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں جو چل رہی تھیں اور ہر مشین کے سامنے اونچے سٹولوں پر ایک ایک

آدمی بیٹھا مشین کو کنٹرول کر رہا تھا۔

میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان بی
ہوا تھا۔ الیشور داس کو اس طرح بے تحاشا بھاگ کر کمرے میں داخل ہو
دیکھ کر نوجوان ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ مشینوں کے سامنے بیٹھے ہوئے آپر
بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

یہ دراصل ہیڈ کوارٹر کا مین آپریشن روم تھا اور یہاں سے پور
ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی نظام کو کنٹرول کیا جاتا تھا۔ اور الیشور داس شاذ و نا
ہی اِدھر کا رُخ کرتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اس انداز میں وہ بھاگتا ہوا ک
نہ آیا تھا۔ اس لئے وہ سب حیرت کی شدت سے بُت بنے کھڑے تھ

"جمنا داس! مجرموں کو میں نے ڈارک روم کے نیچے بہنے والے گٹ
میں پھینک دیا ہے ـــــ تم فوراً گٹر میں بیہوشش کر دینے والی گیس چھ
دو ـــــ اور ارجن سنگھ کو کال کر کے حکم دو کہ وہ اپنے آدمیوں سمیت
ٹانگلی جھیل کو گھیر لے ـــــ جیسے ہی یہ بیہوشی کے عالم میں وہاں پہنچ
ان پر فائر کھول دے اور انہیں کسی بھی قیمت پر زندہ جھیل سے باہر نہ
نکلنے دے" ـــــ الیشور داس نے کرسی کے سامنے کھڑے ہوئے نوجوا
جمنا داس سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا۔ اور نوجوان نے چیخ کر ایک
مشین کے آپریٹر کو یہی حکم دوہرا دیا۔

آپریٹر نے تیزی سے مشین کے مختلف بٹن دبا دیئے اور مشین کے
اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک بڑی سی گٹر لائن کا اندر
منظر نظر آنے لگا۔ آپریٹر نے تیزی سے مشین پر لگا ہوا ایک ہینڈل
گھمانا شروع کر دیا۔ اور سکرین پر تیزی سے منظر بدلنے لگا۔ گٹر کے مختلف

حصے تیزی سے سکرین پر ابھرتے اور مٹتے چلے جا رہے تھے۔

اور پھر اچانک آپریٹر نے ہاتھ ہینڈل سے اٹھا لیا۔ کیونکہ سکرین پر دھبے
سے ڈوبتے تیرتے نظر آ رہے تھے۔ اسی لمحے آپریٹر نے انتہائی پھرتی سے مشین
کے پینل میں لگے ہوئے ایک سرخ رنگ کے ہینڈل کو نیچے کی طرف دبایا
اور مشین کے مرکز میں لگے ہوئے بڑے سے ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی تیزی
سے مختلف ہندسے کراس کرتی دائیں طرف بڑھتی چلی گئی۔

جب سوئی ایک سرخ رنگ کے ہندسے پر پہنچی تو آپریٹر نے ہینڈل
دوبارہ اوپر کر دیا اور سوئی آہستہ آہستہ واپس اپنی پہلی جگہ پر پہنچ گئی۔ اس
کے ساتھ ہی آپریٹر نے سکرین بھی آف کر دی۔

"کام ہو گیا باس" ـــــ آپریٹر نے مڑ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور اسی
لمحے جمنا داس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے
دیوار کے درمیان میں اوپر لگی ہوئی ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی اور
اس پر ایک بڑی بڑی مونچھوں والے سکھ نوجوان کی تصویر ابھر آئی۔

"ارجن سنگھ! ـــــ فوراً اپنا گروپ لے کر ٹانگلی جھیل پر پہنچ جاؤ ـــــ مجرموں
کو گٹر میں پھینک کر بیہوشش کر دیا گیا ہے ـــــ وہ ٹانگلی جھیل میں نکلیں گے
تم نے انہیں ٹانگلی جھیل میں ہی ہلاک کر دینا ہے ـــــ کوئی آدمی جھیل
سے زندہ باہر نہیں نکلنا چاہیئے ـــــ یہ چیف باس کا حکم ہے" ـــــ جمنا داس
نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کتنے آدمی ہیں" ـــــ؟ ارجن سنگھ کی آواز گونجی۔

"دس گیارہ افراد ہیں ـــــ ان کی بوٹیاں اڑا دو ـــــ چاہے اس کے لئے
تمہیں پوری جھیل ہی کیوں نہ اڑانی پڑے" ـــــ جمنا داس کی بجائے اس بار

الیشور داس نے چیختے ہوئے کہا۔

" او کے باس! ___ آپ بے فکر رہیں " ___ ارجن سنگھ کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

" اور سنو! ___ ان کے ٹکڑے پانی سے نکال کر میرے سامنے لے آنا ___ ہوشیار رہنا۔ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں ___ نکلنے نہ پائیں " ___ الیشور داس نے کرخت لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس! ___ یہ بیہوش نہ بھی ہوتے تب بھی ارجن سنگھ سے بچ کر نہ نکل سکتے ___ اب تو مسئلہ ہی کوئی نہیں ہے " ___ ارجن سنگھ نے جواب دیا۔

" او کے! ___ اور سنو تم جمنا داس! ___ ہر لحاظ سے ہوشیار رہنا۔ جب تک یہ سب لوگ ہلاک نہ ہو جائیں " ___ الیشور داس نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑتا چلا گیا۔ اب اس کی چال میں خاص اطمینان نمایاں تھا۔

فرش کے اچانک ہٹنے سے عمران اور اس کے تمام ساتھی ساز و سامان سمیت گہرائی میں گرتے چلے گئے۔ مگر یہ گہرائی کچھ زیادہ ثابت نہ ہوئی اور چند لمحوں بعد زوردار چھپاکوں سے وہ سب پانی میں گرتے چلے گئے۔ پانی کی گہرائی اور اس کی رفتار خاصی تھی اس لئے وہ سب پہلے تو پانی میں ڈوبتے چلے گئے لیکن پھر فوراً ہی انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

" سب لوگ دیواروں کے ساتھ ہو جائیں " ___ عمران نے سطح پر آتے ہی چیخ کر کہا اور خود بھی تیزی سے سائیڈ کی طرف بہتا ہوا ایک دیوار سے چمٹ گیا۔ اس طرح کمرے کے فرش پر پڑی ہوئیں لوہے کی بنچیں جو ان کے ساتھ ہی نیچے گری تھیں پانی میں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ اور وہ ان سے ٹکرا کر زخمی ہونے سے بچ گئے۔

چونکہ یہاں گھپ اندھیرا تھا اس لئے چند لمحے تو انہیں کچھ نظر نہ آیا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ ان کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہوتی چلی گئیں۔

عمران نے دیکھا کہ اس کے ساتھی دیواروں سے چمٹے ہوئے ہیں لیکن
ان کی گردنیں ہی پانی سے باہر نظر آ رہی تھیں جب کہ لاشیں اور بنچیں پانی
کے بہاؤ کے ساتھ بہتی ہوئی آگے بڑھ چکی تھیں۔

" دیواروں کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ مگر انتہائی تیزی سے
یہاں زہریلی گیس ہے" ___ عمران نے کہا اور پھر خود بھی تیزی سے پانی کے
بہاؤ کے رُخ دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا۔ گٹر خاصا بڑا اور وسیع
تھا۔ اس لئے یہاں موجود گیس اگر تھی بھی تو خاصی ہلکی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ آگے بڑھتے بڑھتے یکدم ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ گٹر
میں ان کے سامنے تیز روشنی اس کی دیوار سے پھوٹ پڑی۔ لیکن یہ روشنی ان
کے آگے تھی۔ اور پھر روشنی بھی بہاؤ کے رُخ آگے بڑھتی چلی گئی۔

کافی آگے جا کر روشنی تھم گئی۔ اس جگہ جہاں روشنی پڑ رہی تھی الیشو
داس کے آدمیوں کی لاشیں پانی میں ڈوبتی اچھلتی بہی چلی جا رہی تھیں
ایک لمحے کے لئے روشنی تھمی رہی۔ پھر اچانک غائب ہو گئی۔ اور گٹر میں ایک
بار پھر اندھیرا سا چھا گیا۔ اسی لمحے عمران کو بیہوش کر دینے والی گیس کی اچانک
بُو محسوس ہوئی۔

" گٹر میں بیہوش کر دینے والی گیس پھینکی جا رہی ہے ___ سانس بند کر
کے پانی کے اندر ہو جاؤ اور نیچے ہی نیچے آگے بڑھو ___ ہر ممکن تیزی سے"
عمران نے گیس کی بُو سونگھتے ہی چیخ کر کہا۔

" مگر عمران صاحب!___ پانی بے حد گندہ ہے" ___ اچانک ناٹران
کی آواز سنائی دی۔

" گندہ پانی موت سے افضل ہے" ___ ؟ عمران نے کہا اور خود بھی

پانی کے اندر چلا گیا۔

اب چلنے کی بجائے وہ پانی کے اندر ہی اندر انتہائی تیز رفتاری سے
بہتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب اس کا سانس بند ہونے لگا تو وہ دوبارہ پانی
کی سطح پر آیا۔

مگر باہر آتے ہی خوشی سے اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ کیونکہ
سامنے روشنی کا چوڑا سا ہالہ نظر آ رہا تھا۔ گٹر ختم ہو رہا تھا اور یہ اس کا
بیرونی دھانہ تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کے ساتھی پانی
سے سر باہر نکال چکے تھے۔ یہاں چونکہ بیرونی دھانے سے تازہ ہوا اندر آ رہی
تھی اس لئے یہاں گیس کا اثر نہ ہونے کے برابر تھا اور عمران تیزی سے پانی
میں تیرتا ہوا دھانے کے قریب پہنچ گیا۔ دھانے سے پانی باہر پھیلی ہوئی جھیل
میں گر رہا تھا۔

عمران دھانے کی سائیڈ کی دیوار سے چمٹ گیا۔ جھیل کے باہر دُور دُور
تک روشنی کے بلب لگے ہوئے تھے۔ جن کی وجہ سے فضا روشن تھی اور اس
روشنی کے اثرات اس دھانے سے آ رہے تھے۔

عمران پھرتی سے پانی میں کود گیا اور دوسرے لمحے اس کے ساتھی بھی پانی
میں کود گئے۔ جھیل بہت وسیع و عریض تھی اور اس کے ایک کنارے پر پانی
صاف کرنے کا کافی بڑا پلانٹ لگا ہوا تھا۔ لیکن وہ پلانٹ گٹر کے بالکل
مخالف کنارے پر تھا۔

نیچے پانی میں گرتے ہی وہ تیزی سے تیرنے لگے۔ مگر اسی لمحے انہیں
اپنے سے ذرا فاصلے پر فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر عمران نے دیکھ لیا کہ

مغربی اور مشرقی کنارے پر بہت سے افراد مشین گنوں سے جھیل میں تیرتی ہوئی کسی چیز پر مسلسل فائرنگ کرتے چلے جا رہے تھے۔

"یہ لاشوں اور بنچوں پر فائرنگ کر رہے ہیں ـــ شمالی سائیڈ پر ہو جاؤ جلدی نکلو" ـــ عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب تیزی سے شمالی سمت تیرتے چلے گئے۔ وہ سب فائرنگ کی وجہ سے پانی کے اندر رہ کر ہی تیر رہے تھے۔ اور صرف سانس لینے کے لئے ایک لمحہ کے لئے سر باہر نکالتے تھے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ شمالی سمت میں موجود ایک کھاڑی میں پہنچ گئے۔ یہاں خاصا اندھیرا تھا۔ کیونکہ یہاں روشنی کے بلب بھی موجود نہ تھے اور دوسری سمت سے روشنی کے اثرات بھی یہاں نہ پڑ رہے تھے۔ اس لئے وہ سب اطمینان سے کنارے پر چڑھتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد وہ سب پانی سے نکل کر کنارے پر پہنچ گئے۔

"عمران صاحب! ـــ ادھر دائیں طرف یہاں سے نزدیک ہی ایک جنگل ہے ـــ ہم وہاں آسانی سے چھپ سکتے ہیں" ـــ ناٹران نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران کے سر ہلانے پر وہ سب تیزی سے اندھیرے میں ہی دوڑتے ہوئے ناٹران کے پیچھے اس جنگل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ یہ جنگل دراصل درختوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب اس ذخیرے نما جنگل میں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب دور سے آتی ہوئی فائرنگ کی آوازیں بند ہو گئی تھیں۔ ان کے کپڑے چونکہ پانی سے شرابور تھے اس لئے وہ چند لمحے وہیں ذخیرے میں ہی رک گئے۔

"آپ نے تو کمال کر دیا عمران صاحب! ـــ ایک سیکنڈ میں نہ صرف اس دیوہیکل ہری چند پر قابو پا لیا بلکہ سچوئیشن ہی بدل ڈالی" ـــ فیصل جان نے بڑے معتقدانہ لہجے میں کہا۔

"سچوئیشن نہ بدلتا تو اب تک ہماری لاشیں ہی اس جھیل میں تیر رہی ہوتیں" ـــ عمران نے کہا۔

"یہ جگہ زیادہ محفوظ نہیں ہے جناب ـــ جب انہیں احساس ہو گا کہ وہ لاشوں اور لوہے کی بنچوں پر فائرنگ کرتے رہے ہیں تو یقیناً انہوں نے ہماری تلاش اردگرد کے علاقے میں پھیل جانا ہے" ـــ ناٹران نے کہا۔

"ایسا تو ہونا ہے ـــ مگر اب ہم نے جانا کہاں ہے" ـــ عمران نے پوچھا۔

"میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایک اور کوٹھی بھی حاصل کر رکھی ہے میرے پیچھے آئیے" ـــ ناٹران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ناٹران کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

ذخیرہ خاصا وسیع و عریض تھا۔ اس لئے انہیں ذخیرے سے نکلتے نکلتے کافی وقت لگ گیا۔

اور پھر ذخیرے سے نکلتے ہی وہ سب ایک بڑی سڑک پر پہنچ گئے۔ لیکن سڑک بالکل سنسان پڑی ہوئی تھی۔

"اس حالت میں ٹیکسیوں پر سوار ہونا تو انہیں مشکوک کرنے والی بات ہے ـــ اس لئے پیدل ہی چلنا پڑے گا" ـــ عمران نے کہا اور

ناٹران نے سر ہلا دیا۔

وہ سب ناٹران کے پیچھے چلتے ہوئے تیزی سے سڑک پار کر کے سا
موجود ایک میدان میں گھستے چلے گئے۔

میدان میں لمبی لمبی گھاس موجود تھی اس لئے انہیں اطمینان تھا
رات کے وقت اس گھاس میں انہیں چیک نہ کیا جا سکے گا۔

میدان پار کر کے وہ سب دائیں طرف مڑ گئے اور پھر تھوڑی دور چ
کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی کے ایریا میں داخل ہو گئے۔ یہاں بڑی
کوٹھیاں موجود تھیں۔

کوٹھیوں کے درمیان بڑی سڑک پر چلنے کی بجائے وہ ان کی درمیا
گلیوں سے گزرتے ہوئے تھوڑی دیر بعد ایک کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گ
گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔ یہ تالا نمبروں سے کھلنے والا تھا۔

ناٹران نے آگے بڑھ کر تالا ایک لمحے میں کھول ڈالا۔ اور پھر پھاٹک
کھول کر وہ سب اندر داخل ہو گئے۔

یہ کوٹھی کافی بڑی تھی۔ اس وقت بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی
دیر بعد وہ سب اس کوٹھی کے بڑے ہال میں کھڑے تھے۔

ناٹران نے ہال کی دیوار میں نصب ایک بڑی سی الماری کھولی
اس الماری میں ہر سائز کے ملبوسات ٹنگے ہوئے تھے۔

"میرے خیال میں سب سے پہلے اپنے لباس تبدیل کر لئے جائیں"
ناٹران نے کہا۔

اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے الماری میں سے اپنے اپنے سائز کے لب
منتخب کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اور پھر لباس لے کر وہ سب باری با

ملحقہ غسل خانوں میں داخل ہوتے گئے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سب نہا دھو کر لباس تبدیل کر چکے تھے اور
دوبارہ ہال میں اکٹھے ہو گئے تھے۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سب بیٹھ کر کوئی پلاننگ بناتے، اچانک
انہیں کوٹھی کے بیرونی احاطے میں بے شمار دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں
سنائی دیں۔ اور وہ سب بری طرح اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

قدموں کی آوازیں تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتی چلی آ رہی تھیں۔

دو بڑی بڑی ویگنیں سپیشل ملٹری ایئرپورٹ سے باہر نکلیں اور انتہائی تیز رفتاری سے ٹانگی جھیل کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ ان ویگنوں میں شاگل اور اس کے بیس ساتھی تھے۔

شاگل نے سلگام میں موجود سیکرٹ سروس کے انچارج کو کال کر کے بڑی ویگنوں کا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا۔ سلگام میں سیکرٹ سروس کا انچارج دلیپ سنگھ ایک بھاری جسم کا نوجوان تھا جس کی آنکھیں بظاہر موٹی موٹی سی محسوس ہوتی تھیں لیکن دراصل وہ خاصا ہوشیار اور ذہین آدمی تھا۔ اس نے ویگنوں کے ساتھ ساتھ خاصی بڑی تعداد میں اسلحے کا بھی انتظام کر لیا تھا۔ اس وقت بھی وہ شاگل کے ساتھ پہلی ویگن میں بیٹھا ہوا تھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اور عمران سلگام پہنچ گئے اور تمہیں اطلاع ہی نہ ہوئی"۔۔۔ شاگل نے انتہائی سخت لہجے میں دلیپ سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر۔۔۔ مجھے ان کی آمد کی ایک فیصد بھی توقع نہ تھی اس لئے میں انہیں چیک نہ کر سکا۔۔۔ مجھے پہلی بار آپ کی کال ملنے پر اس کی اطلاع ہوئی ہے"۔ دلیپ سنگھ نے ندامت آمیز لہجے میں کہا۔

"تمہیں مہا دیر چکر کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہے"۔۔۔؟ شاگل نے پوچھا۔

"ان کا ہیڈ کوارٹر ٹانگی جھیل کے پاس ہے۔۔۔ اس قدر تو مجھے علم ہے اس سے زیادہ میں نے کبھی جاننے کی ضرورت ہی نہ سمجھی ہے"۔۔۔ دلیپ سنگھ نے جواب دیا۔

اور شاگل نے ہنکارا بھرتے ہوئے سر ہلا دیا۔

ویگنیں تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے تھوڑی دیر بعد ٹانگی جھیل کے قریب پہنچ گئیں۔ شاگل نے ویگنیں ٹانگی جھیل سے فاصلے پر رکوا دیں اور پھر وہ دلیپ سنگھ اور دوسرے افراد کے ساتھ بکھر کر ٹانگی جھیل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ابھی وہ ٹانگی جھیل کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہیں جھیل پر بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب بری طرح چونک پڑے۔ شاگل نے دلیپ سنگھ کو ساتھ لیا اور باقی افراد کو وہیں رکنے کا اشارہ کر کے وہ تیزی سے جھیل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جھیل کے ریسٹورنٹ کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ جھیل کے مشرقی کنارے پر بہت سے افراد ایک گروپ کی صورت میں جھیل کے پانی میں بے تحاشا فائرنگ کر رہے ہیں اور پھر چند لمحوں بعد ہی فائرنگ رک گئی اور ان میں سے کئی افراد پانی میں کود گئے۔ مشرقی کنارہ چونکہ کافی دور تھا اس لئے شاگل اور دلیپ سنگھ اس تمام کارروائی کو سمجھ ہی نہ سکے۔ ابھی

وہ ایک طرف اندھیرے میں چھپے ہوئے صورت حال کو سمجھنے کی کوشش ک[ر]
ہی رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے چھوٹے سے قد کا منحنی سا آد[می]
دوڑتا ہوا ریسٹورنٹ کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

"رنجیت کمل ۔۔۔ یہ رنجیت کمل ہے" ۔۔۔ شاگل نے اسے دیکھتے ہ[ی]
کہا اور پھر اس نے اسے آواز دے کر روکا۔ منحنی سا آدمی ٹھٹھک کر رک گی[ا]
اور پھر وہ مڑ کر ان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آپ آ گئے سر" ۔۔۔ رنجیت کمل نے قریب آ کر اپنی کمزور سی آوا[ز]
میں کہا۔

"ہاں ہم آ گئے ہیں ۔۔۔ لیکن یہاں کیا ہو رہا ہے ۔۔۔ یہ فائرنگ کیس[ی]
ہے" ۔۔۔ ؟ شاگل نے پوچھا۔

"میں آپ کے انتظار میں ایک درخت پر چھپا ہوا تھا ۔۔۔ میرے
سامنے یہ گروپ مہاویر چکر کے ہیڈ کوارٹر سے نکلا اور اس نے پانی میں فائرن[گ]
شروع کر دی ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ہیڈ کوارٹر سے
نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔۔۔ مگر سر! ۔۔۔ یہ لوگ احمق ہیں۔ میں ن[ے]
درخت پر سے کچھ افراد کو جھیل میں تیر کر شمالی کنارے پر جاتے چیک کیا ہ[ے]
وہ شمالی کونے والی کھاڑی سے نکل کر سامنے والے جنگل میں گئے ہیں۔ ان
میں سے ایک آدمی پر مجھے شک ہے کہ وہ علی عمران تھا" ۔۔۔ رنجیت کمل
نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ کیا وہ اب بھی اس جنگل میں ہیں" ۔۔۔ ؟ شاگل نے اچھلتے
ہوئے کہا۔

"گئے تو وہ اسی جنگل کی طرف ہی ہیں ۔۔۔ لیکن اگر وہ عمران اور اس کے

ساتھی ہیں تو پھر یقیناً وہ جنگل میں نہ ٹھہریں گے ۔۔۔ بلکہ دوسری طرف سڑک
کے راستے نکلنے کی کوشش کریں گے" ۔۔۔ رنجیت کمل نے جواب دیا۔

"آؤ میرے ساتھ ۔۔۔ ہم انہیں جنگل میں ہی گھیر لیتے ہیں" ۔۔۔ شاگل
نے کہا اور پھر اس نے دلیپ سنگھ کو واپس جا کر مسلح افراد کو جنگل کی طرف
بڑھنے کا حکم دیا۔ اور خود رنجیت کمل سمیت جنگل کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کا
دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ آسانی سے عمران اور اس کے
ساتھیوں کو جنگل میں گھیر کر مار گرانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور اس طرح وہ
اپنا برسوں کا انتقام پورا کر سکے گا۔

شاگل اور رنجیت کمل کے جنگل میں پہنچتے ہی دلیپ سنگھ بھی اپنے ساتھیوں
سمیت وہاں پہنچ گیا اور پھر انہوں نے آہستہ آہستہ لیکن بڑی احتیاط سے
جنگل کی ناکہ بندی کرنی شروع کر دی۔ وہ چونکہ سب تربیت یافتہ افراد تھے
اس لئے ان کے انداز میں احتیاط کے ساتھ ساتھ خاصی تیزی بھی تھی۔ ان
کا انداز ایسا تھا جیسے شکاری اپنے شکار کو گھیرنے کے لئے ہانکا کرتے ہیں۔
اور اس انداز میں بڑھتے ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ جنگل کی دوسری سمت پہنچ
گئے۔ جنگل خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی تھے بھی تو وہ غائب
ہو چکے تھے۔

"وہ لوگ نکل گئے اور اب ان کا ڈھونڈنا مسئلہ بن جائے گا" ۔۔۔ شاگل
نے قدرے مایوسی کے لہجے میں کہا۔

"آپ کے پاس ٹارچ ہے" ۔۔۔ ؟ اچانک رنجیت کمل نے پوچھا۔

"ہاں ہے ۔۔۔ کیوں" ۔۔۔ ؟ دلیپ سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے جلائیے ۔۔۔ یہ لوگ جھیل سے نکل کر گئے ہیں تو یقیناً ان کے

کپڑوں سے پانی بہہ رہا ہوگا ـــــ اور اس پانی کی لکیر سے ہم ان کا سراغ آسانی سے لگا سکتے ہیں" ـــــ رنجیت کمل نے کہا اور شاگل اس کی اس تجویز پر خوشی سے اچھل پڑا۔

"ویری گڈ آئیڈیا ـــــ واقعی تم بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہو" ـــ شاگل نے کہا اور پھر اس نے دلیپ سنگھ کو ٹارچ جلانے کا حکم دیا۔

دلیپ سنگھ نے ایک آدمی کو ویگن کی طرف دوڑا دیا جس میں طاقتور ٹارچ موجود تھی۔

تھوڑی دیر بعد چار پانچ ٹارچیں جل اٹھیں۔ ٹارچوں کی روشنی میں انہوں نے جلد ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کی گزرگاہ تلاش کر لی۔ سڑک پر موجود پانی اور گیلے قدموں کے نشانات ان کے جانے کی واضح نشانیاں تھیں اور پھر وہ ان نشانات کی پیروی کرتے ہوئے گھاس کے میدان میں اتر گئے یہاں کچلی ہوئی گھاس نے بھی ان کی مدد کی اور تھوڑی دیر وہ ان نشانات کو جو آہستہ آہستہ ہلکے پڑتے جا رہے تھے چیک کرتے ہوئے رہائشی کالونی میں پہنچ گئے یہاں نشانات مختلف گلیوں سے ہوتے ہوئے آخر کار ایک بڑی سی کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ کر ختم ہو گئے۔

"عمران اور اس کے ساتھی اسی کوٹھی میں موجود ہیں سر" ـــــ رنجیت کمل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہم نے فوری حملہ کرنا ہے ـــ جو نظر آئے گولی مار دو ـــ کسی کو زندہ نہ چھوڑو ـــــ ایک بھی بچ کر نہ نکلے" ـــ شاگل نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ سب کوٹھی کی سائیڈ گلی میں گھس کر اس کی دیوار پر چڑھتے چلے گئے۔ چونکہ دیوار کی بلندی بہت زیادہ نہ تھی اس

لئے وہ آسانی سے دیوار پر چڑھ کر نیچے کود گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ رنجیت کمل چونکہ لڑائی بھڑائی سے بے حد ڈرتا تھا اس لئے وہ حملہ میں شریک نہ ہوا بلکہ باہر ہی رہ گیا۔

شاگل اور دلیپ سنگھ کی راہنمائی میں مشین گنیں سنبھالے بیس مسلح افراد کوٹھی کے لان میں کودتے ہی تیزی سے عمارت کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ عمارت کے اندر روشنی نظر آ رہی تھی۔ اور ان سب کا رخ اس روشنی کی طرف ہی تھا۔ لیکن عمارت کی بیرونی طرف کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ لیکن وہ پوری طرح محتاط تھے

اور پھر جیسے ہی وہ پورچ میں پہنچے، شاگل نے پہل کرتے ہوئے فائر کھول دیا۔ اور پھر وہ بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے عمارت کے اندر گھستے چلے گئے ان کے انداز سے یوں لگ رہا تھا جیسے فوج دشمن کے علاقے میں پیش قدمی کر رہی ہو ـــــ اور پیش قدمی بھی ایسی کہ ہر چیز کو فنا کرنے پر وہ تلے ہوئے تھے۔ بے تحاشا فائرنگ سے نہ صرف کوٹھی بلکہ ارد گرد کا علاقہ بھی گونج اٹھا۔

الیشور داس کا غصّے سے بُرا حال تھا۔ ارجن سنگھ اور اس کے ساتھی جھیل میں فائرنگ کرنے کے بعد اپنے ہی ساتھیوں کی لاشوں کے ٹکڑے اور لوہے کی ٹوٹی ہوئی بنچیں ہی اٹھا کر واپس لوٹے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی بھی زندہ یا مردہ ان کے ہاتھ نہ آیا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سرنگ میں بیہوش کر دینے والی گیس بھر دی جائے اور گٹر کا پانی بھی جھیل میں گرے اور پھر کوئی بھی مطلوبہ آدمی جھیل سے نہ مل سکے" ـــ الیشور داس نے غصّے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس! ـــ ہم نے پوری جھیل کو کھنگال ڈالا ہے ـــ وہاں کوئی آدمی بھی موجود نہ ہے" ـــ ارجن سنگھ نے مایوس سے لہجے میں جواب دیا۔

"آخر وہ لوگ کہاں گئے ـــ وہ جا بھی کہاں سکتے ہیں" ـــ الیشور داس کے لہجے میں غصّے کے ساتھ ساتھ حیرت کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

"باس! ـــ ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی تک گٹر میں ہی بیہوش پڑے ہوں۔

اور جھیل تک پہنچے ہی نہ ہوں" ـــ گوپی رام نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو ـــ لوہے کی بھاری بنچیں تو پانی کی تیز رفتاری کی وجہ سے گٹر سے نکل کر جھیل میں پہنچ گئیں ـــ لیکن بیہوش افراد ابھی تک گٹر میں ہی پڑے ہوں گے" ـــ الیشور داس نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔ لیکن پھر اس نے انٹر کام کا بٹن دبا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس" ـــ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"جمنا داس سے بات کراؤ" ـــ الیشور داس نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد جمنا داس کی آواز انٹر کام پر گونجی۔

"یس باس! ـــ جمنا داس بول رہا ہوں" ـــ آپریشن ہال کے انچارج جمنا داس کی آواز سنائی دی۔

"جمنا داس! ـــ مشینوں کے ذریعے پورے گٹر کو چھان مارو ـــ اور مجھے رپورٹ دو کہ مجرم گٹر میں تو موجود نہیں ہیں" ـــ الیشور داس نے انتہائی کرخت لہجے میں جمنا داس کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ـــ میں ابھی چیک کرا کر رپورٹ دیتا ہوں" ـــ دوسری طرف سے جمنا داس نے مودبانہ لہجے میں کہا اور الیشور داس نے رسیور رکھ دیا۔

"باس! ـــ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات کروں" ـــ گوپی رام نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ہاں بولو ـــ کیا بات ہے" ـــ الیشور داس نے قدرے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــ یہ عمران اور اس کے ساتھی بے حد چالاک، عیار اور

خطرناک لوگ ہیں ــــــ جس انداز سے وہ سچوئیشن کو بدل کر ہیڈ کوارٹر سے با
نکلے ہیں اور پھر غائب ہو گئے ہیں ــــ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ آسا
سے ہاتھ آنے والے نہیں ہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ جوابی حملے کی صورت میں
ہیڈ کوارٹر اور کارخانے کو ہی تباہ کر ڈالیں؟ ــــــ گوپی رام نے رُک رُک کر کہا
"تمہارا مقصد کیا ہے ــــــ مختصر بات کرو" ــــــ الیشور داس نے بگڑ
لہجے میں کہا۔

"باس! ـــ ہری چند، عمران کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے اور عمران نے
جس انداز سے ہری چند جیسے دیو ہیکل لڑاکے کی گردن توڑی ہے اس سے
تو میں واقعی بے حد خوفزدہ ہو گیا ہوں ــــــ اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ
آپ ہیڈ کوارٹر اور کارخانے کی حفاظت کے لئے سیکرٹ سروس سے امداد حا
کریں ــــــ سیکرٹ سروس کے لوگ اسی انداز میں تربیت یافتہ ہوتے ہیں
وہ صحیح معنوں میں اینٹ کا جواب پتھر سے دے سکتے ہیں ــــــ اور مجھے
ذاتی طور پر معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کا سربراہ شاگل کئی دفعہ عمران سے مقاب
کر چکا ہے" ــــــ گوپی رام نے کہا۔

الیشور داس نے اس کی بات کا چند لمحوں تک کوئی جواب نہ دیا اور و
خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتا۔ انٹر کام کی مترنم
گھنٹی بج اٹھی اور الیشور داس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"باس! ـــ جمنا داس بول رہا ہوں" ــــــ دوسری طرف سے جمنا داس
کی آواز سنائی دی۔

"رپورٹ دو" ــــــ الیشور داس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس! ـــ گٹر بالکل خالی ہے ــــ میں نے اس کی ایک ایک اینٹ

اور پانی کے ایک ایک قطرہ کو اچھی طرح کھنگال لیا ہے" ــــــ جمنا داس نے
جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ــــــ الیشور داس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور
جھٹکے سے رسیور واپس کریڈل پر پھینک دیا۔

"تمہاری تجویز درست ہے گوپی رام ــــــ واقعی یہ لوگ ہمارے بس کے
نہیں ہیں ــــــ مجھے سیکرٹ سروس سے امداد لینی ہی پڑے گی" ــــــ الیشور داس
نے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کو اپنی طرف کھسکایا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ
رسیور اٹھاتا ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور الیشور داس نے چونکتے ہوئے
رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــــ الیشور داس نے سپاٹ مگر کرخت لہجے میں کہا۔

"باس! ـــ رنجیت کمل بات کرنا چاہتا ہے" ــــــ دوسری طرف سے
مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"رنجیت کمل ــــ اوہ بات کراؤ اس سے" ــــــ الیشور داس نے چونکتے
ہوئے کہا۔

"رنجیت کمل بول رہا ہوں جناب" ــــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے
رنجیت کمل کی منمنی سی آواز سنائی دی۔

"رنجیت کمل ــ کیا بات ہے" ــــــ الیشور داس نے کہا۔

"جناب! ـــ میں اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کا چیف
شاگل اپنے ساتھیوں سمیت سگام میں موجود ہے ــــ اُسے میں نے
ابھی ابھی گوپی کالونی کی ایک کوٹھی پر حملہ کرتے دیکھا ہے" ــــــ رنجیت کمل
نے کہا۔

"گوپی کالونی کی ایک کوٹھی پر حملہ ——— مگر اس سے ہمارا کیا تعلق ہے"۔ الیشور داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب! ——— تھوڑی دیر پہلے میں آپ سے ذاتی طور پر ملنے کے لئے ہیڈ کوارٹر آرہا تھا کہ میں نے ٹانگی جھیل کے قریب پہنچنے پر جھیل میں فائرنگ ہوتی دیکھی ——— اسی لمحے شاگل اور اس کے ساتھی دو بڑی ویگنوں پر وہاں پہنچے اور پھر وہ جھیل میں سے خفیہ طور پر نکلنے والے کچھ لوگوں کے تعاقب میں لگ گئے ——— یہ لوگ جھیل کے ساتھ جنگل سے گزرے اور پھر گھاس کے دو بڑے میدان پار کر کے ملحقہ گوپی کالونی میں چلے گئے۔ چیف شاگل اور اس کے ساتھی بھی ان کے تعاقب میں گئے اور انہوں نے کوٹھی پر حملہ کر دیا ——— اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ ٹانگی جھیل سے نکلے ہیں ان کا تعلق شاید ہمارے ہیڈ کوارٹر سے ہو ——— حملہ ہوتے ہی میں واپس چلا آیا اور اب قریبی پبلک فون بوتھ سے آپ کو کال کر رہا ہوں"۔ رنجیت کمل نے جواب دیا۔

"جھیل سے چند لوگ نکلے ہیں ——— اوہ! ——— یہ تو وہی عمران اور اس کے ساتھی تھے ——— اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس اپنے طور پر ان کی راہ پر لگ گئی ہے ——— ویری گڈ! ——— تم فوراً اس حملے کا نتیجہ معلوم کرو اور پھر مجھے اطلاع دو ——— اور سنو! چیف شاگل سے بات کرو اور اسے میرا پیغام دے دو کہ وہ مجھ سے فوری رابطہ قائم کرے" ——— الیشور داس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ——— حکم کی تعمیل ہوگی" ——— دوسری طرف سے رنجیت کمل نے جواب دیا۔

"میں تمہاری رپورٹ یا شاگل سے رابطے کا منتظر رہوں گا" ——— الیشور داس نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ——— میں ابھی تھوڑی دیر بعد آپ کو رپورٹ دیتا ہوں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور الیشور داس نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"چلو یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا ——— ورنہ میرا پروگرام تھا کہ اعلیٰ حکام سے بات کر کے ان کے ذریعے شاگل سے بات کروں ——— مگر اب شاگل خود ہی ان لوگوں کی راہ پر لگ گیا ہے ——— مجھے یقین ہے کہ وہ ان پر قابو پا لے گا"۔ الیشور داس نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

"یہ اچھا ہوا باس! ——— یہی لوگ ان سے نپٹ سکتے ہیں" ——— گوپی رام نے بھی جواب میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گوپی رام! ——— اب تم واپس کارخانے جاؤ اور کام کی رفتار بڑھا دو ——— میں جلد از جلد دریاؤں میں کیمیکل ملانے والے منصوبے کو مکمل کرنا چاہتا ہوں"۔ الیشور داس نے گوپی رام کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ——— میں چلتا ہوں۔ لیکن باس! میری ایک تجویز ہے کہ آپ ہیڈ کوارٹر کی طرف سے پوری طرح ہوشیار رہیں۔ ہو سکتا ہے شاگل ابتدائی طور پر ناکام ہو جائے اور عمران اور اس کے ساتھی ہیڈ کوارٹر پر جوابی حملہ کر دیں" ——— گوپی رام نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم کارخانہ سنبھالو اور ہیڈ کوارٹر کی فکر چھوڑ دو ——— ہیڈ کوارٹر ناقابل تسخیر ہے"۔ الیشور داس نے ناگوار لہجے میں کہا اور گوپی رام سر جھکائے تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

قدموں کی آوازیں سنتے ہی عمران اور اس کے ساتھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"حملہ" ــــ ناٹران کے منہ سے نکلا

"ہاں! ــــ یقیناً ہمارا تعاقب کیا گیا ہے" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ آئیے جلدی ــــ یہاں سے نکلنے کا ایک خفیہ راستہ موجود ہے۔ آئیے" ــــ ناٹران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ ہال کی شمالی سمت ایک دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ عمران نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور پھر عمران اور اس کے تمام ساتھی اس کمرے سے ہوتے ہوتے ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔

ناٹران نے اس کمرے میں داخل ہوتے ہی سوئچ بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبایا اور بٹن دیتے ہی چھوٹے کمرے کے ایک کونے کا فرش

تیزی سے ایک طرف سمٹتا چلا گیا۔

اب باہر بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں جو تیزی سے قریب آتی جا رہی تھیں۔

فرش ہٹتے ہی سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دیں اور پھر ناٹران کی پیروی میں وہ سب تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ جب سب لوگ سیڑھیاں اتر گئے تو اوپر سے فرش برابر ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دینی بند ہو گئیں۔

سیڑھیوں کا اختتام ایک پتلی سی سرنگ پر ہوا جو خاصی دور تک چلی گئی تھی۔ اور پھر وہ سب اس اندھیری سرنگ میں دوڑتے چلے گئے۔ سرنگ کا اختتام جلد ہی ہو گیا۔

اختتام پر ایک سپاٹ دیوار سی آ گئی جس کے ساتھ سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ ناٹران نے سیڑھیاں چڑھ کر ایک جگہ مخصوص انداز میں پیر کو زور سے مارا تو سیڑھیوں پر موجود چھت ہٹتی چلی گئی اور پھر وہ سیڑھیاں طے کر کے اوپر ایک کمرے میں پہنچ گئے۔

"یہ اس کوٹھی سے تیسری کوٹھی ہے جناب! ــــ آپ لوگ یہاں ٹھہریں میں باہر جا کر صورت حال کا پتہ کرتا ہوں" ــــ ناٹران نے انہیں ایک بڑے کمرے میں پہنچانے کے بعد کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ جب کہ باقی افراد ہال میں موجود صوفوں پر بیٹھ گئے۔ فائرنگ کی ہلکی سی آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی اور پھر فائرنگ آہستہ آہستہ بند ہوتی چلی گئی۔ اور علاقے پر سکوت سا چھاتا چلا گیا۔

عمران کا چہرہ بے حد سنجیدہ تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی گہری

سوچ میں کھویا ہوا تھا۔

"باس! ــــ آخر ہم کب تک چوہوں کی طرح بلوں میں گھستے پھریں گے" اچانک جوانا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت سی طاری تھی۔ اس کی بات سن کر باقی سب لوگ چونک پڑے۔

"جب تک ہم چوہے بنے رہیں گے ــــ یونہی ہوگا" ــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری باس! ــــ مجھ سے چھپنے اور بھاگنے والا کام نہیں ہو سکتا ــــ میں نے اب تک بہت برداشت کیا ہے ــــ اپنی فطرت کے خلاف برداشت کیا ہے لیکن اب معاملہ میری برداشت سے باہر ہے ــــ جوانا پہاڑوں سے ٹکرا سکتا ہے۔ مر سکتا ہے ــــ لیکن چوہوں کی طرح دم دبا کر بل میں نہیں گھس سکتا" ــــ جوانا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے لرزنے لگا تھا۔

"تم ہم سب کو بار بار چوہے کہہ کر ہماری توہین کر رہے ہو جوانا ــــ اور میں اپنی توہین کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا" ــــ جوزف بھی غصیلے انداز میں بولتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"توہین ــــ تم اگر توہین کا مطلب جانتے تو اس طرح سرنگوں میں چھپ کر نہ بھاگ رہے ہوتے" ــــ جوانا نے بڑے طنزیہ انداز میں منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جوانا! ــــ ہر کام طاقت سے نہیں کیا جاتا ــــ بعض اوقات مصلحتِ وقت بھی دیکھنا پڑتی ہے" ــــ اس بار صفدر نے جوانا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر صفدر! ــــ مصلحتِ وقت جیسے الفاظ بزدلوں نے تخلیق کئے

ہوئے ہیں ــــ کیا اسی کو مصلحت وقت کہتے ہیں کہ دشمن ہمارے اوپر چڑھے آ رہے ہوں اور ہم ان سے جان بچا کر سرنگوں میں بھاگ رہے ہوں ــــ آدمی چھپتا تو دوستوں سے ہے۔ دشمنوں سے چھپنا بزدلی ہے اور جوانا کو بزدلی کے لفظ سے نفرت ہے" ــــ جوانا نے بڑے حقارت بھرے انداز میں ایک طرف تھوکتے ہوئے کہا۔

"پھر تم کیا چاہتے ہو" ــــ؟ صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے شاید جوانا کے جواب کا بُرا منایا تھا۔

"میں ــــ میں کیا چاہتا ہوں ــــ میں تو چاہتا ہوں کہ ہم دشمنوں پر خود ٹوٹ پڑیں۔ دشمن ہم سے چھپ کر بھاگیں ــــ اور ہم قہقہے لگاتے ہوئے ان کا تعاقب کریں ــــ ان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ کر دیں ــــ ان کی کھوپڑیوں میں شراب پئیں۔ ان کے کٹے ہوئے سروں کے مینار لگائیں" ــــ جوانا نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"مینار نہیں بھائی ــــ مینا بازار لگائیں ــــ آلو چھولے بیچیں ــــ آئسکریم کھائیں اور قسم قسم کے فیشن دیکھیں" ــــ عمران نے پہلی بار بڑے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مینا بازار کیا ہوتا ہے ماسٹر" ــــ؟ جوانا نے حیرت بھرے انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ایسا بازار ــــ جہاں زبردستی گاہک بلائے جاتے ہیں" ــــ عمران نے مینا بازار کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جوانا یا کوئی اور جواب دیتا، ناٹران اندر داخل ہوا۔

"باس! ــــ حملہ آور سیکرٹ سروس گروپ تھا ــــ شاگل ان کی رہنمائی

کر رہا تھا۔ اور اب وہ واپس جھیل کی طرف گئے ہوئے ہیں" ــــ ناٹران نے آکر رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"شاگل! ــــ مگر وہ اتنی جلدی یہاں کیسے پہنچ گیا" ــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں ــــ بہرحال وہ بیس افراد تھے اور وہ سب جھیل کی طرف گئے ہیں ــــ انہیں تہہ خانہ نہیں مل سکا۔ انہوں نے ساتھ والی کوٹھیوں کی بھی جبراً تلاشی لی ہے ــــ لیکن ہم چونکہ دُور تھے اس لئے وہ یہاں نہیں آسکے" ــــ ناٹران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اب وقت آگیا ہے کہ ہم آخری ضرب لگائیں ــــ تخت یا تختہ اس مشن کا ماٹو ہے ــــ جوانا ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اگر ہم لوگ اسی طرح چھُپ چھُپ کر بھاگتے رہے تو ہم ناکام رہیں گے" ــــ اچانک عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"کیا مطلب باس" ــــ؟ ناٹران نے بھی اٹھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اب تم بھی مطلب پوچھنے لگ گئے ــــ ہمیں اس کارخانے کو فوری طور پر تباہ کرنا ہے جس میں وہ کیمیکل تیار ہو رہا ہے جو پاکیشیا کے دریاؤں میں بہایا جانا ہے ــــ اور اس کے لئے ہمیں پہلے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے وہاں سے معلومات حاصل کرنی ہے ــــ ہیڈ کوارٹر تو ہم نے دیکھ لیا ہے" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"مگر باس! ــــ ہیڈ کوارٹر میں زبردستی تو نہیں گھسا جا سکتا۔ اس کے لئے ہمیں پلاننگ کرنی پڑے گی" ــــ ناٹران نے کہا۔

"پلاننگ ہوتی رہتی ہے ــــ ہمیں ابھی اور اسی وقت حملہ کرنا ہے میں کل تک مشن مکمل کر کے یہاں سے جانا چاہتا ہوں سمجھے" ــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ ماسٹر ــــ یہ صحیح فیصلہ ہے" ــــ جوانا نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"سنو! ــــ میں تمہیں پلاننگ بتاتا ہوں ــــ میں اور فیصل جان اسی گٹر کے ذریعے اندر داخل ہوں گے اور اس گٹر میں طاقتور ٹائم بم فٹ کر دیں گے ــــ باقی لوگ مسلح ہو کر جھیل کے گرد پھیل جائیں گے۔ جیسے ہی ٹائم بم بلاسٹ ہوں گے ــــ خود بخود اندر جانے کا راستہ بن جائے گا" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"مگر عمران صاحب! ــــ یہ تو بالکل ہی اندھا اقدام ہے" ــــ صفدر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم اس کو نظر والی عینک پہنا دو ــــ کچھ تو نظر آنے لگ ہی جائے گا" ــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ــــ اصل مسئلہ تو کارخانہ تباہ کرنا ہے ــــ اگر ہم اس طرح کھُلے عام ہیڈ کوارٹر پر ٹوٹ پڑے تو نتیجہ کیا نکلے گا ــــ کارخانہ اس ہیڈ کوارٹر میں تو موجود نہیں ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے جو خاموش بیٹھا تھا رائے دیتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل! ــــ جب کسی کا ایک مورچہ تباہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ دوسرے مورچے کی طرف بھاگتا ہے ــــ ہیڈ کوارٹر تباہ ہوتے ہی ایلشورڈ اس اور شاگل کارخانے کو بچانے کے چکر میں ادھر دوڑیں گے اور جوانا کے مطابق

ہم دشمنوں کا تعاقب کریں گے ـــــ ان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ کریں گے ـــ
کی کھوپڑیوں میں شراب پئیں گے ـــ ان کے کٹے ہوئے سروں کے مینا
بلکہ مینا بازار لگائیں گے" ـــــ عمران نے بظاہر بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــ اگر آپ نے پلاننگ کر لی ہے تو ہم تیار ہیں" ـــ
ناٹران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! ـــ میں تمہیں سامان کی لسٹ دیتا ہوں ـــ یہ سامان زیادہ سے
زیادہ ایک گھنٹے کے اندر مہیا کر دو" ـــــ عمران نے دوبارہ صوفے پر بیٹھتے
ہوئے کہا۔

"ہو جائے گا ـــ میں نے اس کا بندوبست پہلے ہی کر لیا تھا" ـ ناٹران
نے جواب دیا اور عمران نے ایک طرف میز پر پڑا ہوا پیڈ اٹھایا اور سامان کی
فہرست بنانا شروع کر دی۔

"آپ لوگ اگر آرام کرنا چاہتے ہیں تو ایک گھنٹہ آرام کر لیں" ـــــ عمران
نے باقی ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تیزی سے کاغذ پر فہرست
بنانے میں مصروف ہو گیا اور باقی لوگ سوائے ناٹران اور فیصل جان کے اٹھکر
دوسرے کمروں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"عمران بے حد عیار آدمی ہے ـــ میں اُسے بہت اچھی طرح
جانتا ہوں ـــ آپ نے اُسے ہیڈ کوارٹر کے اندر لا کر سخت غلطی کی ہے۔ اب
ہیڈ کوارٹر پر بھوکے عقاب کی طرح ٹوٹ پڑے گا" ـــــ شاگل نے تیز لہجے
میں سامنے بیٹھے ہوئے ایشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہیڈ کوارٹر میں ہماری اجازت کے بغیر مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی مسٹر شاگل
باقی رہا عمران اور اس کے ساتھی ـــ تو وہ سلگام میں رہتے ہوئے
دیر جکر کی نظروں سے نہیں بچ سکتے۔ میں نے ارجن سنگھ کی ڈیوٹی لگا دی
ہے۔ وہ صبح کو پورے سلگام کی ایک ایک کوٹھی کو چھان مارے گا" ـــــ
ایشور داس نے بھی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہر حال آپ نے تو مجھے اطلاع نہیں دی ـــ لیکن مجھے اپنے ذرائع
سے اطلاع مل گئی کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں موجود ہیں۔ اس لئے
فوری طور پر یہاں پہنچ گیا ـــ میں نے ان کا اڈہ بھی ٹریس کر لیا۔ لیکن وہ

نجانے کہاں غائب ہو گئے ـــــ بہر حال میں کل انہیں ہر قیمت پر ڑ
کر لوں گا" ـــــ شاگل نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"دیکھو مسٹر شاگل! ـــ ہم دونوں کے مفادات ایک ہیں ـــ ہمیں
میں الجھنے کی بجائے ایک ہو کر دشمنوں کے خلاف کام کرنا چاہیئے۔ ہم
ملک میں ہیں ـــ ہمارے پاس بے پناہ وسائل ہیں ـــ افراد
ہے طاقت ہے ـــ ان سب کے ہوتے ہوتے ہم چند لوگوں کو گ
نہیں مار سکتے" ـــ الیشور داس نے دوسرا رُخ اختیار کرتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے مسٹر الیشور داس! ـــ میں ہر ممکن تعاون کے لئے
ہوں" ـــ شاگل نے جواب دیا۔

"پھر ایسا ہے کہ میں ہیڈ کوارٹر تک محدود ہو جاتا ہوں ـــ آپ ہیڈ
سے باہر کا علاقہ سنبھال لیں ـــ اس بات کا تو مجھے یقین ہے کہ عم
ہیڈ کوارٹر پر حملہ ضرور کرے گا۔ چاہے وہ کسی بھی انداز میں کیوں نہ کرے
اس لئے بجائے اس کے کہ ہم اُسے پورے شہر میں ڈھونڈتے پھریں کیو
اس کے خلاف یہیں جال بچھا دیا جائے" ـــ الیشور داس نے تجویز
کرتے ہوئے کہا۔

"اچھی تجویز ہے ـــ میں اپنے آدمیوں سمیت جھیل کے علاقے کو
لیتا ہوں ـــ آپ اندر کے حفاظتی انتظامات سخت کر دیں ـــ آپ
میرا رابطہ رہے گا ـــ آپ کی فورس بھی تیار رہے۔ جیسے ہی میری طرف
کاشن ملے، آپ کے آدمی بھی ہمارے ساتھ آملیں اور پھر مجھے یقین
کہ ان میں سے ایک آدمی بھی زندہ بچ کر نہیں جا سکتا" ـــ شاگل نے جوا

"ویری گڈ! ـــ ویری گڈ آئیڈیا ـــ بالکل ٹھیک ہے" ـــ الیشو

لے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے عمران اس گٹر کے راستے ہیڈ کوارٹر
میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا ـــ کیونکہ یہی راستہ اس نے دیکھا
ہوا ہے ـــ دیگر راستوں کا اُسے علم نہیں ہے ـــ اس لئے آپ کی پوری
توجہ اس گٹر پر ہونی چاہیئے اور میری توجہ جھیل کے محاصرہ پر ہو" ـــ شاگل
نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ـــ واقعی گٹر ہی ایک ایسی جگہ ہو سکتی
ہے جہاں سے وہ داخل ہونے کی کوشش کرے گا ـــ لیکن اگر ایک
اور تجویز پر عمل کیا جائے تو کیا یہ زیادہ بہتر نہ ہو گا" ـــ الیشور داس نے اچانک
ایک خیال آنے پر کہا۔

"وہ کیا" ـــ؟ شاگل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بیک ٹریپ کیوں نہ لگایا جائے ـــ جس سے بچ نکلنے کے ایک فیصد
چانس بھی نہیں ہوتے" ـــ الیشور داس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیک ٹریپ ـــ کیا مطلب ـــ؟ میں سمجھا نہیں" ـــ شاگل نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ شکاریوں کی اصطلاح ہے ـــ اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹریپ اتنا
بیک میں رکھا جائے کہ شکار وہاں تک پہنچنے کے بعد کسی بھی صورت واپس
نہ جا سکے ـــ میرا مطلب یہ تھا کہ کیوں نہ ہم گٹر کا راستہ کھلا چھوڑ دیں۔
اوپر بھی انہیں نہ روکیں ـــ جب وہ گٹر میں پہنچ جائیں تو پھر انہیں
گٹر سمیت اڑا دیں ـــ اس طرح ان کے بھاگ نکلنے کا چانس نہیں رہے
گا" ـــ الیشور داس نے کہا۔

آپ کی تجویز درست ہے ـــ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے عمران
گڑھ میں نہ آئے بلکہ اپنے کسی ساتھی کو بھیجے" ـــ شاگل نے کچھ سوچ
ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا ـــ پھر تو زیادہ آسانی ہو جائے گی ـــ ہم اس کے ساتھی
پکڑ کر اس سے عمران کی رہائش معلوم کر سکتے ہیں" ـــ ایشور داس نے جواب

"ٹھیک ہے ـــ آپ کی یہ تجویز درست ہے۔ اس طرح عمران کے پا
واپسی کا کوئی راستہ باقی نہ رہے گا ـــ اسے ہر قیمت پر مرنا پڑیگا ـــ ورنہ ہو سکت
ہے کہ اگر اسے جھیل سے باہر روک لیا جائے تو وہ بھاگ نکلنے میں کامیاب
جائے اور پھر اسے ٹریس کرنا مسئلہ بن جائیگا" ـــ شاگل نے ایشور داس کی ت
کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ پلاننگ طے رہی ـــ آپ کا اور میرا رابطہ ٹرانسمیٹر پر رہے گا۔ آپ
مجھے اطلاع دینی ہے کہ یہ لوگ جھیل میں داخل ہوئے ہیں اور میں گڑھ کو چیک
کرونگا۔ پھر جیسے ہی سب گڑھ میں آجائیں گے میں گڑھ کا بیرونی راستہ بند کر
ان پر گولیوں کی بارش کر دونگا" ـــ ایشور داس نے اس تصور سے ہی محظو
ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــ پھر میں چلتا ہوں۔ ٹونٹی تھری سپیشل فریکوئنسی پر آپ کا اور
رابطہ قائم رہے گا" ـــ شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آئیے میں آپ کو باہر تک چھوڑ آؤں" ـــ ایشور داس نے کہا اور پھر د
دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران اور فیصل جان نے سیاہ رنگ کے واٹر پروف کپڑے پہنے ہوئے
تھے۔ ان دونوں نے پشت پر ایک بڑا سا بیگ اٹھایا ہوا تھا اور وہ جھیل کے
قریب موجود ذخیرے میں چلتے ہوئے بڑے محتاط قدموں سے آگے بڑھے چلے
جا رہے تھے۔ جھیل کا علاقہ مکمل تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ البتہ آسمان کے
اوپری کناروں پر ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے کے آثار نمایاں ہونے لگ گئے تھے
صبح قریب ہی تھی اور عمران صبح ہونے سے پہلے پہلے کم از کم ہیڈ کوارٹر کی
حد تک مشن مکمل کر لینا چاہتا تھا۔

ذخیرے میں چلتے چلتے عمران جب اس کے دوسرے کنارے کے قریب
پہنچا تو ایک لمحے کے لئے رک گیا۔ فیصل جان چونکہ اس کی پیروی کر رہا
تھا اس لئے اس نے بھی فوراً ہی اپنے آپ کو روک لیا۔ عمران نے ہاتھ
میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن دبایا تو گھڑی کے ڈائل پر ایک چھوٹا سا نقطہ
جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ۔ پرنس سپیکنگ اوور" ــــــ عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس کنگ اوور" ــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی یہ نائران تھا جو باقی ٹیم کو لے کر جھیل کے گرد پھیل کر آگے بڑھ رہا تھا۔

"رپورٹ ــــ اوور" ــــــ عمران نے مختصر الفاظ میں کہا۔ اُسے خطرہ تھا کہ مہاویر چکر کے ہیڈ کوارٹر میں کہیں ان کی کال چیک نہ ہو رہی ہو۔

"فی الحال کوئی رپورٹ نہیں۔ اوور" ــــــ دوسری طرف سے کہا گیا

"او۔کے! ــــ میں ایک گھنٹے بعد پھر کال کروں گا ــــ اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور ونڈ بٹن دبا کر رابطہ آف کر دیا۔

رپورٹ نہ ہونے کا مطلب تھا کہ فی الحال کوئی خاص بات سامنے نہیں آئی اور گھنٹے کا ذکر عمران نے صرف کال چیک ہونے کی صورت میں ڈاج دینے کے لئے کیا تھا۔

"آؤ فیصل! ــ صبح ہونے والی ہے اس لئے ہمیں جلدی کرنی چاہیئے" عمران نے پیچھے مڑ کر فیصل سے کہا اور پھر اس نے بیگ اتار کر اس میں سے گیس ماسک نکال کر پہن لیا۔ جس کے ساتھ ایک چھوٹا سا سلنڈر موجود تھا بیگ میں موجود دوسری چیزیں اس نے جیبوں میں بھر لیں۔ جب وہ دونوں تیار ہو گئے تو عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر ذخیرے کا آخری درخت پار کرتے ہی وہ زمین پر پیٹ کے بل لیٹ گیا۔ دوسرے لمحے وہ کہنیوں کی مدد سے کرالنگ کرتا ہوا کسی سانپ کی سی تیزی سے جھیل کی طرف بڑھتا چلا گیا فیصل جان ظاہر ہے اس کی پیروی ہی کر رہا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں جھیل کے کنارے پر پہنچ گئے۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے اپنے سامان کا جائزہ لیا اور دوسرے لمحے وہ بڑی خاموشی سے جھیل میں اتر گیا۔

پانی میں اترتے ہی وہ تیزی سے پانی کے اندر ہی تیرتا ہوا اپنے اندازے کے مطابق اس جگہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جدھر اس بڑے گٹر کا دہانہ موجود تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس دہانے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ دہانے میں داخل ہوتے ہی وہ رک گیا۔ اسی لمحے فیصل جان بھی اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔

"تم بائیں طرف کی دیوار پر کام کرو ــــ میں دائیں طرف بم لگاتا ہوں"۔ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے فیصل جان کو اپنی بات سمجھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لباس میں بنی ہوئی جیبوں کی زپیں کھولیں اور ان میں سے چھوٹے چھوٹے میگنٹ بم نکالنے شروع کر دیئے۔ یہ بم پتلی پتلی پٹیوں کی صورت میں تھے۔

عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور انہیں دیوار کے ساتھ چپکاتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ پٹی کو دیوار سے لگاتا وہ خود بخود اس سے چمٹ جاتی اور عمران آگے بڑھ جاتا۔

جب آگے بڑھتے ہوئے گٹر کی دیوار ختم ہوئی تو وہاں اوپر سے ایک بڑے سے پائپ سے پانی مسلسل نیچے گر رہا تھا عمران دائیں طرف کی دیوار پر پانچ بم فِٹ کر چکا تھا۔

ادھر فیصل جان نے بھی پانچ بم لگا دیئے تھے۔ اور پھر وہ دونوں اکٹھے ہی مڑے۔ عمران نے اُسے فارغ دیکھ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی سی مشین نکال کر اس پر لگی ہوئی ناب کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا۔

جب مشین پر موجود ڈائل پر سوئی دس کے ہندسے پر پہنچی تو عمران نے
ساتھ والا سرخ بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین میں سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی
آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے مشین کو بھی دیوار کے ساتھ چپکا دیا۔ اور پھر وہ
گٹر کے دھانے کی طرف تیزی سے بڑھنے لگا۔ کیونکہ اس نے دس منٹ کا
وقت لگا دیا تھا اور دس منٹ بعد یہ دسوں طاقتور ترین بم خود بخود بلاسٹ
ہو جانے تھے۔ اور ایک بار مشین کا بٹن آن کرنے کے بعد اب نہ اس کا وقت
بڑھایا جا سکتا تھا نہ گھٹایا جا سکتا تھا۔ اور نہ ہی اب اس خودکار مشین کو روکا جا
سکتا تھا۔ اب تو یہ بم ہر صورت میں پھٹنے تھے۔

عمران کو یقین تھا کہ دس منٹ کے اندر اندر وہ دونوں جھیل سے نکل کر
واپس ذخیرے تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس لئے اس نے
دس منٹ کا وقت لگا دیا تھا۔

عمران اور فیصل خاصی تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے گٹر کے دھانے
کے قریب پہنچ ہی گئے۔ عمران نے گھڑی پر وقت دیکھا تو صرف دو منٹ
گزرے تھے اور ان کے پاس ابھی آٹھ منٹ کا وقت موجود تھا۔

دھانے کے قریب پہنچتے ہی عمران کے بازوؤں میں زیادہ تیزی آگئی
مگر اس سے پہلے کہ وہ دھانے کے قریب پہنچتا، اچانک پوری سرنگ میں
تیز روشنی پھیل گئی۔ اور دوسرے لمحے گٹر کا دھانہ سرر کی تیز آواز سے ایک
ٹھوس دیوار کی صورت اختیار کرتا چلا گیا۔ دیوار کے یکدم آنے کی وجہ سے
پانی کا بہاؤ بھی رک گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی پانی کی سطح بھی تیزی سے
بلند ہونی شروع ہو گئی۔

عمران اور فیصل جان دونوں دھانہ بند ہوتے ہی بری طرح ٹھٹھک کر

رک گئے۔

"اب تم دونوں یہاں سے بچ کر نہیں نکل سکتے ____ چند لمحوں میں پانی
گٹر کی دیوار تک بھر جائے گا اور پھر تمہیں ڈوبنے سے کوئی نہیں بچا سکتا"۔
اچانک گٹر میں الیشور داس کی کامیابی کے نشے سے بھرپور آواز گونجی۔

عمران نے چہرے پر تو گیس ماسک چڑھایا ہوا تھا۔ اس لئے بظاہر تو اسے
سانس لینے میں کوئی تکلیف نہ ہو رہی تھی۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ بہرحال چھوٹے
سے سلنڈر میں موجود آکسیجن گیس ختم ہو جائے گی اور اس سے پہلے گٹر میں
موجود طاقتور بم بھی پھٹ پڑیں گے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے چہرے پر موجود گیس ماسک ہٹایا۔

"اوہ عمران! ____ تم خود ہی ____ ویری گڈ۔ ویری گڈ" ____ گیس ماسک
ہٹتے ہی گٹر میں الیشور داس کی خوشی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"ابھی چند منٹوں بعد تم اور تمہارا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر ویری بیڈ بن جائے
گا الیشور داس" ____ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی
پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

پانی کی سطح مسلسل بلند ہوتی چلی جا رہی تھی اور اب پانی ان کے سینے تک
پہنچ گیا تھا۔

"کیا مطلب" ____ الیشور داس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہم نے اس گٹر میں طاقتور ترین میگنٹ خودکار بلاسٹر نصب کر دیئے
ہیں ____ اور تمہاری بدقسمتی ہے کہ میں اس کی آپریشنل مشین آن کر چکا ہوں۔
میں نے اس پر دس منٹ کا وقت لگایا تھا جس میں سے چار منٹ گزر چکے
ہیں۔ چھ منٹ بعد یہ بم پھٹ جائیں گے اور مجھے معلوم ہے کہ یہ گٹر تمہارے

ہیڈکوارٹر کے درمیان سے گزرتا ہے اس لئے تمہارا ہیڈکوارٹر آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑے گا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ـــ اوہ مگر تم دونوں" ـــــ الیشور داس کے لہجے میں شدید پریشانی عود کر آئی۔

"ہماری فکر نہ کرو ـــ ہم دو آدمیوں کی قربانی اتنے بڑے ہیڈکوارٹر کی تباہی کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے فیصل سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"فیصل! ـــ میگنٹ پٹیاں اتار اتار کر گٹر کے آخری حصے تک پہنچتے جاؤ ـــ مگر انتہائی تیزی سے۔"

فیصل جان اس کا مطلب سمجھ گیا۔ چنانچہ عمران اور فیصل جان نے تیزی سے پٹیاں اتار کر گٹر کے دوسرے سرے کی طرف تیزی سے بڑھنا شروع کر دیا۔ اب وہ پانی میں تیر رہے تھے۔

"عمران ذلیل آدمی! ـــ یہ کیا کر دیا تم نے ـــ انہیں فیوز کرو جلدی ورنہ میں تمہارے جسم گولیوں سے چھلنی کر دوں گا" ـــــ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد الیشور داس کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی۔

"کیا فرق پڑے گا ـــ بلاسٹر پھٹنے کے بعد بھی تو ہم نے مرنا ہے۔ چند منٹ آگے پیچھے مرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

اور ایک بار پھر سرنگ میں خاموشی چھا گئی۔ ابھی وہ دونوں گٹر کے درمیان میں ہی پہنچے تھے کہ عمران نے ایک بار پھر کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی صرف دو منٹ باقی رہ گئے تھے۔ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے فیصل جان کو روکا

اور پھر تمین اکھاڑی ہوئی پٹیاں اکھٹی ہی دیوار کے ساتھ لگا دیں۔ فیصل جان نے بھی اس کی دیکھا دیکھی یہ کام کیا۔ اور دوسرے لمحے وہ دونوں تیزی سے واپس گٹر کے دہانے کی طرف تیرنے لگے۔

گو عمران جانتا تھا کہ بم اتنے طاقتور ہیں کہ پورے گٹر کے پرخچے اڑ جائیں گے لیکن اس کے باوجود اس نے ایک امکان کے تحت آدھا گٹر بموں سے خالی کر دیا تھا۔

الیشور داس کی طرف سے خاموشی تھی۔ وہ شائد گٹر پھٹنے کے بعد صورتحال کو سنبھالنے کے چکر میں مصروف تھا۔

عمران اور فیصل جان جب گٹر کے دہانے کے قریب پہنچے تو بموں کے پھٹنے میں باقی صرف دو منٹ رہ گئے تھے۔ عمران کا ذہن انتہائی تیزی سے یہاں سے بچ نکلنے کی کوئی ترکیب سوچ رہا تھا لیکن بظاہر کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

اب گٹر کا پانی گٹر کی چھت تک پہنچ گیا تھا اور عمران نے گیس ماسک دوبارہ منہ پر چڑھا لیا تھا۔ اب وہ سلنڈر سے آکسیجن لے رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ موت انتہائی تیزی سے ان کے قریب تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور موت بھی ایسی جس کا بندوبست انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کیا تھا۔ عمران کی نظریں گیس ماسک میں لگے ہوئے شیشے میں سے گزر کر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔ ڈیڑھ منٹ باقی رہ گیا تھا کہ اچانک گھڑی پر ایک نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور عمران نے تیزی سے ونڈ بٹن دبا کر گھڑی کلائی سے اتاری۔ اب تو بات کرنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ اسے گیس

ماسک کے اندر لے لیا جائے۔ کیونکہ مکمل گندے پانی میں ڈوب کر گیس ماسک بالکل اتارا نہ جا سکتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ اب پانی میں ڈوب کر بولا بھی جا سکتا تھا۔

عمران نے گھڑی کو گیس ماسک کے اندر داخل کرنے کے لئے ہاتھ کیا ہی تھا کہ اچانک گھڑی اس کے ہاتھ سے پھسل کر پانی میں جا گری۔ عمران جھپٹ کر اسے پکڑنا چاہا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے پکڑتا۔ گھڑی تیزی پانی میں ڈوب کر گٹر کے دھانے پر آئی ہوئی ٹھوس دیوار کی جڑ میں پہنچ عمران اب ذہنی طور پر موت کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ کیونکہ اب اس کے ا کے مطابق بم پھٹنے میں صرف آدھا منٹ باقی رہ گیا تھا۔ عمران بھی تیزی دیوار کی جڑ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ فیصل جان بھی اس کے پیچھے تھا اور پھر دونوں جیسے ہی دھانے پر آئی ہوئی دیوار کی جڑ کے قریب پہنچے، اچانک پورے گٹر میں اتنی تیز روشنی پھیل گئی جیسے سورج نکل آیا ہو۔ اور پھر اتنا خوفن دھماکہ ہوا کہ انہیں صرف ایک لمحے کے لئے احساس ہوا کہ ان کے کانو کے پردے پھٹ گئے ہیں۔ اس کے بعد وہ ہر قسم کے احساس سے عار ہو گئے۔ زندگی کے تمام احساسات سے عاری۔

الیشور داس آپریشن روم کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے دیوار پر لگی ہوئی بڑی سی سکرین ابھی تاریک تھی۔ میز پر ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر موجود تھا آپریشن روم کا انچارج جمنا داس ساتھ والی کرسی پر موجود تھا۔ جمنا داس کو الیشور داس نے تمام پروگرام سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور اس نے گٹر میں داخل ہونے والوں کی موت کا تمام سامان پوری طرح مکمل کر لیا تھا۔ گٹر میں خفیہ مشین گنیں نصب کر دی گئی تھیں اور مشینوں کو کنٹرول کرنے کے لئے آپریٹر بھی موجود تھے۔ اب صرف شاگل کی طرف سے کال کا انتظار تھا۔ لیکن ادھر سے مسلسل خاموشی تھی۔

الیشور داس نے گھڑی پر نظر ڈالی تو صبح ہونے ہی والی تھی اور ایک لمحے کے لئے الیشور داس کو خیال آیا کہ شاید عمران اور اس کے ساتھی اب فوری طور پر واپسی حملہ نہ کریں اور کل رات کا انتظار کریں۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال ترک کر دیا۔ شاگل نے عمران کے بارے میں جو تفصیلات بتائی تھیں

اس کے مطابق اس نے فوری جوابی حملہ ضرور کرنا تھا۔ اور ایسا ہونا عین نفسیات کے مطابق بھی تھا۔ کیونکہ سلگام ایک چھوٹا سا شہر ہے اور دن کی روشنی میں انہیں جلد از جلد تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے فوری جوابی حملہ ضروری تھا۔

وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک سامنے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ الیشور داس نے چونک کر ہاتھ آگے بڑھایا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی تیز سیٹی کی آواز یکلخت بند ہو گئی۔

"ہیلو۔ ہیلو شاگل سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے شاگل کی آواز ابھری۔

"یس ۔۔۔ الیشور داس سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ الیشور داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے آدمیوں نے کچھ مسلح آدمیوں کو گھیرے کی صورت میں ٹانگلی جھیل کے گرد بڑھتے ہوئے چیک کیا ہے ۔۔۔ انہوں نے گہرے سیاہ رنگ کے لباس پہنے ہوئے ہیں اور بڑی احتیاط سے چاروں طرف سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا آئیڈیا درست تھا۔ ہیڈ کوارٹر پر جوابی حملہ شروع ہو چکا ہے۔ اوور" ۔۔۔ الیشور داس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ان لوگوں کے آگے بڑھنے کا انداز ایسا ہے کہ انہیں کوئی جلدی نہیں

ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہیں کسی طرف سے کسی خصوصی اطلاع کا انتظار ہے۔ اوور" ۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"اطلاع کا انتظار ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ کیا ہیڈ کوارٹر میں ان کا کوئی آدمی موجود ہے ۔۔۔ نہیں ایسا ناممکن ہے ۔۔۔ یہاں ہر آدمی مکمل بھروسے کا ہے۔ اوور" ۔۔۔ الیشور داس نے قدرے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! ۔۔۔ میرا یہ مطلب نہ تھا ۔۔۔ آپ عمران کو نہیں جانتے وہ بے حد ذہین آدمی ہے ۔۔۔ میرا مطلب یہ تھا کہ آپ فوری طور پر گٹر کو چیک کریں ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان آدمیوں سے پہلے ہی گٹر میں داخل ہو کر کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اوور" ۔۔۔ شاگل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں چیک کر لیتا ہوں ۔۔۔ آپ کس جگہ موجود ہیں؟ اوور" ۔۔۔ الیشور داس نے پوچھا۔

"میں اور میرے آدمی جھیل کے گرد اونچے اونچے درختوں پر چڑھے ہوئے ہیں اوور" ۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ پھر تو جھیل آپ کے سامنے ہو گی ۔۔۔ اگر کوئی آدمی گٹر میں آنے کے لئے جھیل میں کودتا تو آپ یا آپ کے آدمیوں کی نظروں سے نہ بچ سکتا۔ اوور" ۔۔۔ الیشور داس نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ۔۔۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ ٹانگلی جھیل کا وہ کنارہ جدھر ذخیرہ موجود ہے بالکل تاریک ہے ۔۔۔ اس کنارے کے قریب کوئی درخت نہیں ہے ۔۔۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ ایک آدمی کو ذخیرے کے

کسی درخت پر چڑھا دوں ـــ لیکن پھر میں نے ارادہ ترک کر دیا کیونکہ
یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ذخیرے کی طرف سے ہی آ
گئے اور آپ کے اور میرے درمیان جو بیک ٹریپ مشن طے ہوا تھا
ان لوگوں کو گنڈ تک پہنچنے کی سہولت دی جائے اس لئے اگر میرا آ
ذخیرے کے کسی درخت پر موجود ہوتا تو عمران کی تیز نظروں سے چھپا
اور اس آدمی کی وجہ سے ہمارا تمام مشن فیل ہو جاتا۔ اوور" ـــ
نے پوری طرح وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"او۔کے! ـــ آپ نے اچھا کیا ـــ میں گنڈ چیک کرنے کے بعد
آپ کو اطلاع کرتا ہوں ـــ آپ آنے والوں کو ٹارگٹ میں رکھیں
اوور" ـــ الیشور داس نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"جمنا داس! ـــ گنڈ کو اچھی طرح چیک کرو" ـــ ٹرانسمیٹر آف
کرنے کے بعد الیشور داس نے قریب بیٹھے آپریشن انچارج جمنا داس
سے مخاطب ہو کر کرخت لہجے میں کہا

جمنا داس نے سر ہلاتے ہوئے ایک مشین کے سامنے کھڑے
آپریٹر کو اشارہ کیا۔

آپریٹر نے تیزی سے گھوم کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔ مشین میں گ
پیدا ہوتے ہی اوپر دیوار پر لگی ہوئی بڑی سی سکرین روشن ہو گ
سکرین پر چند لمحے آڑھی ترچھی لکیریں سی نظر آتی رہیں اور پھر اس
گنڈ کا اندرونی منظر ابھر آیا۔

"ارے یہ کیا" ـــ منظر واضح ہوتے ہی الیشور داس بُری طرح چون

کر اٹھ کھڑا ہوا۔

جمنا داس کے چہرے پر بھی شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے
کیونکہ گنڈ میں دو آدمی جنہوں نے چہروں پر گیس ماسک چڑھائے ہوئے
تھے، تیزی سے دھانے کی طرف بھاگے چلے جا رہے تھے۔

"دھانہ بند کر دو فوراً" ـــ جمنا داس نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا
اور آپریٹر نے پھرتی سے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے
الیشور داس اور جمنا داس نے اطمینان کی گہری سانس لی کیونکہ ان دونوں
کے باہر نکلنے سے پہلے ہی ٹھوس دیوار قائم ہو گئی تھی۔

"اب تم بچ کر نہیں نکل سکتے ـــ چند لمحوں بعد پانی گنڈ کی دیوار
تک بھر جائے گا اور پھر تمہیں ڈوبنے سے کوئی نہیں بچا سکے گا" ـــ
الیشور داس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دباتے ہوئے بڑے
فاتحانہ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ کامیابی سے چمک رہا تھا۔ اس کی نظریں
سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

اسی لمحے ان دونوں میں سے ایک نے چہرے پر موجود گیس ماسک
اتار دیا اور الیشور داس خوشی سے اچھل پڑا۔ وہ عمران کو فوراً ہی پہچان
گیا تھا۔

"اوہ عمران تم خود ـــ ویری گڈ ـــ ویری گڈ" ـــ الیشور داس نے
مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے شاگل کو اطلاع دینے
کے لئے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا۔ مگر دوسرے لمحے عمران
کی آواز کمرے میں گونج اٹھی اور اس کا فقرہ سن کر الیشور داس شاگل کو
کال کرنا بھول گیا۔

"ابھی چند منٹوں میں تم اور تمہارا ہیڈکوارٹر مکمل طور پر ویری بیڈ ہو
جائے گا" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا اور ساتھ ہی اس
نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو بھی دیکھا۔ پانی کی سطح اب ان کے سینوں
تک پہنچ گئی تھی۔

"کیا مطلب" ــــ؟ الیشور داس عمران کی حرکات اور سنجیدہ لہجے
بُری طرح چونک پڑا۔

"ہم نے اس گٹر میں طاقتور ترین میگنٹ خودکار بلاسٹر نصب کر دیئے
ہیں ــ اور تمہاری بدقسمتی کہ میں اس کی آپریشنل مشین آن کر چکا ہوں
میں نے اس پر دس منٹ کا وقت لگایا تھا ــــ جس میں سے چار منٹ
گزر چکے ہیں ــــ چھ منٹ بعد یہ بم پھٹ جائیں گے ــــ اور مجھے
معلوم ہے کہ یہ گٹر تمہارے ہیڈکوارٹر کے درمیان سے گزرتا ہے۔ اس
لئے تمہارا ہیڈکوارٹر آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑے گا" ــــ عمران کا
لہجہ بے حد سنجیدہ تھا اور الیشور داس کو اس کے لہجے سے ہی اس کی بات
پر سو فیصد یقین آگیا۔ خوفناک بلاسٹرز کا سُن کر اس کے جسم کا ایک ایک
رونگٹا کھڑا ہو گیا تھا۔

"اوہ ــ اوہ مگر تم دونوں" ــــ الیشور داس نے انتہائی بوکھلاتے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہماری فکر نہ کرو ــــ ہم دو آدمیوں کی جان کی قربانی اتنے بڑے
ہیڈکوارٹر کی تباہی کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی" ــــ عمران
نے جواب دیا۔ اور پھر مڑ کر اپنے ساتھی سے سرگوشی میں کوئی بات کرنا شروع
کر دی۔

"جمنا داس! ــ اب کیا ہو گا ــــ ان بلاسٹروں کو فیوز کر دو فوراً۔ ورنہ
واقعی یہ ہیڈکوارٹر تباہ ہو جائے گا" ــــ الیشور داس نے گھبرائے
ہوئے لہجے میں جمنا داس کی طرف مڑ کر کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بُری
طرح چونک پڑا۔ کیونکہ جمنا داس اپنی کرسی سے غائب تھا۔

"اوہ! ــــ کہاں گیا یہ ــ؟ اس وقت کہاں گیا ــــ؟ کیا یہ بھاگ
گیا" ــــ؟ الیشور داس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس مشینی تہہ خانوں میں گئے ہیں چیف باس" ــــ ایک آپریٹر
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ کچھ کرو ــ ورنہ واقعی سب کچھ تباہ ہو جائے گا ــ سب کچھ
تباہ ہو جائے گا" ــــ الیشور داس نے پاگلوں کی طرح اپنے سر کے بال
نوچتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ حیرت۔ خوف اور غصے کے ملے جُلے
تاثرات سے کچھ عجیب طرح کا ہو گیا تھا۔

اس نے عمران اور اس کے ساتھی کو واپس دہانے کی مخالف سمت
میں تیرتے ہوئے دیکھا۔ لیکن پانی چونکہ اب پوری طرح گٹر میں بھر چکا تھا۔
اس لئے اُسے کچھ معلوم نہ ہو رہا تھا کہ یہ دونوں کیا کر رہے ہیں۔ ادھر ایک
ایک لمحہ قیامت کا گزر رہا تھا۔

"عمران ــ ذلیل آدمی یہ کیا کر دیا تم نے ــــ انہیں فیوز کرو جلدی
ورنہ میں تمہارے جسم گولیوں سے چھلنی کر دونگا" ــــ الیشور داس نے بٹن
پریس کر کے غصے کی شدت سے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"کیا فرق پڑتا ہے ــ بلاسٹر پھٹنے کے بعد بھی تو ہم نے مرنا ہے۔
چند منٹ آگے پیچھے مرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا" ــــ عمران نے بڑے

مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور الیشور داس بے بسی کے عالم میں
ایک بار پھر اپنے سر کے بال نوچنے لگا۔

" بلاؤ جمنا داس کو ___ بلاؤ وہ کیا کر رہا ہے ___ الّو کا پٹھا کہاں غائب
ہو گیا ہے ___ بلاؤ اسے " ___ الیشور داس نے اچانک دھاڑتے
ہوئے کہا اور ایک آپریٹر تیزی سے دوڑتا ہوا کونے میں بنے ہوئے ایک
دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

زیادہ سے زیادہ دو منٹ بعد جمنا داس دروازے سے نمودار ہوا۔ اس
کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

" کیا ہوا ___؟ بلاسٹر پھٹنے والے ہیں ___ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جائے
گا" ___ الیشور داس نے جمنا داس کو دیکھتے ہی غصے سے چیخ کر کہا

" نہیں باس! ___ میں نے تمام بندوبست کر لیا ہے۔ گٹر کے اوپر
ڈی فان کی گہری تہہ بچھا دی گئی ہے ___ گٹر پھٹے گا ضرور ___ لیکن
اس کے پھٹنے سے ہیڈ کوارٹر تباہ نہیں ہو گا ___ ڈی فان کی گہری تہہ
اس دھماکے کی شدت کو جذب کر لے گی۔ اس طرح ہیڈ کوارٹر بچ جائے
گا" ___ جمنا داس نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

" اوہ! ___ کیا واقعی ___؟ اگر ایسا ہو گیا تو میں تمہیں سونے میں تول
دونگا" ___ الیشور داس نے کہا۔

" آپ خود دیکھ لیں گے" ___ جمنا داس نے مسرت سے بھرپور
لہجے میں کہا

اور اسی لمحے اس نے گٹر میں موجود عمران اور اس کے ساتھی کو تیزی
سے پانی کے اندر دھانے پر موجود دیوار کی جڑ کی طرف بڑھتے دیکھا۔

" یہ ___ یہ کیا کیا جا رہا ہے " ___ الیشور داس نے حیرت کی شدت
سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوتی ___
اچانک اس نے سکرین پر نظر آنے والے گٹر کے منظر میں انتہائی تیز روشنی
ابھرتی دیکھی۔ اتنی تیز روشنی جیسے سورج گٹر میں اتر آیا ہو۔ اور اس کے
ساتھ ہی دور سے ایک زوردار دھماکے کی بازگشت سنائی دی۔ سکرین
تو اسی لمحے تاریک ہو گئی البتہ آپریشن روم بری طرح لرزنے لگا۔ یوں
لگ رہا تھا کہ جیسے آپریشن روم کسی خوفناک زلزلے کی زد میں آ گیا ہو ___
لیکن ایسا صرف چند لمحوں کے لئے ہوا۔ اس کے بعد کمرہ بھی ساکت ہو گیا
اور الیشور داس جس کا رنگ اچانک زرد پڑ گیا تھا اچھل کر قریب کھڑے
جمنا داس کے گلے سے لپٹ گیا۔

" تم نے ہیڈ کوارٹر بچا لیا ___ تم نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا
ہے" ___ الیشور داس کا لہجہ خوشی کی شدت سے رندھ سا گیا تھا۔

" شکریہ باس" ___ جمنا داس نے کھلے ہوئے چہرے سے جواب دیا۔
اس کی آنکھوں میں مسرت اور کامیابی کی تیز چمک ابھر آئی تھی۔

" چیک کرو ___ چیک کرو ___ کتنا نقصان ہوا ہے ___؟ ہوا بھی
ہے یا نہیں ___ ان دونوں کی تو یقیناً لاشیں بھی نہ ملیں گی" ___
الیشور داس نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔

اور جمنا داس تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔ جب کہ الیشور داس نے تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی
طرف ہاتھ بڑھایا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ بٹن دباتا، ٹرانسمیٹر کا بلب جل اٹھا اور اس میں

سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

الیشور داس نے چونک کر تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو — شاگل سپیکنگ — یہ کیا ہوا ہے۔ اوور" — شاگل کی شدید پریشانی میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی اور الیشور داس نے مختصر سے لفظوں میں ساری کہانی سنا ڈالی۔

"اوہ! — اس کا مطلب ہے کہ عمران ختم ہو گیا — انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا ہے — جھیل کا پورا پانی فضا میں اچھل کر دور دور تک پھیل چکا ہے جھیل کے کنارے کی مٹی بھی اکھڑ کر دور جا گری ہے اور جھیل کے ساتھ کافی دور تک گہرے گڑھے نظر آ رہے ہیں۔ اوور" — شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں وہ تو ختم ہو گیا ہے — اب تم اس کے ساتھیوں کو گھیر کر ختم کر دو ایک ایک کو بھون ڈالو — کوئی بچ کر نہ جائے" — الیشور داس نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — اب مشن بیک ٹریپ کی ضرورت نہیں۔ جس سے خطرہ تھا وہ ختم ہو چکا ہے تو اب اس کے ساتھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اوکے! — میں فائرنگ کا حکم دیتا ہوں۔ ان کے سب ساتھی ہماری نظروں میں ہیں۔ اوور اینڈ آل" — دوسری طرف سے شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر تیز سیٹی کی آواز آنے لگی۔ اور پھر الیشور داس نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا تھا۔ اس نے ایک عظیم فتح حاصل کر لی تھی اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اب اس کے منصوبے کو کوئی نہ روک سکے گا۔

ناٹران نے عمران سے مل کر یہی منصوبہ بنایا تھا کہ عمران اور فیصل جان دونوں ذخیرے کی طرف سے ہو کر جھیل میں اتریں گے اور وہ خود اپنے ساتھیوں سمیت باقی سمتوں سے ٹانگلی جھیل کے گرد گھیرا تنگ کر کے مورچہ بند ہو جائے گا۔ اور فیصل جان گٹر میں بلاسٹر لگانے کے بعد جب باہر آ کر کاشن دیں گے تو وہ اور آگے بڑھے گا اور جب بلاسٹروں کے پھٹنے کے بعد ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا راستہ بن جائے گا تو وہ سب ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے۔

اس منصوبے کے تحت اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو دو مختلف سمتوں کا انچارج مقرر کیا۔ تنویر، صفدر کے ساتھ اور صدیقی کیپٹن شکیل کے ساتھ تھا۔ جوانا اور جوزف علیحدہ سمت میں تھے اور ناٹران نے اپنے ساتھیوں کو بھی ان سب کے ساتھ شامل کر دیا تھا۔ اس طرح ہر سمت میں چار چار، پانچ پانچ افراد کا گروپ بن گیا تھا۔ وہ سب پوری طرح

مسلح تھے اور عمران نے خود ہی انہیں تفصیل سے ہدایات دے دی تھیں
اس لئے ناٹران مطمئن تھا کہ تمام کام صحیح طریقے سے پورا ہو جائے گا۔

ناٹران جھیل کے مشرقی سمت تھا۔ اس نے اپنے آپ کو بڑی بڑی
گھاس میں چھپا رکھا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس گھاس میں ہی مختلف
جگہوں پر چھپے ہوئے تھے۔ جھیل کا پورا منظر اس کے سامنے تھا۔ اس
نے نائٹ لینز ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگا رکھی تھی اور اندھیرے میں
پورے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔

عمران اور فیصل جان کو اس نے اس دوربین کی مدد سے ذخیرے
سے نکل کر جھیل میں کودتے دیکھا تھا۔ اس سے پہلے ٹرانسمیٹر پر اس نے
عمران کو راستہ صاف ہونے کا کاشن دیا تھا۔ کیونکہ یہاں پہنچنے کے
باوجود کوشش کے اسے کوئی مشکوک آدمی یا چیز نظر نہ آئی تھی۔ ہر جگہ
خاموش تھی۔ البتہ تیز ہوا چلنے کی وجہ سے کبھی کبھی درختوں میں کھڑکھڑ
کی سی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔

پہلے پہل تو وہ یہ آوازیں سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ آوازیں اس انداز
میں ابھرتی تھیں جیسے ان درختوں پر کوئی انسان موجود ہو۔ لیکن پھر
ہوا کا احساس کرنے کے بعد اس نے یہ خیال ذہن سے نکال دیا
بھی سیکرٹ سروس یا مہاویر چکر کو اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ وہ درختوں
پر چھپ کر بیٹھے۔ وہ مجرم تو نہیں تھے کہ ایسی حرکات کرتے۔

جس وقت سے عمران اور فیصل جان جھیل میں کود سے تھے ناٹران
بے حد محتاط ہو گیا تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ عمران اور فیصل جان
چیک کر لیا جائے گا اور پھر خاصا ہنگامہ ہو گا۔ لیکن انہیں گئے ہوئے

بارہ منٹ ہو چکے تھے مگر ان کی طرف سے نہ ہی کوئی کاشن ملا تھا اور نہ ہی
ان کی واپسی ہوئی تھی۔

ناٹران نے چند لمحے مزید صبر کیا لیکن پھر اس سے نہ رہا گیا۔ اس نے
کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن تین بار مخصوص انداز میں دبایا اور پھر
ڈائل پر چمکنے والے نقطے کو دیکھنے لگا۔ نقطہ تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔
لیکن دوسری طرف سے رابطہ قائم نہ ہو رہا تھا۔ اور پھر اچانک اس نے
جھیل کے قریبی علاقے میں تیز روشنی ابھرتے دیکھی۔ دوسرے لمحے
ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اس قدر خوفناک کہ کافی دور موجود ناٹران کا جسم
بھی لرزنے لگا۔ اور پھر اس نے جھیل کے پانی کو کسی فوارے کی طرح
فضا میں دور تک اچھلتے دیکھا۔ پانی اچھل کر دور تک پھیلتا چلا گیا۔ اور
اب جھیل کے ساتھ کافی دور تک گڑھے ہی گڑھے نظر آ رہے تھے اور
یہ صورت حال دیکھتے ہی ناٹران بری طرح لرز اٹھا۔

عمران اور فیصل جان نے واپسی کا کاشن نہ دیا تھا۔ اس کا مطلب
تھا کہ جس وقت گڑ میں بلاسٹرز پھٹے اس وقت وہ دونوں اندر ہی تھے
اور ظاہر ہے ان دونوں کا انجام کیا ہوا ہو گا۔ اس بارے میں کسی خوش فہمی
کی گنجائش ہی نہ تھی اس نے بڑی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر
ایک چپٹا سا پستول نکالا اور اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے ٹریگر دبا
دیا۔ سرر کی تیز آواز سے کوئی چیز آسمان کی طرف بلند ہوتی چلی گئی۔ اور
پھر دور آسمان پر ایک ستارہ سا چمکا اور بجھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی چاروں
طرف سے یکدم بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

ناٹران نے بھی ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سنبھالی اور مسلسل فائرنگ
کرتا ہوا اس طرف دوڑ پڑا جدھر دھماکے سے گڑھے پیدا ہوئے تھے۔
مگر دوسرے لمحے ایک گولی سرسر کی سی آواز سے اس کے کان کے قریب
سے گزرتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اُسے اپنے قریب ہی دو چیخوں
کی آوازیں سنائی دیں اور ناٹران تیزی سے زمین پر گرا اور پھر قلابازیاں
کھاتا ہوا ایک طرف لڑھکتا چلا گیا۔ عین اس جگہ جہاں وہ چند لمحے پہلے
گرا تھا گولیوں کی بارش ہو گئی لیکن ناٹران قلابازیاں کھا جانے کی وجہ
سے ان کی زد سے باہر ہو گیا اور ایک لمحے میں اس نے وہ درخت
لیا جدھر سے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر بے تحاشہ فائرنگ ہو رہی
تھی۔ دوسرے لمحے ناٹران نے ٹریگر دبا دیا اور اس کی مشین گن سے
نکلنے والی بے تحاشا گولیوں نے درختوں کو چھلنی کر دیا اور پھر چار پانچ آدمی
باری باری پکے ہوئے آموں کی طرح نیچے گرتے چلے گئے اس طرح
اس طرف سے فائرنگ بند ہو گئی۔

ناٹران فائرنگ بند ہوتے ہی تیزی سے اٹھا اور اس نے ایک
بار پھر ان گڑھوں کی طرف دوڑ لگا دی۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ گڑھوں کے قریب پہنچتا، اچانک اس کے
ارد گرد خوفناک دھماکے ہونے لگ گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے مار
توپوں سے گولہ باری کی جا رہی ہو۔ چاروں طرف بے تحاشا فائرنگ کی
آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دو دشمن فوجیں
میں ٹکرا گئی ہوں۔ فائرنگ کی گونج کے ساتھ ساتھ انسانی چیخیں بھی
تھیں اور اس طرح ٹانگلی جھیل کا وہ علاقہ میدانِ کارزار کی صورت

اختیار کر گیا تھا۔

ناٹران کے گرد جیسے ہی بم پھٹے ناٹران نے اچانک ہوا میں جمپ
لگایا اور پھر وہ تقریباً اڑتا ہوا جھیل کے قریب موجود ایک گہرے گڑھے میں
جا گرا۔ مگر نیچے گرتے ہی ایک بھاری بھرکم جسم نے اُسے بُری طرح
چھاپ لیا اور ناٹران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ ایک بہت بڑی چٹان
کے نیچے پستا جا رہا ہو۔

" خبردار!۔۔۔ اگر حرکت کی تو ہڈیاں توڑ دونگا" ۔۔۔ اچانک ایک
غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور ناٹران چونک پڑا۔ وہ آواز پہچان گیا تھا۔
یہ جوانا تھا۔ خوفناک اور دیو ہیکل جوانا۔

" جوانا!۔۔۔ میں ناٹران ہوں" ۔۔۔ ناٹران نے گھٹے گھٹے لہجے
میں کہا اور اس کے جسم سے بوجھ یکلخت ہٹ گیا۔

" اوہ ناٹران صاحب آپ ۔۔۔ شکر ہے آپ ایک لمحہ پہلے بول
پڑے ۔۔۔ ورنہ میں آپ کی ریڑھ کی ہڈی توڑنے ہی والا تھا" ۔۔۔
جوانا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" باقی لوگ کہاں ہیں" ۔۔۔ ؟ ناٹران نے سنبھلتے ہوئے پوچھا۔

" مجھے کچھ پتہ نہیں ۔۔۔ میں تو گولیوں کی بارش میں دوڑتا ہوا
یہاں تک آیا ہوں ۔۔۔ ابھی یہاں پہنچا ہی تھا کہ آپ اوپر آ گرے"۔
جوانا نے جواب دیا۔

اب وہ جھیل کے بالکل کنارے پر پہنچ چکے تھے۔ اچانک انہیں
اپنے قریب ہی کسی کی کراہ کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک کر
اس طرف مڑے۔ دوسرے لمحے انہوں نے ساتھ والے گڑھے میں تنویر کو

پشت کے بل پڑا ہوا پایا۔ اس کا نچلا دھڑ زخمی تھا۔ شائد اس کی ٹانگوں میں
گولیاں لگی تھیں، وہ بیہوش پڑا تھا اور بیہوشی کے عالم میں کراہ رہا تھا۔
"اس کی ٹانگوں سے خون بہہ رہا ہے" ——— ناٹران نے چونکتے
ہوئے کہا اور پھر وہ اچھل کر اس گڑھے میں اتر گیا جہاں تنویر موجود تھا۔
فائرنگ اور بموں کے دھماکوں میں اب وہ شدت باقی نہ رہی تھی۔
بلکہ اکا دکا آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ناٹران نے جھکے جھکے بڑے
پھرتیلے انداز میں تنویر کی قمیض کا دامن پھاڑا اور اس کی دونوں رانوں
پر کس کر پٹیاں باندھ دیں تاکہ خون کا جریان رک جائے۔ اس سے زیادہ
اس وقت وہ اس کی اور مدد بھی نہ کر سکتا تھا۔
اور پھر انہیں دُور سے فائرنگ کی تیز آوازیں قریب آتی سنائی دیں
اور جوانا اور ناٹران دونوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو مختلف سمتوں سے
کچھ لوگ فائرنگ کرتے ہوئے جھیل کی طرف دوڑے چلے آرہے تھے
ان کے لباس سے ہی وہ سمجھ گیا کہ آنے والے ان کے ساتھی ہیں اس
کا مطلب تھا کہ انہوں نے مقابلہ کرنے والوں کا خاتمہ کر دیا ہے کیونکہ
ان پر کسی طرف سے بھی فائرنگ نہ ہو رہی تھی۔
ناٹران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ آسمان کی طرف
کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں آسمان پر چڑھتی چلی گئیں۔ اور آنے والے
یکدم رُک گئے۔
جوانا اور ناٹران دونوں اچھل کر گڑھے کے کناروں پر چڑھ گئے
اور انہوں نے تیزی سے ہاتھ ہلانے شروع کر دیئے اور آنے والے
تیزی سے ان کی طرف سمٹتے چلے آئے۔ یہ صفدر، کیپٹن شکیل، صدیقی،

اور ناٹران کے پانچ ساتھی تھے۔
"عمران اور فیصل جان کا کیا ہوا ——— کیا وہ باہر آگئے" ——— صفدر
نے چیخ کر پوچھا۔
"نہیں ——— وہ گٹر میں پھنس گئے تھے اور یقیناً وہیں ختم ہو گئے
ہوں گے" ——— ناٹران نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔
"اوہ! ——— ایسا ناممکن ہے ——— عمران نہیں مر سکتا" ——— کیپٹن شکیل
نے غراتے ہوئے کہا۔
"تنویر ادھر زخمی پڑا ہوا ہے ——— اس کی حالت بیحد خراب ہے"۔
ناٹران نے موضوع بدلنے کے لئے کہا۔
مگر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک اس
کی کلائی پر موجود گھڑی کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ناٹران نے
چونک کر ونڈ بٹن دبا دیا۔
"ہیلو ہیلو ——— میں جوزف بول رہا ہوں۔ اوور" ——— دوسری طرف
سے جوزف کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔
"جوزف! ——— میں ناٹران بول رہا ہوں ——— تم کہاں ہو۔ اوور"؟
ناٹران نے چیخ کر کہا۔ مگر اسی لمحے نقطہ یکلخت بجھ گیا۔ اس کا مطلب
صاف ظاہر تھا کہ رابطہ یکدم ختم ہو گیا ہے۔ ناٹران نے کوشش کی کہ رابطہ
دوبارہ قائم ہو جائے مگر ایسا نہ ہو سکا۔
اسی لمحے انہیں دُور سے پولیس کی گاڑیوں کی تیز سائرنوں کی آوازیں
سنائی دینے لگیں اور وہ سب بُری طرح چونک پڑے۔
"تنویر کو اٹھاؤ اور نکل چلو ——— ابھی پولیس پورے علاقے کو گھیر

لے گی" ـــــــ ناٹران نے چیخ کر کہا۔

" مگر ہمارے ساتھی اور مشن " ـــــــ صفدر نے کہا۔

" اس وقت کچھ نہیں ہو سکتا ـــ آپ لوگ فوراً کوٹھی واپس
میں تمام حالات معلوم کر کے بعد میں آجاؤں گا ـــــ میرے پا
کارڈ موجود ہے جس کے ہوتے ہوئے پولیس مجھے کچھ نہیں کر
جلدی کرو جلدی ـــ پولیس قریب آتی جا رہی ہے" ـــــ ناٹران
تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر صفدر نے پہل کی۔ اس نے جھک کر بیہوش پڑے
تنویر کو اٹھایا اور پھر وہ تیزی سے ذخیرے کی طرف بھاگتے چلے
ان سب کے جانے کے بعد ناٹران تیزی سے آگے بڑھا اور ایک
درخت کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

مشن تو بہرحال بری طرح ناکام ہو چکا تھا۔ اب تو مسئلہ عمر
انجام کا تھا اور وہ یہی بات چیک کرنا چاہتا تھا۔

عمران نے ہوش میں آتے ہی جیسے آنکھ کھلی۔ اُس نے اپنے
اوپر جوزف کو جھکے ہوئے پایا۔

" باس باس ب ـــــ ہوش میں آؤ باس" ـــــ جوزف بار بار عمران
کو جھنجوڑ رہا تھا اور شاید اسی کے جھنجوڑنے کی وجہ سے ہی عمران کو
ہوش آیا۔ وہ دبے لہجے میں سب کچھ کہہ رہا تھا۔

آگیا بھئی ـــــ باس ہوش میں آگیا ـــ اب اس کی پسلیوں پر
رحم کرو ـــ انہیں نہ جھنجوڑو" ـــــ عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" آہستہ بولو باس ـــ چاروں طرف پولیس پھیلی ہوئی ہے" ـــــ
جوزف نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور عمران چونک پڑا۔

" پولیس" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

ہاں باس! ـــــ آپ کو میں نے بیہوشی کے عالم میں ایک
درخت کی جڑ کے پاس پڑا دیکھا تو میں آپ کو اٹھا کر یہاں اس گڑھے

میں لے آیا" ـــــ جوزف نے جواب دیا۔

"شکر ہے تم نے مجھے بیہوشی کے عالم میں درخت سے لٹکا ہوا نہیں دیکھا ـــــ ورنہ شائد تم مجھے توڑ کر کسی کنوئیں میں پھینک آتے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور جوزف نے ہنسنے کی کوشش کرتے ہوئے پوری بتیسی باہر نکال لی۔

"ارے وہ فیصل جان ـــــ اس کا کچھ پتہ چلا" ـــــ ؟ اچانک عمران کو فیصل جان کا خیال آگیا۔

"وہ ساتھ والے گڑھے میں بیہوش پڑا ہوا ہے باس! ـــــ جب میں آپ کو اٹھا کر اس گڑھے میں لے آیا تو وہ پہلے سے ہی یہاں موجود ہے" ـــــ جوزف نے جواب دیا۔

"بیہوش تو ہے ـــــ مگر کیا میری طرح اس کی ہڈی پسلی بھی سلامت ہے یا نہیں" ـــــ ؟ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہڈیاں تو سلامت ہیں باس! ـــــ البتہ پسلیوں کو میں نے چیک نہیں کیا" ـــــ جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اسے ہوش میں لے آؤ جلدی ـــــ مگر آرام سے ہوش میں لانا۔ کہیں ہوش میں لاتے لاتے اس کی بقایا ہڈیاں نہ توڑ دینا" ـــــ عمران نے کہا

اور پھر جوزف سر ہلاتا ہوا احتیاط سے اٹھا اور دوسرے لمحے اچھل کر گڑھے سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد عمران بھی آہستہ سے اٹھا اس کا جسم بالکل

صحیح سلامت تھا۔ البتہ جسم کی ایک ایک نس شدید درد کر رہی تھی۔ مگر ظاہر ہے اس موقع پر اسے درد کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ اس نے گڑھے سے سر باہر نکال کر دیکھا تو اسے جھیل کے چاروں طرف پولیس ہی پولیس پھیلی ہوئی نظر آئی۔

جھیل کے مشرقی کنارے پر پولیس کی گاڑیاں اور ایمبولینس گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ صبح کی ہلکی ہلکی روشنی میں اسے سب کچھ نمایاں طور پر نظر آ رہا تھا۔ جس گڑھے میں وہ موجود تھا۔ یہ گڑھا جھیل کے دائیں طرف اس سے کافی فاصلے پر موجود تھا۔ اور خاصا گہرا تھا۔ عمران کو پنجوں کے بل اٹھ کر باہر جھانکنا پڑ رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں چاروں طرف کا جائزہ لیتی رہیں اور پھر چند لمحوں بعد اسنے انتہائی شمالی کونے سے چند پولیس افسران کو تیزی سے جھیل کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جلد از جلد جھیل تک پہنچ جانا چاہتے ہوں۔

اسی لمحے جوزف اور فیصل جان بھی رینگتے ہوئے اس گڑھے میں اتر آئے۔ اسے فیصل جان کو دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہ صحیح سلامت تھا۔

"عمران صاحب! ـــــ نجانے ہم بچ کیسے گئے" ـــــ فیصل جان نے گڑھے کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ڈیتھ پروف ہونے کا یہی فائدہ ہوتا ہے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈیتھ پروف" ـــــ فیصل جان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ ڈھٹائی کی اعلیٰ کوالٹی کو کہتے ہیں" ـــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان بے اختیار ہنس پڑا۔

"باس! — آپ کے ہاتھ میں یہ گھڑی تھی — اس پر ایک نقطہ جل بجھ رہا تھا — میں نے اسے آپ کے ہاتھ سے نکالا تو اس میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی — میں نے بات کرنے کی کوشش کی۔ دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی — مگر اس سے پہلے کہ تفصیلی بات ہوتی رابطہ ختم ہو گیا — پھر میں نے بہتیری کوشش کی لیکن کچھ نہ ہوا" — جوزف نے جیب سے گھڑی نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم نے اسے جوڈو کراٹے کے داؤں سے چلانے کی کوشش تو نہیں کی تھی" — ؟ عمران نے گھڑی ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا اور فیصل جان ایک بار پھر ہنس دیا۔ البتہ اس کی ہنسی میں بھی تکلیف کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"کیا بات ہے فیصل جان! — کیا کہیں چوٹ لگ گئی ہے" — ؟ عمران نے چونک کر فیصل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں جناب! — بس جسم کی ایک ایک رگ دکھ رہی ہے" — فیصل جان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

عمران نے گھڑی کو ہاتھ میں لے کر اس کے ونڈ بٹن کو کھینچا اور پھر سوئیاں گھما کر مخصوص ہندسوں پر اکٹھی کرنے کے بعد اس نے ونڈ بٹن کو دبا دیا۔ دوسرے لمحے ڈائل پر ایک نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور چند ہی لمحوں بعد نقطہ جلنا بجھنا بند ہو کر مستقل طور پر جلنے لگا۔

"ہیلو۔ اوور" — دوسری طرف سے ناٹران کی محتاط آواز سنائی دی۔

"ہیلو — پرنس بول رہا ہوں۔ اوور" — عمران نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"پرنس! — اوہ! آپ بخیریت ہیں پرنس! — خدا کا شکر ہے۔ اوور" — عمران کا کوڈ نام سنتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کا لہجہ یکدم چہک اٹھا۔

"میں بھی خیریت سے ہوں اور میرا اے۔ ڈی۔ سی بھی — تم سناؤ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اوور" — عمران نے فیصل جان کے ٹھیک ہونے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں پرنس۔ اوور" — ؟ ناٹران نے پوچھا۔

"ظاہر ہے پانی پر بچھے ہوئے تخت کے قریب سے ہی بول سکتا ہوں۔ اوور" — عمران نے جھیل کا اشارہ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — پھر تو آپ یونیفارم کے گھیرے میں ہیں — لیکن یہ لوگ اب واپس جا رہے ہیں۔ اوور" — ناٹران نے جواب دیا۔

"واپس جا رہے ہیں — مگر کیوں۔ اوور" — ؟ عمران نے اٹھ کر گڑھے سے باہر جھانکتے ہوئے کہا اور واقعی اس نے پولیس کو سمٹ کر گاڑیوں کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

"شاید انہیں مداخلت نہ کرنے کا حکم ملا ہو گا۔ اوور" — ناٹران نے جواب دیا۔

"اچھا تم ایسا کرو کہ پانی کے تخت کی دائیں طرف آ جاؤ۔ باقی باتیں رو برو ہوں گی — اوور اینڈ آل" — عمران نے کہا اور بٹن

دباکر رابطہ ختم کر دیا۔

حالات بتا رہے تھے کہ بلاسٹر پھٹنے کے باوجود ہیڈ کوارٹر تباہ نہ

تھا۔ اس لیے عمران نہ چاہتا تھا کہ طویل گفتگو کی وجہ سے کال چیک

جائے۔

گھڑی کو جیب میں ڈال کر اس نے ایک بار پھر باہر کا جائزہ لینا

کر دیا۔ اب پولیس کی گاڑیاں واپس شہر کی طرف جانا شروع ہو گئی

اور پھر اُسنے دُور سے ایک درخت کی آڑ سے ناٹران کو نکل کر جھکے جھکے

انداز میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ تھوڑی دیر بعد ناٹران ان کے

قریب پہنچ گیا اور عمران نے ہاتھ ہلا کر اُسے اپنی موجودگی کا اظہار کیا

پھر ناٹران بھی گڑھے میں اتر آیا۔

"خدا کا شکر ہے کہ آپ لوگ زندہ بچ گئے" ــــ ناٹران نے

طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ کہ ہمارے ساتھیوں کا کیا ہوا ــــ؟ تم اکیلے کیوں نظر آ رہے

ہو" ــــ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ــــ صرف تنویر زخمی ہے باقی لوگ بخیر یت

ہیں ــ ان سب کو میں نے پولیس کی آمد پر واپس کوٹھی بھیج دیا ہے

میں خود صرف آپ کی خبر لینے کے لئے رُک گیا تھا" ــــ ناٹران نے

جواب دیا۔

"تنویر زیادہ زخمی تو نہیں ہے" ــــ؟ عمران نے تشویش بھرے

لہجے میں کہا۔

"اس کی ٹانگوں میں گولیاں لگی ہیں ــ بہرحال وہ خطرے سے

باہر ہے ــــ مگر آپ لوگ تو شائد گٹر میں ہی پھنس گئے تھے" ــــ

ناٹران نے کہا۔

"ہاں! ــــ ہم نے جب بلاسٹرز آن کر دیئے تو ہمیں نہ صرف چیک

کر لیا گیا بلکہ گٹر کا دھانہ بھی بند کر دیا گیا ــــ اب بلاسٹرز کو روکا نہ

جاسکتا تھا اس لئے ہماری موت یقینی تھی لیکن عین آخری لمحوں میں

تمہاری کال آگئی ــ میں نے گھڑی کلائی سے اتار کر گیس ماسک میں ڈال

کر بات کرنا چاہی۔ مگر گھڑی میرے ہاتھ سے گر گئی اور وہ دھانے پر

موجود دیوار کی جڑ میں اتر گئی ــــ میں اُسے پکڑنے کے لئے لپکا

میرے پیچھے فیصل جان تھا۔ شائد میں نے گھڑی کو پکڑ ہی لیا تھا کہ بلاسٹرز

پھٹ گئے ــــ اس کے بعد جوزف نے مجھے ہوش دلایا ــــ البتہ میرا

آئیڈیا ہے کہ ہم کس طرح بچ گئے" ــــ عمران نے کہا۔

"کس طرح" ــــ؟ ناٹران نے پوچھا۔

"دراصل میں نے اور فیصل جان نے دھانے کی طرف آدھے گٹر

میں موجود بلاسٹرز اتار کر پچھلے حصے میں جمع کر دیئے تھے۔ اس لئے بلاسٹرز

کے پھٹنے سے گٹر کا دھانہ والا حصہ فوری طور پر نہ اڑ سکا۔ البتہ پانی کا ریلا

بلاسٹرز پھٹنے کے زبردست دباؤ کی وجہ سے دیوار سے ٹکرایا اور اس نے

دیوار کے پرخچے اڑا دیئے ــــ اب اگر میں گھڑی پکڑنے کے لئے دیوار

کی جڑ کے قریب نہ ہوتا اور مجھے نیچے لپکتا دیکھ کر فیصل جان بھی میرے

پیچھے نہ آتا تو ظاہر ہے پانی کے اس زبردست دباؤ کی وجہ سے ہم

بھی پوری قوت سے دیوار سے ٹکراتے اور دیوار تو بعد میں اڑتی، پہلے

ہماری ہڈیاں سُرمہ بن جاتیں ــــ لیکن چونکہ ہم تہہ میں تھے اور دباؤ کا اثر

تہہ میں کم ہوتا ہے اس لئے ہم نہ صرف بچ گئے ——— بلکہ دیوار کے ٹوٹتے ہی ہم پانی کے ساتھ باہر آئے اور پھر پانی نے ہمیں مختلف سمتوں میں اچھال دیا۔ اس طرح ہم بچ نکلے" ——— عمران نے کہا اور ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بہرحال اسے خوش قسمتی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے ——— اب میں بتاؤں ——— دھماکہ ہوتے ہی جھیل کا پانی فوارے کی طرح آسمان کی طرف بلند ہوا اور ارد گرد کے علاقے میں گڑھے پڑ گئے ——— ہم ان گڑھوں کی طرف دوڑے۔ مگر درختوں پر شاگل اور اس کے ساتھی شاید ہمارے انتظار میں چھپے ہوئے تھے انہوں نے ہم پر فائرنگ کھول دی اور پھر تو یہ جگہ میدان کارزار میں تبدیل ہو گئی ——— زبردست فائرنگ ہوئی اور ہم نے آخر کار شاگل کے ساتھیوں کو مار گرایا ——— اور پھر جب ہم اکٹھے ہوئے تو اس وقت پولیس آگئی اور میں نے سب کو واپس بھیج دیا۔ کیونکہ اگر ہم پولیس کے ہتھے چڑھ جاتے تو پھر ہمارا بچ نکلنا مشکل ہو جاتا" ——— ناٹران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ ہمارا یہ مشن ناکام رہا ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! ——— بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہو رہا ہے" ——— ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— عمران کا کوئی مشن کبھی ناکام نہیں رہا" ——— عمران نے جواب دیا اور پھر وہ اچھل کر گڑھے کے کنارے پر چڑھا اور کنارے پر ہی لیٹ گیا۔ اس کی نظریں دور تک پھیلے ہوئے گڑھوں کی قطار پر جمی ہوئی

تھیں۔ گڑھے ایک سیدھی قطار میں تھے۔ لیکن کہیں کم اور کہیں زیادہ گہرے تھے۔

جس گڑھے میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ گڑھا سب سے زیادہ گہرا تھا۔

ابھی عمران گڑھے کے کنارے پر لیٹا ہوا جائزہ لے رہا تھا کہ اس نے جھیل کے دائیں طرف کچھ سایوں کو زمین پر رینگ کر آگے بڑھتے دیکھا

"ناٹران! ——— ذرا اپنا ٹیلی سکوپ دینا" ——— عمران نے گڑھے میں کھڑے ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا اور ناٹران نے گلے میں لٹکی ہوئی نائٹ لینز ٹیلی سکوپ نکال کر اس کے لینز کو موجودہ روشنی کے مطابق ایڈجسٹ کیا اور ٹیلی سکوپ عمران کی طرف بڑھا دی۔

عمران نے ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگا کر ان آگے کی طرف رینگتے ہوئے سایوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔

عمران نے جوانا کے بھاری اور دیو ہیکل جسم کو بخوبی پہچان لیا تھا اور پھر صفدر، کیپٹن شکیل اور صدیقی بھی اسے آگے پیچھے رینگتے نظر آتے

"ناٹران! ——— ہمارے ساتھی آ رہے ہیں ——— تم کرالنگ کرتے ہوئے جاؤ اور انہیں لے کر اس گڑھے میں آ جاؤ۔ کہیں وہ بھٹک کر ادھر اُدھر نہ نکل جائیں" ——— عمران نے ناٹران سے کہا اور ناٹران بھی اچھل کر گڑھے کے کنارے پر چڑھ آیا۔ اس کی نظریں بھی دور رینگتے ہوئے سایوں پر پڑ گئیں۔

"یہ ہمارے ساتھی ہیں" ——— ناٹران نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"ہاں !۔۔۔ جاؤ اور انہیں یہیں لے آؤ تاکہ ہم اپنا بقایا مشن مکمل کریں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا کہنیوں کے بل رینگتا ہوا ان سایوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"عمران صاحب !۔۔۔ بلاسٹرز فٹ کرنے کا کوئی نمایاں فائدہ نہیں ہوا ۔۔۔ ویسے مجھے حیرت ہے کہ اتنے طاقتور بلاسٹرز پھٹنے کے باوجود ہیڈ کوارٹر کا کچھ نہیں بگڑا" ۔۔۔ فیصل نے عمران کے گڑھے میں اترتے ہی کہا۔ اب اس کا سانس بالکل ٹھیک آ رہا تھا۔

"انہوں نے بلاسٹرز سے بچنے کے لئے کچھ کیا ہے ۔۔۔ بہرحال مقصد حل ہو گیا ہے ۔۔۔ یہ گڑھا جہاں ہم موجود ہیں اس کے نیچے وہی جگہ ہے جہاں بلاسٹر نصب تھے اور گڑھے کی کھدائی بتا رہی ہے کہ بس تھوڑی سی کھدائی کے بعد ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کھدائی" ۔۔۔ فیصل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں کھدائی !۔۔۔ سب لوگ اکٹھے ہو جائیں پھر کھدائی کریں گے"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ناٹران عمران کے ساتھیوں کو لیکر وہاں پہنچ گیا۔

"باس آپ زندہ ہیں ۔۔۔ خدا کا شکر ہے ۔۔۔ آپ کی وجہ سے ہم واپس نہیں گئے تھے" ۔۔۔ جوانا نے پرخلوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تنویر کی کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تنویر کو ہم نے ناٹران کے ساتھیوں کے ساتھ واپس بھجوا دیا ہے وہ اسے اسی ڈاکٹر کے پاس لے جائیں گے جہاں جولیا اور نعمانی پہلے ہی موجود ہیں" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اس کی حالت کیسی ہے" ۔۔۔ ؟ عمران کے لہجے میں ہلکی سی تشویش تھی۔

"میرے خیال میں وہ خطرے سے باہر تھا" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر جب کیپٹن شکیل نے بھی اس کی تائید کی تو عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ تنویر کے بارے میں عمران کی پرخلوص تشویش سے بے حد متاثر ہوتے ہیں کیونکہ بظاہر تنویر ہر وقت عمران سے لڑتا رہتا تھا۔ لیکن عمران اپنے ساتھیوں سے کتنی محبت رکھتا ہے اس کا اندازہ انہیں پہلی بار ہو رہا تھا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ ناٹران نے پوچھا۔

"تم لوگوں کے پاس مشین گنیں اور دوسرا سامان ہے جو میں نے خفیہ جیکٹوں میں ڈلوایا تھا" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہے !۔۔۔ اس کے استعمال کی تو نوبت ہی نہیں آئی" ۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب آ جانے کی نوبت !۔۔۔ پی۔ تھری بم نکالو اور اپنی اپنی مشین گنیں سنبھال کر تیار ہو جاؤ ۔۔۔ میگزین وغیرہ تیار کر لو" ۔۔۔ عمران نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔

صفدر نے لباس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا کیپسول نما بم نکالا۔

اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

یہ پی۔ بھٹری بم تھا۔ اس کی خاصیت یہ تھی کہ یہ زمین میں بغیر پھٹے گھستا چلا جاتا تھا اور پھر ایک خاص حد تک پہنچنے کے بعد خود بخود پھٹ جاتا تھا۔ اس میں اتنی طاقت تھی کہ پھٹنے کے بعد یہ کم از کم پچاس مربع فٹ قطر میں موجود تمام مٹی آتش فشاں کی طرح آسمان کی طرف اچھال دیتا تھا۔ اس طرح پچاس مربع فٹ قطر کا انتہائی گہرا گڑھا بن جاتا تھا۔

عمران نے پی۔ بھٹری بم لیا اور پھر اچھل کر وہ گڑھے کے کنارے سے نکل کر تیزی سے رینگتا ہوا ایک گڑھا چھوڑ کر دوسرے گڑھے میں اتر گیا۔

یہ گڑھا معمولی سا گہرا تھا۔ عمران نے بم کی کیپ کو تیزی سے انٹی کلاک انداز میں گھمایا اور پھر اس کی باریک نوک زمین میں اتار کر اپنا ہاتھ ہٹا لیا جیسے ہی اس کا ہاتھ پیچھے ہٹا۔ زیں زیں کی تیز آواز سے پی۔ بھٹری بم زمین کے اندر اترتا چلا گیا۔

عمران تیزی سے بھاگتا ہوا واپس اسی گڑھے کے کنارے پہ پہنچ گیا جس میں اس کے ساتھی موجود تھے۔

عمران کو دیکھ کر باقی افراد بھی گڑھے سے نکل کر اس کے کناروں پر لیٹ گئے۔ عمران بھی ان کے قریب ہی لیٹ گیا۔

دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اتنا زوردار تھا کہ زمین بری طرح لرزنے لگی۔ پی۔ بھٹری بم پھٹ چکا تھا۔ اور پھر اس گڑھے اور اس کے اردگرد کی زمین فوارے کی طرح فضا میں اچھلتی چلی گئی اور ان سب پر یوں گرنے لگی جیسے مٹی کی بارش ہو رہی ہو۔ وہ سب منہ

چھپائے زمین پر پڑے رہے۔

چند لمحوں بعد جب دھماکے کی بازگشت ختم ہوئی تو سب سے پہلے عمران تیزی سے اٹھا۔ اس وقت اردگرد صرف گرد و غبار موجود تھا مٹی نیچے گر چکی تھی۔

عمران تیزی سے دوڑتا ہوا اس گڑھے کی طرف بڑھتا چلا گیا جو پی۔ بھٹری بم کے پھٹنے سے پیدا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھی بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے گڑھے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

گڑھے کے قریب پہنچ کر عمران نے ایک لمحے کے لئے لیٹ کر اس گڑھے کے اندر جھانکا اور دوسرے لمحے اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے گڑھے کے اندر چھلانگ لگا دی۔

جیسے ہی الیشور داس نے شاگل کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے
قتل عام کا حکم دے کر ٹرانسمیٹر آف کیا، آپریشن روم کا انچارج جمنا داس
تیزی سے ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے مشین کے سامنے
کھڑے ہوئے آپریٹر کو ایک طرف ہٹایا اور خود مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔
اس نے تیزی سے مشین کے پچھلے حصے کی طرف ہاتھ ڈال کر ایک مخصوص
بٹن دبایا تو دیوار کے اوپر لگی ہوئی ایک سکرین روشن ہو گئی اور جمنا داس
نے بڑی پھرتی سے مشین کے مختلف بٹن دبا کر ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔
سکرین روشن ہوتے ہی اس پر سفید رنگ کی لکیریں تیزی سے ابھرنے
اور مٹنے لگیں۔ پھر آہستہ آہستہ اس پر ایک منظر ابھرتا چلا گیا۔ یہ اڈے کا
بیرونی منظر تھا جس پر جھیل اور اس کے ارد گرد کا علاقہ نظر آ رہا تھا۔
جمنا داس نے ایک بٹن دبایا تو باہر کی آوازیں بھی کمرے میں گونجنے لگ گئیں
اور آوازیں سنتے ہی الیشور داس اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ مسلسل فائرنگ اور

انسانی چیخوں کا شور اسے سنائی دے رہا تھا اور سکرین پر کچھ لوگ بھی دوڑتے
اور گرتے صاف نظر آ رہے تھے۔

تھوڑی دیر تک فائرنگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ خاموشی
چھاتی چلی گئی۔

"میرا خیال ہے کہ شاگل کے آدمیوں نے سب حملہ آوروں کا خاتمہ کر دیا
ہے" ـــــ الیشور داس نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا اور پھر اس نے
ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس پر فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔

"آپ شاگل صاحب سے بات کریں ـــ میں تہہ خانے میں جا کر اس
بات کو چیک کروں کہ بلاسٹرز نے اڈے کا کتنا نقصان کیا ہے۔ تاکہ
اس نقصان کو فوری طور پر پورا کیا جا سکے" ـــــ جمنا داس نے مؤدبانہ
لہجے میں الیشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور الیشور داس نے سر ہلا دیا۔
اور جمنا داس کونے والے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

الیشور داس نے فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر
میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو ـــ الیشور داس کالنگ شاگل۔ اوور" ـــــ الیشور داس
نے بار بار فقرہ دہراتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد شاگل کی آواز ابھری۔

"یس شاگل سپیکنگ اوور" ـــــ شاگل کی آواز میں عجیب سی مایوسی اور
سنجیدگی تھی۔

"ہیلو شاگل! ـــ کیا تمام حملہ آور ختم ہو گئے۔ اوور" ـــــ الیشور داس
نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"حملہ آوروں نے کیا ختم ہوتا تھا ـــــ میرے تمام آدمی مارے گ
ہیں ـــــ میں خود بڑی مشکل سے بچا ہوں ۔ اوور" ـــــ شاگل کی رند
ہوئی آواز سنائی دی ۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ جب حملہ آور تمہارے آدمیوں کی زد میں تھے ت
پھر ۔ اوور" ـــــ الیشور داس نے چیختے ہوئے کہا ۔

"وہ زد میں ضرور تھے ـــــ لیکن نجانے کیا ہوا ۔ میرے آدمی پکے ہو
پھلوں کی طرح گرتے چلے گئے ۔ اوور" ـــــ شاگل نے جواب دیا ۔

"اوہ ! ـــــ پھر اب حملہ آور کہاں ہیں تاکہ میں آدمی بھیجوں ۔ اوور
الیشور داس نے سخت لہجے میں کہا ۔

"وہ لوگ غائب ہو چکے ہیں ـــــ کہیں نظر نہیں آ رہے ـــــ او
پولیس آ رہی ہے ۔ پولیس گاڑیوں کے سائرن سنائی دے رہے ہیں
اوور" ـــــ شاگل نے چونکتے ہوئے کہا ۔

"پولیس آ رہی ہے ـــــ مگر کیوں ـــــ ؟ پولیس کو کس نے بلایا
ہے ۔ اوور" ـــــ ؟ الیشور داس نے چیختے ہوئے کہا ۔

"شاید فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سن کر کسی نے رپورٹ کر د
ہو گی ۔ اوور" ـــــ شاگل نے جواب دیا ۔

"سنو شاگل ! ـــــ تم پولیس افسران کو باہر ہی روکو اور انہیں واپس
کر دو ـــــ میں اس معاملے میں پولیس کو نہیں ڈالنا چاہتا ۔ کیونکہ اس
طرح بات حکام بالا تک چلی جائے گی اور پھر بے پناہ پریشانیاں پید
ہو جائیں گی ۔ اوور" ـــــ الیشور داس نے جواب دیا ۔

ٹھیک ہے ـــــ میں کوشش کرتا ہوں ۔ اوور" ـــــ شاگل نے کہا

"ہاں ! ـــــ انہیں واپس بھجوا دو ـــــ پھر مجھ سے رابطہ قائم کرنا ـــــ
میں تمہیں اندر بلاؤں گا اور پھر میرے آدمی باہر جا کر حملہ آوروں کا خاتمہ
کر دیں گے ۔ اوور" ـــــ الیشور داس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے بٹن آف کر دیا ۔

اب اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد واقعی
پولیس کی دس بارہ گاڑیاں جھیل کے گرد جمع ہو گئیں اور پولیس نے
نیچے اتر کر جھیل کو گھیر لیا ۔

اسی لمحے اس نے شاگل کو جھیل سے ذرا ہٹ کر بنے ہوئے ایک
کیفے کی عمارت کی آڑ سے نکلتا ہوا دیکھا ۔ وہ تیزی سے پولیس کی اس
جیپ کی طرف چلا جا رہا تھا جس میں سے پولیس کے اعلیٰ افسران اتر کر
کھڑے ہوئے تھے وہ ان پولیس افسران سے چند لمحے باتیں کرتا رہا ۔
پھر اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر پولیس افسران کو دکھایا تو وہ سب
اٹین شن ہو گئے ۔ اور انہوں نے باقاعدہ شاگل کو سلیوٹ کر دیا اور پھر
وہ تیزی سے واپس مڑے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کو واپس
چلنے کا اشارہ کیا اور تھوڑی دیر بعد پولیس کی گاڑیاں واپس ہونے لگ
گئیں ۔

جب تمام گاڑیاں واپس چلی گئیں تو شاگل تھکے تھکے قدم اٹھاتا جھیل
سے ہٹ کر ہیڈ کوارٹر کے خفیہ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا آیا ۔ اور پھر
الیشور داس نے سر ہلاتے ہوئے آپریٹر کو مشین آف کرنے کا اشارہ کیا
اور خود اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبا دیا ۔

"یس باس ! ـــــ ارجن سنگھ سپیکنگ" ـــــ انٹرکام سیٹ میں

سے ارجن سنگھ کی آواز سنائی دی۔

" گیٹ پر اطلاع کر دو ___ چیف آف سیکرٹ سروس مسٹر شاگل وہاں پہنچ رہے ہیں ___ انہیں لیکر تم بھی آپریشن روم میں آجاؤ" ۔ الیشور[داس] نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر باس! ___ حکم کی تعمیل ہو گی" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور الیشور داس بٹن آف کر کے کرسی پر یوں ڈھیر ہوا جیسے میلوں مسافت طے کرنے کے بعد پہلی بار اُسے بیٹھنے کا موقع ملا ہو۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

اسی لمحے جمنا داس دروازے سے اندر داخل ہوا۔

" کیا نقصان ہوا ہے جمنا داس" ___ ؟ الیشور داس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" باس! ___ کوئی شدید نقصان نہیں پہنچا ___ ڈی فان کی تہہ نے بلاسٹرز کی شدت کو جذب کر لیا ہے ___ صرف گرڈ سے ملحقہ دو کمروں کو نقصان پہنچا ہے اور اوپر زمین پر گڑھے پڑ گئے ہیں ویسے یہ بلاسٹرز اتنے طاقتور تھے کہ اگر ڈی فان کی گہری تہہ نہ بچھائی جاتی تو پورے ہیڈ کوارٹر کے پرخچے اُڑ جاتے" ___ جمنا داس نے جواب دیا اور الیشور داس کے چہرے پر اس کی بات سُن کر اطمینان کے آثار بچھاتے چلے گئے۔

" اس کا مطلب ہوا کہ ہیڈ کوارٹر بھی اس خوفناک حملے سے بچ گیا اور ہمارا سب سے بڑا دشمن بھی مارا گیا" ___ الیشور داس نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

" یس باس! ___ دن نکلتے ہی ان گڑھوں کو بھی پُر کرا دیا جائے گا اور کمروں کی مرمت بھی کر لی جائے گی ___ بہر حال ہیڈ کوارٹر پوری طرح محفوظ ہے" ___ جمنا داس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" گرڈ کی کیا پوزیشن ہے" ___ ؟ الیشور داس نے پوچھا۔

" گرڈ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے ___ اُسے تیار کرانے میں البتہ چند دن لگ جائیں گے ___ میں نے فوری طور پر پانی کے نکاس کا متبادل انتظام چالو کرا دیا ہے" ___ جمنا داس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور الیشور داس نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور شاگل اور ارجن سنگھ اندر داخل ہوئے۔ ارجن سنگھ مودبانہ انداز میں پیچھے چل رہا تھا۔

" آؤ شاگل بیٹھو ___ اور مجھے تفصیل بتاؤ کہ کیا ہوا" ___ ؟ الیشور داس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" پہلے آپ بتائیں ہیڈ کوارٹر محفوظ تو ہے" ___ ؟ شاگل نے جواب دیا

" ہاں! ___ وہ پوری طرح محفوظ ہے ___ صرف زمین پر چند گڑھے پڑ گئے ہیں جنہیں دن نکلتے ہی پُر کرا دیا جائے گا ___ تم بتاؤ کہ وہ حملہ آور کہاں گئے ___ کیا وہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے" ___ الیشور داس نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" ہونا کیا تھا ___ حملہ شروع ہوتے ہی چاروں طرف سے بے تحاشا فائرنگ اور بموں کے دھماکے شروع ہو گئے ___ ہر طرف گرد ہی گرد پھیل گئی ___ حملہ آوروں نے سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے اور وہ

پوری طرح مسلح تھے ۔۔۔ پھر میں نے اپنے آدمیوں کو درختوں سے
گرتے دیکھا ۔۔۔ سب حملہ آور مختلف سمتوں سے دوڑتے ہوئے جھیل
کی طرف اکٹھے ہوتے چلے گئے اور پولیس کے آنے سے قبل ہی میں
نے انہیں ذخیرے کی طرف دوڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تھا" ۔۔۔ شاگل
نے مایوسانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس وقت تو میں بھی سکرین پر دیکھ رہا تھا ۔۔۔ مجھے تو کوئی
حملہ آور نظر نہیں آیا" ۔۔۔ ایشور داس نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

" باس! ۔۔۔ سر شاگل نے بتایا ہے کہ حملہ آوروں نے سیاہ لباس
پہنے ہوئے تھے ۔۔۔ اندھیرے میں سیاہ لباس سکرین پر نظر نہیں
آ سکتے" ۔۔۔ جمنا داس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ تو یہ بات ہے ۔۔۔ بہرحال مجھے افسوس ہے کہ تمہارے ساتھی
مارے گئے ۔۔۔ تم نے خود ہی آفر کی تھی کہ باہر کے حالات میں سنبھال
لوں گا۔ ورنہ میں اپنے آدمی بھیج دیتا" ۔۔۔ ایشور داس نے کہا۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ لوگ اس طرح مسلح ہوں گے ۔۔۔
آپ بتائیں کہ عمران کا کیا ہوا ۔۔۔؟ کیا اس کی لاش مل گئی ہے"۔
شاگل نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

عمران کی لاش! ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ عمران اور اس کے
ساتھی کے تو ٹکڑے اڑ گئے ہوں گے۔ ویسے بھی گٹر تباہ ہو گیا
ہے ۔۔۔ ظاہر ہے عمران اور اس کے ساتھی کے جسم کے ٹکڑے
ان میں دبے ہوں گے" ۔۔۔ ایشور داس نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ شاگل کوئی جواب دیتا، اچانک کمرے میں تیز
سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور دروازے کے ساتھ والی دیوار پر لگے ہوئے
مختلف بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگ گئے۔

" اوہ! ۔۔۔ ہیڈ کوارٹر پر حملہ ۔۔۔ بم مارا گیا ہے" ۔۔۔ جمنا داس نے
اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

ایشور داس اور شاگل بھی بے اختیار کھڑے ہو گئے۔

جمنا داس تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھا۔ مگر اس سے پہلے
کہ وہ مشین کے پاس پہنچتا، ایک زوردار دھماکہ کی آواز سنائی دی اور پورا
کمرہ بری طرح لرزنے لگا۔ شاگل اور ایشور داس بری طرح لڑکھڑا گئے اور
انہوں نے مضبوطی سے کرسیوں کو پکڑ لیا۔ جمنا داس چونکہ بھاگ
رہا تھا اس لئے وہ منہ کے بل زمین پر جا گرا۔ مگر دوسرے لمحے اچھل کر
کھڑا ہو گیا۔ کمرہ ایک لمحہ لرزنے کے بعد دوبارہ ساکت ہو گیا۔

" یہ کیا ہوا" ۔۔۔؟ ایشور داس نے چیختے ہوئے کہا۔

" ہیڈ کوارٹر پر بم مارا ہے ۔۔۔ بم بھی ہیڈ کوارٹر کے اندر پھٹا ہے"۔
جمنا داس نے ایک مشین کے مختلف بٹن دباتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

بٹن دبتے ہی مشین میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلیں اور اس
پر لگے ہوئے مختلف ڈائلوں میں موجود سوئیاں تیزی سے حرکت میں
آگئیں۔ جمنا داس نے ایک لمحے کے لئے ان سوئیوں کو دیکھا اور پھر
تیزی سے بٹن آف کر دیئے۔

" گٹر کے قریب بم مارا گیا ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ بم گڑھے کے
اندر مارا گیا ہے ۔۔۔ اس لئے بم پروف حفاظتی نظام اسے روک نہیں

سکا، کیونکہ گڑھے کی صورت میں وہ پہلے ہی ناکارہ ہو چکا تھا"۔۔۔ جمناد
نے مڑ کر تیز لہجے میں کہا۔

"ارجن سنگھ بھاگو اور اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دو۔۔۔ جو کوئی بھی اند
داخل ہونے کی کوشش کرے اس کے ٹکڑے اڑا دو"۔۔۔ الیشور دا
نے چیخ کر ارجن سنگھ سے کہا اور ارجن سنگھ سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف
بھاگتا چلا گیا۔

"کیا ہم یہاں محفوظ ہیں"۔۔۔ شاگل نے پریشان لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔۔۔ یہ کمرہ بالکل محفوظ ہے۔۔۔ ویسے بھی کو
حملہ آور ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا تو ایک لمحے میں پکڑا جائے گا۔۔۔ آپ
لوگ یہاں تشریف رکھیں۔۔۔ میں تہہ خانے میں جا کر صورت حال کو تفصیل
سے چیک کرتا ہوں"۔۔۔ جمنا داس نے کہا۔

"ہم بھی تمہارے ساتھ جائیں گے۔۔۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ
کون لوگ ہیں اور کیا صورت حال ہے"۔۔۔ الیشور داس نے تیز لہ
میں کہا اور پھر وہ شاگل سمیت جمنا داس کے پیچھے بھاگتے ہوئے کونے وا
دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

دروازہ پار کر کے وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد
ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے جس کے درمیان میں ایک بڑی
مشین کسی میز کی طرح بچھی ہوئی تھی اور دیواروں پر چاروں طرف چھو
چھوٹی سکرینیں نصب تھیں۔ یہ مین کنٹرولنگ روم تھا۔ جمنا داس
ایک بٹن دبایا تو مشین کے ساتھ ساتھ تمام سکرینیں بیک وقت روش
ہو گئیں۔ ہر سکرین پر ہیڈ کوارٹر کا کوئی نہ کوئی حصہ دکھائی دے رہا تھ

اور پھر ان سب کی نظریں ایک سکرین پر جم گئیں جس میں عمران اور اس
کے ساتھی کھڑے صاف نظر آ رہے تھے۔

"عمران!۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا یہ زندہ ہے"۔۔۔ الیشور داس
نے حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"نہ صرف زندہ ہے۔۔۔ بلکہ وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل بھی ہو گیا ہے"۔
شاگل نے پہلی بار طنزیہ لہجے میں کہا۔

جمنا داس نے تیزی سے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے
اور پھر انہوں نے اسی سکرین پر نیلے رنگ کا دھواں سا پھیلتے دیکھا۔
دھوئیں میں عمران اور اس کے ساتھی چھپ گئے۔

"آپ فکر نہ کریں باس!۔۔۔ میں نے زہریلا دھواں پھیلا دیا ہے۔
چند لمحوں بعد یہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔۔۔ اس دھوئیں میں ایک
سانس لینے والا بھی زندہ نہیں بچ سکتا"۔۔۔ جمنا داس نے اطمینان بھرے لہجے
میں کہا اور پھر الیشور داس کے چہرے پر ایک بار پھر اطمینان کے آثار چھاتے
چلے گئے۔ کیونکہ اس نے خود عمران اور اس کے ساتھیوں کو دھوئیں میں
گھرا ہوا دیکھا تھا اور ظاہر ہے اس قدر زود اثر زہریلے دھوئیں سے وہ کسی
صورت نہیں بچ سکتے تھے۔

عمران نے گڑھے میں جھانکتے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ اُسے زیادہ گہرائی میں نہ جانا پڑے گا۔ اس لئے وہ فوراً ہی اندر کود گیا اور پھر اس کا خیال واقعی درست نکلا۔ زیادہ سے زیادہ بیس فٹ کی گہرائی کے بعد اس کے پیر زمین پر لگے اور وہ پیراٹروپنگ انداز میں اچھل کر دوبارہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس طرح وہ چوٹ لگنے سے بچ گیا۔ اور پھر جس طرح پکے ہوئے آم درخت سے گرتے ہیں اس طرح اس کے ساتھی بھی باری باری نیچے آتے چلے گئے۔

وہ اس وقت ایک چھوٹے سے مستطیل نما کمرے میں موجود تھے جس کی ایک سائیڈ میں ایک دروازہ موجود تھا جو کھلا ہوا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت بھاگتا ہوا اس دروازے کو کراس کر کے ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کمرے میں دیواروں کے ساتھ الماریاں نصب تھیں جن کے دروازے بند تھے۔ درمیان میں ایک میز اور اس کے گرد چند کرسیاں

پڑی ہوئی تھیں۔ یہ شاید ریکارڈ روم تھا۔

ابھی وہ سب حیرت سے اس کمرے کو دیکھ رہے تھے کہ عمران کی نظریں اس کی دیواروں میں سے پھوٹنے والے نیلے رنگ کے دھوئیں پر پڑ گئیں۔

"سانس روک کر شوٹنگ کیپسول نگل لو۔ جلدی کرو" ــــ عمران نے دھواں دیکھتے ہی چیخ کر کہا اور عمران کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھیوں نے بڑے مشینی انداز میں خفیہ جیکٹوں میں سے ڈبیاں نکالیں اور انتہائی پھرتی سے اس ڈبیہ سے ایک ایک کیپسول نکال کر نگل لیا۔ اب دھواں ان کے چاروں طرف پھیلتا چلا جا رہا تھا۔

کیپسول کھانے کے بعد انہوں نے اطمینان سے سانس لینا شروع کر دیا۔ نیلے رنگ کا دھواں ان کے حلق اور نتھنے میں گھستا چلا گیا۔ لیکن انہیں بالکل کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔

عمران نے خاص پر شوٹنگ کیپسولوں کی خاصی مقدار ہر ایک کی خفیہ جیکٹ میں رکھوا دی تھی اور اس کے متعلق ان سب کو بتا بھی دیا تھا۔ یہ کیپسول خصوصی طور پر تیار کئے گئے تھے۔ ان میں ایسی زود اثر دوا موجود تھی کہ اس کے جسم میں جانے کے بعد کوئی زہریلی دوا۔ یا ــ گیس اثر نہ کرتی تھی۔ نیلے رنگ کے دھوئیں کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ انتہائی زہریلا دھواں ہے کیونکہ نیلے رنگ کے دھوئیں میں موجود ہلکی سی چمک بتا رہی تھی کہ یہ ایشنام ٹک گیس ہے۔ جس میں سانس لیتے ہی آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔ لیکن شوٹنگ کیپسول کھانے کے بعد اب یہ گیس ان کے لئے عام سے دھوئیں کی صورت اختیار کر گئی تھی۔

فرش پر اس طرح لیٹ جاؤ ـــ جیسے ہم اس دھوئیں سے ہلاک ہو گئے ہوں ـــ پھر جیسے ہی لوگ اندر داخل ہوں، فنا کر دو۔ صرف الیشورداس کو زندہ رکھنا ـــ کیونکہ اس سے کارخانے کا پتہ پوچھنا ہے" عمران نے دبے دبے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ یوں لڑکھڑا کر فرش پر گرا جیسے اس کی رُوح اچانک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ہو۔ اور پھر اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ سب فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں لیٹتے چلے گئے۔ لیکن مشین گنوں پر ان سب کے ہاتھ مضبوطی سے جمے ہوئے تھے۔

دھواں پہلے تو پوری طرح کمرے میں بھرتا چلا گیا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس نے غائب ہونا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرہ دھوئیں سے بالکل خالی ہو گیا۔ اور اب ہر چیز واضح طور پر نظر آنے لگی تھی لیکن وہ سب اسی انداز میں آنکھیں بند کئے اور سانس روکے پڑے رہے۔

تقریباً دس منٹ کے جان لیوا انتظار کے بعد اچانک شمالی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور اس میں سے پانچ افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی ان مشین گنوں کا رُخ ان کی طرف کر دیا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتے، اچانک عمران کے ہاتھ میں تھمی ہوئی مشین گن نے شعلے اگلنے شروع کر دیئے۔ اور ایک ہی باڑھ میں وہ پانچوں اپنی مشین گنوں کے ٹریگر دبانے کی حسرت دل میں لئے خون میں لت پت ہو کر فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ اور عمران اور اس کے ساتھی یوں اچھل کر کھڑے ہو گئے جیسے ان کے جسموں میں اچانک سپرنگ

نکل آئے ہوں۔

اور پھر سب سے پہلے عمران اچھل کر نئے دروازے سے باہر نکلا۔ دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ ایک بڑی سی راہداری میں آ گیا۔

عمران نے باہر آتے ہی راہداری کے دونوں اطراف میں مشین گن کا فائر کیا اور پھر اس نے دائیں طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔

چند لمحوں بعد وہ راہداری کے موڑ پر پہنچ گئے۔ لیکن موڑ پر پہنچتے ہی وہ سب ٹھٹھک کر رکنے پر مجبور ہو گئے۔ راہداری موڑ پر سے اچانک لوہے کی ایک بڑی سی چادر سے بند کر دی گئی تھی۔ یہ چادر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے زمین سے نمودار ہوئی تھی اور چھت تک چلی گئی تھی۔ لیکن عمران نے آتے ہی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیب سے نکل کر گھوما اور ایک بم پوری قوت سے اڑتا ہوا اس چادر سے ٹکرایا اور ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دیوار کے ٹکڑے اڑتے چلے گئے اور وہ اچھل کر ٹوٹی ہوئی دیوار کراس کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔

راہداری موڑ کاٹ کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر ختم ہو گئی۔ یہ عام سا دروازہ تھا اور اس وقت کھلا ہوا تھا۔ عمران نے دروازے کے قریب پہنچتے ہی مشین گن کا فائر کھول دیا۔ ظاہر ہے اس کا رخ دروازے کے اندر کی طرف ہی تھا۔ اور پھر وہ اسی طرح فائر کھولتا ہوا اچھل کر دروازہ کراس کر گیا۔ اس کے ساتھی بھی چند ہی لمحوں بعد اس کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ کمرہ ہر قسم کے ساز و سامان سے عاری تھا۔ کسی قسم کی کوئی چیز کمرے میں موجود نہ تھی۔

کمرے میں پہنچتے ہی عمران اچانک فرش پر لیٹتا چلا گیا اور اس نے
کان فرش سے لگا دیئے۔ دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا
اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو دیواروں کے ساتھ ہونے کا
اشارہ کیا۔ اور پھر اس کا ہاتھ ایک بار پھر خفیہ جیکٹ کے اندر گیا اور دوسرے
لمحے جب ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا کیپسول نما بم موجود
تھا۔ عمران نے پوری قوت سے بم کو کمرے کے فرش کے عین درمیان
میں دے مارا۔

جیسے ہی بم فرش سے ٹکرایا۔ ایک خوفناک اور کان پھاڑ دھماکہ
ہوا۔ اور ان سب کو یوں محسوس ہوا جیسے پورے کمرے کے پرخچے
اُڑ گئے ہوں۔ گرد و غبار کا بادل پورے کمرے میں چاروں طرف چھا گیا
اور ان سب کو کچھ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

مگر چند ہی لمحوں بعد گرد بیٹھ گئی اور انہوں نے کمرے کے فرش کو
جہاں عمران نے کیپسول نما بم مارا تھا، غائب پایا۔ اُسی لمحے نیچے سے مشین
گن چلنے کی آواز سنائی دی اور گولیاں فرش کے اس درمیانی خلا سے
نکل کر کمرے کی چھت سے ٹکرانے لگیں۔

عمران نے بجلی کی تیزی سے اُسی طرح کا ایک اور بم خفیہ جیکٹ
سے نکالا اور اُسے فرش کے اس خلا سے نیچے پھینک دیا۔ دوسرے
لمحے نیچے ایک اور زبردست دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین گن
کی آواز بند ہو گئی۔

"آؤ!۔۔۔ وہ لوگ نیچے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں
سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بھاگ کر درمیانی خلا سے

نیچے چھلانگ لگا دی۔

جیسے ہی اس کے پنجوں نے زمین چھوئی۔ وہ تیزی سے دو قدم
بھاگ کر رکا اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا فائر کھول
کر لٹو کی طرح چاروں طرف گھومنا شروع کر دیا۔ مگر دوسرے ہی لمحے
اُسے ٹریگر سے انگلی ہٹانی پڑی۔ کیونکہ اس کے ساتھی اوپر سے
نیچے کودنے لگے تھے اور پھر ویسے بھی کمرہ خالی تھا۔ صرف ایک طرف
کمرے میں ایک آدمی کی لاش کے ٹکڑے بکھرے ہوتے تھے اور ایک
مشین گن ایک طرف پڑی ہوئی تھی۔

اس کمرے کی دیواروں کے ساتھ بے شمار چھوٹی چھوٹی مشینیں
نصب تھیں جن پر سکرینیں لگی ہوئی تھیں اور یہ سب مشینیں چل رہی
تھیں۔ لیکن عمران کی اندھا دھند فائرنگ نے چند مشینوں کو رُکنے پر
مجبور کر دیا تھا۔

"یہ سب مشینیں تباہ و برباد کر دو" ۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے
کہا اور خود ایک دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس دیوار میں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا جو عام سی لکڑی کا بنا ہوا تھا
عمران نے دروازے کو پوری قوت سے لات ماری تو دروازے کے
پٹ ایک دھماکے سے کھلتے چلے گئے۔ اور عمران اچھل کر اس دروازے
کو پار کر گیا۔

دروازے کی دوسری طرف ایک طویل سرنگ دُور تک چلی گئی تھی
اور پھر عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کیونکہ سرنگ کے اختتام
پر دُور سے اُسے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں صاف سنائی دے

رہی تھیں ۔ اور پھر اس نے بھی سرنگ میں بھاگنا شروع کر دیا۔

کمرے میں ایک بار مشین گنوں کی فائرنگ کا شور اور دھماکے ہوئے اور پھر عمران کے ساتھی بھی سرنگ میں پہنچ گئے ۔ انہوں نے مشینیں تباہ کر دی تھیں ۔ اور پھر وہ سب عمران کی پیروی میں بھاگتے ہوئے سرنگ میں بڑھتے چلے گئے ۔ دوڑتے دوڑتے اچانک عمران ایک جھٹکے سے رکا

" دیوار کے قریب ہو جاؤ ــــ سرنگ بیٹھ رہی ہے " ــــ عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے دائیں دیوار کے قریب ہوتے چلے گئے ۔

دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکے سے سرنگ کی چھت بیٹھتی چلی گئی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے ذہنوں میں جو آخری نقش ابھرا وہ یہی تھا کہ ان کے جسم سینکڑوں ٹن مٹی کے انبار میں دبتے چلے گئے ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی ان کے ذہنوں پر تاریکی کی دبیز چادر پھیلتی چلی گئی

" چلو شاگل چلیں ــــ اور اپنی آنکھوں سے ان کی زہر آلود لاشیں دیکھیں " ــــ ایشور داس نے خوشی سے بھرپور لہجے میں دروازے کی طرف بڑھتے ہوتے کہا ۔

" ٹھہریں مسٹر ایشور داس ! ــــ آپ عمران کو نہیں جانتے ــــ ایسا نہ ہو کہ ہم اندر داخل ہوں اور لاشیں اٹھ کر ہم سے لپٹ جائیں " ــــ شاگل نے آگے بڑھ کر ایشور داس کو بازو سے پکڑ کر روکتے ہوئے کہا ۔

" ایسی بات نہیں جناب ! ــــ یہ ایشنامٹک گیس ہے ۔ انتہائی زہریلی ــــ ان کے بچ نکلنے کا کوئی امکان نہیں ہے " ــــ جمنا داس نے پُر اعتماد لہجے میں کہا ۔

" جو کچھ بھی ہے ــــ تم نے خود دیکھا ہے کہ عمران گٹر کے پُرزے اُڑ جانے کے باوجود نہ صرف وہ زندہ سلامت بچ گیا ــــ بلکہ ہیڈ کوارٹر کے اندر داخل ہونے میں بھی کامیاب ہو گیا ــــ یہ انسان نہیں ، بد روح

سے بدروح ـــــ مسٹر الیشور داس! ـــ آپ چار پانچ مسلح افراد کو بھیج دیں جو اندر داخل ہو کر ان لاشوں کو مشین گنوں سے چھلنی کر دیں ـــ ہم یہاں سکرین پر انہیں چیک کریں گے ـــ اس کے بعد مجھے تسلی ہو گی" ـــ شاگل نے زور دے کر کہا

"ٹھیک ہے مسٹر شاگل! ـــ اگر آپ کا اطمینان ایسے ہوتا ہے تو ایسے ہی سہی ـــ ویسے آپ کا یہ خدشہ بے جا ہے ـــ زہریلی گیس سے انسان تو انسان بدروحیں بھی ہلاک ہو جاتی ہیں" ـــ الیشور داس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جمنا داس! ـــ گیس خارج کر دو ـــ میں پانچ مسلح افراد بھیج کر لاشوں پر فائرنگ کراتا ہوں ـــ مسٹر شاگل تو اتنے خوفزدہ ہیں کہ فائرنگ سے چھلنی لاشوں سے بھی خوفزدہ رہیں گے" ـــ الیشور داس نے جمنا داس سے مخاطب ہو کر بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

اور جمنا داس نے مسکراتے ہوئے مشین کی ناب الٹی طرف گھما دی اور پھر سکرین پر تیزی سے دھواں چھٹنے لگا۔

الیشور داس نے انٹر کام کا بٹن دبا کر ارجن سنگھ کو پانچ مسلح افراد لاشوں پر فائرنگ کرنے کے لئے بھجوانے کا حکم دے دیا۔

اور پھر ان سب کی نظریں سکرین پر جم گئیں جہاں اب دھواں تقریباً غائب ہو چکا تھا اور فرش پر پڑی ہوئی عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں صاف نظر آ رہی تھیں۔

"دیکھو! ـــ ان کے گرنے کے انداز بتا رہے ہیں کہ یہ مر چکے ہیں" ـــ الیشور داس کا لہجہ بدستور طنزیہ تھا۔

"ہو سکتا ہے آپ کی بات درست ہو ـــ بہرحال اس معاملے میں احتیاط اچھی چیز ہے" ـــ شاگل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ غور سے فرش پر پڑی ہوئی عمران کی لاش دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ ابھی عمران اٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ واقعی عمران جیسی شخصیت اتنی آسانی سے مر سکتی ہے۔

اور پھر چند لمحوں بعد انہوں نے دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوتے دیکھا اور پھر پانچ مسلح افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے اندر داخل ہو کر ایک قطار بنائی اور پھر مشین گنوں کا رخ لاشوں کی طرف کر کے وہ ٹریگر دبانے کی پوزیشن میں آ گئے۔

"اب لاشوں پر ہو گی فائرنگ ـــ اوہ! ـــ یہ کیا ـــ یہ ـــ؟" الیشور داس اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکا کیونکہ اس نے اچانک ان پانچوں کو ایک قطار کی صورت میں خون سے لت پت ہو کر فرش پر گرتے دیکھا اور پھر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں جب اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اچھل کر کھڑے ہوتے دیکھا۔

"یہ ـــ یہ کیسے زندہ ہیں ـــ؟ زہریلی گیس" ـــ الیشور داس اور جمنا داس دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔ ان کے چہرے حیرت کی شدت سے بگڑ گئے تھے۔ اور آنکھیں پھیل کر پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔

"میں نے کیا کہا تھا ـــ اب اگر ہم وہاں خود جاتے تو ہمارا کیا حشر ہوتا" ـــ شاگل کے لہجے میں ایسی مسرت پوشیدہ تھی جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کو زندہ کرنے کا کارنامہ اسی نے انجام دیا ہو۔

" اوہ! ـــ یہ راہداری میں دوڑ کر ادھر ہی آرہے ہیں ـــ انہیں رو
جمناداس ـــ انہیں روکو" ـــ الیشور داس نے بُری طرح چیختے ہوئے
کہا اور جمناداس بھاگ کر ایک اور مشین کی طرف بڑھا اور اس نے تیزی سے
اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے، دوسرے لمحے انہوں نے عمران
اور اس کے ساتھیوں کو ٹھٹھک کر رُکتے دیکھا۔ راہداری کے موڑ پر لوہے
کی موٹی چادر کی دیوار قائم ہو گئی تھی۔ مگر اس سے پہلے کہ الیشور داس اس
بات پر کوئی تبصرہ کرتا، اچانک عمران کا ہاتھ گھوما اور پھر انہوں نے اس
لوہے کی موٹی چادر کے پرخچے اڑتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر پلک جھپکنے میں
عمران اور اس کے ساتھی اس ٹوٹی ہوئی لوہے کی دیوار کو کراس کر گئے

" یہ روم نمبر تھرٹی میں جا رہے ہیں ـــ میں اس کمرے کو ہی اڑا دیتا
ہوں" ـــ جمناداس نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ ایک اور مشین کی
طرف دوڑا۔ اسکرین پر اب وہ کمرہ نظر آ رہا تھا جس میں عمران اور اس کے
ساتھی موجود تھے۔

پھر اس سے پہلے کہ جمناداس اس مشین کے قریب پہنچتا، اچانک
عمران نے کمرے کے فرش پر کوئی چیز دے ماری اور کمرے میں گرد ہی
گرد پھیلتی چلی گئی۔

اسی لمحے جمناداس اچھل کر دُور جا گرا۔ جس مشین کے پاس وہ پہنچا
تھا وہ مشین ایک زوردار دھماکے سے تباہ ہوتی چلی گئی تھی۔ الیشور داس
اور شاگل دونوں کے چہروں پر ہوائیاں سی اُڑنے لگیں۔

" یہ تباہ کر دیں گے ـــ پورا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیں گے ـــ انہیں
روکو ـــ کسی طرح انہیں روکو" ـــ الیشور داس نے بے بسی کے عالم

میں چیختے ہوئے کہا۔

" ارے یہ کارخانے کا حفاظتی نظام تباہ کر رہے ہیں ـــ یہ کیا ہو رہا
ہے ـــ؟ اوہ! یہ تو سرنگ میں گئے ـــ ارے یہ تو کارخانے میں
پہنچ جائیں گے" ـــ الیشور داس ایک بار پھر چیخا۔

" یہ سرنگ کارخانے کو جاتی ہے" ـــ؟ شاگل نے چونک کر کہا۔

" ہاں! ـــ یہ سرنگ کارخانے کو جاتی ہے ـــ اس کا حفاظتی نظام
تو پہلے ہی تباہ ہو چکا ہے ـــ ورنہ یہ سرنگ میں داخل ہوتے ہی پھنس
جاتے" ـــ الیشور داس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

جمناداس اب دوڑ کر ایک اور مشین کی طرف بڑھا جو ان سب سے
زیادہ بڑی تھی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ چکا تھا۔ اس نے
مشین کے قریب پہنچتے ہی تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع
کر دیئے۔

" کیا کر رہے ہو ـــ؟ کیا سرنگ تباہ کر رہے ہو" ـــ؟ الیشور داس
نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

" اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے باس" ـــ جمناداس نے
جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ الیشور داس
کچھ کہتا، جمناداس نے سُرخ رنگ کا ایک بڑا سا ہینڈل جو مشین کی سائیڈ
میں لگا ہوا تھا پوری قوت سے کھینچ کر نیچے دبا دیا۔ اور مشین میں ایک
تیز گونج سی پیدا ہوئی اور دوسرے لمحے انہوں نے سکرین پر پوری سرنگ
کو بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ جمناداس نے پوری سرنگ ہی تباہ کر دی تھی۔

" اب میں دیکھوں گا کہ یہ کیسے بچتے ہیں" ـــ جمناداس نے دانت

پیستے ہوئے کہا۔

سکرین پر اب سوائے مٹی اور گرد کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

"یہ تم نے کیا کیا ——؟ ہمارا منصوبہ بہت پیچھے جا پڑے گا" —— الیشور داس نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

"آپ منصوبے کو رو رہے ہیں —— میں کہتا ہوں کہ اب بھی اگر یہ لوگ مر گئے ہوں تو آپ نے دنیا کا سب سے بڑا کارنامہ انجام دے دیا ہے"۔ شاگل نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اب تو ان کے بچ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا —— ہزاروں ٹن مٹی میں دب کر یہ کیسے بچ سکتے ہیں" —— جمنا داس نے اس بار بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"کارخانے میں جانے کا اس سرنگ کے علاوہ بھی کوئی اور راستہ ہے" شاگل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ہاں! ایک اور ہنگامی راستہ ہے —— کیوں" ——؟ الیشور داس نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو چلو پھر کارخانے میں چلو —— مجھے خطرہ ہے کہ یہ لوگ مریں گے نہیں —— بلکہ ہو سکتا ہے ہم اطمینان سے یہاں بیٹھ جائیں اور یہ کارخانے میں پہنچ کر اُسے بھی تباہ کر ڈالیں" —— شاگل نے کہا۔

"مسٹر شاگل! —— آپ کو کیا ہو گیا ہے ——؟ آخر آپ اتنے خوفزدہ کیوں ہیں ——؟ آپ کے سامنے سرنگ بیٹھی ہے اور آپ کے سامنے وہ لوگ سرنگ میں موجود تھے —— اب بھی یہ لوگ بچ جائیں گے —— کیا پاگل پن ہے" ——؟ الیشور داس نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر الیشور داس! —— آپ کا عمران اور اس کے ساتھیوں سے پہلی بار سابقہ پڑا ہے —— میں دو تین بار پہلے بھی ان سے ٹکرا چکا ہوں —— آپ خود دیکھیں کہ گٹر میں بلاسٹرز پھٹے —— یہ لوگ گٹر میں موجود تھے۔ مگر پھر بھی زندہ سلامت رہے —— ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے۔ انتہائی زہریلی گیس میں کتنے منٹ گھرے رہے —— لیکن پھر بھی ٹھیک ٹھاک تھے —— تو اب بھی اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ سرنگ کے نیچے دب کر ہلاک ہو گئے ہیں" —— شاگل نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ الیشور داس کوئی جواب دیتا، کمرے میں ٹرانسمیٹر کی تیز سیٹی گونج اٹھی اور الیشور داس چونک کر میز پہ پڑے ہوئے بڑے سے ٹرانسمیٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر اس کا بٹن آن کر دیا بٹن آن ہوتے ہی سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور دوسرے لمحے ایک مردانہ آواز ابھری۔

"ہیلو —— گوپی رام سپیکنگ —— ہیلو ہیلو۔ اوور" —— دوسری طرف سے کارخانے کے انچارج گوپی رام کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس —— الیشور داس سپیکنگ فرام ہیڈ کوارٹر۔ اوور" —— الیشور داس نے اپنے لہجے کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

"باس! —— یہ کیا ہو گیا ہے —— کارخانے والی بڑی سرنگ تباہ ہو گئی ہے —— ہم سب پھنس گئے ہیں۔ اب تک کا سارا کام تباہ ہو گیا ہے۔ اوور" —— گوپی رام کے لہجے میں بے پناہ گھبراہٹ تھی۔

"سارا کام تباہ ہو گیا — کیا مطلب — ؟ سرنگ تباہ ہونے سے سارا کام کیسے تباہ ہو گیا ہے ۔ اوور" — ؟ الیشور داس کے لہجے میں جھنجلاہٹ تھی۔

"باس! — سرنگ سے ملحقہ کمرے میں اب تک کا تیار شدہ تمام میٹریل سٹور کیا گیا تھا تاکہ اُسے آپ کا حکم ملتے ہی ہیڈ کوارٹر ڈیلیور کیا جا سکے۔ سرنگ کی تباہی کے ساتھ ساتھ وہ کمرہ بھی مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ میٹریل جس خصوصی پیکنگ میں رکھا گیا ہے ۔ وہ کتنی نازک ہے — اس لئے ظاہر ہے کہ اب وہ میٹریل تو مکمل طور پر ختم ہو گیا ۔ اوور" — گوپی رام نے جواب دیا۔

"اوہ بیڑہ غرق — اس کا مطلب ہے کہ مزید میٹریل تیار ہونے اور سٹور ہونے میں اور مطلوبہ مقدار تک پہنچنے میں کم از کم چھ ماہ کا عرصہ تو چاہیئے ۔ اوور" — الیشور داس نے زور سے پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"چھ ماہ باس! — ایک سال چاہیئے — خام مال کی بے حد شارٹیج ہے — آپ جانتے ہیں کہ جس جڑی بوٹیوں سے یہ میٹریل تیار ہوتا ہے وہ پہاڑوں پر ہوتی ہیں — اور صرف موسم بہار میں برف پگھلنے پر ہی نمودار ہوتی ہیں — اور اب سردیوں کا موسم شروع ہو چکا ہے۔ ہمارے پاس اتنا خام مال نہیں ہے کہ مکمل طور پر پوری مقدار میں میٹریل تیار کیا جا سکے ۔ اوور" — گوپی رام نے اور ہی بھیرویں سناتے ہوئے کہا اور الیشور داس کا چہرہ بری طرح لٹک گیا ۔ اس کا سارا منصوبہ اس سرنگ کی وجہ سے تقریباً ختم ہو گیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے — میں خود وہاں آ رہا ہوں — وہاں بیٹھ کر اس ہنگامی صورت حال پر غور کریں گے ۔ اوور" — الیشور داس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مگر باس! — یہ سرنگ تباہ کیسے ہوئی ۔ اوور" — ؟ گوپی رام نے پوچھا۔

"وہی عمران اور اس کے ساتھیوں کا چکر — وہ ہیڈ کوارٹر میں گھس آئے تھے اور حفاظتی نظام تباہ کر کے کارخانے کی طرف اسی سرنگ کے راستے بڑھے چلے آ رہے تھے — انہیں روکنے کے لئے مجبوراً سرنگ کو تباہ کرنا پڑا — اب ہمیں کیا معلوم تھا کہ تم نے سرنگ سے ملحقہ کمرے میں ہی تیار شدہ کیمیکل سٹور کر رکھا ہے — بہرحال میٹریل تو بن ہی جائے گا — چھ ماہ بعد نہ سہی ۔ سال بعد سہی — کم از کم ان خوفناک لوگوں سے تو جان چھوٹی ۔ اوور" — الیشور داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — تو اب سمجھا — بہرحال آپ تشریف لے آئیں تاکہ اس اہم معاملے پر ڈسکس ہو سکے ۔ میں ہنگامی راستہ کھلوا دیتا ہوں — کیونکہ ظاہر ہے اب آمد و رفت کے لئے وہی راستہ استعمال ہو سکتا ہے ۔ سرنگ کی صفائی اور دوبارہ تیاری پر تو طویل عرصہ لگ جائے گا ۔ اوور" — گوپی رام نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — میں چیف آف سیکرٹ سروس مسٹر شاگل کے ہمراہ پہنچ رہا ہوں ۔ اوور اینڈ آل" — الیشور داس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"دیکھا جمنا داس! ـــ تمہاری جلد بازی نے ہمیں کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے ـــ اب حکومت کو علیحدہ جواب دینا پڑے گا اور کام علیحدہ ملتوی ہوا" ـــ الیشور داس نے جمنا داس سے مخاطب ہو کر انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"میں شرمندہ ہوں باس! ـــ لیکن آپ سوچیں اگر میں ایسا نہ کرتا تو یہ لوگ سرنگ کے اختتام پر پہنچنے والے ہی تھے ـــ اور اگر یہ کارخانے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جاتے تو پھر کیا ہوتا" ـــ جمنا داس نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــ تمہاری بات بھی درست ہے ـــ بہر حال جو ہوا، وہ ٹھیک ہی ہوا ـــ کم از کم اب ہم اطمینان سے کام تو کر سکیں گے" ـــ الیشور داس نے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ لوگ ناراض نہ ہوں تو ایک بات کہوں" ـــ ؟ اچانک شاگل نے کہا وہ اب تک خاموش کھڑا تھا۔

"ہاں فرمائیے! ـــ اب بھی کوئی خوف باقی رہ گیا ہے" ـــ ؟ الیشور داس نے مڑ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مجھے اب بھی یقین نہیں آرہا کہ عمران اور اس کے ساتھی سرنگ میں دب کر ہلاک ہو گئے ہیں ـــ کیونکہ عین آخری لمحوں میں ان کو میں نے سرنگ کی دیواروں سے چمٹتے دیکھا تھا ـــ یوں لگتا تھا جیسے انہیں ایک لمحہ پہلے سرنگ کی تباہی کا علم ہو گیا ہو ـــ اور آپ جانتے ہیں کہ چھت بیٹھتی ہے تو دیواروں کے ساتھ والے حصے پر اتنا زور نہیں ہوتا جتنا درمیان میں ہوتا ہے" ـــ شاگل نے دلیل

دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے حیرت ہے مسٹر شاگل! ـــ کہ آپ سیکرٹ سروس کے چیف کیسے بن گئے ـــ آپ اس قدر بزدلی کا مظاہرہ کر رہے ہیں ـــ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا" ـــ الیشور داس نے بگڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ میری توہین کر رہے ہیں مسٹر الیشور داس! ـــ یاد رکھیئے! میں عہدے میں آپ سے کم نہیں ہوں ـــ آپ جان بوجھ کر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر رہے ہیں ـــ حالانکہ آپ کو میری باتوں کی سچائی کا پہلے بھی تجربہ ہو چکا ہے ـــ بہر حال یہ آپ کا اپنا مسئلہ ہے۔ جیسے جی چاہے ـــ اس سے نپٹیئے ـــ مجھے اجازت دیجئے" ـــ شاگل نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ آپ تشریف لے جائیے ـــ میں خود ہی نپٹ لونگا ـــ آپ نے ہی سارا کام خراب کیا ہے ـــ آپ اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو باہر ہی روک لیتے تو یہ سارا ہنگامہ ہی نہ پیدا ہوتا۔ اور نہ اتنا بڑا نقصان ہوتا ـــ یہ سب کچھ آپ ہی کی کوتاہی، سستی اور غفلت کی وجہ سے ہوا ہے ـــ میں اعلیٰ حکام سے اس کی رپورٹ کروں گا" ـــ الیشور داس نے انتہائی غصیلے لہجے میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"آپ جو چاہیں کرتے پھریں ـــ مجھے کسی کا خوف نہیں ہے ـــ میں براہ راست وزیر اعظم صاحب سے اس مسئلے پر بات کروں گا۔ بائی بائی" ـــ شاگل نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جماداس! ۔۔۔ صاحب کو باہر چھوڑ کر آؤ ۔۔۔ مجھے ایسے بزدل آدمی قطعاً پسند نہیں ہیں ۔۔۔ جو مرے ہوؤں سے بھی خوف کھاتے پھریں" ۔۔۔ الیشورداس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی بڑے حقارت آمیز انداز میں منہ موڑ لیا۔

شاگل کوئی جواب دیئے بغیر پیر پٹختا ہوا دروازے سے باہر نکل چلا گیا۔ جماداس اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا باہر چلا گیا تاکہ شاگل کو ہیڈ کوارٹر سے باہر پہنچایا جا سکے۔

"ہونہہ ۔۔۔ پوری سرنگ بیٹھ گئی ہے ۔۔۔ اور یہ صاحب ابھی تک انہیں زندہ سمجھے بیٹھے ہیں ۔۔۔ بزدل کہیں کے" ۔۔۔ الیشورداس نے حقارت آمیز لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

طویل سرنگ ایک دھماکے سے بیٹھتی چلی گئی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ سینکڑوں ٹن مٹی کے نیچے دبتے چلے گئے ہوں۔ ان کے حواس ان کا ساتھ چھوڑ گئے ۔۔۔ لیکن ایسا صرف چند لمحوں کے لئے ہی ہوا۔ وہ چونکہ سرنگ بیٹھنے سے پہلے دیواروں سے چمٹ چکے تھے۔ اس لئے ملبے کا مکمل بوجھ ان پر نہ پڑا۔ البتہ وہ ملبے میں دبے ضرور۔ لیکن یہ سیمنٹ اور باریک بجری کی بے پناہ گرد تھی جو ان کے جسموں کے گرد پھیلتی چلی گئی تھی۔ باریک بجری کی بوچھاڑ بھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے شاید انہیں سینکڑوں ٹن مٹی میں دبنے کا احساس ہوا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے جدید ترین طریقے سے تیار کردہ سرنگ میں مٹی کے استعمال کا تو تعلق ہی نہ تھا۔ سرنگ سیمنٹ اور بجری سے تیار کی گئی تھی۔ اور درمیان میں سریا استعمال کیا گیا تھا۔ سریے کے اس جال نے جو چھت پر سے ٹوٹ کر نیچے گرا تھا انہیں حفاظتی حصار دیدیا تھا۔

عمران کے شعور میں جیسے ہی روشنی پھیلی۔ اس نے ایک زور کا
لیا اور دوسرے لمحے اُسے ایک زوردار چھینک آگئی۔ کیونکہ سیمنٹ جو اس
کے نتھنوں اور منہ میں گھُس گئی تھی اس نے قدرتی طور پر ذہن کے نازک
پردوں کو جھنجھوڑ دیا تھا اور ردعمل کے طور پر زوردار چھینک نے یہ تمام گرد
باہر نکال دی۔

عمران نے حرکت کرنے کی کوشش کی اور وہ اسی بجری اور سیمنٹ کی
گرد کے ڈھیر میں چند لمحے کلبلانے کے بعد آخرکار اپنا سر اور گردن باہر
نکالنے میں کامیاب ہوگیا۔ جس جگہ وہ گرا تھا وہاں سے دیوار کا ایک حصہ
ٹوٹ کر پچھلی طرف کو جھک گیا تھا۔ اس طرح ایک چھوٹا سا خلا بن گیا تھا۔
عمران زور لگا کر اس خلا میں اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ گھُپ
اندھیرا ہونے کی وجہ سے اُسے اردگرد کے ماحول کا کچھ اندازہ نہ تھا۔
سیمنٹ کی گرد ابھی تک اس کے نتھنوں میں گھسنے کی مسلسل کوششوں میں مصروف
تھی۔

عمران نے اپنے ہاتھ اپنے جسم پر پھیرے اور اندازہ لگایا کہ اس قدر
خوفناک ملبے میں دبنے کے باوجود اس کے جسم کے تمام حصے پوری طرح
محفوظ تھے۔ اس نے بازوؤں میں خون کی گردش بحال کرنے کے لئے دونوں
بازوؤں کو تیزی سے اوپر کی طرف کیا کہ ایک بار پھر اس پر سیمنٹ کی گرد نیچے
چلی گئی۔ اور عمران نے حیرت سے اوپر کی طرف دیکھا تو اس کا ہاتھ
سے جو حصہ گرا تھا اس کے اوپر آسمان نظر آرہا تھا اور سورج چمک رہا تھا۔
عمران نے اس غیبی امداد پر دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔ اب اُسے ہر
چیز صاف نظر آنے لگی تھی اور پھر اس نے دیوار کے ساتھ ساتھ مختلف

ڈھیروں کو کلبلاتے دیکھا۔ چونکہ اس کے سب ساتھی اس طرف دیوار کے
ساتھ چمٹے تھے۔ اس لئے عمران سمجھ گیا کہ اب انہیں ہوش آرہا ہے۔
اس نے اپنے جسم کو اوپر کی طرف گھسیٹا اور پھر قریبی ڈھیر کو دونوں ہاتھوں
سے ہٹانا شروع کر دیا۔

چند ہی لمحوں بعد اس ڈھیر میں سے کیپٹن شکیل سر جھٹکتا ہوا باہر
نکل آیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ کیا ہم بچ گئے" ۔۔۔۔ ؟ کیپٹن شکیل نے آنکھیں
جھپکا جھپکا کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں بھائی! ۔۔۔ سیمنٹ اور بجری کی قبر میں دفن ہیں ۔۔۔ ابھی
فرشتے آنے والے ہیں انکوائری کرنے کے لئے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا اور ہاتھ پکڑ کر اُسے باہر گھسیٹ لیا۔ اور پھر ایک ایک کر کے
وہ سب سیمنٹ اور باریک بجری کے ڈھیر سے باہر نکلتے چلے آئے۔ وہ سب
بار بار اپنے جسموں کو ٹٹول رہے تھے جیسے انہیں یقین نہ آرہا ہو کہ اس
قدر خوفناک ملبے سے وہ زندہ سلامت بچ نکلے ہیں۔ اگر عمران بروقت
انہیں دیوار کے قریب ہونے کے لئے نہ کہتا تو شاید وہ براہ راست سریے
والے ملبے کی زد میں آجاتے اور پھر ظاہر ہے ان کے جسم کی ہڈیاں ہی
ملبے سے ڈھونڈنی پڑتیں۔

"یہ روشنی کہاں سے آرہی ہے" ۔۔۔ ؟ اچانک ناٹران نے اوپر
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آؤ دیکھیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جوزف
کو اپنے کندھوں پر چڑھ کر اوپر جانے کا اشارہ کیا۔

"نہیں باس! ــــ میں آپ کے کندھوں پر نہیں چڑھ سکتا" ــــ جوزف نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے میں لاحول پڑھ کر تمہیں نہیں جھٹکوں گا ــــ جلدی کرو" ــــ عمران نے کہا اور پھر وہ اکڑوں نیچے بیٹھ گیا اور جوزف جھجکتا ہوا اس کے کندھوں پر دونوں پیر رکھ کر چڑھ گیا۔ اور عمران یوں اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے کاندھوں پر دیو ہیکل جوزف نہ چڑھا ہو بلکہ کوئی بچہ ہو۔

عمران کے اوپر اٹھتے ہی جوزف کے ہاتھ باہر کے کناروں تک پہنچ گئے اور پھر جوزف بازوؤں کے زور سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ تھوڑا سا ملبہ گرا اور پھر جوزف باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

"آؤ جوانا" ــــ عمران نے اس بار جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ماسٹر! ــــ میرا وزن جوزف سے زیادہ ہے ــــ تمہارے کاندھوں کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی" ــــ جوانا نے کہا۔

"ارے تمہیں آج تک یہی پتہ نہیں چلا کہ میرے کاندھوں میں ہڈیاں ہی نہیں ہیں ــــ آؤ شاباش" ــــ عمران نے نیچے بیٹھتے ہوئے کہا اور جوانا جھجکتا ہوا آگے بڑھا۔

اور پھر جیسے ہی جوانا نے دونوں پیر عمران کے کاندھوں پر رکھ کر اس کے سر پر دونوں ہاتھوں سے زور ڈالا عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا جسم ایک بار بھی نہ لڑکھڑایا اور جوانا اچھل کر باہر نکل گیا۔ اور پھر عمران نے باری باری سب کو باہر نکال دیا۔

اب مسئلہ اس کا اپنا تھا۔ جوزف نے اوپر لیٹ کر ہاتھ نیچے کیا۔ اور عمران نے ہائی جمپ کے انداز میں چھلانگ لگائی اور جوزف کا ہاتھ

پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ جوزف نے ایک لمحے میں جھٹکا دے کر عمران کو باہر کھینچ لیا۔

عمران نے باہر نکلتے ہی ادھر ادھر دیکھا۔ وہ جھیل کے قرب و جوار میں موجود تھے۔ یہاں ہر طرف اونچی اونچی گھاس پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھی باہر نکل کر زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے جسم پر سے گرد کی تہہ جھاڑ لی تھی۔

تقریباً تمام لوگوں کے چہرے اور ہاتھ جو لباس سے باہر تھے باریک باریک زخموں سے پُر تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کے ہاتھوں اور چہروں کے مسام چوڑے ہو گئے ہوں۔ یہ سب کچھ باریک بجری کی پھوار کا نتیجہ تھا لیکن یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جو قابل تشویش ہوتی۔ کیونکہ سیمنٹ کی تہہ نے ان زخموں کو خود بخود پلستر کر دیا تھا۔

عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ دُور تک ایک لمبی پٹی کی صورت میں زمین نیچے کو دھنستی چلی گئی تھی۔ اسی طرح آگے بھی زمین دھنس گئی تھی۔ لیکن آگے والی پٹی زیادہ طویل نہ تھی۔ زیادہ سے زیادہ سو گز ہو گی جب کہ پیچھے کی پٹی ایک فرلانگ کے قریب ہو گی۔

سورج کی روشنی اب کافی پھیل چکی تھی اور دُور دُور تک کا علاقہ صاف نظر آ رہا تھا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب" ــــ ؟ ناٹران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

میرا خیال ہے کہ یہ سرنگ کارخانے کی طرف جاتی ہے ــــ ورنہ وہ لوگ اس طرح سرنگ اڑانے میں جلدی نہ کرتے" ــــ عمران نے اِدھر

اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — تو آپ کا خیال ہے کہ کارخانہ کہیں قریب ہی ہے" ناٹران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ جیپ — یہ تو ادھر ہی آ رہی ہے" — عمران نے اچانک دُور سے ایک جیپ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا۔ جیپ خاصی دُور تھی۔ لیکن اس کا رُخ ادھر ہی تھا۔

"ہاں! — یہ ادھر ہی آ رہی ہے" — ناٹران نے بھی جیپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جوانا اور جوزف! — تم گھاس میں دائیں طرف بڑھ جاؤ — تم نے اس جیپ کو روکنا ہے — اس حالت میں کسی سواری کے بغیر تو ہم باہر نہیں جا سکتے — ورنہ ایک لمحے میں دھر لئے جائیں گے" — عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف اور جوانا نے سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے گھاس کے اندر رینگتے ہوئے دائیں طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف گھاس کے میدان کا اختتام ہوتا تھا وہاں ایک کچی سڑک پیچھے سے آ کر آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور جیپ اسی راستے سے آ رہی تھی۔

"سب لوگ نیچے ہو جائیں — ورنہ جیپ والے چیک کر لیں گے" — عمران نے کہا اور وہ سب گھاس میں نیچے ہو کر جھک گئے۔

جوزف اور جوانا دونوں گھاس میں سڑک کے قریب چھپے ہوئے جیپ پر حملہ کرنے کیلئے پوری طرح تیار تھے جبکہ جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی قریب آتی چلی جا رہی تھی۔

شاگل کے جانے کے بعد ایشور داس آپریشن روم سے نکل کر اپنے مخصوص کمرے میں پہنچا اور پھر اس نے ایک خفیہ الماری کی ایک چھوٹی دراز میں سے لوہے کا ایک تیر نما بیج نکالا۔ یہ تیر نما بیج خصوصی کیمیکلز سے تیار کیا گیا تھا۔ اس بیج میں سے نظر نہ آنے والی لہریں نکلتی تھیں۔ یہ بیج کارخانے کے ہنگامی دروازے میں داخلے کے لئے ضروری تھا۔ ہنگامی دروازے میں ایسا خود کار سسٹم لگایا گیا تھا کہ جس شخص کے پاس یہ بیج ہو۔ اسی کے لئے دروازہ کھل سکتا تھا۔ کیونکہ اس بیج میں سے نکلنے والی لہریں خود کار کمپیوٹر کو چلاتی تھیں اور راستہ کھلتا تھا۔

بیج کو کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال کر اس نے ارجن سنگھ کو بلایا اور اُسے جیپ تیار کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ وہ کارخانے کے ہنگامی دروازے تک اُسے پہنچا سکے۔ کارخانے کا ہنگامی دروازہ چونکہ یہاں سے چھ سات میل کا چکر کاٹ کر آتا تھا۔ اس لئے ایشور داس نے جیپ میں وہاں

تک جانے کا پروگرام بنایا تھا۔

" باس! ۔۔۔ اب اس سرنگ کی صفائی اور نئی تعمیر کے سلسلے میں کیا حکم ہے" ۔۔۔۔ ؟ ارجن سنگھ کے جانے کے بعد جمنا داس نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

" میں گوپی رام سے مل آؤں ۔۔۔ اس کے بعد اس کے بارے میں کوئی پروگرام بناتے ہیں ۔۔۔ میری عدم موجودگی میں ذرا ہیڈ کوارٹر کا خیال رکھنا" ۔۔۔ الیشور داس نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس! ۔۔۔ ویسے مجھے شاگل سے خطرہ ہے۔ وہ مہادیر چکر کے خلاف اعلیٰ حکام کو بھڑکائے گا" ۔۔۔ جمنا داس نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

" میں نے اس کا حل بھی سوچ لیا ہے ۔۔۔ میں ان حملہ آوروں کی لاشوں کے نکلنے سے پہلے شاگل کو یہ شہر نہ چھوڑنے دونگا ۔۔۔ اور نہ ہی وہ کہیں ٹیلیفون کر سکے گا" ۔۔۔ الیشور داس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مگر وہ تو چلا گیا باس! ۔۔۔ اگر آپ حکم کرتے تو اسے روک لیا جاتا" جمنا داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں! ۔۔۔ وہ ایسے عہدے پر فائز ہے کہ میں اسے بذاتِ خود نہیں روک سکتا ۔۔۔ البتہ اگر کچھ غنڈے اس پر اچانک حملہ کر دیں اور وہ شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ جائے تو پھر ہم پر الزام نہیں آ سکتا" ۔۔۔ الیشور داس نے کہا اور جمنا داس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

" گڈ شو ۔۔۔ آپ نے اچھی تجویز سوچی ہے ۔۔۔ لیکن" ۔۔۔ جمنا داس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" فکر نہ کرو ۔۔۔ میں ابھی اس کا انتظام کر لیتا ہوں" ۔۔۔ الیشور داس نے کہا اور پھر میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

" یس ۔۔۔ لنگوال سپیکنگ" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

" الیشور داس بول رہا ہوں لنگوال" ۔۔۔ الیشور داس نے باوقار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" یس باس! ۔۔۔ فرمایئے کیسے یاد کیا" ۔۔۔ لنگوال کا کرخت لہجہ یکلخت نرم پڑ گیا تھا۔

" سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو جانتے ہو" ۔۔۔ ؟ الیشور داس نے پوچھا۔

" یس باس! ۔۔۔ اچھی طرح جانتا ہوں" ۔۔۔ لنگوال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہیڈ کوارٹر سے نکلا ہے ۔۔۔ اور وہ جلد از جلد شہر سے باہر جانا چاہے گا ۔۔۔ لیکن میں اسے باہر نہیں جانے دینا چاہتا" ۔۔۔ الیشور داس نے کہا۔

" کیا اسے گولی مار دی جائے" ۔۔۔ ؟ لنگوال نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

" ارے نہیں! ۔۔۔ میرا یہ مطلب نہیں ۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اتنا زخمی ہو جائے کہ کم از کم ایک ہفتہ ہسپتال میں بیہوش پڑا رہے"۔

الیشور داس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ___ حکم کی تعمیل ہو گی" ___ لنگوال نے بڑے پُراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شاگل کا فوراً پتہ کرو کہ وہ ہیڈ کوارٹر سے نکل کر کہاں گیا ہے ___ اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے اُسے ٹریپ کر کے مجھے رپورٹ کرو" ___ الیشور داس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ___ مجھے اس کے یہاں خفیہ ٹھکانے کا علم ہے ___ میں اُسے پانچ منٹ میں ٹریس کر لوں گا اور کام آپ کی مرضی کے مطابق ہی ہو گا" ___ لنگوال نے جواب دیا۔

"اوکے" ___ الیشور داس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"باس یہ لنگوال ___" جمنا داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ مہادیر چکر کی خفیہ ایجنسی ہے ___ جسے انتہائی اہم واقعہ پر ایکشن میں لایا جاتا ہے ___ بہرحال بے فکر رہو ___ یہ اپنے کام میں ماہر ہیں" ___ الیشور داس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"باس! ___ جیپ تیار ہے ___ میں نے چار مسلح محافظ بھی ہمراہ لے لئے ہیں" ___ اسی لمحے ارجن سنگھ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کی ضرورت تو نہ تھی ___ بہرحال ٹھیک ہے آؤ" ___ الیشور داس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر جمنا داس کو ایک بار پھر ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کی تاکید کرتے ہوئے وہ ارجن سنگھ کے ہمراہ چلتا ہوا کمرے سے نکل کر

مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک زمین دوز پورچ میں پہنچ گیا جہاں ایک بڑی سی جیپ موجود تھی۔

جیپ کے باہر چار کڑیل جوان ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ یہ چاروں جوان سِکھ تھے اور اپنے قد و قامت کے لحاظ سے خاصے پھرتیلے ___ دلیر ___ اور لڑاکے دکھائی دے رہے تھے۔

الیشور داس کے جیپ کے قریب پہنچتے ہی ان چاروں جوانوں نے اٹین شن ہو کر الیشور داس کو سلیوٹ مارا۔

الیشور داس نے سر ہلا کر بڑے تحکمانہ انداز میں ان کے سلام کا جواب دیا اور پھر جیپ کی اگلی سیٹ پر اچھل کر سوار ہو گیا۔ اور چاروں مسلح محافظ پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ جب کہ ارجن سنگھ نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اور دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور ایک طویل سرنگ میں داخل ہو کر دوڑتی چلی گئی۔

تقریباً ایک فرلانگ اس سرنگ میں دوڑنے کے بعد ایک موڑ پر جیپ رُک گئی۔ آگے دیوار تھی۔ اور وہاں مسلح افراد موجود تھے۔

الیشور داس کے کہنے پر اندر سے خصوصی میکنزم کے ذریعے وہ دیوار ہٹائی گئی اور پھر جیپ اس خلا سے ہوتی ہوئی باہر کھلی فضا میں نکل آئی اور ارجن سنگھ نے اُسے دائیں طرف موڑ کر آگے بڑھا دیا۔

کافی دُور تک جیپ کے دوڑنے کے بعد اچانک الیشور داس چونک پڑا۔ اُسے دُور سے گھاس کے میدان میں کچھ غیر معمولی سی حرکت نظر آئی۔

"ادھر سامنے گھاس کے میدان میں مجھے کچھ غیر معمولی سی حرکت دکھائی دی ہے ـــ یوں لگتا ہے کہ جیسے وہاں کچھ لوگ چھپے ہوئے ہوں" ـــ الیشور داس نے چونکتے ہوئے ارجن سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ـــ مجھے بھی احساس ہوا ہے باس! ـــ لیکن یہاں کون لوگ چھپ سکتے ہیں ـــ اور کس لئے ـــ؟ میرا خیال ہے کہ کوئی جانور وغیرہ ہوں گے" ـــ ارجن سنگھ نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ تمہاری بات درست ہو سکتی ہے ـــ کیونکہ اِدھر اکثر جنگلی جانور وغیرہ پھرتے رہتے ہیں" ـــ الیشور داس نے بھی مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

اور ارجن سنگھ نہایت تیز رفتاری سے جیپ کو آگے بڑھائے لئے گیا۔ کچا راستہ ہونے کے باوجود بھی وہ خاصی تیز رفتاری سے جیپ کو ڈرائیو کر رہا تھا۔

جیسے جیسے جیپ اس گھاس کے میدان کے قریب ہوتی جا رہی تھی جہاں الیشور داس اور ارجن سنگھ کو حرکت سی محسوس ہوئی تھی، الیشور داس کو نامعلوم سی بے چینی کا احساس شدید سے شدید تر ہوتا چلا جا رہا تھا لیکن وہ دانستہ طور پر اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ اس طرح اس کے ماتحتوں پر اس کا رعب ختم ہو سکتا تھا۔

جیپ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی کہ اچانک انہیں یوں محسوس ہوا جیسے گھاس کے میدان سے دو طویل سے سائے

جیپ پر جھپٹے ہوں۔

دوسرے لمحے جیپ کا رُخ مڑا اور وہ بائیں طرف گھاس کے میدان میں گھستی چلی گئی۔ اور الیشور داس کو یوں محسوس ہوا جیسے اُسے گردن سے پکڑ کر جیپ سے باہر کھینچ لیا گیا ہو اور وہ اُڑتا ہوا گھاس پر جا گرا۔

اسی لمحے جیپ رُک گئی اور پھر جیپ سے سپاہیوں نے سٹین گنوں کے فائر کھول دیئے اور پھر ہر طرف فائرنگ کی زوردار تڑتڑاہٹ گونج اٹھی۔

الیشور داس نے اٹھنے کی کوشش کی، مگر فائرنگ کے خوف سے وہ دوبارہ اپنی جگہ پر دبک گیا۔

دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ کی آواز دم توڑ گئی۔ الیشور داس چونک کر اضطراری طور پر کھڑا ہو گیا اور پھر اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جیسے ہی جوزف اور
جوانا کے قریب پہنچی۔ جوزف اور جوانا نے بیک وقت اچھل کر چلتی ہوئی
جیپ پر چھلانگیں لگا دیں۔
جوانا تو جیپ کی پہلی کھڑکی کے اوپر جا گرا اور دوسرے لمحے وہ اندر
بیٹھے ہوئے کسی شخص کو لئے اڑتا ہوا واپس گھاس میں جا گرا۔ جبکہ جوزف
جیپ کے پچھلے حصے پر جا گرا تھا۔ لیکن وہ پوری طرح جیپ پر اپنا توازن
برقرار نہ رکھ سکا اس لئے جیپ سے ٹکرا کر الٹ کر واپس گر پڑا۔ مگر ان
دونوں کے دھکے کی وجہ سے جیپ کا رخ بدلا اور وہ دوسری طرف
موجود گھاس کے میدان میں گھستی چلی گئی اور چند فٹ کے فاصلے پر جا کر
رک گئی۔
اسی لمحے جیپ کے پچھلے حصے سے زوردار فائرنگ کی آوازیں بلند
ہوئیں اور گولیوں کی بوچھاڑ تینوں اطراف میں پھیلتی چلی گئی۔ صورت حال

بے حد نازک سی تھی۔
عمران گھاس میں لیٹا ہوا یہ سب صورت حال دیکھ رہا تھا۔ اس نے
فوری طور پر جیپ کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ سٹین گنوں کے مقابلے
میں وہ نہتے تھے۔ اس لئے ان کے مارے جانے کے امکانات زیادہ
تھے۔ اب اس بات کا تو انہیں اندازہ نہ تھا کہ جیپ میں مسلح افراد بھی
سوار ہوں گے۔
عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب کے اندر رینگا اور دوسرے
لمحے اس نے لیٹے ہی لیٹے ہاتھ کو گھمایا اور اس کے ہاتھ سے ایک چھوٹا
سا مگر طاقتور بم نکل کر اڑتا ہوا ٹھیک جیپ کے عین اوپر جا گرا۔ اور پھر
ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور جیپ کے پرخچے اڑتے چلے گئے اور اس
کے ساتھ ہی فائرنگ بھی یکلخت بند ہو گئی۔ کیونکہ فائرنگ کرنے والے
جیپ کے اندر ہی تھے۔ اور ظاہر ہے جیپ کے ساتھ ساتھ ان کا بھی
تیا پانچہ ہو گیا۔
فائرنگ بند ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھی اٹھ کر کھڑے
ہو گئے۔
اسی لمحے سامنے سے ایک آدمی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور عمران اسے دیکھ
کر چونک پڑا۔ یہ الیشور داس تھا۔ مہادیو چکر کا سربراہ اور پاکیشیا کے خلاف
خوفناک ترین منصوبے کا خالق اور روح رواں۔
الیشور داس کا چہرہ بھی اپنے سامنے عمران اور اس کے ساتھیوں کو
دیکھ کر حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔ اسے شاید ان کے زندہ اور صحیح سلامت
ہونے پر یقین نہ آ رہا تھا۔ اسی لمحے جوانا بھی الیشور داس کے قریب سے

اٹھا اور اس نے الیشور داس پر ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ عمران نے اُسے روکتے
ہوئے کہا۔

" اسے چھوڑ دو جوانا ـــــ اور اس کے ساتھیوں کو چیک کرو" ـــــ
عمران نے چیخ کر کہا۔

اور جوانا اور عمران کے ساتھی تیزی سے جیپ کی طرف دوڑتے
چلے گئے جب کہ عمران تیزی سے قدم اٹھاتا الیشور داس کے سامنے جا کر
ہوا جو حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔

" تت ــ تم زندہ ہو" ـــــ ؟ الیشور داس کے منہ سے حیرت کی شدت
سے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہے تھے۔

" اگر کہو تو کسی ڈاکٹر سے زندگی کا باقاعدہ سرٹیفکیٹ لے آؤں" ـــــ
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے اس کے ساتھی بھی واپس آ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ جیپ
کے اندر چار مسلح افراد کی لاشیں موجود ہیں۔ جب کہ ایک آدمی جیپ سے
باہر جیپ کا ایک حصہ اڑ کر لگنے سے ہلاک ہوا ہے، وہ شاید جیپ سے
نکل کر قریبی گھاس میں چھپا ہوا تھا۔ لیکن جیپ کے بھاری پرزہ لگنے
سے وہیں ہلاک ہو گیا۔

" تم کیسے زندہ بچ گئے ـــــ ؟ سرنگ کے تباہ ہونے کے بعد تم
کیسے زندہ بچ گئے ـــــ اور پھر باہر بھی آ گئے" ـــــ ؟ الیشور داس
نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" اس پر بعد میں بحث کرتے رہیں گے الیشور داس! ـــــ میرے پاس
وقت نہیں ہے ـــــ پہلے ہی کافی وقت ضائع ہو چکا ہے۔ اس لئے

مہربانی کر کے مجھے کیمیکل تیار کرنے والے کارخانے کے متعلق پوری تفصیل
بتا دو" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کارخانہ! ـــ کیسا کارخانہ ـــــ ؟ میں کسی کارخانے کے بارے میں
نہیں جانتا ـــــ اور سنو! ـــــ یہ جگہ ہیڈ کوارٹر کی سکرین پر چیک کی جا رہی
ہے ـــــ ابھی میرے سینکڑوں مسلح آدمی تمہیں گھیر لیں گے" ـــــ الیشور داس
نے جھٹکا کھا کر ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں عجیب
سی بے خوفی شامل ہو گئی تھی۔

" سنو الیشور داس! ـــــ تم میرے ملک کے کروڑوں افراد کو پاگل اور
ذہنی طور پر پس ماندہ بنانے پر کام کر رہے ہو ـــــ اور ایسا آدمی رتی
برابر بھی رحم کا مستحق نہیں ہو سکتا ـــــ تمہارے مقابلے میں ایک پاگل
کتے پر تو رحم کھایا جا سکتا ہے لیکن تم پر نہیں ـــــ اس لئے دو میں سے
ایک بات کا انتخاب کر لو ـــــ پہلی بات تو یہ کہ کارخانے کے بارے میں
تمام تفصیل بتا دو تاکہ ہم اُسے تباہ کر کے تمہیں اپنے ہمراہ پاکیشیا لے جائیں
وہاں باقاعدہ قانونی طور پر تم پر عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا ـــــ جہاں
انصاف کے تقاضوں کے مطابق تمہیں سزا دی جائے گی ـــــ یا دوسری
صورت یہ کہ میں تمہاری رگوں میں دوڑنے والے لہو کے ایک ایک قطرہ
سے تمہارے اس منصوبے کا بھرپور انتقام لوں ـــــ اور ان قطروں سے
ہی کارخانے کی تفصیل پوچھ لوں ـــــ بولو! دونوں میں سے کس بات
کا انتخاب کرتے ہو" ـــــ ؟ عمران کا لہجہ اتنا سرد اور دہشت انگیز
تھا کہ عمران کے ساتھیوں کے جسموں میں سردی کی لہریں سی دوڑ گئیں۔

" تم جو چاہو کر لو ـــــ مجھے کچھ علم نہیں ہے" ـــــ الیشور داس نے

ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد جواب دیا۔ اس کی آنکھوں سے محسوس ہو رہا تھا کہ اس نے ہر قسم کے تشدد کو برداشت کرنے کے لئے اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کر لیا ہے۔

"جوانا" ـــ اچانک عمران نے قریب کھڑے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر" ـــ جوانا نے مستعد ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا تم اس سے تمام تفصیلات پوچھ سکتے ہو ـــ شرط صرف اتنی ہے کہ اس کی روح اس کے جسم سے پرواز نہ کرے اور اس کے لئے میں تمہیں زیادہ سے زیادہ پانچ دے سکتا ہوں ـ بولو" ـــ عمران نے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر! ـــ آپ پانچ منٹ کہہ رہے ہیں ـــ میں دو منٹ میں ہی مکمل تفصیلات معلوم کر لونگا" ـــ جوانا نے بے رحم انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ شروع ہو جاؤ ـــ مگر پانچ منٹ کے بعد تمہارے پاس مزید کوئی موقع نہ ہو گا" ـــ عمران نے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا الیشور داس کی طرف بڑھنے لگا۔

الیشور داس خوفزدہ ہو کر پیچھے کی طرف ہٹنے لگا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ دو قدموں سے زیادہ پیچھے ہٹتا، جوانا نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ الیشور داس نے انتہائی پھرتی سے اپنے جسم کو سکیڑا اور جوانا کو ڈاج دے کر دائیں طرف مڑ گیا۔ جوانا اپنے ہی زور میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ مگر جوانا الیشور داس کی توقع سے پہلے ہی تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے

اس کا ہاتھ پوری قوت سے گھوما اور الیشور داس کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر گھاس میں جا گرا۔ جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے اس پر چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے الیشور داس اس کے دونوں ہاتھوں میں مُردہ چھپکلی کی طرح اٹھتا چلا آیا۔

جوانا نے ایک ہاتھ سے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور دوسرے لمحے الیشور داس کو سر کے بل زمین پر رکھ کر اس نے اس کی دونوں ٹانگوں کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر مخالف سمتوں میں پھیلا دیا اور الیشور داس کے حلق سے بے اختیار زوردار چیخیں نکلنے لگیں۔

"جلدی بتاؤ تفصیل ـــ ورنہ تمہارا جسم ایک جھٹکے میں چیر دونگا" ـــ جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔

مگر الیشور داس مسلسل چیختا چلا گیا۔

اور پھر جوانا نے غصے میں آکر اس کی دونوں ٹانگوں کو جھٹکا دیا اور الیشور داس ایک زوردار چیخ مار کر بیہوش ہو گیا۔

"رُک جاؤ جوانا ـــ تم اسے مار ڈالو گے" ـــ عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر جوانا نے اُسے جھٹکا دے کر سیدھا کیا اور پھر ایک ہاتھ اس نے پوری قوت سے گھمایا اور الیشور داس کے چہرے پر زوردار ضرب لگی اور اس کا گال پھٹتا چلا گیا اور وہ درد کی شدت سے دوبارہ ہوش میں آنے پر مجبور ہو گیا۔

"مم ـ مم ـــ مجھے چھوڑ دو ـــ مجھے کچھ پتہ نہیں" ـــ الیشور داس نے کراہتے ہوئے کہا اور جوانا نے جھٹکا دے کر اس کا بازو اوپر کی طرف

اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی بغل میں ایک زوردار مکہ جڑ دیا اور الیشور داس کے حلق سے ایسی کربناک چیخ نکلی کہ جیسے اُسے کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔ اور دوسرے لمحے اس کا پورا جسم ایک بار پھر ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ دوبارہ بیہوش ہو چکا تھا۔

"رک جاؤ جوانا ____ یہ تمہارے بس کا نہیں ہے" ____ عمران نے آگے بڑھ کر جوانا کو ایک ہاتھ سے ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا اور جوانا نے الیشور داس کو یوں گھاس پر پھینک دیا جیسے اُسے اس شخص کے زندہ بچ جانے پر افسوس ہو رہا ہو۔

"میں کوشش کروں باس" ____ اچانک جوزف نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ____ اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم اس پر تجربے کرتے رہیں۔ میں نے جوانا کو اس لئے آگے کیا تھا کہ شاید جوانا کا قد و قامت دیکھ کر الیشور داس پر دہشت طاری ہو جائے اور وہ سب کچھ بتا دے۔ لیکن یا تو یہ شخص انتہا درجے کا بزدل ہے ____ یا پھر اس کے اعصاب انتہائی مضبوط ہیں ____ بہر حال اب اس پر دوسرا طریقہ استعمال کرنا ہو گا"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے جھک کر گھاس پر پڑے ہوئے الیشور داس کی ناک اور منہ بیک وقت دونوں ہاتھوں سے دبا دیئے۔

چند لمحوں بعد ہی الیشور داس کے جسم میں حرکت پیدا ہونی شروع ہوئی اور پھر اس کے جسم نے بُری طرح تڑپنا شروع کر دیا اور اس کی آنکھیں کھل گئیں جو موت کی دہشت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔ چہرہ سرخ ہوتے ہوتے اب بگڑنا شروع ہو گیا تھا۔ اور اس کا پورا جسم یوں پھڑکنے

لگا جیسے مچھلی پانی سے باہر پھڑکتی ہے۔ عمران نے اس کا سانس روک رکھا تھا۔ جب عمران نے دیکھا کہ اب مزید سانس رُکنے سے یہ مر جائے گا تو اس نے ایک جھٹکے سے دونوں ہاتھ ہٹا لئے اور الیشور داس پھڑک پھڑک کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ وہ اتنے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے پورے کرہ ارض کی ہوا اپنے پھیپھڑوں میں بھر لینا چاہتا ہو۔

"سنو الیشور داس! ____ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ کارخانہ تمہارے ہیڈ کوارٹر سے ملحقہ ہے اور یہ سرنگ اسی کارخانے کو جاتی ہے ____ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم باقی تفصیلات بتا دو ____ میں وعدہ کرتا ہوں کہ صرف کیمیکل کا سٹاک ضائع کروں گا ____ کارخانے کو تباہ نہیں کروں گا" ____ عمران نے الیشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔ کارخانے سے متعلق صرف اس نے اندازہ ہی لگایا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم ____ مجھے مار ڈالو ____ مجھے قتل کر دو ____ بس اور مجھے کچھ معلوم نہیں" ____ الیشور داس نے لرزتے ہوئے لہجے میں جواب دیا اور عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک طویل سانس لینے پر مجبور ہو گیا۔ کیونکہ الیشور داس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس نے کچھ بتانے کی بجائے مر جانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور جب انسان اس سٹیج پر پہنچ جائے تو پھر ہر قسم کا تشدد بہر حال بے کار ہوتا ہے۔

"ٹھیک ہے ____ تمہاری مرضی نہ بتاؤ ____ اب تم سے کچھ پوچھنا بھی بے کار ہے" ____ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی اور اس ڈبیہ کا ڈھکن کھول کر اس نے اس کے اندر رکھی

ہوئی ایک چھوٹی سی شیشی باہر نکال لی۔ شیشی میں ہلکے سنہرے رنگ کا محلول تھا۔

ایشور داس اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اور دہشت زدہ انداز میں اپنے گرد کھڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ جو سب سیمنٹ کی گرد کی وجہ سے بھوت سے بنے ہوئے تھے۔ اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے خوف زدہ ہرن شکاریوں کے نرغے میں آگیا ہو۔

"جوزف اور جوانا ـــ اس کے بازو جکڑ لو" ـــ عمران نے شیشی ہاتھ میں پکڑتے ہوئے قریب کھڑے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جوزف اور جوانا شاید اسی قسم کے حکم کے انتظار میں تھے۔ انہوں نے جھپٹ کر ایشور داس کے دونوں بازو پکڑے اور اُسے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

ایشور داس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی جدوجہد کرنا چاہی لیکن ظاہر ہے جوزف اور جوانا کی گرفت ایسی نہ تھی کہ کوئی شخص ان کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑا لیتا۔

"ایشور داس! ـ ایک منٹ کے لئے مزید دنیا کو اچھی طرح دیکھ لو۔ اس کے بعد تم ہمیشہ کے لئے اسے دیکھنے سے معذور ہو جاؤ گے" ـــ عمران نے شیشی ہاتھ میں پکڑ کر ایشور داس کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کک ـــ کیا مطلب" ـــ ایشور داس نے دہشت زدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیلنے لگ گئی تھیں۔

"مطلب بالکل واضح ہے مسٹر ایشور داس! ـــ اب ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے ـــ اس لئے اب تمہیں زندہ رکھنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی ـــ تمہیں موت کی سزا تو صرف کوئی قانونی عدالت ہی دے سکتی ہے

ہم نہیں ـــ لیکن تم نے پاکیشیا کے دس کروڑ معصوم شہریوں کے خلاف جو ظالمانہ اور بھیانک منصوبہ تیار کیا تھا ـــ اس کی سزا تمہیں ضرور دی جائے گی ـــ اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری دونوں آنکھوں کی بینائی ختم کر دی جائے ـــ تمہارے بازو اور ٹانگوں کی ہڈیاں اس طرح توڑی جائیں کہ بڑے سے بڑا سرجن بھی انہیں نہ جوڑ سکے ـــ اور تمہارا چہرہ تیزاب ڈال کر اتنا بھیانک کر دیا جائے کہ اُسے نظر بھر کر بھی نہ دیکھ سکے ـــ تمہارے پورے جسم کو خنجروں کی مدد سے زخموں سے پُر کر دیا جائے تاکہ تم باقی تمام عمر شہر کی سڑکوں پر پڑے کراہتے رہو ـــ تمہارے جسم پر مکھیاں بھنبھناتی رہیں ـــ تمہارے زخم گل سڑ جائیں اور ان میں کیڑے پڑ جائیں ـــ اور تم چیخ چیخ کر موت طلب کرو ـــ لیکن موت بھی تمہارے قریب آنے سے خوف کھائے" ـــ عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں تفصیلات بتاتے ہوئے کہا،

اور ایشور داس کا جسم اپنی اس حالت کے خوف سے بُری طرح جھٹکے کھانے لگا۔

"مجھ پر رحم کرو ـــ مجھے مار ڈالو ـــ مجھ پر رحم کرو" ـــ ایشور داس نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا تھا کہ تم پر رتی برابر رحم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے خواہ مخواہ اس لفظ کی توہین نہ کرو" ـــ عمران نے شیشی کا ڈھکن کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں سب کچھ بتا دیتا ہوں ـــ میں تمہیں کارخانے میں لے جاتا ہوں۔ مجھے بے شک مار ڈالو ـــ مگر مجھے یہ سزا نہ دو" ـــ ایشور داس نے بُری

طرح چیختے ہوئے کہا۔
" زندگی اور موت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ۔۔۔ ہمارے ہاتھ میں نہیں ۔۔۔ باقی رہی اس سزا میں کمی ۔۔۔ تو اس کا فیصلہ اس وقت ہو سکتا ہے جب تم کارخانے کے متعلق تفصیلات بتاؤ گے ۔۔۔ اگر تم نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا تو ہو سکتا ہے تمہیں صرف اتنی سزا ملے کہ تمہاری صرف ایک آنکھ ضائع کر دی جائے اور باقی سزا معاف کر دی جائے" ۔۔۔ عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ بہت ہے ۔۔۔ یہ بھی تمہاری رحمدلی ہے ۔۔۔ تم نے سچ کہا ہے کہ وہ کارخانہ ہیڈ کوارٹر کے قریب ہے ۔۔۔ میں وہیں جا رہا تھا کہ تم لوگوں نے حملہ کر دیا" ۔۔۔ الیشورداس نے فوراً ہی اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" کارخانے میں داخل ہونے کے متعلق تمام تفصیلات بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" کارخانے کا داخلی نظام مکمل طور پر کمپیوٹر کنٹرولڈ ہے ۔۔۔ اس کی چھت اور چار دیواری بم پروف ہے ۔۔۔ ایٹم بم بھی اسے نہیں توڑ سکتا۔ اس لئے تم زبردستی کسی بھی طور پر کارخانے میں داخل نہیں ہو سکتے" ۔۔۔ الیشورداس نے جواب دیا۔ اب اس کا لہجہ اطمینان سے بھرپور تھا۔

" ٹھیک ہے نہ بتاؤ ۔۔۔ تم اپنی سزا بھگتو ۔۔۔ باقی کام ہم خود ہی کر لیں گے" ۔۔۔ عمران نے دوبارہ شیشی کے ڈھکن کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

" میں سچ کہہ رہا ہوں ۔۔۔ یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں ۔۔۔ مجھے کچھ

نہ کہو ۔۔۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں خود اپنے ساتھ کارخانے میں لے چلتا ہوں"۔ الیشورداس نے دوبارہ دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

" اس لئے کہ ہمیں وہاں جاتے ہی پکڑوا کر گولی مروا دو ۔۔۔ نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا ۔۔۔ تم اندر کیسے داخل ہو گے ۔۔۔ جلدی بتاؤ۔ اب میرے پاس باتیں کرنے کے لئے مزید وقت نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے اس بار نہ صرف زبانی دھمکی دی بلکہ شیشی کا ڈھکن بھی کھول لیا۔

" رک جاؤ ۔۔۔ رک جاؤ ۔۔۔ میں بتاتا ہوں ۔۔۔ میرے کوٹ کی اندرونی جیب میں ایک تیر نما بیج ہے۔ اس بیج کے بغیر کوئی شخص اندر داخل نہیں ہو سکتا ۔۔۔ یہ کمپیوٹر کی ہے ۔۔۔ اس کی موجودگی میں سب کچھ کلیئر ہو جاتا ہے" ۔۔۔ الیشورداس نے چیختے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ کی لکیر ابھری۔

عمران نے شیشی کا ڈھکن بند کیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے الیشورداس کی تلاشی لی۔ دوسرے لمحے وہ تیر نما بیج اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بیج کو غور سے دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے بیج کو اپنی جیب میں ڈالا اور پھر شیشی کو دوبارہ ڈبی میں بند کر کے اس کو بھی جیب میں منتقل کر دیا۔ اس کے بعد اس نے بڑے اطمینان سے اندرونی جیب سے ایک چپٹا سا مستطیل نما ڈبہ نکالا اور اسے کھول کر سامنے رکھ دیا۔ اس ڈبے میں پچیس کے قریب مختلف چھوٹی چھوٹی ٹیوبیں تھیں۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ان ٹیوبوں کو کھول کر ان سے نکلنے والے کیمیکلز اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملنے شروع کر دیئے۔ اس کے ہاتھ برق رفتاری سے چل رہے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ الیشورداس کا

مکمل رُوپ دھار چکا تھا۔ صرف لباس کا فرق رہ گیا تھا۔ چونکہ ہاتھ پیروں اور منہ اور گردن پر سمینٹ کی خاص دبیز تہہ موجود تھی۔ اس لئے اُسے صاف کرنے کے لئے جتنا وقت اُسے لگا سو لگا۔ ورنہ اس نے میک اپ کرنے میں اتنی دیر نہ لگائی تھی۔

"اس کے کپڑے اتارو" ____ عمران نے الیشور داس کے لہجے میں بات کرتے ہوئے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تت ____ تم جادوگر ہو ____ تم انسان نہیں ہو" ____ الیشور داس پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جس نے چند کیمیکلز کی مدد سے اس قدر کامیاب میک اپ کر لیا تھا۔

"دس کروڑ عوام کو تمہارے منصوبے سے بچانے کے لئے جادوگری سیکھنی ہی پڑتی ہے" ____ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر وہ الیشور داس کے کپڑے اور جوتے جو جوزف نے اتار دیئے تھے، لیکر گھاس میں گھستا چلا گیا۔

دس منٹ بعد جب وہ واپس آیا تو اب وہ مکمل طور پر الیشور داس بنا ہوا تھا۔ اس نے اپنے کپڑے الیشور داس کی طرف پھینک دیئے تاکہ انہیں پہن لے۔

جوزف اور جوانا نے اب الیشور داس پر سے گرفت ختم کر دی تھی۔ اپنے کپڑے الیشور داس کو پہنانے کے بعد عمران نے اُسے کارخانے کے دروازے کی طرف چلنے کے لئے کہا۔ اور الیشور داس سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

آپ کا کیا ارادہ ہے عمران صاحب" ____ ناٹران نے پہلی بار

عمران سے قریب ہو کر پوچھا۔

"میں الیشور داس کے رُوپ میں کارخانے میں داخل ہوں گا ____ تم الیشور داس سمیت یہیں قریب ہی چھپے رہنا ____ بی۔ الیون سپیشل ٹرانسمیٹر تمہارے پاس ہے ____ میں اندر کا ماحول دیکھ کر تمہیں مزید ہدایات دیتا رہوں گا" ____ عمران نے جواب دیا اور ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میری یہ ہدایات سب تک پہنچا دو ____ سب لوگ ہر قسم کے حالات کے لئے تیار رہیں اور الیشور داس کا خاص خیال رکھا جائے ____ وہ بھاگنے نہ پائے" ____ عمران نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر ناٹران نے سرگوشیوں میں عمران کی ہدایات تمام ممبروں تک باری باری پہنچا دی۔

الیشور داس کے پیچھے چلتے چلتے وہ گھاس کے میدان پار کر کے ایک خالی میدان کو عبور کرتے ہوئے مشرقی سمت بڑھتے چلے گئے اور پھر انہیں دور سے ایک چھوٹی سی عمارت کے نشانات نظر آنے لگے۔ یہ عمارت کسی غیر آباد مندر کی تھی۔

"یہ مندر کی عمارت ہی کارخانے کا ہنگامی دروازہ ہے" ____ الیشور داس نے عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس میں کوئی چوکیدار رہتا ہے" ____؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں! ____ سو گز کے فاصلے تک اندر سے پورا ایریا چیک کیا جاتا ہے ____ اس عمارت کے اس کمرے میں جہاں کالی دیوی کی مورتی موجود ہے ____ جیسے ہی اندر کوئی انسان پہنچتا ہے جس کے پاس تیر نما بیج

ہو تو دروازہ خود بخود کھل جاتا ہے ـــــ ورنہ چاہے یہاں ایٹم بموں کی بارش ہی کیوں نہ کر دی جائے، دروازہ نہیں کھلتا ـــــ اور نہ ہی کوئی اندر جا سکتا ہے" ـــــ الیشور داس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم اتنے اطمینان سے سب کچھ کیوں بتا رہے ہو" ـــــ؟ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ تم اندر جاتے ہی پکڑے جاؤ گے ـــ کارخانے کا انچارج گوپی رام بے حد ذہین آدمی ہے ـــ وہ ایک ہی لمحے میں تمہاری اصلیت پہچان لے گا" ـــــ الیشور داس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں تمہارے گوپی رام کو بھی دیکھ لونگا" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سب کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود تیزی سے مندر کی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

الیشور داس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں انوکھی سی چمک ابھر آئی تھی۔

گوپی رام بڑی بے چینی کے عالم میں اپنے مخصوص کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اُسے الیشور داس کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اور جمنا داس نے ٹرانسمیٹر پہ اس اطلاع کی تصدیق بھی کر دی تھی کہ الیشور داس جیپ میں سوار ہو کر ارجن سنگھ اور چار مسلح افراد کے ساتھ ہنگامی دروازے کی طرف آنے کے لئے چل پڑا ہے۔ لیکن گوپی رام کو بے چینی اس بات پر ہو رہی تھی کہ جیپ کے ذریعے الیشور داس کو اب تک یہاں پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ لیکن کافی وقت گزر جانے کے باوجود الیشور داس کا کوئی پتہ نہ تھا۔ اس نے مزید چند لمحے انتظار کرنے کے بعد دوبارہ جمنا داس سے رابطہ قائم کیا لیکن وہاں سے وہی جواب ملا کہ الیشور داس واپس نہیں آیا۔

گوپی رام بار بار گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق الیشور داس کو اب سے دس منٹ قبل ہی پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ جمنا داس کو کہے کہ وہ صحیح

صورت حال معلوم کرنے کے لئے اپنے آدمی ہیڈکوارٹر سے باہر بھیج کر
اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔
"باس! — چیف باس پہنچ گئے ہیں — وہ اس وقت مندر کی عمارت کی طرف بڑھ رہے ہیں" — اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں گوپی رام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! — انہیں پورے احترام سے یہاں لے آؤ" — گوپی رام نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آتے تھے۔ اور ذہن میں پیدا ہونے والے مختلف خدشات یکلخت مٹ گئے تھے۔

وہ آدمی گوپی رام کی ہدایت ملتے ہی تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اور گوپی رام نے کرسی پر بیٹھ کر سامنے رکھی ہوئی میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی سامنے کی دیوار درمیان سے پھٹ کر مخالف سمتوں میں غائب ہو گئی۔ اب سامنے ایک اور بڑا سا کمرہ نظر آنے لگا۔ اس کمرے میں ایک بڑی سی مشین موجود تھی جو باقاعدہ چل رہی تھی۔ اور سامنے والی دیوار پر ایک بڑی سی سکرین روشن تھی جس کے چار حصے تھے اور چاروں حصوں پر مختلف مناظر نظر آ رہے تھے۔

گوپی رام نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک اور بٹن دبایا تو سکرین ایک جھٹکے سے ایک ہی حصے میں تبدیل ہو گئی۔ اور پھر اس پر ایک چھوٹی سی راہداری کا منظر ابھر آیا۔ اس راہداری میں الیشور داس بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آ رہا تھا۔ راہداری کے اختتام پر لوہے کا ایک بڑا سا دروازہ تھا جو

الیشور داس کے قریب پہنچتے ہی خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور الیشور داس دروازہ پار کر کے اندر آ گیا۔ اندر چار مسلح افراد اس کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ انہوں نے الیشور داس کو جھک کر سلام کیا اور پھر ان میں سے ایک نے بڑے مؤدبانہ انداز میں الیشور داس سے کچھ کہا۔ الیشور داس نے سر ہلا دیا۔ اور ان میں سے دو الیشور داس کے آگے اور دو پیچھے باقاعدہ فوجی انداز میں چلنے لگے
گوپی رام نے مسکراتے ہوئے بٹن آف کر دیئے۔ اور ساتھ ہی کمرے کی دیوار بھی برابر ہوتی چلی گئی۔ اُسے معلوم تھا کہ چند ہی لمحوں بعد الیشور داس اس کمرے میں موجود ہو گا۔ اس لئے وہ کرسی سے اٹھ کر الیشور داس کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اس کی توقع کے عین مطابق چند ہی لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور الیشور داس مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"خوش آمدید باس! — آپ نے اتنی دیر کہاں لگا دی — ؟ میں تو پریشان ہو گیا تھا" — گوپی رام نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"راستے میں جیپ خراب ہو گئی تھی — اس لئے دیر ہو گئی" — الیشور داس نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! — پھر تو واقعی بڑی تکلیف ہوئی ہو گی — آیئے تشریف رکھیے" — گوپی رام نے بڑی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور الیشور داس کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھ گیا۔

"سنو گوپی رام! — سب سے پہلے میں تمہارے ذمہ ایک کام لگانا چاہتا ہوں" — الیشور داس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"حکم فرمایئے باس!" — گوپی رام نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھو گوپی رام! ــــ حملہ آوروں کے متعلق میں بے شک مشکوک ہوں ــــ جب تک ان کی لاشیں میرے سامنے نہ آئیں ــــ مجھے ان کی موت کا یقین نہیں آسکتا ــــ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کارخانے کے مرکزی سسٹم کی دیکھ بھال اچھی طرح کی جائے" ــــ الیشور داس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ باس! ــــ آپ ایسی بات کیسے کہہ رہے ہیں جب کہ آپکو اچھی طرح علم ہے کہ کارخانے کا دفاعی نظام اس قدر موثر ہے کہ اس میں کسی قسم کی لچک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہوسکتی" ــــ گوپی رام نے بُرا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں دفاعی نظام کی بات نہیں کر رہا ــــ مرکزی سسٹم کی بات کر رہا ہوں" ــــ الیشور داس نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ! ــ آپ کا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی غداری نہ کرے باس! ــ آج آپ کو کیا ہوگیا ہے ــــ؟ آپ جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوسکتا" ــــ گوپی رام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہو چکا ہے گوپی رام! ــــ مرکزی سسٹم میں ایک وائرلیس بم رکھا جا چکا ہے ــــ میرے پاس اس کی مصدقہ خبر موجود ہے" ــــ الیشور داس نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ! ــــ مرکزی سسٹم میں وائرلیس بم" ــــ؟ گوپی رام کا چہرہ دہشت سے یکدم زرد پڑ گیا تھا۔

"ہاں! ــــ دیکھو اگر میں اپنی آنکھیں کھُلی نہ رکھوں تو اب تک پورا کارخانہ اُڑ چکا ہوتا ــــ یہ دیکھو وائرلیس کنٹرول مشین ــ جو میں نے اپنے قبضے

میں لے لی ہے تاکہ بم پھاڑا نہ جاسکے" ــــ الیشور داس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی بٹن نما مشین باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــ ایسا کیسے ہوسکتا ہے ــ کارخانے میں کوئی غیر متعلق آدمی داخل ہی نہیں ہوسکتا ــ پھر یہ بم" ــــ گوپی رام کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے کوئی انہونی بات کا اُسے یقین دلایا جا رہا ہو۔

"ہونے کو سب کچھ ہوسکتا ہے ــ ہم جب جیپ پہ آرہے تھے ہماری جیپ پر فائرنگ کی گئی جس سے جیپ کا انجن خراب ہوگیا۔ لیکن ہم نے دو آدمیوں کو پکڑ لیا ــ وہ گھاس کے میدان میں چھپے ہوئے تھے ــ وہ دونوں مقامی تھے۔ ان کی زبردست پٹائی کے بعد ان سے معلومات ملیں کہ انہوں نے کارخانے کے اندر کام کرنے والے ایک آدمی کو دس کروڑ ڈالر کی آفر دے کر وائرلیس بم مرکزی سسٹم میں رکھوا دیا ہے اور اب وہ حملہ آوروں کے انچارج کی انتظار میں وہاں رُکے ہوئے تھے اگر وہ اپنے ہاتھوں سے وائرلیس مشین آن کرکے کارخانے کو تباہ کردیں ــ یہی وجہ تھی کہ مجھے دیر ہوگئی" ــــ الیشور داس نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ مشین مجھے دکھایئے" ــــ گوپی رام نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور الیشور داس نے مشین اس کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

گوپی رام نے مشین کو غور سے الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر تشویش کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

"واقعی باس! ــ یہ مشین وائرلیس آپریٹس ہے ــ اور اس کی سوئی بتا رہی ہے کہ بم فٹ ہے ــ یہ تو بے حد خطرناک مسئلہ ہے"۔

گوپی رام کا لہجہ تشویش سے پُر تھا۔

"تم ایسا کرو کہ میرے ساتھ چلو ــــ میں فوری طور پر یہ بم اپنے سامنے برآمد کرانا چاہتا ہوں" ــــ الیشور داس نے مشین اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"آیئے باس آیئے! ــــ یہ معاملہ واقعی بے حد خطرناک ہے" ــــ گوپی رام کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں ــــ مشین دیکھنے کے بعد اُسے شاید یقین آگیا تھا کہ الیشور داس سچ بول رہا ہے۔

اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر راہداری میں آئے اور پھر مختلف کمروں سے نکلنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں آگئے۔ گوپی رام نے دروازہ بند کر کے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر نصب ایک بٹن دبا دیا تو کمرہ کسی لفٹ کی طرح تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔

جب کمرے کی حرکت رکی تو گوپی رام نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اب وہ ایک اور راہداری میں موجود تھے۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر چار مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ الیشور داس اور گوپی رام کو آتے دیکھ کر وہ اٹین شن ہو گئے۔

گوپی رام نے آگے بڑھ کر اپنا دایاں ہاتھ دروازے کے عین درمیان میں ایک مخصوص جگہ پر رکھ کر اُسے زور سے دبایا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور گوپی رام اور الیشور داس دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے دروازہ پار کر گئے۔

دروازے کی دوسری طرف ایک اور چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جس کے گرد نیلے رنگ کی شعاعیں لہروں

کی طرح چمک رہی تھیں۔

گوپی رام نے دروازے کے قریب رکتے ہی سائیڈ کی دیوار کی جڑ کو پیر سے دبایا۔ دوسرے لمحے دیوار میں ایک خانہ سا ظاہر ہوا جس میں ایک ٹیلیفون سیٹ پڑا ہوا تھا۔ گوپی رام نے تیزی سے اس ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر اس نے مختلف نمبر ڈائل پر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس ــــ مین آپریشن روم" ــــ دوسری طرف سے ایک ہلکی سی آواز ابھری۔

"گوپی رام سپیکنگ ــــ بڑا دروازہ کھولو ــــ میں اور چیف باس الیشور داس اندر آنا چاہتے ہیں" ــــ گوپی رام نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"شناخت بتایئے" ــــ دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

"مہاویر چکر" ــــ گوپی رام نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"او۔ کے باس" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور گوپی رام نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر اس نے جیسے ہی ہاتھ کھینچا دیوار میں موجود خانہ برابر ہو گیا۔

اب وہ دونوں دروازے کی طرف متوجہ تھے۔ نیلے رنگ کی شعاعیں یکلخت بجھ گئیں اور دروازے کے اوپر جلنے والا سُرخ رنگ کا بلب بھی بجھ گیا اور پھر دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"آیئے باس" ــــ گوپی رام نے کہا اور دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے

"سنو گوپی رام! ــــ اندر جا کر بم کے متعلق کسی کو نہ بتانا ــــ ورنہ سب لوگ دہشت زدہ ہو جائیں گے ــــ میں خود ہی تلاش کر لوں گا" ــــ الیشور داس نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر باس! ــــ ٹھیک ہے" ــــ گوپی رام نے سر ہلاتے ہوئے

کہا اور پھر وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے دروازہ پار کر گئے اور ایک بہت بڑے ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں عجیب و غریب قسم کی جدید ترین مشینری نصب تھی۔

ہال میں تقریباً پچاس کے قریب افراد سفید کوٹ پہنے مشینوں کے مختلف حصوں کو آپریٹ کر رہے تھے۔ ایک طرف ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا۔ وہ ان دونوں کو دیکھتے ہی ان کی طرف لپکا۔

تشریف لائیے باس! ۔۔۔ دیکھیے کام بالکل ٹھیک ہو رہا ہے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاوس جی! ۔۔۔ آپ کی موجودگی میں کام غلط بھی ہو سکتا ہے ۔۔۔ چیف باس معائنے کے لئے آئے ہیں" ۔۔۔ گوپی رام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ادھیڑ عمر آدمی جس کا نام کاوس جی تھا، نے ہاتھ اٹھا کر بڑے مودبانہ انداز میں الیشور داس کو سلام کیا۔

الیشور داس نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ اس کی تیز نظریں پورے ہال کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر اس کی نظریں دائیں کونے میں موجود ایک بہت بڑی مشین پر جم گئیں۔ اس مشین پر مختلف رنگوں کے بے شمار بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے۔ یہ خودکار پاور پلانٹ تھا جس کی مدد سے یہ سب مشینیں چل رہی تھیں اور پھر عمران جو الیشور داس کے روپ میں تھا اس پاور پلانٹ کی طرف چل پڑا۔

"کیا یہ بالکل درست طور پر کام کر رہا ہے" ۔۔۔؟ عمران نے کاوس جی سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اس کا لہجہ الیشور داس

[جی]سا ہی تھا۔

"یس باس! ۔۔۔ بالکل صحیح کام کر رہا ہے ۔۔۔ اس کی نگہداشت [ہ]م سب سے زیادہ کرتے ہیں" ۔۔۔ کاوس جی نے مودبانہ لہجے میں جواب [د]یتے ہوئے کہا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا پاور پلانٹ کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اُسے [غو]ر سے ہر پہلو کی طرف سے دیکھتا رہا۔ اور پھر اس کی نظریں مشین کی [دا]ئیں سمت ایک خانے پر جم گئیں۔ یہ خانہ چھوٹا سا تھا اور اس میں سے [بج]لی کی ایک موٹی سی تار نکل کر دوسری مشینوں میں جا رہی تھی۔ اس کے علاوہ [او]ر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جس میں کوئی معمولی سا بٹن بھی داخل کیا جا سکتا۔

ابھی عمران غور سے پاور پلانٹ کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک کاوس جی [او]ر گوپی رام چونک پڑے۔ ہال میں ایک تیز سیٹی کی آواز گونجنے لگی اور پھر [ک]اوس جی تیزی سے مڑا اور اپنی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب کہ گوپی رام [بھ]ی اس کے پیچھے چل پڑا۔

عمران ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا۔ مگر دوسرے لمحے اس کا جیب میں [مو]جود ہاتھ تیزی سے باہر نکلا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس موٹی تار [کی ج]ڑ میں ایک چھوٹا سا کیپسول عمران نے ڈال دیا اور پھر اس نے تار کو یوں [پک]ڑ کر اِدھر اُدھر ہلایا جیسے وہ اس کی مضبوطی کا اندازہ کر رہا ہو۔ تار کے [ہلن]ے سے رخنہ اتنا بن گیا تھا کہ وہ کیپسول اس رخنے میں غائب ہو گیا۔ اب [وہ ب]اہر سے کسی صورت بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ اور عمران نے اطمینان کا سانس [لی]ا۔ اُسے معلوم تھا کہ کیپسول تار کی پشت پر موجود ہو گا اور پاور پلانٹ کے [کس]ی اہم حصے میں جا کر رکاوٹ نہیں بنے گا۔ اس لئے جب تک وہ نہ چاہے

اس وقت تک اس کیپسول کے متعلق کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا۔ دوسرے لمحے عمران چونک کر مڑا۔ کیونکہ اس کے کانوں میں جمناداس کا نام پڑا تھا۔

"ہاں ہاں! ــــ میں گوپی رام بول رہا ہوں ــــ جمناداس سے بات کراؤ" ــــ گوپی رام ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر مائیک پر کہہ رہا تھا اور عمران نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب سے باہر آتا، اچانک عمران کے پیروں تلے سے زمین یکدم غائب ہو گئی اور عمران اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوا نیچے گہرائی میں گرتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے جس جگہ عمران کھڑا تھا وہ جگہ برابر ہو گئی۔ صرف عمران ہی غائب تھا۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ گوپی رام کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"یہ ــــ یہ کیا ہو رہا ہے" ــــ گوپی رام نے حیرت سے ہکلاتے ہوئے کاؤس جی سے مخاطب ہو کر کہا جو بڑے اطمینان سے میز کی سائیڈ پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"میں نے الیشور داس کے روپ میں اس آدمی کو نیچے تہہ خانے میں قید کر دیا ہے" ــــ کاؤس جی نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"الیشور داس کے روپ میں" ــــ گوپی رام نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

آپ کچھ بھی کہیں جناب! ــــ یہ آدمی الیشور داس نہیں ہو سکتا۔ الیشور داس میرا بچپن کا دوست اور کلاس فیلو ہے ــــ یہاں کا انچارج

بھی اس نے مجھے خاص طور پر بیرون ملک سے بلوا کر یہاں تعینات کیا تھا۔ یہ درست ہے کہ کارخانہ قائم ہونے کے بعد وہ کبھی یہاں نہیں آیا ــــ لیکن اب یہاں آکر اس نے مجھ سے جس لاتعلقی کا اظہار کیا ہے اس سے میں سخت پریشان تھا ــــ پہلے تو میں سمجھا تھا کہ شائد اپنے عہدے اور آپ کی موجودگی کی وجہ سے وہ ایسا کر رہا ہے۔ لیکن اس کی آنکھوں میں شناسائی کی ہلکی سی چمک تک موجود نہ تھی ــــ اور پھر وہ جس انداز میں پاور پلانٹ کا معائنہ کر رہا تھا اس سے بھی میں مشکوک ہو گیا ــــ اور ادھر ہیڈ کوارٹر سے ایمرجنسی کال آنے پر میں اور زیادہ مشکوک ہو گیا۔ چنانچہ میں نے مرکزی سسٹم کے بچاؤ کے لئے آپ کی اجازت کے بغیر اسے نیچے تہہ خانے میں قید کر دیا ہے ــــ وہاں سے وہ میری اجازت کے بغیر کسی صورت نہیں نکل سکتا ــــ اگر وہ واقعی الیشور داس ہے تو میں اس سے معافی مانگ لونگا ــــ اور میری دوستی کے ناطے وہ مجھے معاف کر دیگا ــــ لیکن اگر وہ جعلی آدمی ہے تو پھر ــــ" کاؤس جی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کاؤس جی! ــــ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ــــ تم جانتے ہو کہ کارخانے میں داخلے کا تمام تر نظام کمپیوٹر کنٹرول ہے اور تیر نما بیج کے بغیر کوئی شخص اندر داخل نہیں ہو سکتا ــــ اور ہر شخص کا بیج مخصوص ہے ــــ پھر چیف باس نقلی کیسے ہو سکتے ہیں ــــ وہ کمپیوٹر چیکنگ سے گزر کر اندر آئے ہیں" ــــ گوپی رام نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"مم ــــ مم ــــ مگر ــــ" کاؤس جی نے بری طرح پریشان ہوتے

ہوئے کہا۔ اس کا رنگ یکدم زرد پڑ گیا تھا۔ اس نے تمام کارروائی محض اپنے قیاسات پر کر ڈالی تھی۔

اور سنو! ـــــ چیف باس نے کھوج لگا لیا ہے کہ مرکزی سسٹم میں وائرلیس آپریٹنگ بم رکھ دیا گیا ہے ـــــ وہ اس بم کو نکالنے کے لئے یہاں آئے تھے ـــــ اور اب تمہاری اس حرکت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ غدار جس کی ہمیں تلاش تھی، تمہارے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا ـــــ اور اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ بم تمہارے سوا اور کوئی رکھ بھی نہیں سکتا ـــــ تم اپنے آپ کو گرفتار سمجھو ـــــ ہینڈز اَپ" ـــــ گوپی رام نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"بب ـــ باس ـــــ" کاؤس جی دہشت زدہ انداز میں پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

اُسی لمحے ٹرانسمیٹر میں سے ایک بار پھر تیز سیٹی کی آواز گونجی۔

"تم ادھر آؤ" ـــــ گوپی رام نے ایک مشین کے سامنے کھڑے ہوئے دو آدمیوں میں سے ایک کو مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔ وہ سب حیرت سے کھڑے اس عجیب و غریب کارروائی کو دیکھ رہے تھے۔

"یس سر" ـــــ اس شخص نے آگے بڑھ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ پستول تھامو ـــــ اور کاؤس جی اگر بھاگنے یا ہلنے کی کوشش کرے تو بے شک گولی مار دینا" ـــــ گوپی رام نے ایک کے ہاتھ میں پستول تھماتے ہوئے کہا ـــــ اور سنو! ـــــ تمہیں کاؤس جی کی جگہ یہاں کا انچارج بنایا جاتا ہے۔

"تھینک یو سر" ـــــ اس شخص نے جواب دیا اور پھر اس نے مستعدی

سے پستول کاؤس جی کے سینے کی طرف تان لیا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک اُبھر آئی تھی۔ یہ شاید انچارج بننے کی خوشی تھی۔

ٹرانسمیٹر کی تیز سیٹی ابھی تک گونج رہی تھی۔ گوپی رام نے تیزی سے اس کا بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ اور جمنا داس کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـــ ہیلو جمنا داس فرام ہیڈ کوارٹر کالنگ اوور" ـــــ جمنا داس کے لہجے میں عجیب سی گھبراہٹ تھی۔

"یس ـــ گوپی رام سپیکنگ اوور" ـــــ گوپی رام نے جواب دیا۔

"گوپی رام! ـــ کارخانے کی کیا پوزیشن ہے ـــــ؟ چیف باس کی جگہ ایک نقلی آدمی اندر داخل ہوا ہے۔ اوور" ـــــ جمنا داس نے چیختے ہوئے کہا۔

"نقلی آدمی اندر داخل ہوا ہے ـــــ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اوور" ـــ گوپی رام نے یوں چونکتے ہوئے کہا جیسے اس کے جسم میں اچانک ہزاروں وولٹیج کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ـــــ ایشور داس کی جیپ پر راستے میں حملہ ہوا اور حملہ آوروں نے جیپ کو بم مار کر تباہ کر دیا ـــــ انہوں نے چیف باس پر تشدد کیا اور کارخانے کا پتہ پوچھا ـــــ اور پھر ان میں سے ایک آدمی نے وہیں چیف باس کا میک اَپ کیا اور چیف باس کو لے کر کارخانے کی طرف چلے گئے ـــــ جیپ میں موجود ارجن سنگھ زخمی حالت میں وہیں پڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا ـــــ چونکہ وہ شدید زخمی تھا اس لئے وہ چیف باس کی کوئی مدد نہ کر سکا۔ ان کے جانے کے بعد وہ اسی زخمی حالت میں رینگتا ہوا

واپس ہیڈ کوارٹر اب پہنچا ہے اور اس نے یہ اطلاع دی ہے ——— میں نے ہیڈ کوارٹر کی فورس کارخانے کے ہنگامی دروازے کی طرف بھیج دی ہے تاکہ چیف باس کو ان کی گرفت سے چھڑایا جاتے ——— اس لئے میں پہلے اطلاع دے رہا ہوں کہ اگر کوئی آدمی الیشور داس کے رُوپ میں کارخانے میں داخل بھی ہوا ہے تو وہ یقیناً نقلی آدمی ہو گا۔ اوور" ——— جمنا داس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ——— یہ تو تم نے انتہائی حیرت انگیز خبر سنائی ہے ——— کارخانے میں چیف باس داخل ہوئے ہیں ——— اور وہ مجھے لے کر مرکزی سسٹم روم میں آئے ہیں ——— انہوں نے تو نئی ہی کہانی سنائی ہے ——— بہرحال تم فکر نہ کرو ——— یہاں کے انچارج کاؤس جی کی حاضر دماغی کی وجہ سے اُسے قید کر لیا گیا ہے ——— تم فوراً چیف باس کو ٹریس کرو اور پھر مجھے اطلاع دو ——— میں اس آدمی کو اس وقت تک قید میں رکھوں گا۔ اوور" گوپی رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کوئی نقصان تو نہیں ہوا۔ اوور" ——— جمنا داس نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" نہیں! ——— کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اوور" ——— گوپی رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے! ——— جیسے ہی چیف باس کا پتہ چلے گا ——— میں تمہیں اطلاع کر دوں گا۔ اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور گوپی رام نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے جھپٹ کر ریوالور اس آدمی سے لے لیا جسے اُس نے کاؤس جی کی جگہ انچارج بنایا تھا۔

" جاؤ واپس اپنے کام پر ——— کاؤس جی ہمارے محسن ہیں" ——— گوپی رام نے ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے اس آدمی سے سخت لہجے میں کہا اور وہ آدمی منہ لٹکائے واپس اپنی مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" میں شرمندہ ہوں کاؤس جی! ——— پوزیشن ہی ایسی بن گئی تھی ——— آپ نے کارخانے کو بچا لیا ہے" ——— گوپی رام نے کاؤس جی سے مخاطب ہو کر شرمندہ لہجے میں کہا۔

" کوئی بات نہیں جناب! ——— آپ بھی اپنی جگہ سچے تھے" ——— کاؤس جی نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

" اگر آپ بروقت کارروائی نہ کرتے تو نجانے یہ شخص کیا کرتا ——— ظاہر ہے وہ کسی خطرناک ارادے سے ہی یہاں آیا تھا ——— ویسے آپ ہر چیز ایک بار پھر چیک کر لیں ——— تاکہ میرا اطمینان ہو جائے کہ اس نے کوئی گڑبڑ تو نہیں کی ——— پھر میں نے جا کر اُسے مزید قابو میں کرنا ہے" ——— گوپی رام نے بے چین لہجے میں کہا۔

" ہر چیز ٹھیک چل رہی ہے ——— اس لئے کسی گڑبڑ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ——— ویسے وہ اس قید خانے میں ہے جہاں سے وہ نکل نہیں سکتا۔ آپ بے فکر رہیں" ——— کاؤس جی نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

" نہیں! ——— ہو سکتا ہے کہ اس کے پاس کوئی خطرناک چیز ہو۔ اور وہ اُسے استعمال کر دے ——— میں اُسے فوری طور پر بیہوش کر کے اس کی مکمل تلاشی لینا چاہتا ہوں" ——— گوپی رام نے کہا۔

" یہ بھی ہو سکتا ہے ——— ٹھہریئے" ——— کاؤس جی نے کہا اور پھر

وہ میز کی پشت پر موجود ایک بڑی سی الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے الماری کے پٹ کھولے اور الماری کے اندر ایک ٹرانسمیٹر نما بڑی سی مشین نصب تھی۔ اور اس پر بے شمار بٹن لگے ہوئے تھے۔

کاؤس جی نے مشین کے مختلف بٹن دباتے تو مشین کے درمیان میں لگی ہوئی ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

دوسرے لمحے سکرین پر ایک چھوٹے سے کمرے کا اندرونی منظر اُبھر آیا۔ یہ کمرہ ہر قسم کے سازوسامان سے بالکل عاری تھا۔ اس کے درمیان میں فرش پر ایک شخص بڑی بے ڈھنگی سی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ بیہوش ہو ۔۔ یا ۔۔۔ مر چکا ہو۔ سائیڈ سے وہ بالکل الیشور داس ہی لگ رہا تھا۔

" اوہ! ۔۔۔ یہ تو اوپر سے گرنے کی وجہ سے پہلے ہی بیہوش ہو چکا ہے ۔۔۔ بہرحال میں گیس چھوڑ کر اس کی بیہوشی کو مزید یقینی اور طویل بنا دیتا ہوں" ۔۔۔ کاؤس جی نے کہا اور پھر اس نے مشین کے اوپر سکرین کے نیچے لگے ہوئے ایک چھوٹے سے چکر کو دائیں طرف گھمانا شروع کر دیا۔

چکر نے نیچے بنے ہوئے ڈائل پر سُرخ رنگ کی سوئی تیزی سے بائیں طرف بڑھتی چلی گئی۔

جیسے جیسے سوئی آگے بڑھ رہی تھی، سکرین پر نظر آنے والے کمرے میں دُودھیا رنگ کا دھواں سا پھیلتا چلا جا رہا تھا۔

جب سوئی درمیان میں پہنچی تو کاؤس جی نے ہاتھ روک لیا۔ اب سکرین پر صرف دھواں ہی دھواں نظر آ رہا تھا۔ کاؤس جی نے ایک لمحے

کے لئے رُک کر چکر کو دوبارہ اُلٹا گھمانا شروع کر دیا اور سُوئی آہستہ آہستہ واپس اپنی پہلی جگہ پر آتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں موجود دودھیا رنگ کا دھواں بھی غائب ہوتا چلا گیا۔

جب سوئی واپس اپنی جگہ پر پہنچی تو کمرہ بالکل صاف نظر آ رہا تھا اور کمرے کے فرش پر پڑا ہوا الیشور داس پہلے کی طرح ہی پڑا ہوا تھا۔

" لیجئے باس! ۔۔۔ اب یہ یقینی طور پر بیہوش ہو چکا ہے ۔۔۔ اور اس کی بیہوشی اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی ۔۔۔ جب تک اسے پی۔ مارک الیون کا انجکشن نہ لگایا جائے گا" ۔۔۔ کاؤس جی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ ۔۔۔ ویری گڈ" ۔۔۔ گوپی رام نے خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر کاؤس جی سے باقاعدہ مصافحہ کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

الیشور داس کو یقین تھا کہ باوجود کامیاب ترین میک اپ کے
گوپی رام جلد ہی عمران کو الیشور داس کے روپ میں پہچان لے گا اور ظاہر
ہے پہچاننے کے بعد عمران کا کارخانے سے زندہ سلامت بچ کر نکل آنے
کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کے لبوں پر طنزیہ اور زہریلی
مسکراہٹ تھی۔

عمران کے مندر میں جانے کے بعد وہ سب چند لمحے تو وہاں کھڑے
رہے اور عمران کے اندر جانے کا ردعمل دیکھتے رہے ۔اور پھر ناٹران نے
سب سے پہلے زبان کھولی۔

" جوزف اور جوانا ! ___ باس کے آنے تک یہ الیشور داس اب تمہاری
حفاظت میں رہے گا ___ اسے زندہ بھی رکھنا ہے اور بھاگنے بھی نہیں
دینا۔ سمجھے" ___ ناٹران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ مچھر بھاگ جائے گا ___ اس کی تو روح بھی ہماری گرفت سے

نہیں نکل سکتی" ___ جوانا نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر ناٹران نے باقی سب افراد کو اس مندر کے گرد سو گز کے
فاصلے سے پورے پورے پھیل کر محاصرہ کرنے کی ہدایات جاری کرنی شروع
کر دیں۔ تاکہ اگر ضرورت پڑے تو ہر طرف سے بیک وقت حملہ کیا جا سکے۔
ناٹران کے ذہن میں ایک اور خیال بھی تھا کہ ہو سکتا ہے کہ تباہ شدہ جیپ
کا ملبہ اور گھاس پر بکھری ہوئی لاشیں کسی کی نظر میں آجائیں اور اس
طرح الیشور داس کے ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع مل جائے اور وہ آدمی لیکر
اس پر چڑھ دوڑیں۔ اکٹھا ہونے کی صورت میں وہ صحیح مقابلہ نہ کر سکیں
گے۔ چنانچہ یہ سب کچھ سوچ کر اس نے انہیں مندر کے گرد پھیل جانے
کی ہدایت کر دی۔

اور پھر ناٹران کی ہدایت کے مطابق وہ سب مندر کے گرد پھیلتے
چلے گئے۔

جوانا اور جوزف، الیشور داس کو لئے ایک طرف موجود چھوٹے سے ٹیلے
کی آڑ میں جا کر بیٹھ گئے۔ جب کہ ناٹران اور فیصل جان نے مندر کے
دروازے کے بالکل بالمقابل ایک درخت کی آڑ سنبھال لی۔ اور کیپٹن شکیل
اور صفدر مندر کے عقب میں چلے گئے تھے۔

جوزف اور جوانا نے الیشور داس کو درمیان میں بٹھایا اور خود بڑے
اطمینان سے اس کے قریب بیٹھ گئے۔

" سن او مچھر! ___ بھاگنے کا دل میں خیال تک نہ لانا ___ ورنہ میں
تمہارے جسم کے تمام جوڑ اور ہڈیاں توڑ کر پھینک دونگا" ___ جوانا نے
انتہائی کرخت لہجے میں الیشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے بھاگ کر کہاں جانا ہے" ——— الیشور داس نے مُردہ سے لہجے میں جواب دیا۔ لیکن اس کی تیز نظریں اِدھر اُدھر کا برابر جائزہ لے رہی تھیں۔ اور اس کے دماغ میں ایک زلزلہ سا آیا ہوا تھا۔ عمران کو اس کے روپ میں اندر گئے ہوئے دس منٹ سے زائد ہو گئے تھے اور ابھی تک کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تھا۔ اس لئے لمحہ بہ لمحہ اس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پر لگا کر ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے۔ اور ہیڈ کوارٹر اور کارخانہ دونوں بچالے۔ کیونکہ اس کا دل اس تصور سے ہی لٹنے لگتا تھا کہ اتنا عظیم الشان کارخانہ اگر تباہ ہو گیا تو پھر کیا ہو گا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے ہیڈ کوارٹر سے باہر نکل کر ہی غلطی کی تھی۔ اگر وہ ہیڈ کوارٹر میں رہتا اور پہلے سرنگ صاف کروالیتا تو کم از کم یہ صورتحال پیدا نہ ہوتی۔

وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا اور پھر وقت آہستہ آہستہ گزرتا چلا گیا ہر طرف سکوت سا طاری تھا۔ الیشور داس کنکھیوں سے گھاس کے میدان کی طرف دیکھتا کہ شاید وہاں سے کوئی مدد آجائے۔ لیکن دُور دُور تک کوئی آدمی نظر نہ آرہا تھا۔

بیٹھے بیٹھے اچانک الیشور داس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح چمک اٹھا اور وہ مزید اس خیال پر غور کرنے لگا۔ اسے یہ تو معلوم تھا کہ ان میں سے کسی کے پاس سٹین گن یا بندوق نہیں ہے۔ اگر ہوئے بھی تو زیادہ سے زیادہ پستول ہوں گے۔ اس لئے اگر وہ اچانک گھاس کے میدان کی طرف دوڑ لگا دے تو ہلکے جسم کا ہونے کی وجہ سے وہ ان سے زیادہ تیز دوڑ سکتا ہے اور وہ اسے نہ پکڑ سکیں گے اور اگر ایک بار وہ گھاس کے میدان میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے تو پھر اس کا تلاش کر لیا جانا ناممکن ہو گا۔

لیکن مسئلہ صرف اتنا تھا کہ گھاس کا میدان کافی دُور تھا۔ کم از کم دو فرلانگ دُور ——— اور وہ سوچ رہا تھا کہ اتنا فاصلہ وہ اتنی رفتار سے طے کر سکتا ہے کہ وہ دونوں پوری کوشش کے باوجود اُسے نہ پکڑ سکیں۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ اگر وہ پکڑا گیا تو یہ دونوں خوفناک حبشی واقعی اس کی ہڈیوں کا چورہ کر کے رکھ دیں گے۔

وہ یہی سوچتا رہا اور گھاس کے میدان تک فاصلے کا اندازہ کرتا رہا۔ کبھی اس کی ہمت بندھ جاتی اور کبھی وہ حوصلہ ہار دیتا۔ لیکن پھر اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ یہ ایک آخری چانس ہے۔ اگر وہ بچ نکلا تو نہ صرف اپنی جان بچالے گا بلکہ اپنے ملک کے دو عظیم منصوبوں کو بھی بچالے گا اور ان حملہ آوروں سے انتقام بھی لے سکے گا۔ اور اگر وہ پکڑا گیا تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ یہ لوگ اُسے مار ڈالیں گے۔ جب کہ اگر اس نے یہ آخری چانس نہ لیا۔ تب بھی یہ لوگ اُسے زندہ تو چھوڑنے سے رہے اور کارخانہ اور ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد اس کے زندہ رہنے کا کوئی فائدہ ہی نہ تھا۔ وہ کس منہ سے اعلیٰ حکام کا سامنا کرے گا۔ موت بہرحال آنی تھی۔ اس لئے کیوں نہ آخری چانس بھی لیکر دیکھ لیا جائے۔

چنانچہ یہ خیال آتے ہی اس نے گھاس کے میدان کی طرف بھاگنے کا ارادہ پختہ کر لیا۔

جوزف اور جوانا دونوں اطمینان سے آلتی پالتی مارے بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ الیشور داس گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا ارادے ہیں الیشور داس! ——— میں تمہارے چہرے پر کشمکش کے

آثار دیکھ رہا ہوں" ـــــ جوزف نے الیشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شائد کافی دیر سے الیشور داس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کک ـــ کوئی بات نہیں ـــ مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہو رہی ہے ـــ میں سوچ رہا ہوں کہ تمہیں کیسے کہوں ـــ؟ ہو سکتا ہے کہ تم اسے میری کوئی چال سمجھو" ـــــ الیشور داس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں بات بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پیشاب کی حاجت ہو رہی ہے تو کر لو پیشاب" ـــــ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور الیشور داس ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ جوزف اور جوانا بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"میں ذرا دس قدم دُور جا کر کر لوں" ـــــ الیشور داس نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں! ـــ یہیں قریب ہی کر لو ـــ اور سنو! ـ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا ـــ میں ریس میں گھوڑے کو بھی مات دے دیتا ہوں۔ تم تو پھر بوڑھے آدمی ہو" ـــــ جوزف نے الیشور داس کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا اور الیشور داس سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور چار قدم چل کر وہ ایک بار پھر ان کی طرف مڑا۔ جیسے پوچھ رہا ہو کہ یہیں کر لوں۔

"ہاں ہاں! ـــ یہیں کر لو" ـــــ جوزف نے کہا۔ وہ دونوں خاموش کھڑے تھے لیکن ان کے اعصاب نامعلوم طور پر تنے ہوئے تھے۔

"مجھے اس کی نیت درست نہیں لگتی ـــ جوانا ہوشیار رہنا" ـــــ جوزف نے جوانا سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"یہ جائے گا کہاں" ـــــ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ دونوں اچھل پڑے۔ کیونکہ الیشور داس اچانک گھاس کے میدان کی طرف بھاگ پڑا تھا۔

اور پھر وہ دونوں بھی چیختے ہوئے اس کے پیچھے بھاگ پڑے الیشور داس کی ٹانگوں میں تو جیسے بجلیاں لگ گئی تھیں اور وہ اتنی تیزی سے بھاگ رہا تھا جیسے ورلڈ چیمپئن بننے کا ارادہ ہو۔ مگر جوزف اس کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلا تھا۔

جوزف کی رفتار بھی لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی جا رہی تھی۔ البتہ جوانا باوجود کوشش کے جوزف سے چند قدم پیچھے ہی تھا۔

گھاس کا میدان تو ابھی بہت دُور تھا اور الیشور داس کا سانس اب اکھڑنے لگا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بھی لمحے اس کا دل پھٹ جائے گا۔ وہ اتنی رفتار سے آج تک کبھی نہ بھاگا تھا۔ لیکن موت کا خوف اُسے بھاگنے پر مجبور کئے ہوئے تھا۔ لیکن اس کے باوجود اُسے احساس تھا کہ فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا جا رہا ہے اور اب تو جوزف کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز کے دھماکے اُسے اپنے کانوں کے اندر گونجتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ اس نے اپنی آخری قوت مجتمع کی اور رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔ لیکن اس سے صرف اتنا ہوا کہ چند لمحوں کے لئے فاصلہ بڑھ گیا۔ لیکن پھر فاصلہ کم ہوتا چلا گیا۔ جوزف اس کی توقع کے خلاف اپنے بھاری جسم کے باوجود بے حد پھرتیلا تھا۔ البتہ جوانا کی رفتار جوزف سے کم تھی اور اب تو ان دونوں کے درمیان کافی فاصلہ پیدا ہوتا جا رہا تھا البتہ الیشور داس اور جوزف کے درمیان فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا جا رہا تھا اور اسی

لمحے اچانک الیشور داس کے پیر کو بھاگتے بھاگتے ٹھوکر لگی اور وہ جیسے
اڑتا ہوا منہ کے بل زمین پر جا گرا۔

جوزف چونکہ عین الیشور داس کے پیچھے بھاگ رہا تھا اس لئے
وہ بھی بروقت نہ سنبھل سکا اور نیچے گرے ہوئے الیشور داس کے جسم
سے ٹکرا کر منہ کے بل زمین پر گرتا چلا گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ آگے کر کے
اپنا چہرہ زمین سے ٹکرانے سے بچا لیا۔ لیکن چند لمحوں کے لئے اُسے
یہی محسوس ہوا جیسے آسمان اور زمین دونوں لٹو کی طرح علیحدہ علیحدہ گھومنا
شروع ہو گئے ہوں۔ آنکھوں کے سامنے نیلی پیلی چنگاریاں سی بکھرتی چلی
گئیں۔ بازو اور کہنیاں اور چھاتی سے نچلا جسم زمین سے بُری طرح
رگڑ کھا گیا تھا۔

ادھر الیشور داس اچانک گرنے کی وجہ سے اپنا چہرہ بھی نہ بچا سکا
اور اس کا چہرہ زمین سے بُری طرح رگڑ کر زخمی ہو گیا۔ اور وہ بے سُدھ
ہو کر وہیں زمین پر ہی پڑا رہ گیا۔ اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا
اس پر نیم غشی کی سی حالت طاری تھی۔

جب تک جوانا بھاگتا ہوا وہاں پہنچا، جوزف اچھل کر کھڑا ہونے
میں کامیاب ہو گیا اور جوانا بھی اس کے قریب آ کر رک گیا۔ وہ بھی بُری
طرح ہانپ رہا تھا۔

"تت ۔۔ تم زخمی تو نہیں ہوئے جوزف" ۔۔۔۔۔ جوانا نے ہانپتے
ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔ بچ گیا ہوں" ۔۔۔۔ جوزف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
الیشور داس پہلو کے بل زمین پر پڑا بُری طرح ہانپتا چلا جا رہا تھا۔

اس کے چہرے کی کھال زمین سے رگڑ کھا جانے کی وجہ سے جگہ جگہ سے چھل
گئی تھی اور اس میں سے خون رسنے لگا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں
لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں کا نور چلا گیا ہو۔

"تو تمہیں پیشاب کی حاجت ہو رہی تھی ۔۔۔۔۔ میں تمہاری حاجت ابھی
پوری کرتا ہوں" ۔۔۔۔ جوانا نے آگے بڑھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں زمین
پر پڑے ہوئے الیشور داس سے کہا اور پھر اس نے جھک کر ایک ہاتھ سے
اس کی گردن پکڑی اور اُسے ایک جھٹکے سے یوں فضا میں اٹھا لیا جیسے
مُردہ چھپکلی کو چمٹی سے اٹھایا جاتا ہے۔

الیشور داس کا جسم بالکل ڈھیلا تھا۔ بس اس کا سینہ مسلسل پھول اور
پچک رہا تھا۔ جوانا کی گرفت سے اس کی آنکھوں میں ہلکا سا تحرک ہوا اور
چہرہ اور زیادہ بگڑنے لگا اور سینے کے پھلاؤ میں زیادہ تیزی پیدا ہونی شروع
ہو گئی تھی۔

"مم ۔۔ مم ۔۔ مجھے معاف کر دو" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد الیشور داس کے
حلق سے منمناتی ہوئی آواز نکلی۔

"معافی! ۔۔۔۔ تم نے ہمیں جس طرح بھگایا ہے اُسی طرح معافی تم سے
دُور بھاگ چکی ہے" ۔۔۔۔ جوانا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور
دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور الیشور داس کے
چہرے پر ایک زوردار تھپڑ پڑا اور اس کے کئی دانت اچھل کر اس کے
منہ سے باہر جا پڑے۔ اس کا گال ایک ہی تھپڑ نے یوں پھاڑ دیا تھا
جیسے گال کو قیمہ کرنے والی مشین میں ڈال دیا گیا ہو۔ الیشور داس کے حلق
سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور اس کا پورا جسم جوانا کے ہاتھ میں پھڑکتا رہا اور

پھر ساکت ہو گیا۔

"ارے کہیں مار تو نہیں دیا" ــــــ؟ جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"یہ مرنے والی ہڈی نہیں ہے ــــ خوامخواہ ریس لگوا دی" ــــ جوانا نے بگڑے لہجے میں کہا اور الیشور داس کو زمین پر پھینک دیا۔ اور پھر جوزف نے آگے بڑھ کر زمین پر بیہوش پڑے الیشور داس کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر لاد لیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے واپس چلنا شروع کر دیا۔ لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہونگے کہ اچانک انہیں اپنے پیچھے کچھ لوگوں کے دوڑنے کا احساس ہوا اور وہ دونوں بیک وقت تیزی سے مڑے۔ دوسرے لمحے ان کے جسموں کے قریب سے گولیاں شائیں کی آواز سے آگے نکل گئیں اگر وہ مڑتے نہ تو یقیناً گولیاں ان کے جسم میں گھس چکی ہوتیں۔ دوسرے لمحے وہ دونوں تیزی سے زمین پر گر کر قلابازیاں کھانے لگے۔ کیونکہ سامنے سے چار افراد ہاتھوں میں ریوالور اٹھائے گھاس کے میدان سے نکل کر انکی طرف بڑھے چلے آرہے تھے۔ وہ مسلسل فائر کرتے ہوئے آرہے تھے۔ چونکہ زمین بالکل صاف اور ہموار تھی اس لئے ان کے گولیوں سے بچنے کا ایک طریقہ تھا کہ وہ مسلسل قلابازیاں کھاتے چلے جائیں۔ مگر گولیوں سے بچ نکلنا اب اتفاق یا خوش قسمتی پر ہی منحصر رہ گیا تھا۔ دوسرے لمحے جوزف نے چیخ ماری اور وہ بل کھا کر سیدھا ہو گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے گولی اس کے دل میں گھس گئی ہو۔

"ارے جوزف" ــــ جوانا نے چونک کر اُٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے وہ پہلو کے بل گرا۔ گولی اس کے بازو میں گھستی چلی گئی تھی۔ اور پھر اس کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور اس کا جسم

بھی بل کھا کر سیدھا ہوتا چلا گیا۔ دوسری گولی اسکے سینے میں گھس گئی تھی۔ اور پھر گھاس کے میدان سے نکل کر آنیوالے چاروں افراد ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ الیشور داس بھی ان کے ساتھ ہی زمین پر پڑا ہوا تھا۔

"ارے چیف باس" ــــ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا اور پھر وہ چاروں تیزی سے الیشور داس پر جھکتے چلے گئے۔ ریوالور انہوں نے جیبوں میں ڈال لئے تھے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ الیشور داس کو زمین سے اٹھاتے اچانک قریب ہی پڑا ہوا جوزف کسی گیند کی طرح اُچھلا اور ان چاروں سے ٹکرا کر نیچے گر گیا۔ وہ چونکہ چاروں ہی اکٹھے ہو کر الیشور داس پر جھکے تھے اس لئے جوزف کے دھکے کی وجہ سے وہ چاروں ہی زمین پر جا گرے۔ مگر جتنی تیزی سے جوزف اٹھا۔ اس سے کہیں زیادہ تیزی سے وہ چاروں بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اور پھر ان چاروں نے بیک وقت جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔ مگر جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے ان پر چھلانگ لگا دی۔ مگر اس بار وہ سنبھلے ہوئے تھے اس لئے تین آدمی تیزی سے ہٹے اور جوزف کی چھلانگ کی زد میں آنے سے بچ گئے۔ البتہ ایک آدمی جوزف کے ہتھے چڑھ گیا اور جوزف نے انتہائی پھرتی سے اُسے باقی تینوں کی طرف اچھال دیا اور وہ آدمی ایک کو لیتا ہوا زمین سے جا ٹکرایا۔ جبکہ باقی دو ریوالور نکالنے میں کامیاب ہو گئے اور پھر جوزف پر گولیوں کی بوچھاڑ پڑنے لگی۔ اور پھر وہ ایک لمحے کے لئے لڑکھڑایا اور دوسرے لمحے کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

جمناداس اپنے خاص کمرے میں بیٹھا سرنگ کی مرمت اور صفائی کے متعلق تفصیلی لائحہ عمل تیار کرنے میں مصروف تھا تاکہ جیسے ہی چیف باس الیشور داس کارخانے سے واپس آئے وہ اس پلان کے مطابق سرنگ کی صفائی اور مرمت کا کام شروع کرا دے۔

اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جمناداس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے وہ بُری طرح اچھل پڑا۔ کیونکہ ارجن سنگھ شدید زخمی حالت میں دو آدمیوں کے سہارے چلتا ہوا کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ ارجن سنگھ کا سر اور چہرہ خون سے لتھڑا ہوا تھا۔ وہ بڑی مشکل سے آنکھیں جھپکا رہا تھا۔ اس کی حالت سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ چند لمحوں کا ہی مہمان ہے اور اب تک وہ صرف اپنی بے پناہ قوتِ ارادی کی وجہ سے ہی زندہ ہے۔

" اوہ ارجن سنگھ ب۔۔ کیا ہوا " ۔۔۔۔ جمناداس نے اچھل کر کرسی

سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید ترین حیرت تھی۔

" ب ب ۔ باس کو وہ پکڑ کر لے گئے ہیں ۔۔۔ کارخانے کی طرف"۔

ارجن سنگھ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" باس کو پکڑ کر لے گئے ہیں ۔۔۔ کون لے گئے ہیں" ۔۔۔؟

جمناداس نے حیرت سے چیختے ہوئے پوچھا۔

" وہ گھاس کے میدان میں چھپے ہوئے تھے ۔۔۔ حبشی اور ان کے ساتھی ۔۔۔ انہوں نے جیپ پر اچانک حملہ کر دیا پھر انہوں نے جیپ پر بم مار دیا ۔۔۔ سب ہلاک ہو گئے ۔۔۔ میں باہر نکل گیا تھا لیکن جیپ کے تباہ ہونے سے اس کا ایک ٹکڑا میرے سر پر لگا اور میں بیہوش ہو گیا ۔۔۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ چیف باس پر تشدد کر رہے ہیں ۔۔۔ اور پھر میرے دیکھتے دیکھتے ان میں سے ایک نے چیف باس کا میک اپ کیا ۔۔۔ ان کا لباس بدلا اور پھر وہ چیف باس کو اپنے ہمراہ کارخانے کی طرف لے گئے ۔۔۔ میں ان کے جانے کے بعد بڑی مشکل سے رینگتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں" ۔۔۔ ارجن سنگھ نے اٹک اٹک کر بڑی مشکل سے تفصیل بتائی۔

" حبشی اور اس کے ساتھی ۔۔۔ مگر وہ لوگ تو سرنگ میں دب کر ہی دفن ہو گئے تھے ۔۔۔ پھر وہ گھاس کے میدان میں کہاں پہنچ گئے"۔؟

جمناداس کا ذہن حیرت کے جھٹکوں سے چکر کھانے لگا تھا۔

" وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ وہی لوگ ہیں ۔۔۔ جنہوں نے ہیڈکوارٹر پر حملہ کیا تھا ۔۔۔ وہ اب کارخانہ تباہ کرنے جا رہے ہیں" ۔۔۔ ارجن سنگھ نے بڑی مشکل سے آنکھیں جھپکاتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس کا سر

ایک طرف کو ڈھلک گیا۔

"یہ بیہوش ہو گیا ہے باس! ___ اس کی حالت بے حد خراب ہے۔" اُسے بازوؤں سے تھامتے ہوئے ایک آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ اسے فوراً ہسپتال لے جاؤ ___ جلدی کرو۔" جمناداس نے چونک کر کہا اور ان دونوں آدمیوں نے بیہوش ارجن سنگھ کو اٹھایا اور تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"یہ سب کیسے ہو گیا ___؟ وہ لوگ تو سرنگ میں دب کر ہلاک ہو گئے تھے ___ پھر کیسے باہر آ گئے ___ اور وہ بھی زندہ سلامت۔" جمناداس کا چہرہ ابھی تک حیرت کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔

مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونکا اور پھر کمرے میں موجود الماری کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

اس نے پھرتی سے الماری کھولی اور اس میں سے ایک خانہ کے کونے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے خانہ تیزی سے گھوما اور پھر اس کے پیچھے سے ایک بڑا سا منفرد ساخت کا ٹرانسمیٹر باہر نکل آیا۔ جمناداس نے تیزی سے اس کے مختلف بٹن دباتے اور پھر سائیڈ پر لگا ہوا ایک مائیک نکال کر ہاتھ میں تھام لیا۔ بٹنوں کے دبنے سے ٹرانسمیٹر میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

چند لمحوں بعد سیٹی کی آواز خود بخود بند ہو گئی اور اس کی جگہ ایک انسانی آواز برآمد ہوئی۔

"لیں ___ لنکنگ کمپیوٹر کالنگ سسٹم اوور" ___ بولنے والے کا لہجہ بالکل مشینی سا تھا۔

"مجھے زیرو سپیشل فریکوئنسی پر بات کرنی ہے ___ اٹ از ایمرجنسی اوور۔" جمناداس نے باوقار لہجے میں کہا۔

"زیرو سپیشل فریکوئنسی کے لئے مخصوص کوڈ دہرائیے۔ اوور" ___ دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

"مہادیر چکر ___ مشن واٹر سپلائی۔ اوور" ___ جمناداس نے کارخانے کا مخصوص کوڈ دہراتے ہوئے کہا۔

"اوکے! ___ زیرو سپیشل فریکوئنسی پر آپ کس سے بات کرنا چاہتے ہیں اوور" ___ ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"مشن کے سربراہ گوپی رام سے ___ مگر جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اوور۔" جمناداس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ انتظار فرمائیے ___ جب لنک ہو جائے گا آپ کو اطلاع کر دی جائے گی۔ اوور اینڈ آل" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خود بخود آف ہو گیا اور جمناداس ایک طویل سانس لے کر واپس مڑ گیا۔ صرف چیف باس ایشورداس کو ہی وہ مخصوص فریکوئنسی معلوم تھی جس سے وہ کارخانے میں براہ راست بات کر سکتا تھا۔ باقی سب کے لئے لنکنگ کمپیوٹر کالنگ سسٹم رکھا گیا تھا۔

واپس مڑ کر اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا بٹن دبایا تو دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"لیں ___ بھوجن رام سپیکنگ۔"

"بھوجن رام! ___ دلاور سنگھ کو میرے پاس بھیجو۔ فوراً" ___ جمناداس نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور انٹر کام کا بٹن دبا کر آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ
ہیڈ کوارٹر کے سکیورٹی سیل کا نائب انچارج تھا۔ جب کہ چیف سکیورٹی سیل
ارجن سنگھ تھا جو پہلے ہی زخمی ہو چکا تھا۔

" دلاور سنگھ! ـــ ارجن سنگھ کو ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے" ـــ جمنا داس
نے نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

یس باس" ـــ دلاور سنگھ نے مختصر سا جواب دیا۔

" اچھا سنو! ـــ چیف باس کو اغوا کر کے کارخانے کی طرف لے جایا
گیا ہے ـــ اور ارجن سنگھ کی رپورٹ کے مطابق ایک مجرم نے چیف باس
کا میک اپ کیا تھا ـــ اس سے ظاہر ہے کہ وہ مجرم چیف باس کے روپ
میں کارخانہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا ـــ اور اصل چیف باس
کارخانے سے باہر ہی رہیں گے" ـــ جمنا داس نے دلاور سنگھ کو سمجھاتے
ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے باس! ـــ میں سمجھ گیا" ـــ دلاور سنگھ نے سر ہلاتے
ہوئے جواب دیا۔

" وہ لوگ چار پانچ کی تعداد میں ہیں ـــ اور وہ یقیناً کارخانے کے
ہنگامی دروازے کے ارد گرد موجود ہوں گے۔ چونکہ وہ کھلی جگہ ہے اس
لئے دور سے ہی یہ لوگ نظر آ سکتے ہیں ـــ تم اپنے ساتھ تین چار مسلح افراد
لے جاؤ اور کوشش کرو کہ انہیں اچانک قابو میں کر کے یا ہلاک کر کے
چیف باس کو چھڑوا کر یہاں لے آؤ ـــ لیکن سب کچھ انتہائی سمجھداری سے
ہونا چاہیئے ـــ اگر تم ویسے ہی ان پر چڑھ دوڑے تو ہو سکتا ہے کہ وہ
چیف باس کو ہی ہلاک کر دیں" ـــ جمنا داس نے دلاور سنگھ کو سمجھاتے

ے کہا۔
میں سمجھتا ہوں باس! ـــ آپ بے فکر رہیں ـــ ہمیں گوریلا کارروائی
[illegible] ہو گی" ـــ دلاور سنگھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"ہاں! ـــ اور سنو! ـــ زیادہ چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں ـــ بس
[illegible] مشن جس طرح بھی ہو سکے چیف باس کو واپس لے آنا ہے" ـــ جمنا داس
نے کہا۔
" او۔ کے باس" ـــ دلاور سنگھ نے جواب دیا۔
" اب جاؤ ـــ اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے کامیابی کی رپورٹ دو" ـــ
[illegible] جمنا داس نے کہا اور دلاور سنگھ سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور کمرے سے باہر نکلتا
چلا گیا۔
دلاور سنگھ کو گئے ہوئے پانچ منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ ٹرانسمیٹر سے
اچانک سیٹی کی تیز آواز نکلنے لگی۔ اور جمنا داس تیزی سے مڑا اور اس نے
ٹرانسمیٹر کا مائیک کھینچ کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔
" ہیلو ـ جمنا داس فرام مہادیر چکر ہیڈ کوارٹر سپیکنگ ۔ اوور" ـــ جمنا داس
نے کہا۔
" زیرو سپیشل فریکوئنسی پر آپ گوپی رام سے بات کرنا چاہتے تھے۔ اوور" ـــ
دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
" ہاں! ـــ میں نے بات کرنی ہے۔ اوور" ـــ جمنا داس نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
" تو بات کیجئے۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر
سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔ اور جمنا داس دوسری طرف سے سلسلہ

ملنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد اچانک سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور ٹرانسمیٹر پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اس کا مطلب تھا کہ رابطہ قائم ہو گیا ہے۔

"ہیلو۔ ہیلو! ــــ جمنا داس فرام ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اوور" ــــ جمنا داس نے بے چینی اور گھبراہٹ سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"یس گوپی رام سپیکنگ اوور" ــــ دوسری طرف سے گوپی رام کی آواز سنائی دی۔

"گوپی رام! ــــ کارخانے کی کیا پوزیشن ہے ــــ؟ چیف باس کی جگہ ایک نقلی آدمی اندر داخل ہوا ہے۔ اوور" ــــ جمنا داس نے تقریباً چیختے ہوتے کہا۔

"نقلی آدمی اندر داخل ہوا ہے ــــ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اوور" ــــ؟ گوپی رام کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ــــ الیشور داس کی جیپ پر راستے میں حملہ ہوا اور حملہ آوروں نے جیپ کو بم مار کر تباہ کر دیا ــــ انہوں نے چیف باس پر تشدد کیا اور کارخانے کا پتہ پوچھا ــــ اور پھر ان میں سے ایک نے وہیں چیف باس کا میک اَپ کیا اور چیف باس کو لے کر کارخانے کی طرف چلے گئے ــــ جیپ میں موجود ارجن سنگھ زخمی حالت میں وہیں پڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا ــــ چونکہ وہ شدید زخمی تھا اس لئے وہ چیف باس کی کوئی مدد نہ کر سکا ــــ ان کے جانے کے بعد وہ زخمی حالت میں رینگتا ہوا واپس ہیڈ کوارٹر اب پہنچا ہے اور اس نے یہ اطلاع دی ہے ــــ میں نے ہیڈ کوارٹر کی فورس کارخانے کے ہنگامی دروازے کی طرف بھیج دی

ہے تاکہ چیف باس کو ان کی گرفت سے چھڑایا جائے ــــ اس لئے میں پہلے اطلاع دے رہا ہوں اگر کوئی آدمی الیشور داس کے رُوپ میں کارخانے میں داخل بھی ہوا ہے ــــ تو وہ یقیناً نقلی آدمی ہو گا۔ اوور" ــــ جمنا داس نے پوری تفصیل بتلاتے ہوتے کہا۔

"اوہ! ــــ یہ تم نے حیرت انگیز خبر سنائی ہے ــــ کارخانے میں چیف باس داخل ہوئے ہیں ــــ اور وہ مجھے لیکر مرکزی سسٹم روم میں آئے ہیں انہوں نے تو یہی کہانی سنائی تھی ــــ بہرحال تم بے فکر رہو۔ یہاں کے انچارج کاؤس جی کی حاضر دماغی کی وجہ سے اُسے قید کر لیا گیا ہے ــــ تم فوراً چیف باس کو ٹریس کرو ــــ اور پھر مجھے اطلاع دو ــــ میں اس آدمی کو اس وقت تک قید میں رکھوں گا۔ اوور ــــ دوسری طرف سے گوپی رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی نقصان تو نہیں ہوا۔ اوور ــــ؟ جمنا داس نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"نہیں! ــــ کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اوور ــــ دوسری طرف سے گوپی رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے! ــــ جیسے ہی چیف باس کا پتہ چلے گا ــــ میں تمہیں اطلاع کر دوں گا۔ اوور اینڈ آل" ــــ جمنا داس نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور پھر اُسے واپس رکھ کر الماری بند کر دی۔ اب اس کے چہرے پر پہلے کی نسبت اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔ وہ دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اب اُسے دلاور سنگھ کی واپسی کا انتظار تھا۔ وہ بار بار چونک کر دروازے

کی طرف دیکھتا۔ کبھی میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کی طرف ہاتھ بڑھاتا۔ لیکن پھر ہاتھ روک لیتا۔

اسی طرح انتظار کرتے ہوئے اُسے تقریباً آدھ گھنٹہ گزر گیا۔ اچانک انٹر کام کی زوں زوں کی مخصوص آواز ابھری اور جمنا داس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ___ جمنا داس نے تیز لہجے میں کہا۔

"بھوجن رام سپیکنگ باس! ___ دلاور سنگھ اور اس کے ساتھی واپس آ گئے ہیں ___ وہ چیف باس کو اپنے ہمراہ لے آتے ہیں ___ چیف باس بے حد زخمی ہیں" ___ بھوجن رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"زخمی ہیں ___ کیا شدید زخمی ہیں" ___؟ جمنا داس نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"اتنے زیادہ شدید زخمی بھی نہیں ہیں ___ بہر حال وہ آپ کے کمرے میں پہنچنے ہی والے ہیں ___ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں"۔ بھوجن رام نے جواب دیا۔

"تھینک یو" ___ جمنا داس نے کہا اور انٹر کام کا رسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا۔ اب اس کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور دلاور سنگھ ایک اور آدمی کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ دلاور سنگھ کے کاندھے پر ایشور داس لدا ہوا تھا اس نے بڑی احتیاط سے اُسے صوفے پر لٹا دیا اور جمنا داس دوڑ کر ایشور داس کی طرف بڑھا۔

ایشور داس کا چہرہ زخمی تھا۔ ایک گال قیمہ بنا ہوا تھا۔ منہ سے کئی دانت غائب تھے اور وہ بیہوش تھا۔

"ڈاکٹر کو بلاؤ جلدی ___ باس کی حالت تشویشناک ہے ___ جلدی کرو" ___ جمنا داس نے چیخ کر دلاور سنگھ سے کہا اور دلاور سنگھ کے اشارے پر اس کا ساتھی بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

جمنا داس بار بار ایشور داس کی نبض چیک کر رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی سفید کوٹ پہنے ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر ہاتھ میں بیگ تھامے بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا ___ چیف باس کو کیا ہوا" ___؟ ڈاکٹر نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"دیکھئے کیا ہوا" ___ جمنا داس نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر تیزی سے صوفے پر پڑے ہوئے ایشور داس پر جھکتا چلا گیا۔

چند لمحے چیکنگ کرنے کے بعد ڈاکٹر نے بیگ کھول کر سرنج نکالی اور پھر اس نے یکے بعد دیگرے ایشور داس کو دو انجکشن لگائے اور پھر وہ چہرے کے زخموں کی بینڈیج میں مصروف ہو گیا۔ جمنا داس اور دلاور سنگھ خاموش کھڑے سب کارروائی دیکھتے رہے۔ بینڈیج سے فارغ ہو کر جب ڈاکٹر نے بیگ بند کیا تو جمنا داس نے اس سے مخاطب ہو کر کہا

"کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر" ___؟ جمنا داس کے لہجے میں پریشانی نمایاں تھی۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ___ چیف باس جلد ٹھیک ہو جائیں گے ___ میں نے انجکشن لگا دیئے ہیں ___ یہ آدھے گھنٹے کے اندر ہوش میں آ جائیں گے" ___ ڈاکٹر نے مطمئن لہجے میں کہا اور جمنا داس نے سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر بھی اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ ڈاکٹر بیگ

لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

جمناداس، دلاور سنگھ کی طرف مڑا۔

"ہاں اب بتاؤ کیا ہوا ــــ؟ چیف باس کہاں سے ملے" ــــ؟ جمناداس نے پوچھا۔

"میں تین آدمیوں کے ہمراہ وہاں گیا تھا ــــ احتیاطی تدابیر کی بنیاد پر میں نے زیادہ آدمی ساتھ لینے مناسب نہ سمجھے تھے ــــ ہم گھاس کے میدان کے آخر میں پہنچے ہی تھے کہ ہم نے دُور سے چیف باس کو بھاگ کر گھاس کے میدان کی طرف بڑھتے دیکھا ــــ وہ بے تحاشا بھاگ رہے تھے اور ان کے پیچھے دو گرانڈیل حبشی بھاگ رہے تھے ــــ ہم چونکہ کافی فاصلے پر تھے ــــ اور ہمارے پاس سٹین گنیں نہ تھیں۔ کیونکہ وہ گھاس میں چھپ نہ سکتی تھیں ــــ اس لئے ہم فوری طور پر چیف باس کی مدد نہ کر سکے ــــ اور پھر چیف باس اچانک زمین پر گر گئے اور دوسرے لمحے ایک حبشی بھی گر گیا ــــ دوسرے حبشی نے چیف باس کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور زور سے ایک تھپڑ دے مارا ــــ پھر اس نے چیف باس کو زمین پر پھینک دیا ــــ دوسرے حبشی نے جو گرا تھا فوراً اٹھ کر چیف باس کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور واپس مڑ گئے۔ اس وقت ہم نے حملہ کیا اور ان دونوں پر ریوالوروں سے فائرنگ کر دی ان دونوں نے زمین پر گر کر گولیوں سے بچنے کے لئے قلابازیاں کھانی شروع کر دیں ــــ چیف باس کو بھی انہوں نے پھینک دیا تھا ــــ پھر ان میں سے ایک گر گیا ــــ بعد ازاں دوسرا بھی گرا۔ اور ہم بھاگ کر چیف باس کی طرف بڑھے ــــ مگر اُسی لمحے پہلے حبشی نے اچانک ہم

ملہ کر دیا ــــ اس نے شاید ہمیں دھوکہ دینے کے لئے ایسا کیا تھا۔ اس
 حملے سے ہم گر گئے ــــ لیکن پھر ہم نے تھوڑی سی جدوجہد کے بعد اُسے
ی گولی مار کر ڈھیر کر دیا۔ اسی لمحے دُور سے ہمیں ان کے ساتھی بھی دوڑ کر
نی طرف آتے دکھائی دیتے تو ہم نے چیف باس کو اٹھایا اور واپسی کے
ے دوڑ لگا دی ــــ کیونکہ ہم چیف باس کی وجہ سے ان سے الجھنا نہ
تے تھے ــــ گھاس کے میدان میں داخل ہونے کے بعد وہ ہمیں
لس نہ کر سکے اور ہم چیف باس کو لئے ہیڈکوارٹر پہنچ گئے ــــ یہاں
تے ہی میں نے آٹھ افراد کو باہر جا کر باقی لوگوں سے نپٹنے کا حکم دے دیا
ے" ــــ دلاور سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری کارکردگی بہت شاندار رہی ہے دلاور سنگھ ــــ باس جب
یں گے تو بے حد خوش ہوں گے ــــ اب تم جا سکتے ہو" ــــ جمناداس
نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور دلاور سنگھ سلام کر کے کمرے سے
باہر نکل گیا۔

جمناداس اب چیف باس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔

ناٹران نے اور فیصل جان کارخانے کے ہنگامی دروازے کے سامنے ایک درخت کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے۔ ان کی تیز نظریں ہر طرف کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ ٹیلا ان سے ذرا فاصلے پر تھا جس کے پیچھے جوزف اور جوانا کے ساتھ الیشور داس موجود تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ جوانا اور جوزف الیشور داس کو لئے پیچھے کی طرف مڑے۔ الیشور داس آگے آگے تھا جبکہ وہ دونوں پیچھے تھے۔

" یہ کہاں جا رہا ہے ___؟ کہیں بھاگ ہی نہ جائے" ___ ناٹران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" بھاگ کر کہاں جائے گا" ___ فیصل جان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ناٹران اس کی بات کا جواب دیتا الیشور داس

واقعی بھاگ پڑا۔ جوزف اور جوانا اس کے پیچھے تھے۔

" اوہ! ___ وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا" ___ ناٹران نے پریشان لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں ان تینوں پر جمی ہوئی تھیں۔ چونکہ فاصلہ کافی تھا اس لئے وہ فوری طور پر ان کی مدد بھی نہ کر سکتے تھے۔

" کیا میں ان کے پیچھے جاؤں" ___؟ فیصل جان نے پوچھا۔

" نہیں! ___ جوزف بہت تیز بھاگ رہا ہے ___ وہ اسے جلد ہی پکڑ لے گا" ___ ناٹران نے جواب دیا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ جوزف کی رفتار الیشور داس سے زیادہ تیز تھی۔ مگر الیشور داس کو بھی جیسے پر لگ گئے تھے۔

اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے الیشور داس اور جوزف دونوں زمین پر گر پڑے۔ وہ گھاس کے میدان سے کافی قریب پہنچ چکے تھے۔ بعد میں ہونے والی کارروائی بھی ان کے سامنے ہی ہوئی۔

مگر جیسے ہی جوزف، الیشور داس کو اٹھا کر واپس مڑا۔ ناٹران اور فیصل جان دونوں بیک وقت اچھل پڑے۔ کیونکہ انہوں نے گھاس کے میدان سے چار افراد کو ریوالوروں سے فائرنگ کرتے ان کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی فیصلہ کرتے۔ انہوں نے جوزف کو گولیاں کھا کر نیچے گرتے اور بعد ازاں جوانا کو بھی گرتے دیکھا۔

" اوہ! ___ یہ کیا ہو گیا" ___ ناٹران نے کہا اور پھر وہ جیب سے ریوالور نکال کر بے تحاشا ان کی طرف بھاگ پڑا۔ اس نے ہوائی فائر بھی کیا۔ فیصل جان بھی اس کے پیچھے تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ موقع پر پہنچتے

اُنہوں نے ان چاروں کو الیٹور داس کو اٹھا کر گھاس کے میدان کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل بھی فائرنگ کی آوازیں سُن کر دروازے کے عقب سے نکل آئے تھے اور اب وہ بھی ان کے پیچھے ہی بھاگتے ہوئے آ رہے تھے۔

جب فیصل جان اور ناٹران اس جگہ پہنچے جہاں جنگ ہوئی تھی تو ان کے قدم خود بخود رُکتے چلے گئے۔ جوانا اور جوزف دونوں خون میں لت پت ہوتے پڑے تھے۔

"فیصل! — ان کا پیچھا کرو — میں انہیں دیکھتا ہوں" — ناٹران نے چیخ کر فیصل جان سے کہا اور فیصل تیزی سے گھاس کے میدان کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

ناٹران نے تیزی سے جوزف اور جوانا دونوں کو سیدھا کیا اور انہیں چیک کرنے لگا۔ اتنی دیر میں صفدر اور کیپٹن شکیل بھی وہاں آ پہنچے ان کے چہروں پر شدید تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا — کیا ہوا" — ؟ صفدر نے جوزف اور جوانا پر جھکتے ہوئے کہا۔

"انہیں گولیاں لگی ہیں" — ناٹران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے خون روکنے کے لئے اپنی پتلون کے پائنچے پھاڑ پھاڑ کر زخموں پر باندھنے شروع کر دیئے۔

جوزف کو تین گولیاں لگی تھیں جن میں سے دو پیٹ میں اور ایک کاندھے کے قریب۔ جبکہ جوانا کو دو گولیاں لگی تھیں۔ ایک بازو پر اور دوسری سینے

کے قریب۔

"ن کی حالت بے حد خراب ہے — انہیں فوراً کسی ہسپتال پہنچانا ورنہ" — ناٹران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! — تو پھر دیر نہیں ہونی چاہیئے" — صفدر اور کیپٹن شکیل نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن اب انہیں اٹھا کر اتنی دُور شہر کیسے لے جایا جائے گا" — ؟ ن نے مزید تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کیپٹن! — تم جوزف کو اٹھاؤ — میں جوانا کو اٹھاتا ہوں" — صفدر پٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر یہ تو بے حد بھاری بھر کم ہیں — ایک آدمی انہیں کیسے اٹھائے" — ؟ ناٹران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے فیصل جان بھی واپس آ گیا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

"باس! — وہ گھاس کے میدان ہی کہیں غائب ہو گئے ہیں" — ل جان نے کہا۔

"چھوڑو انہیں — ایسا کرو کہ تم کیپٹن شکیل کے ساتھ مل کر جوانا کو اٹھاؤ میں صفدر کے ساتھ مل کر جوزف کو اٹھاتا ہوں — ہمیں انہیں فوراً ڈاکٹر ڑ کے ہسپتال پہنچانا ہے" — ناٹران نے فیصل جان سے مخاطب ر کہا اور پھر ان چاروں نے مل کر ان دونوں کو اٹھایا اور تیزی سے جھیل ے اس حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے جدھر سے سڑک قریب ترین پڑتی ی۔ بوجھ بٹ جانے کی وجہ سے اب انہیں اتنی مشکل پیش نہ آ رہی تھی۔ دھر لمبی لمبی گھاس میں چلتے ہوئے وہ ایک چھوٹا سا میدان پار کر کے

جھیل کی شمالی سمت میں بڑھتے چلے گئے۔

شمالی سمت میں ایک بڑا سا قطعہ ایسا تھا جس میں گھنے درخت مو
تھے۔ اس قطعہ کو پار کرنے کے بعد وہ اس سڑک پر پہنچ گئے جو ئی کالو
کی طرف جاتی تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ ناٹران نے جو
اور جوزف کو پچھلی نشست اور دو نشستوں کے درمیان خالی جگہ پر لٹا دیا

"فیصل!۔۔۔ تم انہیں لے جاؤ۔۔۔ ہم واپس جلتے ہیں"۔۔۔ ناٹر کہا
نے فیصل جان سے کہا اور فیصل سر ہلاتا ہوا اگلی نشست پر بیٹھ گیا۔

"انہیں کیا ہو گیا ہے جناب!۔۔۔ انہیں شاید گولیاں لگی ہیں"
ڈرائیور جو قریب کھڑا غور سے ساری صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا
آخر کار بول پڑا۔

"ہاں!۔۔۔ مجرموں سے مقابلے میں زخمی ہوئے ہیں۔۔۔
انٹرنیشنل سیکرٹ سروس کے آدمی ہیں"۔۔۔ فیصل جان نے فوراً
تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور انٹرنیشنل اور سیکرٹ سروس کے
الفاظ سن کر ڈرائیور فوراً ہی مودبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"بہتر جناب!۔۔۔ چلیے جناب"۔۔۔ ڈرائیور نے جلدی سے ڈرائیونگ
سیٹ سنبھالتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھی
اور پھر سڑک پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی گئی۔

جب ٹیکسی آگے بڑھ کر ان کی نظروں سے دور ہو گئی تو ناٹران، صفدر
اور کیپٹن شکیل واپس مڑے اور دوبارہ کارخانے کے ہنگامی دروازے کی
طرف بڑھتے چلے گئے۔

…جاؤ۔۔۔ نیچے ہو جاؤ"۔۔۔ اچانک ناٹران نے چیختے ہوئے
…ہ سب انتہائی تیزی سے لمبی لمبی گھاس میں لیٹ گئے۔ کیونکہ
…الی میدان سے آٹھ افراد ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے
…س کے میدان کے اسی حصے کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آئے۔
…الے مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے آگے
…آ رہے تھے۔

…شاید ہیڈ کوارٹر سے نکلے ہیں"۔۔۔ ناٹران نے تبصرہ کرتے

…یقیناً۔۔۔ اور انہیں ہماری ہی تلاش ہے"۔۔۔ صفدر نے
…دیتے ہوئے کہا۔

…میرا خیال ہے کہ انہیں یہیں نہ گرا لیا جائے"۔۔۔ کیپٹن شکیل
…ز پیش کرتے ہوئے کہا۔

…ارے نہیں کیپٹن!۔۔۔ انہیں نکل جانے دو۔۔۔ اس طرح
…ڈ والوں کو یقین ہو جائے گا کہ ہم زخمیوں کو لے کر یہاں سے جا چکے
…ورنہ نجانے کتنے افراد مزید آ جائیں"۔۔۔ ناٹران نے نفی
…ر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اس کی تائید
…ر ہلا دیئے۔

…آٹھوں مسلح افراد گھاس کے میدان میں داخل ہوئے اور پھر
…ے آگے بڑھتے ہوئے ان کے بالکل قریب سے گزرتے ہوئے
…نکل گئے۔ جب وہ ناٹران، صفدر اور کیپٹن شکیل کے قریب سے
…ر تو ان تینوں نے اپنے سانس تک روک لئے تھے تاکہ انہیں کسی قسم

کا شبہ تک ہو۔

وہ آٹھوں بالکل خاموشی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ لیکن ا
کی آنکھیں اِدھر اُدھر کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ انتہائی محتاط مگ
تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ آٹھوں کافی آگے نکل گئے تو ناٹران، صف
اور کیپٹن شکیل بڑی احتیاط سے اٹھے اور چوکنے انداز میں چلتے ہ
دوبارہ کارخانے کے ہنگامی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ و
تینوں لمبی لمبی گھاس میں چل رہے تھے۔

گھاس کا میدان پار کر کے وہ تینوں جیسے ہی کارخانے کے ہنگا
دروازے والے مندر کی عمارت کے قریب پہنچے تو انہیں اچانک
احساس ہوا کہ وہ چاروں طرف سے کسی نادیدہ جال کی گرفت میں آگ
ہیں۔ انہوں نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا ____ لیکن ہر طرف سنا
اور ویرانی تھی۔ آس پاس ____ یا دُور و نزدیک کوئی آدمی وغیر
نظر نہ آ رہا تھا۔

"خوامخواہ کی حساسیت ہو گئی ہے" ____ ناٹران نے بُرا سا منہ بنا
ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ ان ک
قدم اپنی جگہ پر جام سے ہو گئے تھے۔ وہ اپنے جسم کو حرکت دینے سے قاصر
یوں لگتا تھا جیسے انہیں پتھر کے مجسموں میں تبدیل کر دیا گیا ہو۔

"ارے یہ کیا ہو گیا" ____؟ تینوں بیک وقت چیخے۔

"میرا خیال ہے کہ ہم پر کسی مفلوج کر دینے والی شعاعوں کا اٹیک کیا
گیا ہے" ____ صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ان کے جسم گردن تک

حرکت کرنے سے قاصر تھے۔ البتہ سر کو وہ جس طرح چاہتے موڑ لیتے۔ زبان
بھی بالکل درست انداز میں کام کر رہی تھی۔

اسی لمحے مندر کے دروازے سے چار مسلح افراد باہر نکلے۔ ان کا رُخ
ان تینوں کی طرف تھا۔ وہ سٹین گنوں سے مسلح تھے۔

"کیوں! ___ کیسی حالت ہے تمہاری ___؟ بڑے آئے تھے حملہ کرنے"۔
ایک آدمی نے قریب آ کر بڑے طنزیہ لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ تم نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے" ____؟ ناٹران نے تشویش بھرے
لہجے میں پوچھا۔

"فیزیکل ریز کا اٹیک ہے ___ تم ہماری رینج میں آ گئے تھے" ____
اسی آدمی نے کہا اور ان تینوں نے بے ساختہ طویل سانس لئے۔ واقعی وہ
بے خیالی میں مندر سے سو گز کے فاصلے کا خیال نہ رکھ سکے تھے اور اس
کے قریب پہنچ گئے تھے۔ پھر تین افراد نے آگے بڑھ کر انہیں اپنے
کندھوں پر یوں لاد لیا جیسے پتھر کے جسموں کو اٹھاتے ہیں اور وہ تینوں
بے بسی سے کندھوں پر لدے مندر کے دروازے کی طرف بڑھے چلے
جا رہے تھے۔ بے بسی بھی ایسی جس کا کوئی مداوا نہ تھا۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالنے کی کوشش ہی
کی تھی کہ اچانک اس کے پیروں تلے سے زمین نکلتی چلی گئی اور اُسے یوں
محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے اُسے اندھے کنوئیں میں دھکیل دیا ہو۔ وہ اتنی
تیزی سے نیچے گرا تھا کہ نہ ہی فوری طور پر وہ اپنے جسم کو سنبھال سکا اور
نہ ہی اس کے ہوش و حواس قائم رہ سکے۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ ایک دھماکے سے نیچے پختہ فرش پر گرتا چلا گیا
اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی تمام ہڈیاں فرش سے ٹکرا کر ریزہ
ریزہ ہو گئی ہوں۔ درد کی ایک تیز لہر اس کے پورے جسم میں بجلی کی رَو
کی طرح دوڑتی چلی گئی اور پھر اس کے حواس پر تاریکی کا سیاہ پردہ پڑتا چلا
گیا۔ وہ اچانک بلندی سے پختہ فرش پر گرنے کی وجہ سے بیہوش ہو گیا تھا
اس کے بعد جب اس کی آنکھیں کھلی تو وہ کافی دیر تک آنکھوں کو
حرکت دیئے بغیر بے حس و حرکت پڑا رہا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کے شعور

ں زندگی کی لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ اور اُسے یاد آگیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔
ں نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی اٹھ کر بیٹھنا چاہا مگر دوسرے لمحے وہ
ب طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا جسم ایک لمبے اور چوڑے تختے پر
ڑے کی مضبوط بیلٹوں سے بندھا ہوا تھا۔ وہ صرف اپنا سر ہی ہلا سکتا تھا۔
نانچہ اس نے سر ہلا کر اِدھر اُدھر دیکھا تو اس کے حلق سے ایک طویل سانس
ل گیا۔ کیونکہ اس کے ساتھ ہی اسی طرح کے تین تختوں پر نائٹران، صفدر
ور کیپٹن شکیل بندھے ہوئے پڑے تھے۔ وہ سب ایک کافی بڑے ہال
یں موجود تھے جس کا کسی بھی طرف سے کوئی دروازہ نظر نہ آرہا تھا۔ اور
چھت خاصی اونچی تھی۔

"عمران صاحب! ___ ہوش آگیا آپ کو" ____ اچانک نائٹران کی آواز
سنائی دی اور عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"مگر یہ صاحب کونسے چڑیا گھر کے رہنے والے ہیں" ____ عمران کا لہجہ
اشور داس کی طرح تھا۔ ظاہر ہے ہوش میں آنے کے بعد اس کی یاد داشت
بھی لوٹ آئی تھی۔

"اب سب کچھ فضول ہے ___ آپ کا میک اَپ صاف کیا جا چکا ہے
اور آپ اس وقت اپنی اصلی شکل میں ہیں ____ دوسری بات یہ کہ اصل
اشور داس ہم سے فرار ہو کر واپس ہیڈ کوارٹر پہنچ چکا ہے" ____ نائٹران
نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور تم لوگ فرار ہو کر یہاں پہنچ گئے ___ کیا یہ کوئی جدید قسم کا
قبرستان ہے" ____ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔ البتہ اس بار وہ
اپنے اصل لہجے میں بولا تھا۔

"عمران صاحب! ـــــ الیشور داس، جوزف اور جوانا کی تحویل میں تھا کہ وہ اچانک بھاگ پڑا ـــــ یہ دونوں اس کے پیچھے بھاگے ـــــ میں اور فیصل جان ـــــ اور کیپٹن شکیل اور صفدر علیحدہ علیحدہ گروپوں کی صورت میں تھے۔ ہم بھی ان کے پیچھے بھاگے ـــــ مگر جوزف اور جوانا نے الیشور داس کو پکڑ لیا ـــــ لیکن اسی لمحے گھاس کے میدان سے الیشور داس کے آدمیوں نے ان دونوں پر فائر کھول دیا ـــــ وہ دونوں چونکہ کھلے مقام پر تھے اس لئے شدید زخمی ہو کر گر پڑے اور پھر ہمارے پہنچنے تک وہ ان دونوں کو چھوڑ کر الیشور داس کو اٹھا کر گھاس کے میدان میں غائب ہو گئے ـــــ جوزف اور جوانا دونوں کی حالت بے حد خراب تھی ـــــ ان کے پیٹ اور سینے میں گولیاں لگی تھیں ـــــ اس لئے ہم سب مل کر انہیں اٹھا کر سڑک پر لے گئے اور میں نے ان دونوں کو ٹیکسی میں سوار کر کے فیصل جان کو ان کے ہمراہ بھیج دیا ـــــ تاکہ انہیں فوری طور پر طبی امداد مہیا ہو سکے ـــــ اس کے بعد ہم تینوں واپس آرہے تھے کہ ہم بے خیالی میں مندر کی عمارت کے قریب آ گئے سوگز کی باؤنڈری کے اندر ـــــ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم پر کوئی نامعلوم شعاعیں ڈال کر ہمیں مفلوج کر دیا گیا۔ صرف ہمارے سر ہل سکتے تھے اور ہم بول سکتے تھے۔ پھر مندر سے مسلح افراد نکلے اور ہمیں کاندھوں پر اٹھا کر یہاں لے آئے ـــــ آپ کو ابھی تھوڑی دیر قبل ہی یہاں لایا گیا ہے" ـــــ نائران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو میرا اندازہ درست ہے کہ آپ کو جدید قسم کے قبرستان میں لایا گیا ہے ظاہر ہے کاندھوں پر اٹھا کر تو قبرستان ہی لے جایا جاتا ہے" ـــــ عمران نے یوں خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے اس کا اندازہ درست نکلنے پر اسے

[...]ی بہت قیمتی انعام مل گیا ہو۔

پھر اس سے پہلے کہ نائران یا کوئی دوسرا اس کی بات کا جواب دیتا، [...]ے کی سامنے کی دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی اور گوپی رام چار مسلح [...]راد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ گوپی رام کے چہرے پر بڑی پُراسرار سی مسکراہٹ [...]ے آثار نمایاں تھے۔

"تمہیں ہوش آگیا عمران! ـــــ ویسے تم نے چکر تو خوب چلایا تھا۔ [...]یکن تمہاری بدقسمتی کہ کاؤس جی نے تمہیں پہچان لیا تھا ـــــ تمہیں اب یہ علم [...]یسے ہو سکتا تھا کہ کاؤس جی الیشور داس صاحب کے بچپن کے دوست تھے" [...]پی رام نے عمران کے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کاؤس جی صاحب انتقال فرما گئے ہیں ـــــ بڑا افسوس ہوا ـــــ بیچارہ [...]ڑا ہی نیک آدمی تھا" ـــــ عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اسے [...]کاؤس جی کے انتقال پر گہرا صدمہ پہنچا ہو۔

"انتقال کر گئے ـــــ کیا مطلب ـــــ؟ وہ تو زندہ ہیں ـــــ کیا اب تم [...]رے سامنے یہ ڈھونگ رچاؤ گے کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے" ـــــ گوپی رام نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بھئی ناراض کیوں ہوتے ہو ٹوپی رام صاحب! ـــــ تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ کاؤس جی الیشور داس کے بچپن کے دوست تھے ـــــ اب اتنی گرامر تو مجھے بھی آتی ہے کہ میں تھے اور ہیں میں فرق سمجھ سکوں" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو عمران! ـــــ میں انتہائی ٹھنڈی طبیعت کا آدمی ہوں ـــــ اس [...]لئے ٹوپی رام وغیرہ کے الفاظ کہہ کر تم مجھے مشتعل نہیں کر سکتے" ـــــ گوپی رام

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں مشتعل کر کے میں نے کوئی سگریٹ سلگانا ہے ـــــ بھئی میں تو نان سموکر ہوں ـــ دنیا کی یہی ایک نعمت ہے جس سے میں محروم ہوں ـــ قبلہ ابا جان نے ایک بار سگریٹ کا ٹوٹا پیتا دیکھ کر وہ ٹھکائی کی تھی کہ چالیس روز تک ہڈیاں سینکتا رہا تھا ـــ پھر میں نے سوچا کہ ٹوٹا پینے پر اگر اتنی ٹھکائی ہو سکتی ہے تو سالم سگریٹ پینے پر تو انہوں نے ہڈیاں باہر نکال کر ریزہ ریزہ کر دینی ہیں ـــ اور قسمت کھوٹی رام صاحب! ـــ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ مجھے اپنی ہڈیوں کا بڑا فکر رہتا ہے ـــ ہڈیوں کے سپیئر پارٹس تو ملتے ہی نہیں" ـــ عمران کی زبان حسب عادت جب چل نکلی تو پھر اس کا ٹھہرنا ناممکن ہی تھا۔

"تم خوامخواہ اپنے آپ کو جوکر بنانے کی کوشش کر رہے ہو ـــ مجھے تمہاری ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ـــ اور یہ بھی بھول جاؤ کہ میں تمہیں چیف باس کی طرح کسی سے لڑنے کا موقع دونگا ـــ میں اپنے ساتھ مسلح آدمی لے آیا ہوں ـــ تم یہیں تختوں پر بندھے بندھے ہی چھلنی کر دیئے جاؤ گے ـــ اور پھر مزید تسلی کے لئے میں نے تمہاری لاشوں کو جلانے کا پروگرام بنایا ہے" ـــ گوپی رام نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ وہ یوں بات کر رہا تھا جیسے وہ انسانوں کو مارنے اور جلانے کی بجائے لکڑیاں جلانے کا پروگرام بنا رہا ہو۔

"واہ ـ واہ! ـــ کیا تسلی ہے کہ لاشوں کو جلا رہے ہو ـــ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں زندہ ہی جلا دو ـــ تاکہ ہمیں کم از کم مرنے سے پہلے اس بات کا صحیح طور پر اندازہ ہو سکے کہ جسے زندہ جلایا جاتا ہے اس کے احساسات

ہوتے ہیں" ـــ عمران نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا جیسے وہ انسانوں
بجائے آتشدان جلانے کی بات کر رہا ہو۔

"ہاں! ـــ ایسا بھی ہو سکتا ہے ـــ خوامخواہ آٹھ دس گولیاں بھی کیوں
ضائع کی جائیں" ـــ گوپی رام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ـــ مجھے آج پتہ چلا کہ بچت کسے کہتے ہیں ـــ یہ جو
ہوتیں "بچت کرو بچت کرو" چیختی رہتی ہیں اس کا مطلب یہی ہوتا ہے"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو عمران! ـــ میں وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ تم
نے بہر حال مرنا تو ہے ہی ـــ تم صرف اتنا بتا دو کہ تم مجھے مرکزی سسٹم والے
حصے میں کیوں لے گئے تھے ـــ؟ تمہارا کیا پروگرام تھا" ـــ؟ گوپی رام
نے موضوع بدلتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس پروگرام کا تمہیں پتہ تو اس وقت چلے گا ـــ جب تم ہمیں جلا کر
ہماری راکھ مرکزی سسٹم پر جا کر ڈالو گے ـــ فی الحال تمہیں اس پروگرام
کا اندازہ بھی نہیں ہو سکتا" ـــ عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے تمہاری مکمل تلاشی لی ہے ـــ تمہاری جیبوں سے ایسی
چیزیں نکلی ہیں ـــ جن میں سے بہت سی چیزیں میری اور کاؤس جی کی سمجھ
سے بھی بالاتر تھیں ـــ اس لئے میں نے وہ سب چیزیں ہیڈ کوارٹر چیف
کے پاس بھجوا دی ہیں تاکہ جمنا داس ان پر ریسرچ کر سکے ـــ لیکن
میرے خیال میں ان میں کوئی بھی ایسی چیز نہ تھی جس سے تم کارخانے سے باہر
نکل کر کارخانے کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ـــ اس لئے تمہارا جو منصوبہ
بھی تھا وہ بہر حال پورا نہیں ہوا ـــ اس لئے اب تم زندہ جلنے کے لئے تیار

ہو جاؤ" ـــــــ گوپی رام نے خود ہی سوال کر کے خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو چھٹی ہوئی ـــ خوامخواہ کی پوچھ گچھ سے جان چھوٹی ـــ لیکن مجھے یہاں لکڑیوں کا ڈھیر نظر نہیں آ رہا ـــ ہمیں جلاؤ گے کیسے" ـــ؟ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"لکڑیوں کا ڈھیر ـــ تمہاری مذاق کی حِس واقعی بہت اچھی ہے ـ ہمارے پاس ایک بہت بڑی الیکٹرک بھٹی ہے ـــ ہم اس تختے سمیت تمہیں اس میں دھکیل دیں گے اور مسئلہ ختم" ـــ گوپی رام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر پھر ایشور داس کو کیسے اس بات کا ثبوت دو گے کہ تم نے واقعی ہمیں جلا دیا ہے ـــ؟ تم جانتے ہو کہ وہ ہمیں کئی بار مار چکا ہے لیکن پھر بھی ہم اس کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہیں" ـــ عمران نے دانہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ واقعی باس کو ایسی صورت میں یقین دلانا مشکل ہو جائے گا۔ ٹھیک ہے تمہیں گولیوں سے چھلنی کر کے تمہاری لاشیں چیف باس کو بھجوا دیتا ہوں ـــ وہ اچھی طرح تسلی کرنے کے بعد خود ہی یہ فیصلہ کریگا کہ تمہاری لاشوں کا کیا کیا جائے" ـــ گوپی رام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہیں بچت کا ایک اور طریقہ بتاتا ہوں ـــ اس سے تمہاری صرف ایک دو گولیاں ہی ضائع ہوں گی ـــ باقی بچ جائیں گی ـــ ایسا کرو کہ مجھ پر پہلے فائر کا حکم دیدو ـــ پھر دیکھنا کہ یہ تینوں خود بخود ہی ختم ہو جائیں گے" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"خود بخود ختم ہو جائیں گے ـــ؟ کیا مطلب ـــ؟ میں سمجھا نہیں"۔

گوپی رام نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ایک تو یہ مطلب پوچھنے والی بیماری متعدی ہو چکی ہے ـــ ہر شخص ہر وقت مطلب ہی پوچھتا رہتا ہے ـــ بھئی سیدھی سی تو بات ہے تم نے میرے لباس کی تو تلاشی لے لی ہے ـــ لیکن میرے جسم کی اندرونی تلاشی تو نہیں لی ـــ اب تمہیں کیا پتہ کہ میں نے اپنی قربانی دینے کے بعد قربانی لینے والوں کے لئے کیا کیا بندوبست کر رکھا ہے ـــ جیسے ہی میرے خون کی روانی رُکے گی ـــ میرے جسم کے اندر موجود الیکٹرانک بم پھٹ پڑے گا ـــ اور پھر نہ صرف یہ لوگ ختم ہو جائیں گے ـــ بلکہ تمہارا کارخانہ بھی طویل رخصت پر چلا جائے گا ـــ کیوں کیسا طریقہ ہے بچت کا" ـــ؟ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ تم اب نیا چکر دینے کی کوشش کر رہے ہو ـــ ایسا کوئی بم آج تک ایجاد نہیں ہوا جو خون کی روانی بند ہونے سے پھٹ پڑے ـــ اور کمپیوٹر اور ایکسریز بھی اُسے تلاش نہ کر سکیں ـــ تم جس راہداری سے گزر آئے ہو وہاں تمہارے جسم کے اندر کی مکمل چیکنگ کی گئی تھی" ـــ گوپی رام نے جواب دیا۔

"تمہاری ایکسریز اور تمہارا کمپیوٹر تو ان چیزوں کا پتہ نہیں چلا سکے جو میں نے مخصوص جیکٹ کی جیبوں میں بھری ہوئی تھیں ـــ مسٹر گوپی رام! دنیا بہت آگے جا چکی ہے ـــ اور تم ابھی وہی فرسودہ حفاظتی نظام نصب کئے اپنے آپ کو خوش فہمی میں مبتلا کئے ہوئے ہو ـــ بہرحال آزمائش شرط ہے ـــ آزمائش کر لینے میں آخر حرج ہی کیا ہے ـــ؟ چلاؤ گولی اور پھر دیکھو تماشہ ـــ مگر افسوس! ـــ تم تماشہ دیکھنے کے لئے زندہ بھی

نہ رہو گے ۔۔ اس لئے بھی مجبوری ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اتنا ٹھوس تھا کہ گوپی رام کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات واضح طور پر جھلکنا شروع ہو گئے تھے عمران نے اپنی بھرپور دلیل سے اس کا اعتماد متزلزل کر ہی دیا تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا ۔۔۔ میں تمہاری ان چالوں میں آنے والا نہیں ہوں" ۔۔۔ گوپی رام نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا اور پھر اس نے دو مسلح آدمیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

اس کا اشارہ ملتے ہی دونوں مسلح آدمی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر انہوں نے ہاتھوں میں تھامی ہوئیں سٹین گنیں سیدھی کر لیں۔ ظاہر ہے ان کا رخ عمران کی طرف ہی تھا۔

"اچھا گوپی رام صاحب! ۔۔ خدا حافظ ۔۔ چلو اچھا ہے کہ تمہاری اور ہماری روحیں اکٹھی ہی سفر کریں گی ۔۔ وہاں ایک دوسرے سے مزید حال چال پوچھ لیں گے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے یوں آنکھیں بند کر لیں جیسے وہ ذہنی طور پر مرنے کے لئے پوری طرح تیار ہو گیا ہو۔

نائران ۔ صفدر اور کیپٹن شکیل خاموش پڑے یہ سب تماشہ دیکھ رہے تھے لیکن ان کے دل بری طرح دھڑک رہے تھے۔ عمران نے بظاہر تو زبردست نفسیاتی ڈاج دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اب اس کا فیصلہ چند ہی لمحوں میں ہو جانا تھا کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ وہ تینوں تو اسی طرح مفلوج پڑے ہوتے تھے اس لئے وہ سوائے سوچ سکنے کے اور کچھ کر بھی نہ سکتے تھے۔

گوپی رام نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی

تھیں جو بڑے مطمئن انداز میں آنکھیں بند کئے پڑا ہوا تھا۔ سٹین گن برداروں کی انگلیاں ٹریگروں پر بے چینی سے حرکت کر رہی تھیں۔

"ٹھہرو! ۔۔ پیچھے ہٹ جاؤ ۔۔ میں کارخانے کا رسک نہیں لے سکتا ۔۔ اسے کھلے میدان میں بھی دور مار رائفل سے مارا جا سکتا ہے"۔ اچانک گوپی رام نے تیز لہجے میں سٹین گن برداروں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ دونوں تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے۔

نائران ۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کے حلق سے اطمینان کے طویل سانس نکل گئے۔ عمران ایک بار پھر ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"تم واقعی ضرورت سے زیادہ ذہین ہو گوپی رام ۔۔ کاش! تم اپنے ارادے پر عمل کر ڈالتے تو مجھے اپنی موت پر کوئی افسوس نہ ہوتا" ۔۔ عمران نے آنکھیں کھول کر بڑے ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہاری بات پر اب بھی یقین نہیں ہے ۔۔ لیکن اس کے باوجود میں رسک نہیں لے سکتا ۔۔ اس لئے میں نے اپنا فیصلہ بدل لیا ہے ۔۔ لیکن اس سے تم یہ نہ سمجھو کہ تم بچ جاؤ گے ۔۔ میں تمہیں کھلے میدان میں ڈال کر گولیوں سے چھلنی کر دوں گا" ۔۔۔ گوپی رام نے تیز لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں تمہیں سمجھدار کہہ رہا ہوں ۔۔ بہرحال میری تو خواہش یہی ہے کہ جو کچھ کرنا ہے ۔۔ یہیں کر ڈالو" ۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان چاروں کو گھسیٹ کر باہر کھلے میدان میں لے چلو ۔۔ اور پانچ افراد بھی دور مار رائفلوں کے ساتھ وہاں پہنچ جائیں ۔۔ میں چیف باس سے

بات کر کے ابھی آتا ہوں" ـــــ گوپی رام نے مسلح افراد سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اور وہ چاروں تیزی سے آگے بڑھے اور پھر انہوں نے ان تختوں کو جن کے نیچے باقاعدہ چھوٹے پہیے لگے ہوئے تھے، دھکیلنا شروع کر دیا اور وہ انہیں دھکیلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران اور اس کے ساتھی اسی طرح بے بسی سے بندھے ہوئے تختوں پر پڑے تھے۔ ناٹران کا خیال تھا کہ عمران ان چمڑے کی بیلٹوں کو کاٹ چکا ہو گا اس لئے جیسے ہی یہ لوگ قریب آئیں گے، عمران سچوئیشن بدل لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن عمران تو یوں اطمینان سے تختے پر پڑا ہوا تھا جیسے وہ خود بھی یہی چاہتا ہو کہ کارخانے سے باہر نکل آئے۔

فیصل جان ٹیکسی کی اگلی نشست پر بیٹھا ڈرائیور کو ہدایات دے رہا تھا اور ڈرائیور اس کے کہنے کے مطابق مختلف سڑکوں پر ٹیکسی تیزی سے دوڑاتا چلا جا رہا تھا جب ٹیکسی ایک کھلی لیکن نسبتاً ویران سڑک پر پہنچی تو اچانک فیصل جان نے ٹیکسی ایک طرف روکنے کے لئے کہا اور ڈرائیور نے چونک کر بریک پر پیر رکھ دیئے اور ٹیکسی سڑک کے کنارے پر رکتی چلی گئی۔ پھر ڈرائیور نے جیسے ہی گیئر نیوٹرل کیا۔ فیصل جان کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ڈرائیور کی کنپٹی پر ایک زوردار پٹاخہ چھوٹا اور وہ سٹیرنگ پر ہی ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

فیصل جان تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھر اس نے دوسری طرف آکر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور سٹیرنگ پر بیہوش پڑے ہوئے ڈرائیور کو دھکیل کر اپنے والی نشست پر کر دیا اور پھر خود تیزی سے سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہ

دراصل ڈرائیور کو ڈاکٹر برنارڈ کے کلینک تک نہ لے جانا چاہتا تھا تاکہ بعد میں اسے ٹریس نہ کیا جا سکے۔ اسی لئے اس نے ڈرائیور کو بیہوش کر دیا تھا اور اسے ساتھ والی سیٹ پر اس لئے دھکیلا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ ہی رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ ہوش میں آکر پولیس کو پیچھے نہ لگا دے۔

ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی اگلے موڑ پر دائیں طرف مڑتی چلی گئی اور پھر دو اور سڑکوں پر سے گھومتی ہوئی ایک بڑی عمارت کے گیٹ میں داخل ہوتی چلی گئی۔ یہ ڈاکٹر برنارڈ کا کلینک تھا جس کا تعلق ایکسٹو کی فارن سروس سے تھا۔ اس کا ہسپتال جدید ترین آلات سے مزین تھا۔

اور پھر جب ڈاکٹر برنارڈ کو اطلاع ملی کہ فیصل جان دو زخمیوں کو لیکر آیا ہے تو فوری طور پر جوزف اور جوانا کو آپریشن روم میں پہنچا دیا گیا۔

فیصل جان نے پہلے سے داخل شدہ ایکسٹو کے ممبران کا حال متعلقہ وارڈ انچارج سے معلوم کیا اور جب اسے پتہ چلا کہ اب وہ تقریباً رو بصحت ہیں تو اسے تسلی ہو گئی۔ لیکن وہ اس وقت تک آپریشن روم کے باہر ہی ٹہلتا رہا جب تک ڈاکٹر برنارڈ نے باہر آکر اسے یہ نہیں بتایا کہ گولیاں نکال لی گئی ہیں اور اب وہ دونوں خطرے سے باہر ہیں۔

فیصل جان، ڈاکٹر کو ان کا خاص خیال رکھنے کی ہدایت دیکر واپس ٹیکسی میں آیا۔ ٹیکسی ڈرائیور ابھی تک بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کی کنپٹی ضرورت سے زیادہ ہی زخمی ہو گئی تھی۔

فیصل جان نے دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر ٹیکسی تیزی سے کلینک کی عمارت سے باہر نکال کر واپس جھیل کی طرف تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔ وہ اب جلد از جلد ناٹران تک پہنچنا چاہتا تھا۔ خاصی تیز رفتاری سے

ٹیکسی دوڑانے کے باوجود اسے واپس جھیل تک پہنچنے میں پندرہ منٹ لگ ہی گئے۔

فیصل جان نے ٹیکسی جھیل سے تھوڑی دور ایک طرف روکی اور پھر اتر کر تیزی سے اس سمت بڑھتا چلا گیا۔ جدھر مندر کی عمارت تھی۔

جب وہ تیز تیز قدم اٹھاتا گھاس کے میدان کو عبور کرتا ہوا کھلے میدان کے قریب پہنچا تو اچانک بری طرح چونکا۔ اس کے سامنے کھلے میدان میں ایک عجیب منظر تھا۔ گھاس کے میدان سے تھوڑی دور چار تختے زمین پر رکھے ہوئے تھے۔ ان تختوں کے نیچے پہیے لگے ہوئے تھے اور مندر کے قریب پانچ مسلح افراد ہاتھوں میں دور مار رائفلیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ وہ شاید کسی کے انتظار میں تھے۔ تختوں پر عمران۔ ناٹران۔ صفدر اور کیپٹن شکیل چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے بندھے ہوئے پڑے تھے۔

فیصل جان ساری سچویشن ایک لمحے میں ہی سمجھ گیا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھلے میدان میں لاکر شوٹ کیا جا رہا ہے۔ شوٹ کرنے والوں کے ہاتھوں میں دور مار رائفلیں تھیں۔ اس لئے وہ تو وہاں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ اگر ضرورت محسوس کرتے تو فیصل جان کو بھی شوٹ کر سکتے تھے۔ لیکن فیصل جان کے پاس ایک چھوٹا سا ریوالور تھا جس کی رینج اتنی نہ تھی کہ وہ اس کی مدد سے یہیں گھاس میں بیٹھے بیٹھے ان مسلح افراد کا خاتمہ کر سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی خفیہ جیکٹ میں بم بھی موجود تھے لیکن فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ مسلح افراد پر یہ بم بھی استعمال نہ کر سکتا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اسے یہ خیال آیا کہ وہ چکر کاٹ

کر ان لوگوں کی پشت پر سے ہوتا ہوا ان کے قریب جا کر ان پر فائر کھول دے لیکن پھر اس نے اپنا یہ ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ مسلح افراد کی پوزیشن بتا رہی تھی کہ انہیں جس آدمی کا انتظار ہے وہ کسی بھی وقت مندر کی عمارت سے برآمد ہو سکتا ہے۔ اور شائد اس کے آنے پر ہی فائر کھول دیں جب کہ فیصل جان کو لمبا چکر کاٹنے کے لئے کافی وقت درکار تھا۔ لیکن کوئی ایسی ترکیب سمجھ میں نہ آ رہی تھی جس سے وہ اپنے ساتھیوں کو بچا سکتا۔ کیونکہ گھاس سے باہر نکلتے ہی وہ ان مسلح افراد کے سامنے آ جاتا اور پھر وہ دُور مار رائفل کی مدد سے ایک لمحے میں اُسے مار گرانے میں کامیاب ہو جاتے۔ لیکن صورت حال ایسی تھی کہ اُسے چند لمحوں میں ہی کچھ نہ کچھ کر [illegible] کیا کرنا تھا یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

ابھی وہ گھاس میں چھپا ہوا ترکیبیں ہی سوچ رہا تھا کہ اچانک مندر کی عمارت سے ایک نوجوان تیزی سے باہر آیا۔ اس نے آتے ہی مسلح افراد کے ساتھ کوئی بات کی اور پھر اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مرڈر سکواڈ کا سربراہ ہو اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کی سزا پر عمل درآمد کرنے آیا ہو۔

فیصل جان کے دل کی دھڑکنیں یکدم تیز ہو گئیں۔ اس کے ساتھی اس کے سامنے موت کے منہ میں جانے والے تھے لیکن وہ بے بسی سے سوائے تماشہ دیکھنے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔

دُور مار رائفلوں سے مسلح افراد نے نوجوان کا اشارہ پاتے ہی رائفلیں اپنے کندھوں سے ٹکا دیں اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر چاند ماری کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہو گئے۔ اسی لمحے اچانک فیصل جان کے

ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔ وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر دوڑتا ہوا کھلے میدان میں آ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔

"ٹھہرو! — ٹھہرو! — چیف باس کا اہم پیغام ہے" — فیصل جان ہاتھ اٹھائے چیختا ہوا رائفل برداروں کی طرف بھاگتا چلا جا رہا تھا۔

مندر سے نکلنے والا نوجوان جو یقیناً کارخانے کا انچارج گوپی رام تھا حیرت سے ٹھٹھک کر اُسے دیکھنے لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ خود بخود نیچے کر لیا تھا۔ رائفل بردار بھی رائفلیں ہٹا کر اُسے غور سے دیکھ رہے تھے۔ پھر جیسے ہی فیصل جان عمران اور اس کے ساتھیوں کے قریب پہنچا، اچانک گوپی رام نے چیخ کر کہا۔

"وہیں رک جاؤ — کون ہو تم —؟ خبردار اگر تم نے حرکت کی تو گولی مار دونگا۔"

اور فیصل جان ٹھٹھک کر رُک گیا۔ وہ اس وقت عمران کے تختے کے بالکل قریب تھا۔

"فیصل جان! — ذرا سا اور آگے ہو کر مجھے ڈھانپ لو — اور انہیں کچھ دیر کے لئے الجھالو" — عمران نے تیز مگر دھیمے لہجے میں کہا۔ اور فیصل جان تیزی سے اپنی جگہ بدل کر عمران اور گوپی رام اور اس کے ساتھیوں کے سامنے آ گیا۔ اور عمران نے جو اپنے دونوں ہاتھ — ناخنوں میں موجود بلیڈوں کی مدد سے پہلے ہی آزاد کرا چکا تھا، تیزی سے آگے کر کے اپنے باقی جسم پر بندھی ہوئی بیلٹیں بھی کاٹنی شروع کر دیں۔

"کون ہو تم —؟ کیا تم بھی ان کے ساتھی ہو" —؟ گوپی رام نے دُور سے چیخ کر پوچھا۔

"میں سیکرٹ سروس کا سیکنڈ انچیف گوتم ہوں ——— مجھے فوری طور پر مہادیر چکر کے سربراہ الیشور داس سے ملنا ہے ——— میں حکومت کی طرف سے ان کے لئے اہم ترین پیغام لایا ہوں ——— کیا تم الیشور داس ہو" ———؟ فیصل جان نے بھی چیخ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

سیکرٹ سروس کا سیکنڈ انچیف ——— نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو ——— میں سیکرٹ سروس کے اعلیٰ حکام کو جانتا ہوں" ——— گوپی رام نے جواب میں چیختے ہوئے کہا۔

"میری جیب میں سپیشل شناختی کارڈ موجود ہے ——— میں تمہیں مطمئن کرسکتا ہوں" ——— فیصل جان نے بلند آواز سے مگر انتہائی پُراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے بیوقوف سمجھتے ہو ———؟ تمہارا حلیہ بتا رہا ہے کہ تم بھی ان کے ساتھی ہو ——— تمہارے کپڑوں پر بھی سیمنٹ کے واضح نشانات موجود ہیں جیسے کہ ان کے کپڑوں پر ہیں" ——— گوپی رام واقعی خاصا ذہین واقع ہوا تھا۔ یہ بات تو فیصل جان کے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی۔

تم پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم الیشور داس ہو ـ یا ـ نہیں" ———؟ فیصل جان نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

اتنی دیر میں عمران اپنے جسم سے تمام بیلٹیں کاٹ کر اپنے آپ کو آزاد کرا لینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ آہستگی سے تختے سے نیچے اتر گیا۔ لیکن اب وہ اِدھر اُدھر نہ جا سکتا تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ فیصل جان کی آڑ سے نکل جاتا اور پھر اُسے چیک کر لیا جاتا۔

مگر نیچے اترتے ہی عمران نے بڑی پھرتی سے اپنے ایک بوٹ کے

تسمے کھولے اور پھر تیزی سے بوٹ اتار کر اس نے بوٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر انگلیوں کو ٹیڑھا کر کے اس کی سائیڈوں میں گھمایا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکی سی کلک کی آواز آئی اور بوٹ کی ٹو سے ایک پتلا سا راڈ باہر نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی ایڑی والے اندرونی حصے سے ایک چھوٹا سا لٹو بھی ابھر کر باہر آ گیا۔ یہ لٹو کسی چمکدار دھات کا بنا ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے لٹو کو دائیں طرف گھمایا تو راڈ کچھ اور ٹو سے باہر نکلتا چلا آیا۔ گوپی رام اور فیصل جان میں سوال و جواب جاری تھے کہ عمران اچانک ہاتھ میں وہ بوٹ تھامے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے فیصل جان کو ایک طرف دھکیلا۔

"ارے تم آزاد ہو گئے ——— فائر" ——— گوپی رام نے عمران کو اچانک کھڑے ہوتے دیکھ کر انتہائی گھبراہٹ میں چیختے ہوئے کہا

رائفل بردار جو گوپی رام اور فیصل جان کے درمیان ہونے والی بات چیت کی وجہ سے ڈھیلے ہوتے کھڑے تھے، چونک کر سیدھے ہوئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ان کی رائفلیں ان کے کندھوں پر پہنچتیں، عمران نے بوٹ کی ٹو کا رخ رائفل برداروں اور گوپی کی طرف کر کے دوسرے ہاتھ سے پوری قوت سے ایڑی والی جگہ سے ابھرے ہوئے لٹو کو دبا دیا۔ لٹو کے دبتے ہی بوٹ کی ٹو سے نکلے ہوئے راڈ کے سرے پر سرخ رنگ کی شعاع سی چمکی اور دوسرے لمحے گوپی رام، رائفل برداروں سمیت یوں اچھل کر پیچھے جا گرا جیسے کسی انسانی قوت نے انہیں اٹھا کر دُور پھینک دیا ہو۔

عمران ان کے گرتے ہی تیزی سے آگے دوڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سب دوبارہ اٹھنے میں کامیاب ہوتے، عمران نے ایک بار پھر

لٹو کو دبایا۔ سرخ رنگ کی شعاع ایک بار پھر راڈ کے سرے پر چمکی اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے رائفل بردار اور گوپی رام اچھل کر تین چار فٹ دور جا گرے۔ رائفلیں تو ان کے ہاتھ سے نکل کر پہلے ہی ایک طرف جا گری تھیں۔ اور اب وہ خالی ہاتھ تھے۔

فیصل جان نے بھی عمران کے ساتھ ہی حرکت کی تھی اور اس نے دوڑتے ہوئے جیب میں سے ریوالور نکالا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ آگے بڑھ کر اتنے فاصلے پر پہنچ چکا تھا کہ جہاں سے زمین پر گرے ہوئے رائفل بردار اس کی زد میں آجاتے اور دوسرے لمحے فضا ریوالور کے دھماکوں سے گونج اٹھی۔ فیصل جان ایک ہی راؤنڈ میں چار مسلح افراد کو شکار کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

گوپی رام اور پانچواں مسلح شخص اٹھ کر تیزی سے مندر کے دروازے کی طرف بھاگے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ مندر کے دروازے میں داخل ہونے میں کامیاب ہوتے، عمران نے ایک بار پھر لٹو کو پوری قوت سے یکے بعد دیگرے دو بار دبا دیا اور وہ دونوں اچھل کر یوں مندر کی دیوار سے ٹکرائے جیسے گیند کو پوری قوت سے دیوار پر مارا جاتا ہے اور پھر وہ دونوں ہی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرے اور ان کے جسم زمین پر ہی لوٹ پوٹ ہونے لگے، اسی لمحے فیصل جان کے ریوالور سے دھماکہ ہوا اور پانچواں مسلح شخص ایک بار یوں زمین پر سے اچھلا جیسے اس کے جسم میں سپرنگ نکل آئے ہوں لیکن دوسرے لمحے وہ زمین پر گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

"گوپی رام کو مت مارنا" ــــــ عمران نے فیصل جان سے چیخ کر کہا۔ اور فیصل جان جو گوپی رام پر گولی چلانے ہی والا تھا ٹھٹھک کر رک گیا۔

گوپی رام زمین پر پڑا ابھی تک لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ شاید دیوار سے پوری قوت سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کا ذہن کنٹرول میں نہ آ رہا تھا۔

عمران اور فیصل جان دوڑتے ہوتے اب مندر کی عمارت کے قریب پہنچ چکے تھے کہ اچانک عمران نے ہاتھ اٹھا کر فیصل جان کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ وہ خود بھی اچانک رک گیا تھا۔

"یہیں رک جاؤ ــــ آگے گئے تو ان کے ٹارگٹ میں آجائیں گے۔ میں دوسری طرف سے جا کر اس پر ٹیش فائر کرتا ہوں" ــــــ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا چکر کاٹ کر مندر کی عمارت کی پشت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گوپی رام اب کسی حد تک سنبھل گیا تھا اور اب وہ اٹھنے کی کوششوں میں مصروف تھا۔

"ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ گوپی رام! ــــ ورنہ گولی مار دونگا" ــــــ فیصل جان نے گوپی رام کو اٹھتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

گوپی رام چند ہی لمحوں میں اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا چہرہ دیوار سے ٹکرا کر خاصا زخمی ہو چکا تھا۔ وہ بڑی کینہ توز نظروں سے فیصل جان کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر اچانک اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا جیسے وہ عمران کو تلاش کر رہا ہو۔ لیکن عمران اس وقت عمارت کی عقبی سمت میں پہنچ چکا تھا اس لئے وہ اس کی نظروں میں نہ آسکا۔

گوپی رام اب مندر کے دروازے کے قریب ہی موجود تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ اونچے کئے اور پھر اچانک اس نے انتہائی پھرتی سے عمارت کے دروازے میں چھلانگ لگا دی۔ مگر عمران اتنی دیر میں اس کی

پشت پر پہنچ چکا تھا اور عین اسی لمحے جب گوپی رام کے قدموں نے زمین
چھوڑی، عمران نے اس کی پشت پر پُش فائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گوپی
رام بجائے دروازے کے اندر جانے کے فضا میں کسی پرندے کی طرح
اڑتا ہوا بالکل فیصل جان کے قدموں میں آگرا۔ چونکہ اس کا جسم پہلے ہی
فضا میں تھا اس لئے پُش فائر نے اُسے کافی دُور تک اچھال دیا تھا ورنہ
شاید وہ ایک فائر سے اتنی دُور نہ آگرتا۔

جیسے ہی گوپی رام فیصل جان کے سامنے آکر گرا۔ فیصل جان عقاب کی
طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اور دوسرے لمحے گوپی رام اس کے مضبوط ہاتھوں
میں جکڑا ہوا فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ فیصل جان نے اُسے بجلی کی سی تیزی
سے فضا میں بلند کر کے پوری قوت سے اُسے دوبارہ زمین پر دے مارا۔
اس کا انداز ایسا تھا جیسے دھوبی کپڑے کو تختے پر مارتے ہیں۔ گوپی رام کے
حلق سے چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

فیصل جان نے جھک کر گوپی رام کو ایک بار پھر اٹھایا اور اُسے ایک
بار پھر زمین پر دے مارا اور اس بار گوپی رام کا جسم یکدم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ
سر کے بل زمین پر گرا تھا اس لئے سر پہ لگنے والی چوٹ کی وجہ سے بیہوش
ہو گیا تھا۔

اسی دوران عمران ایک بار پھر چکر کاٹ کر واپس فیصل جان کے
قریب پہنچ چکا تھا۔

"یہ مر تو نہیں گیا" ـــــ عمران نے قریب پہنچتے ہی بگڑے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب! ـــ صرف بیہوش ہے" ـــــ فیصل جان نے مؤدبانہ

لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ اسے اٹھا کر گھاس میں لے چلو" ـــــ عمران نے
تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے ان تختوں کی طرف بڑھا جن پر ناٹران
صفدر اور کیپٹن شکیل ابھی تک بندھے ہوئے پڑے تھے۔

"بہت خوب عمران صاحب! ـــ آپ نے بوٹ سے شکار مار لیا" ـــــ
ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاں کھوپڑی کام نہ کرے ـــ وہاں جوتا ہی کام آتا ہے" ـــــ
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے ان کی بیلٹیں کھولنے
میں مصروف ہو گیا۔

"عمران صاحب خطرہ" ـــــ اچانک کیپٹن شکیل نے چیختے ہوئے کہا۔
اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ مندر کی عمارت سے چار مسلح افراد باہر
نکل رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔ عمران تیزی سے
جھکا اور اس نے نیچے زمین پر رکھے ہوئے بوٹ کو اٹھا کر انتہائی پھرتی
سے زمین پر ہی لیٹ کر اس سے پُش فائر کرنے کی کوشش کی لیکن اس
کے ٹارگٹ لینے سے پہلے ہی سٹین گنوں سے مسلح افراد نے ان پر سٹین گنوں
کے فائر کھول دیئے اور پھر گولیوں کی زبردست تڑتڑاہٹ میں عمران کو یوں
محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں کئی دہکتے ہوئے انگارے گھستے چلے
گئے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی کی دبیز چادر پھیلتی
چلی گئی۔

فیصل جان گوپی رام کو اٹھائے تیزی سے گھاس کے میدان
کی طرف دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ گھاس کے میدان میں داخل ہونے کے بعد
اس نے گوپی رام کو لمبی لمبی گھاس کے اندر رکھا اور پھر واپس اپنے ساتھیوں
کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک سٹین گنوں کی زوردار تڑتڑاہٹ سنائی دی اور
فیصل جان اچھل کر وہیں گھاس کے میدان کے کنارے پر ہی لیٹ گیا اس
نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر سانپ کی سی تیزی سے
رینگتا ہوا وہ آخری سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آخری سرے پر پہنچ کر جب اس نے میدان کی صورت حال دیکھی تو
اس کی آنکھیں خوف اور وحشت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں سٹین گنوں
سے مسلح چار افراد بے تحاشا دوڑتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں
کی طرف دوڑے چلے آ رہے تھے۔ عمران زمین پر گرا ہوا تھا اور اس کے
جسم سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ ناٹران بھی تختے سے نیچے گرا

ہوا تھا اور بے حس و حرکت پڑا تھا جب کہ صفدر اور کیپٹن شکیل ابھی تختوں
پر ہی موجود تھے۔ لیکن ان کے پیروں سے بھی خون دھار کی صورت میں
نیچے گر رہا تھا۔ سٹین گنوں کی بے تحاشہ اور اچانک فائرنگ نے ان سب
کو شکار بنا لیا تھا اور انہیں شکار کرنے والے چاروں مسلح افراد فاتحانہ نعرے
مارتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے چلے آ رہے تھے۔

فیصل جان نے تیزی سے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب
اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک طاقتور بم موجود تھا۔ وہ
تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے اس نے فاصلے کا اندازہ لگاتے ہوئے
ہاتھ کو بجلی کی سی تیزی سے گھما کر بم بھاگ کر آنے والے چاروں کی طرف
پھینک دیا۔ اس نے بم اس انداز میں پھینکا تھا کہ وہ عمران اور اس
کے ساتھیوں سے کافی فاصلے پر جا کر گرے تاکہ بم کے اثرات سے عمران
اور اس کے ساتھیوں کو مزید نقصان نہ پہنچے۔ اب یہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کی خوش قسمتی ہی تھی کہ سٹین گن بردار ابھی تک ان سے کافی
فاصلے پر تھے۔ بم عین ان چاروں کے قدموں کے آگے جا کر گرا۔ دوسرے
لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور فضا میں دھماکے کے ساتھ ساتھ ان چاروں
کی چیخیں بھی سنائی دیں۔ ہر طرف گرد سی پھیل گئی۔

چند لمحوں بعد جب گرد چھٹی تو فیصل جان نے یہ دیکھ کر اطمینان
کی ایک طویل سانس لی کیونکہ چاروں سٹین گن برداروں کے ٹکڑے ادھر
ادھر پھیلے ہوئے تھے۔ طاقتور بم نے ان چاروں کے جسموں کے
پرخچے اڑا دیئے تھے۔

فیصل جان تیزی سے بھاگتا ہوا عمران اور اس کے ساتھیوں کی

طرف بڑھا اور پھر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ گئے
اس نے سب سے پہلے عمران کی حالت چیک کی۔ عمران کے تین گولیاں
لگی تھیں جن میں سے ایک بازو میں دوسری ران میں اور تیسری اس کے
کاندھے سے ذرا نیچے لگی تھی۔ تینوں گولیاں جسم میں گھس کر دوسری طرف
نکل گئی تھیں اور زخموں سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔

فیصل جان نے بڑی پھرتی سے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں
ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چپٹا سا باکس باہر نکال لیا۔ اس نے باکس کھول کر
اس میں سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال لی جس میں سنہرے رنگ کا
محلول بھرا ہوا تھا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن کھولا اور اس میں سنہرے
رنگ کے محلول کے قطرے اس نے عمران کے زخموں پر انڈیلنے شروع کر
دیئے۔ جیسے ہی محلول کے قطرے زخموں پر پڑے ان میں سے دھواں
سا نکلنے لگا اور عمران کا جسم یوں جھٹکے کھانے لگا جیسے اسے کوڑوں سے
پیٹا جا رہا ہو۔ مگر فیصل جان تیزی سے اپنا کام کرتا چلا گیا۔ محلول کے
قطروں نے زخموں پر ایک جھلی سی تان دی اور زخموں میں سے نکلنے والا
خون بند ہو گیا۔

اسی لمحے عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے
کے لئے شدید تکلیف کے آثار نمایاں ہوئے مگر دوسرے لمحے اس کا چہرہ
سپاٹ ہوتا چلا گیا۔

"آپ بچ گئے ــــ آپ کی کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی" ــــ فیصل جان
نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ناٹران کی طرف بڑھا جو ٹیڑھا میڑھا ہو کر
زمین پر گرا ہوا تھا۔ فیصل جان نے اسے سیدھا کیا تو اس کی ران پر دو

زخم موجود تھے۔ یہاں بھی گولیاں گوشت پھاڑ کر دوسری طرف نکل گئی تھیں
البتہ ہڈی محفوظ تھی۔

فیصل جان نے تیزی سے وہی سنہرے رنگ کا محلول ناٹران کے
زخموں پر بھی ٹپکایا تو ناٹران کے جسم نے بھی جھٹکے کھانے شروع کر دیئے
اور پھر اس نے بھی آنکھیں کھول دیں۔

فیصل جان اس کے آنکھیں کھولتے ہی تیزی سے صفدر اور کیپٹن
شکیل کی طرف بڑھا۔ ان کے پیروں کے تلووں میں گولیوں کے سوراخ
تھے باقی جسم محفوظ تھا۔ فیصل جان نے وہی محلول ان دونوں کے پیروں
کے زخموں پر ڈالا تو ان کے جسموں نے بھی جھٹکے کھانے شروع کر دیئے۔
پھر جب خون رسنا بالکل ختم ہو گیا تو فیصل جان نے شیشی بند کر کے
اسے دوبارہ بکس میں ڈال دیا اور پھر اس نے تیزی سے کیپٹن شکیل اور
صفدر کے جسموں سے بندھی ہوئی بیلٹیں کھولنی شروع کر دیں۔

"تمہارا پی۔ ایکس الیون فارمولا بڑا کامیاب رہا" ــــ اچانک ناٹران
کی آواز سنائی دی اور اسی لمحے صفدر اور کیپٹن شکیل بھی تختوں سے اتر کر
نیچے کھڑے ہو گئے۔ ناٹران اور عمران بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے عمران
ایک لمحے کے لئے لڑکھڑایا لیکن پھر اس کے قدم جم گئے۔

"آپ بے حد زخمی ہیں جناب" ــــ فیصل جان نے آگے بڑھ کر
عمران کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"وہ گوپی رام کہاں ہے" ــــ عمران نے بڑے مضبوط لہجے میں پوچھا۔
اس کے لہجے سے اندازہ بھی نہ ہوتا تھا کہ وہ اس حد تک زخمی ہے۔

"وہ گھاس میں پڑا ہوا ہے جناب" ــــ فیصل جان نے جواب دیا اور

عمران گھاس کے میدان کی طرف چل پڑا۔ اس کے قدم بار بار لڑکھڑا رہے تھے لیکن عمران کو نجانے اپنے آپ پر کتنا کنٹرول تھا کہ وہ جلدی ہی اپنے آپ کو سنبھال لیتا۔

ادھر نائران۔ کیپٹن شکیل اور صفدر ایک دوسرے کا سہارا لے کر بڑی مشکل سے آگے بڑھ رہے تھے۔ فیصل جان ان تینوں کو سہارا دے کر چل رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب میدان سے نکل کر گھاس کے میدان میں پہنچ گئے۔ جہاں گوپی رام ابھی تک بیہوش پڑا ہوا تھا۔

"اس کی تلاشی لو فیصل جان ___ مکمل تلاشی" ___ عمران نے وہیں گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

نائران۔ کیپٹن شکیل اور صفدر بھی وہیں گھاس پر بیٹھ گئے۔ اور پھر فیصل جان نے زمین پر بیہوش پڑے ہوئے گوپی رام کی تلاشی لینا شروع کر دی۔

گوپی رام کی ایک جیب سے صرف تیر والا مخصوص بیج نکلا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی قابل ذکر چیز نہ تھی۔

"فیصل جان! ___ تمہارا قد و قامت گوپی رام سے ملتا جلتا ہے تم جلدی سے اس کا میک اپ کر لو ___ تم نے اس کی آواز اور لہجہ بھی سنا ہوا ہے ___ اس کا میک اپ کر کے تم واپس کارخانے کے اندر جاؤ اور وہاں سے وہ چیزیں حاصل کر کے لے آؤ جو اس نے میری جیبوں سے نکالی ہیں ___ خاص طور پر وائرلیس آپریٹر مشین مجھے ہر قیمت پر چاہیئے اور جلدی" ___ عمران نے زمین پر لیٹتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ___ فیصل جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے

تیزی سے جیب سے میک اپ باکس نکالا اور اس کے ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے چلنے لگے۔

باقی سب لوگ خاموشی سے لیٹے ہوئے اسے میک اپ کرتا دیکھ رہے تھے۔ فیصل جان کو میک اپ کرنے میں خاصی مہارت حاصل تھی۔ کیونکہ اس نے دس منٹ سے بھی قلیل عرصے میں گوپی رام کا مکمل روپ دھار لیا تھا۔

"گڈ شو" ___ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور فیصل جان نے مسرت بھرے انداز میں شکریہ ادا کرتے ہوئے سر ہلا دیا۔ عمران کی طرف سے تعریف اس کے لئے اتنا بڑا انعام تھا کہ اس سے بڑے انعام کا وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ پھر اس نے بڑی پھرتی سے اپنے کپڑے اتارے اور گوپی رام کے کپڑے اتار کر خود پہن لئے۔ اور اپنے کپڑے گوپی رام کو پہنا کر اس نے اس کی جیبوں سے نکلنے والی تمام چیزیں بھی اپنی جیبوں میں منتقل کر لیں۔ البتہ اس نے اس کے لباس کے اندر اپنی مخصوص جیکٹ پہنے رکھی جس کی خفیہ جیبوں میں عجیب و غریب قسم کا سامان بھرا ہوا تھا۔

"میں کیا لگ رہا ہوں" ___ ؟ فیصل جان نے گوپی رام کے لہجے میں عمران اور ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وقت ضائع مت کرو ___ جلدی کرو ___ ہم یہیں تمہارا انتظار کریں گے ___ اور سنو! ___ گوپی رام اس کارخانے کا انچارج ہے اور یہ تیر نما بیج کی حفاظت کرنا۔ اس کی بدولت ہی تم اندر داخل ہو سکو گے"۔ عمران نے سخت لہجے میں فیصل جان کو سمجھاتے ہوئے کہا اور فیصل جان سر ہلاتا ہوا مڑا اور پھر تیز قدم اٹھاتا کھلے میدان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس

کے جانے کے بعد عمران نے آنکھیں بند کرلیں۔

"عمران صاحب! — آپ کی حالت خاصی خراب ہے — اور ہم بھی زخمی ہیں — کیوں نہ ہم یہاں سے کھسک کر سڑک پر پہنچ جائیں اور وہاں سے ڈاکٹر برنارڈ کے کلینک" — اچانک نائٹران نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں! — میں ٹھیک ہوں — صرف کمزوری سی ہے — ویسے پی سکس الیون محلول نے بروقت کام دکھایا ہے — نہ صرف زخم بند ہو گئے ہیں — بلکہ اس سے تمہارا وہ مفلوج پن بھی ختم ہو گیا ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں واقعی! — ورنہ ہم تو زندہ لاشیں بن کر رہ گئے تھے" — صفدر نے جواب دیا۔

"صفدر! — تم اور کیپٹن شکیل، نائٹران کے ساتھ کلینک چلے جاؤ — میں فیصل جان کے آنے تک یہیں رہوں گا" — عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں عمران صاحب! — ہمارے تو صرف پیر ہی زخمی ہیں۔ زیادہ زخم تو آپ کو آئے ہیں — ہم آپ کو یہاں اکیلے چھوڑ کر نہیں جا سکتے"۔ صفدر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک وہ سب چونک پڑے کیونکہ انہیں اپنی پشت پر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔

"اوہ! — ہمیں گھیرا جا رہا ہے" — عمران نے چونک کر اٹھتے

ہوئے کہا اور باقی لوگ بھی تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔

دوڑتے ہوئے قدم چند ہی لمحوں بعد نزدیک آگئے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران وغیرہ ان سے بچاؤ کے متعلق کچھ سوچتے، اچانک دس بارہ افراد ہاتھوں میں سٹین گنیں سنبھالے ان سب کے سروں پر پہنچ گئے۔

"کھڑے ہو جاؤ — خبردار اگر حرکت کی — اوہ! یہ تو گوپی رام بیہوش پڑا ہوا ہے" — اچانک ان میں سے ایک نے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اب فیصل جان بھی پھنس گیا تھا۔ عمران کو یہ تصور تک نہ تھا کہ انہیں اس طرح بھی گھیرا جا سکتا ہے۔ ورنہ وہ گوپی رام پر فیصل جان کا میک اپ کرا لیتا۔

"بھائی ہم شدید زخمی ہیں کھڑے نہیں ہو سکتے" — عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان سب کے ہاتھ پیر باندھ لو" — اسی آدمی نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر پانچ چھ آدمی ان چاروں پر ٹوٹ پڑے۔ ان کی بیلٹوں کے ساتھ نائیلون کی مضبوط رسیاں لٹکی ہوتی تھیں جن کی مدد سے انہوں نے چند ہی لمحوں میں عمران، نائٹران، صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہاتھ پیر باندھ لیئے گئے۔

"اٹھاؤ انہیں اور ہیڈ کوارٹر لے چلو — اور گوپی رام کو بھی اٹھاؤ"۔ اسی انچارج نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ گوپی رام کو بھی اٹھا کر کندھوں پر ڈال لیا۔

"اللہ کی مرضی ہی ایسی ہے ــــ میں کیا کر سکتا ہوں" ــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بک رہے ہو ــــ ؟ خاموش رہو" ــــ اسی انچارج نے عمران کے چہرے پر تھپڑ مارتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"غصہ نہ کھاؤ ــــ ہم چلنے پھرنے سے معذور تھے ــــ اللہ تعالیٰ نے بار برداری کے جانور بھیج دیئے ــــ اُس کا شکر ادا کر رہا تھا" ــــ عمران نے جواب میں بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اَپ! ــــ کاش! چیف باس نے ہمیں یہ ہدایت نہ کی ہوتی کہ اگر کوئی زندہ ہو تو اُسے مارنا نہیں ــــ ورنہ تمہاری زبان ایک لمحے میں بند ہو جاتی" ــــ انچارج نے چیختے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

وسیع و عریض کمرے میں عمران، ناٹران، صفدر اور کیپٹن شکیل رسیوں سے بندھے ہوئے فرش پر بوریوں کی طرح پڑے ہوئے تھے سامنے کرسیوں پر ایشور داس، گوپی رام اور جمنا داس بگڑے ہوئے چہروں کے ساتھ بیٹھے انہیں گھور رہے تھے۔ ان کے انداز سے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ انہیں کچا ہی چبا جائیں گے۔

حملہ آوروں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو باندھ کر کاندھوں پر اٹھایا اور پھر ہیڈ کوارٹر کے خفیہ دروازہ میں سے ہوتے ہوئے اس کمرے میں لا کر ڈال دیا تھا۔ بیہوش گوپی رام کو وہ کہیں اور لے گئے تھے اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کمرے کا دروازہ کھلا اور ایشور داس، گوپی رام اور جمنا داس اندر داخل ہوئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے آنے والے مسلح افراد مسلسل کمرے میں موجود رہے تھے۔ اور انہوں نے یوں سٹین گنیں ان پر تان رکھی تھیں جیسے ذرا سی حرکت کرتے ہی وہ انہیں

گولیوں سے بھون ڈالیں گے۔

الیشور داس اور اس کے ساتھی کمرے میں موجود کرسیوں پر آ کر بیٹھ گئے اور پھر انہوں نے کینہ توز نظروں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"تم لوگوں نے ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے ــــ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم لوگ ہمارے لئے اس قدر نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔ ورنہ میں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر تمہارے جسموں کو گولیوں سے چھلنی کر دیتا۔" الیشور داس نے بڑے کرخت لہجے میں سکوت کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا۔

"تم پہلے بھی کتنی بار کوششیں کر کے نتیجہ دیکھ چکے ہو ــــ اب بھی کر دیکھو" ــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے گوپی رام کو یہ کہہ کر دھوکہ دیا ہے کہ تمہارے جسم میں کوئی طاقتور بم موجود ہے ــــ اور تمہارے مرتے ہی وہ طاقتور بم پھٹ پڑے گا۔ اور اس طرح کارخانہ تباہ ہو جائے گا ــــ لیکن تمہارے جسم پر موجود زخموں کے نشانات بتا رہے ہیں کہ تم نے دھوکہ دیا ہے ــــ اور یہ بھی سن لو کہ گوپی رام کے ہوش میں آتے ہی ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ اس کی جیب سے کارخانے کے اندر جانے والا تیر نما خصوصی بیج بھی غائب ہے اس سے ہمیں احساس ہوا کہ تمہارا کوئی آدمی گوپی رام کے میک اپ میں کارخانے میں گیا ہے ــــ چنانچہ ہم نے فوراً ہی کاؤس جی سے رابطہ قائم کیا جو کہ گوپی رام کی عدم موجودگی میں کارخانے کا انچارج تھا ــــ اور پھر ہمارا خدشہ صحیح ثابت ہوا۔ وہاں ایک گوپی رام موجود تھا۔ چنانچہ کاؤس جی کو اسے بیہوش کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچانے کا حکم دے دیا گیا ہے اور تمہاری

لاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ کاؤس جی نے تمہارے آدمی کو بیہوش کے قابو میں کر لیا ہے اور اب کارخانے کے آدمی اسے لیکر یہاں ہیڈ کوارٹر آ رہے ہیں ــــ وہ تھوڑی دیر میں یہیں تمہارے ساتھ موجود ہو گا ــــ یں صرف اسی کا انتظار ہے ــــ ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ نے اسے گوپی رام کے میک اپ میں کارخانے میں کیوں بھیجا تھا" ــــ یشور داس نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ آنے والا ہے تو اسی سے پوچھ لینا ــــ وہ بتا دے گا" ــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس! ــــ میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ اس کے آنے سے پہلے ہی انہیں لاک کر دیا جائے ــــ ان کی زندگی کا ہر لمحہ ہمارے لئے خطرناک ہے" ــــ نند داس نے بگڑے ہوتے لہجے میں کہا۔

"مار کے دیکھ لو ــــ کارخانے کے ساتھ ساتھ اب تمہارا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ ہو جائے گا" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"شٹ اپ! ــــ میں ایسی گیدڑ بھبکیوں میں آنے والا نہیں ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی ماروں گا" ــــ الیشور داس نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور وہ اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"سٹین گن مجھے دو ــــ میں ابھی اس کا قصہ ختم کرتا ہوں" ــــ الیشور داس نے ایک سٹین گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا اور پیچھے کھڑے ہوئے سٹین گن بردار نے تیزی سے سٹین گن الیشور داس کی طرف بڑھا دی۔

لیکن اس سے پہلے کہ الیشور داس سٹین گن سنبھالتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی دوسرے گوپی کو اٹھائے کمرے میں داخل ہوئے یہ یقیناً فیصل جان تھا۔ اس کا جسم ڈھیلا پڑا ہوا تھا۔ وہ بیہوش تھا۔

"اوہ یہ آگیا ___ چلو اچھا ہوا ___ اب یہ اکٹھے ہی مریں گے" ___ الیشور داس نے چونکتے ہوئے کہا۔

کاوس جی نے پیغام دیا ہے باس کہ اسے ہوش میں لانے کے لئے مقرڈی زیرو مقرڈی کا انجکشن لگانا ہوگا" ___ آنے والوں میں سے ایک نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے! ___ اسے ان کے ساتھ ہی ڈال دو ___ اور جمنا داس! تم اسے انجکشن لگاؤ ___ میں پہلے اس کی بوٹیاں اڑا دونگا تاکہ پتہ چلے کہ یہ وہاں کارخانے میں کیا کرنے گیا تھا" ___ الیشور داس نے سٹین گن پکڑے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر سپاٹ ہوگیا تھا اور فیصل جان کو لے آنے والوں نے اسے عمران کے ساتھ ہی فرش پر لٹا دیا۔

"بہتر باس" ___ جمنا داس نے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ہمیں اجازت ہے باس" ___ ؟ فیصل جان کو لے آنے والوں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ___ تم جا سکتے ہو" ___ الیشور داس نے کہا اور وہ سر جھکا کر سلام کرتے ہوئے اُلٹے پیروں مڑے اور دوسرے لمحے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

اسی لمحے جمنا داس ہاتھ میں ایک سرنج اٹھائے اندر داخل ہوا اور پھر اس نے جھک کر فیصل جان کا بازو پکڑا اور سرنج کی نوک پر لگی ہوئی سوئی اس کے بازو میں گھونپ دی اور پھر اس نے سرنج میں موجود محلول فیصل جان کے جسم میں انجیکٹ کر کے سرنج واپس کھینچ لی۔

چند لمحوں بعد ہی فیصل جان کے جسم میں حرکت ہونا شروع ہوگئی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔

"خبردار ___ اگر حرکت کی تو گولی مار دونگا" ___ اچانک الیشور داس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن فیصل جان کی طرف تانتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

فیصل جان آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ماحول کو دیکھنے لگا۔

"اسے بھی باندھ دو ___ جلدی کرو" ___ الیشور داس نے چیخ کر پیچھے کھڑے ہوئے مسلح افراد سے کہا اور دو مسلح افراد سٹین گنیں رکھ کر بیلٹ سے بندھی ہوئی رسیاں نکال کر تیزی سے فیصل جان کی طرف بڑھے وہ دونوں گھوم کر فیصل جان کی پشت پر آئے اور پھر انہوں نے جھپٹ کر فیصل جان کے دونوں بازو جکڑنے چاہے۔ مگر فیصل جان نے انتہائی پھرتی سے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور دوسرے لمحے ان میں سے ایک تو پیچھے جا گرا جب کہ دوسرا فیصل جان کے اوپر سے اڑتا ہوا سامنے بیٹھے الیشور داس سے جا ٹکرایا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا، فیصل جان نے وہیں بیٹھے بیٹھے چھلانگ لگائی اور وہ قریب کھڑے جمنا داس کو دھکیلتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے اُسے اچھال کر

گوپی رام پر دے مارا۔

الیشور داس کی پشت پر موجود دو اور مسلح افراد نے تیزی سے سٹین گنیں سیدھی کیں۔ مگر اچانک عمران اپنی جگہ سے کسی گیند کی طرح اچھلا اور وہ ان دونوں سے پوری قوت سے ٹکرایا اور انہیں ساتھ لیتا ہوا نیچے جا گرا۔ ان کے ہاتھوں سے سٹین گنیں نیچے جا گری تھیں۔

عمران نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ پشت سے نکل کر پھیلے اور اس نے دونوں بازو اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے الیشور داس کی گردن کے گرد ڈال کر اسے اپنے سینے سے پوری قوت سے جکڑ لیا۔ الیشور داس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بے حد کوشش کی لیکن عمران کی گرفت اتنی سخت تھی کہ وہ بالکل حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔

ادھر صفدر۔ کیپٹن شکیل اور ناٹران بھی بندھے ہونے کے باوجود حرکت میں آ گئے اور پھر وہ تیزی سے سرکتے ہوئے آگے بڑھے اور انہوں نے اپنے کولہے زمین پر ٹکا کر بندھی ہوئی ٹانگیں قوس کی صورت میں چلائیں اور اس طرح وہ گوپی رام اور دو مسلح افراد کو جو اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے گرانے میں کامیاب ہو گئے۔

ادھر ناٹران کے ہاتھوں میں ایک سٹین گن آ گئی اور گو اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ لیکن اس نے سٹین گن ایک ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے ہاتھ کی انگلی سے اس کا ٹریگر دبا دیا اور خود تیزی سے گھوم گیا۔ سٹین گن کی تڑتڑاہٹ سے کمرہ گونج اٹھا اور اس کی زد میں دو مسلح افراد آ گئے۔ جن میں سے ایک وہ تھا جو فیصل جان کے ہاتھ باندھنے

کے لئے جھکا تھا اور جھٹکا کھا کر پشت کے بل پیچھے جا گرا تھا۔

ادھر فیصل جان تو بجلی بنا ہوا تھا۔ اس نے جمنا داس کو پوری قوت سے لات مار کر ایک طرف اچھالا اور دوسرے لمحے اس نے ایک طرف پڑی ہوئی سٹین گن پر چھلانگ لگا دی اور اگر ناٹران فائر کر کے مسلح آدمی کو نہ مار گراتا تو یقیناً فیصل جان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوتی، کیونکہ وہ بھی اسی سٹین گن کی طرف جھپٹا تھا لیکن راستے میں ہی سٹین گن کی گولیوں سے چھلنی ہو گیا تھا اور فیصل جان سٹین گن اٹھانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"خبردار!۔۔۔ کوئی حرکت نہ کرے ورنہ میں گولیوں سے بھون ڈالوں گا"۔۔۔۔ فیصل جان نے سٹین گن اٹھاتے ہی انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور اس کا فوری نتیجہ یہ نکلا کہ گوپی رام۔ جمنا داس اور باقی تین مسلح افراد اس طرح ساکت ہو گئے جیسے چابی والے کھلونوں کی چابی ختم ہو جاتی ہے الیشور داس پہلے ہی عمران کے بازو میں جکڑا بے حس و حرکت کھڑا تھا اور عمران نے بھی فیصل جان کے سٹین گن اٹھاتے ہی جھٹکا دے کر الیشور داس کو آگے دھکیل دیا اور الیشور داس اچھل کر منہ کے بل زمین پر جا گرا۔

"اگر یہ حکم نہ مانے تو اسے گولی مار دینا۔۔۔ ایک لمحے کا بھی توقف نہ کرنا"۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر فیصل جان سے کہا اور فیصل جان نے اسے بھی اٹھ کر کھڑے ہونے کا حکم دے دیا۔

"تم سب سامنے دیوار کے ساتھ منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔۔۔ جلدی کرو" فیصل جان نے مزید حکم دیا اور سوائے گوپی رام کے باقیوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ البتہ گوپی رام نے تیزی سے مڑ کر فیصل جان پر چھلانگ

لگانے کی کوشش کی۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ فیصل جان تک پہنچتا، فیصل جان نے سٹین گن کا ٹریگر دبا دیا اور گوپی رام چیخ مار کر زمین پر جا گرا۔ اس کے سینے میں سٹین گن کا پورا برسٹ گھستا چلا گیا تھا۔ اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد وہ ساکت ہو گیا۔

عمران تیزی سے ناٹران کی طرف بڑھا اور پھر اس نے اپنے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں کی مدد سے چند ہی لمحوں میں اس کی کلائیوں پر بندھی ہوئی رسی کاٹ ڈالی اور ناٹران بھی سٹین گن پکڑے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور عمران، کیپٹن شکیل اور صفدر کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ان کے ہاتھ بھی آزاد ہو گئے اور انہوں نے بڑی پھرتی سے اپنے پیروں میں بندھی ہوئی رسیاں بھی کھول ڈالیں۔ ان کی رسیاں کاٹنے کے بعد عمران نے اپنے پیروں میں موجود رسیاں بھی کھول لی تھیں۔ اس طرح تھوڑے سے ہی وقفے میں وہ آزاد ہو چکے تھے اور یہ ان کی ہمت تھی کہ انہوں نے بندھے ہونے کے باوجود سچویشن کو بدل ڈالا تھا۔

"فیصل جان! ــ وہ چیزیں لے آئے ہو ــ یا ــ پہلے ہی شکار ہو گئے تھے" ــ ؟ عمران نے فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس! ــ وہ چیزیں میں نے حاصل کر لی تھیں ــ میں واپس آ رہا تھا کہ ٹریپ کر لیا گیا ــ یہ لیجئے وہ مشین ــ یہ گوپی رام کی میز کی دراز میں پڑی ہوئی تھی" ــ فیصل جان نے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر وائرلیس آپریٹنگ مشین نکالی اور اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے جھپٹ کر وہ مشین پکڑی۔ اسے ایک نظر دیکھا اور دوسرے

لمحے اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"ہماری طرف منہ کر لو ایشور داس! ــ اور دیکھو! تمہارے کارخانے کی تباہی میرے ہاتھ میں ہے" ــ عمران نے ایشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔

ایشور داس نے تیزی سے رُخ موڑا اور پھر اس کی نظریں عمران کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین پر جم گئیں۔

اسی لمحے جمنا داس نے بھی بغیر کسی کے کہے خود بخود ہی منہ موڑ لیا اور مشین کو دیکھتے ہی اس کا رنگ زرد پڑتا چلا گیا۔

"یہ ظلم نہ کرنا ــ یہ ہمارے لئے بہت بڑی تباہی ہو گی ــ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس کارخانے کو کبھی بھی تمہارے ملک کے خلاف استعمال نہ کیا جائے گا" ــ ایشور داس نے اچانک گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے جب منصوبہ بنایا تھا اس وقت یہ سوچا تھا کہ تمہارے اس منصوبے سے ہمارے ملک کے دس کروڑ بے گناہ شہریوں پر کیسا ظلم ہو گا ایشور داس"؟ عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میری سوچ واقعی غلط تھی ــ میں معافی چاہتا ہوں ــ رحم کرو عمران ــ ہم پر رحم کرو" ــ ایشور داس کا تمام طنطنہ صابن کی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔

"نہیں! ــ تم پر اور تمہارے کارخانے پر رحم کرنا اپنے ساتھ ظلم کرنا ہے ــ اور سنو! ــ میں نے تمہارے کارخانے کے مرکزی سسٹم کے الیکٹرک کنٹرولر مشین میں طاقتور بم داخل کر دیا ہے ــ بس اب میرے

بٹن دبانے کی دیر ہے ___ اس کے بعد تمہارے کارخانے کا نام و نشان ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے نابود ہو جائے گا" ___ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا، اچانک جمناداس نے چیختے ہوئے عمران پر بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگا دی۔ اس کی یہ چھلانگ اتنی اچانک اور غیر متوقع تھی کہ عمران کے ذہن میں اس کا تصور تک نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب تک عمران سنبھلتا، جمناداس اس کے ہاتھ سے مشین چھین کر کمرے کے ایک کونے میں اچھال چکا تھا۔

اسی لمحے فیصل جان اور نارٹان نے بیک وقت جمناداس پر فائر کھول دیا۔ مگر جمناداس تو بجلی بنا ہوا تھا۔ مشین کو کونے میں اچھالتے ہی اس نے ایک لمحے کا توقف کئے بغیر مشین کے پیچھے اسی کونے میں چھلانگ لگا دی۔ اس طرح وہ مشین گنوں کے پہلے برسٹ سے تو بچ گیا۔ لیکن دوسرے برسٹ سے نہ بچ سکا اور جیسے ہی وہ مشین کے قریب فرش پر گرا۔ اس پر گولیاں بارش کی طرح برستی چلی گئیں۔ اور جمناداس گولیوں کی بارش میں چند لمحے پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح پھڑکتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔ مشین ابھی تک اس کے قریب پڑی ہوئی تھی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران بھاگ کر مشین پر قبضہ کرتا، جمناداس کی انگلیوں میں حرکت ہوئی اور اس کا ہاتھ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس کی انگلیاں فرش کی ایک درز میں گھستی چلی گئیں۔ دوسرے لمحے ایک ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز گونجی اور کمرے کا وہ حصہ جہاں مشین پڑی تھی، تیزی سے غائب ہوتا چلا گیا۔ اور مشین نیچے کہیں گر پڑی۔ جب تک عمران پہنچتا، فرش

دوبارہ برابر ہو چکا تھا۔ البتہ وہ مشین غائب تھی۔ اور جمناداس بھی موت کی وادی میں پہنچ چکا تھا۔ مگر اس نے مرتے مرتے بھی اپنا کام کر دکھایا تھا۔

"ہا ___ ہا ___ ہا ___ اب یہ مشین تمہیں زندگی بھر نہیں مل سکتی ___ اب تم ہمیں مار ڈالو ___ مگر اب تم ہمارا کارخانہ تباہ نہیں کر سکتے" ___ اچانک الیشور داس نے پاگلوں کی طرح قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

عمران نے اس کی طرف مڑے بغیر اس درز میں اپنی انگلی ڈالی جس میں جمناداس نے مرتے مرتے انگلی ڈالی تھی۔ لیکن باوجود کوشش کے کچھ بھی نہ ہوا۔ یوں لگتا تھا جیسے فرش بالکل ٹھوس ہو۔

"اب یہ کبھی نہیں کھل سکتا ___ اس کا سسٹم ہی ایسا ہے۔ اب یہ جام ہو چکا ہے ___ اب تم وہ مشین کسی طور بھی حاصل نہیں کر سکتے" ___ الیشور داس نے ہذیانی انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ گے الیشور داس! ___ کہ یہ مشین کیسے حاصل کی جا سکتی ہے" ___ عمران نے الیشور داس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ الیشور داس کے قہقہوں کو یکدم بریک لگ گئی۔ اس کا جسم آہستہ آہستہ کانپنے لگ گیا۔ عمران کا لہجہ واقعی ایسا تھا کہ عمران کے ساتھیوں کے جسم میں بھی سردی کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔

"نن ___ نن ___ نہیں ___ میں نہیں بتاؤں گا ___ مجھے معلوم نہیں جمناداس کو ہی معلوم تھا" ___ الیشور داس نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

مگر عمران اسی طرح قدم بہ قدم بڑھتا ہوا الیشور داس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس نے اس طرح قریب کھڑے صفدر کی طرف ہاتھ بڑھایا جیسے

آپریشن کے دوران سرجن اوزار لینے کے لئے اپنے مددگار کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے اور صفدر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن عمران کے ہاتھ میں تھما دی۔

الیشور داس اور اس کے تین محافظ ایک ہی قطار میں کھڑے ہوئے تھے۔ عمران نے بڑے سکون سے مشین گن سیدھی کی اور الیشور داس نے لرزتے ہوئے جسم کے ساتھ آنکھیں بند کر لیں۔ شاید وہ ذہنی طور پر مرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

عمران نے مشین گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے ٹریگر دبا دیا اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی تینوں محافظوں کے حلق سے چیخیں بلند ہوئیں اور وہ فرش پر گر کر ڈھیر ہو گئے۔

الیشور داس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کا پورا جسم بُری طرح لرز رہا تھا۔ وہ سرخ آنکھوں سے محافظوں کو خون میں لت پت تڑپتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور محافظ اس کے سامنے ہی ساکت ہوتے چلے گئے۔ اور پھر الیشور داس اچانک لرزتے ہوئے جسم سے زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

"سنو الیشور داس!۔۔۔ میں تمہیں صرف ایک منٹ دیتا ہوں ۔۔۔ میں پانچ تک گنوں گا ۔۔۔ اگر تم نے مشین کے متعلق تفصیلات بتا دیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا ۔۔۔ ورنہ میں تمہاری ایک ایک رگ میں گولی مار دوں گا ۔۔۔ اور پھر پورے ہیڈ کوارٹر کو کھود کر مشین نکال لوں گا" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں الیشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ مجھے نہیں معلوم" ۔۔۔ الیشور داس نے اچانک

گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک ۔۔۔ دو ۔۔۔ تین ۔۔۔" عمران نے سرد لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر گنتی شروع کر دی۔

"مار ڈالو ۔۔۔ مجھے مار ڈالو" ۔۔۔ الیشور داس اچانک ایک جھٹکے سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"چار ۔۔۔ اور ۔۔۔ پانچ" ۔۔۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے رک کر سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا اور کمرہ الیشور داس کی دردناک چیخ سے گونج اٹھا۔ وہ اچھل کر زمین پر گرا تھا۔ گولی اس کے بائیں ہاتھ پر پڑی تھی اور ہاتھ کی تمام انگلیاں اُڑ گئی تھیں۔

عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبایا اور اس بار اس کا دایاں ہاتھ کلائی سے ہی جدا ہو گیا۔ ایک بار پھر فائر ہوا اور اس بار دایاں پیر اور دوسرے لمحے بایاں پیر غائب ہو گیا۔

عمران بڑے ٹھنڈے مزاج سے مسلسل مگر رک رک کر فائر کرتا چلا جا رہا تھا اور ہر گولی کے ساتھ الیشور داس کے حلق سے چیخ نکل جاتی اور اس کے تڑپنے میں اور زیادہ شدت پیدا ہو جاتی۔

"اب دوسرا راؤنڈ شروع ہو گا ۔۔۔ اس بار بھی میں پانچ تک ہی گنوں گا" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی انسان پر گولیاں برسانے کی بجائے نشانہ بازی کی مشق کر رہا ہو۔

"ایک ۔۔۔ دو ۔۔۔ تین" ۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر گنتی شروع کر دی۔ جب کہ الیشور داس بڑے اذیت بھرے انداز

میں فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں اور پیروں سے خون اُبل رہا تھا۔ چہرہ دہشت کی وجہ سے بگڑ گیا تھا۔ رنگ ہلدی طرح بالکل زرد پڑ گیا تھا۔

"چار ـــ اور ـــ پانچ" ـــ عمران نے گنتی ختم کی ایک بار پھر ٹریگر دبانے شروع کر دیئے۔

اس بار گولیوں نے الیشور داس کے بازو اور پنڈلی کی ہڈیاں توڑ ڈالیں اور پھر الیشور داس جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر مشین گن کا بٹ پوری قوت سے بیہوش پڑے ہوئے الیشور داس کے جبڑے پر مارا اور کڑک کی آواز سے اس کا جبڑا ٹوٹتا چلا گیا۔ اور اس نے ایک بار پھر آنکھیں کھول دیں۔

"اب تیسرا راؤنڈ شروع ہو گا" ـــ عمران نے پیچھے ہٹ کر اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ایک ـــ دو ـــ" عمران نے تیسری بار گنتی شروع کر دی تمام کمرے میں موت کا سا سکوت طاری تھا۔ عمران کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے دل دھڑکنے بھول گئے ہوں۔

"تین ـــ چار ـــ" عمران کی گنتی جاری تھی۔

"شمالی کونے والی تیسری درز میں انگلی ڈالو ـــ خانہ کھل جائے گا" ـــ اچانک الیشور داس کی ڈوبتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ تیرتی چلی گئی۔

الیشور داس کے شعور اور لاشعور میں جو جنگ جاری تھی اس کا نتیجہ نکل آیا تھا۔ لاشعور جیت گیا تھا اور الیشور داس نے تکلیف، خوف اور

دہشت کی انتہا پر پہنچ کر لاشعوری طور پر جواب دے دیا تھا اور عمران جانتا تھا کہ یہ سچ ہے۔

چنانچہ عمران تیزی سے مڑا اور پھر اس نے شمالی دیوار کی نیچے سے تیسری درز میں اپنی چھوٹی انگلی ڈالی۔ دوسرے لمحے ایک کھٹکا ہوا اور پھر کمرے کے فرش کا وہی حصہ ایک بار پھر غائب ہو گیا۔ مگر پلک جھپکنے میں فرش دوبارہ نمودار ہوا تو اس پر وہی مشین موجود تھی۔

عمران اس سسٹم کو سمجھ گیا۔ یہ فرش گھوم جاتا تھا اور ہر بار کے لئے اس کا سسٹم علیحدہ تھا۔

اور پھر عمران نے جھپٹ کر وہ مشین اٹھالی۔

"فیصل جان! ـــ اس کے زخموں پر سنہرا محلول ڈالو ـــ میں اس کی آنکھوں کے سامنے کارخانہ اڑانا چاہتا ہوں" ـــ عمران نے فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا۔

فیصل جان نے تیزی سے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر وہی باکس نکال کر اس میں سے سنہری محلول والی شیشی نکال کر فرش پر بیہوش پڑے ہوئے الیشور داس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس نے محلول اس کے زخموں پر ڈالنا شروع کر دیا۔ اور الیشور داس کے جسم کو زوردار جھٹکے لگنے شروع ہو گئے۔ لیکن جہاں جہاں محلول پڑ رہا تھا وہاں وہاں سے خون نکلنا بند ہوتا جا رہا تھا۔ اور الیشور داس کی کراہوں سے کمرہ گونجنے لگا۔

"میک اپ باکس نکالو" ـــ عمران نے فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا اور فیصل جان نے اندرونی جیب سے میک اپ باکس نکال کر

عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے مشین گن ایک طرف رکھی اور پھر میک اپ باکس کھول کر اس نے تیزی سے اپنے چہرے پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ الیشور داس کا روپ دھار چکا تھا۔ چونکہ اس نے پہلے سے ہی الیشور داس کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اس لئے اُسے کپڑے بدلنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ البتہ اس نے فرش پر پڑے ہوئے الیشور داس کے چہرے پر اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

الیشور داس نے بطور احتجاج اِدھر اُدھر سر مارنا شروع کیا تو عمران نے اس کی کنپٹی پر مکہ جڑ دیا اور الیشور داس ایک ہی مکہ کھا کر بیہوش ہو گیا تو عمران نے اطمینان سے میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد جب عمران اٹھا تو الیشور داس عمران کے رُوپ میں ڈھل چکا تھا۔

"فیصل جان! ___ تمہاری جیکٹ کی تیسری اندرونی جیب میں ایک چھوٹا اور پتلا سا راڈ موجود ہے ___ وہ مجھے نکال دو" ___ عمران نے فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور فیصل جان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور چند لمحوں بعد جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس میں وہ راڈ موجود تھا۔ جس کا سنہری رنگ چمک رہا تھا۔ عمران نے راڈ کی پشت کو انگوٹھے کی مدد سے دبا کر دائیں طرف گھما دیا اور پھر وہ راڈ اس نے کمرے کے ایک کونے میں پڑی ہوئی چھوٹی میز کے پیچھے ڈال دیا۔

"الیشور داس کو اٹھا کر کندھے پر ڈالو ___ اب ہم نے اسے

ہیڈ کوارٹر سے نکلنا ہے ___ اور فیصل! ___ تم نے گوپی رام کے میک اپ میں اور میں نے الیشور داس کے میک اپ میں ناٹران، صفدر اور کیپٹن شکیل کو کور کرتے ہوئے چلنا ہے" ___ عمران نے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور ناٹران، صفدر اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیئے اس کے بعد کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر فرش پر بیہوش پڑے ہوئے الیشور داس کو اٹھا کر کندھے پر لاد لیا۔

اسی لمحے عمران نے مُردہ پڑے ہوئے اصل گوپی رام اور جمنا داس کے چہروں پر گولیاں برسانی شروع کر دیں تاکہ ان کی شناخت نہ ہو سکے۔

اور پھر وہ ایک قافلے کی صورت میں دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ آگے آگے ناٹران، صفدر اور کیپٹن شکیل تھے جب کہ ان کے پیچھے فیصل جان اور عمران مشین گنوں سے انہیں کور کئے ہوئے بڑھ رہے تھے۔

کیپٹن شکیل نے ہینڈل دبا کر ساؤنڈ پروف کمرے کا دروازہ کھولا تو دروازے کے باہر موجود سٹین گن بردار تیزی سے چوکنے ہو گئے۔ وہ شاید باہر پہرے پر تھے۔ لیکن کمرہ چونکہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا۔ اس لئے اندر ہونے والی کاروائی کی انہیں بھنک تک نہ مل سکی۔

جب عمران اور فیصل جان باہر آئے تو دونوں پہرہ داروں نے ادب سے سر جھکا دیئے۔

"میرے واپس آنے تک اندر کوئی نہ جائے" ___ عمران نے الیشور داس کے لہجے میں ان دونوں پہرے داروں سے مخاطب ہو کر کہا اور انہوں نے ادب سے سر جھکا دیئے۔ عمران نے کمرے کا دروازہ

خود ہی بند کر دیا۔

اور پھر یہ قافلہ ہیڈ کوارٹر کے خفیہ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا چونکہ انہیں ہوش کے عالم میں اٹھا کر اندر لے آیا گیا تھا اس لئے وہ راستہ جانتے تھے۔ اور انہیں پوچھنے کی ضرورت نہ پڑی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد یہ قافلہ خفیہ گیٹ کھلوا کر ہیڈ کوارٹر سے باہر آنے میں کامیاب ہو گیا۔

"آگے بڑھتے چلو ——— ہم نے جھیل سے کافی فاصلے پر جانا ہے قدم تیز تیز اٹھاؤ ——— کسی بھی لمحے صورت حال بدل سکتی ہے" ——— عمران نے باہر نکلتے ہی کہا اور پھر سب کے قدم تیز ہو گئے۔ اور آگے بڑھتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب جھیل سے کافی دور بڑی سڑک کے کنارے موجود درختوں کے ذخیرے کے آخری سرے پر پہنچ گئے۔

"الیشور داس کو نیچے لٹا دو" ——— عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل نے اسے زمین پر ڈال دیا۔

"اس کا میک اپ صاف کر دو" ——— عمران نے دوسری ہدایت کی اور فیصل جان نے ایک بار پھر جیب سے میک اپ باکس نکالا اور میک اپ ریمور سے میک اپ صاف کرنے لگا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ ——— میں اسے ہیڈ کوارٹر اور کارخانے کی تباہی کا منظر دکھانا چاہتا ہوں ——— مہادیو چکر کے سربراہ مسٹر الیشور داس کو" ——— عمران نے زہریلے لہجے میں کہا اور فیصل جان نے آگے بڑھ کر الیشور داس کی ناک اور منہ بیک وقت دونوں ہاتھوں

سے بند کر دیئے۔

چند لمحوں بعد ہی الیشور داس کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کا جسم دوبارہ پھڑکنے لگا۔

"دیکھو الیشور داس! ——— اب اپنے ہیڈ کوارٹر اور کارخانے کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھو" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں الیشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور الیشور داس کے زرد چہرے پر ہلکی سی سرخی نظر آئی اور اس کی کراہوں میں اضافہ ہو گیا۔

عمران نے بڑے اطمینان سے جیب سے مشین نکالی اور پھر اس نے ایک کونے میں لگی ہوئی اس کی ناب کو ذرا سا گھمایا۔ جب مشین کے اوپر موجود ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی حرکت کرتی ہوئی عین درمیان میں آئی تو عمران نے سانس روک کر ناب کے ساتھ موجود سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبنے کے پانچ سیکنڈ بعد ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ آتش فشاں پہاڑ کی چوٹی پر اس وقت موجود ہوں۔ اور آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ اور پھر پانچ سیکنڈ بعد ایک اور خوفناک اور کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ وہ سنبھل نہ سکے۔ اور بے اختیار اچھل کر زمین پر گر پڑے۔

ان سے تھوڑے فاصلے پر ہی گرد اور آگ کا ایک بہت بڑا سا بادل فضا میں اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ یہ کارخانے اور ہیڈ کوارٹر کا ملبہ تھا۔ ان دونوں جگہوں میں موجود انسانوں کے جسموں کے حصے بھی اس ملبے میں شامل تھے۔

"لو دیکھ لو ـــــ یہ تمہارا کارخانہ اور تمہارا ہیڈ کوارٹر ـــــ جس کے
بھروسے پر تم نے پاکیشیا کے دس کروڑ عوام کو پاگل اور ذہنی طور پر مفلوج
بنانے کا منصوبہ بنایا تھا" ـــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے
الیشور داس سے مخاطب ہو کر کہا۔
مگر الیشور داس کی انتہائی حد تک پھیلی ہوئی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں
وہ اس تباہی کو برداشت نہ کر سکا تھا۔
"آؤ بھئی اب کسی ہسپتال چلیں ـــــ اب مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے
جیسے میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی موجود نہ ہو" ـــــ عمران نے مشین
ایک طرف پھینکتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر گہرا
اطمینان پھیلا ہوا تھا۔ وہ اپنے ملک کے خلاف ایک بھیانک منصوبے کو
آخر کار تباہ کر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ سب تیزی سے
سڑک کی طرف بڑھنے لگے۔
"عمران صاحب! ـــــ آپ تو الیشور داس کے میک اپ میں ہیں اور
فیصل جان گوپی رام کے میک اپ میں" ـــــ ناٹران نے کہا۔
"ارے ہاں! ـــــ یہ مردود شکلیں اب غائب ہونی چاہئیں" ـــــ
عمران نے کہا اور اس نے فیصل جان کو میک اپ باکس نکالنے کا اشارہ کیا
اور پھر تھوڑی دیر بعد میک اپ ریموور سے میک اپ صاف کرنے کے
بعد وہ بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے سڑک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔
جب کہ انہیں دور سے پولیس جیپوں کے سائرن سنائی دینے لگے تھے
اس قدر خوفناک دھماکوں کے بعد ظاہر ہے پولیس نے ادھر آنا ہی تھا۔
لیکن ہر طرف پھیلی ہوئی کثیف گرد کی وجہ سے وہ پوری طرح مطمئن تھے

کہ پولیس کی نظروں میں آئے بغیر وہ گوپی کالونی سے ہوتے ہوئے شہر
میں داخل ہو جائیں گے۔ اس لئے وہ پورے اطمینان سے آگے بڑھتے
چلے جا رہے تھے کامیابی اور کامرانی سے سرشار ـــــ انہوں نے اتنا
بڑا اور خوفناک مشن واقعی دو روز میں مکمل کر لیا تھا۔ اس بات پر انہیں خود
بھی یقین نہ آ رہا تھا جب کہ واقعی ایسا ہو چکا تھا اور اب انہیں روسیاہی
مشن بھی مکمل کرنا تھا۔ ایسا مشن جو اس سے کہیں زیادہ خوفناک اور جان لیوا
تھا۔ کیونکہ اس سے قبل وہ کبھی روسیاہ میں کسی مشن کی تکمیل کے لئے نہ گئے
تھے اور پھر وہاں کی سیکرٹ سروس کے۔ جی۔ بی جو دنیا کی طاقتور ترین سیکرٹ
سروس سمجھی تھی۔ اس کے۔ جی۔ بی سے اس کے اپنے ملک میں ٹکرا کر مشن
کی تکمیل بظاہر ناممکن نظر آتی تھی۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ بہرحال انہوں نے
یہ جنگ لڑنی ہے اور نہ صرف لڑنی ہے بلکہ جیتنی بھی ہے چاہے انہیں
اپنے خون کا آخری قطرہ تک کیوں نہ اس اجنبی سرزمین پر بہانا پڑے۔
پاکیشیا کے دس کروڑ بے گناہ اور معصوم عوام کو بچانے کے لئے وہ موت
سے بھی ٹکرانے کی ہمت رکھتے تھے۔ اس موت سے جو انہیں یقینی نظر
آ رہی تھی۔ لیکن یہ کارواں تھا ان دیوانوں اور جیالوں کا ـــــ جن سے موت
بھی ٹکراتے ہوئے گھبراتی تھی۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

ڈائمنڈ پاؤڈر

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم اے

ڈائمنڈ پاؤڈر ایسا پاؤڈر جس کے چند ذرّوں سے انتہائی قیمتی ترین ہیرے تیار کئے جا سکتے تھے۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس کے چند ذرّوں سے بنائے گئے ہیروں نے قیمتی پتھروں کی بین الاقوامی مارکیٹ میں طوفان برپا کر دیا۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس سے بھرے ہوئے ڈبے کے حصول کے لئے انتہائی خوفناک اور طاقتور ریڈ سنڈیکیٹ میدان میں اُتر آیا۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس کے حصول کے لئے عمران بھی میدان عمل میں کود پڑا۔ کیوں ـــ؟ کیا عمران کا مقصد دولت کا حصول تھا۔ یا؟

ریڈ سنڈیکیٹ انتہائی خوفناک اور طاقتور مجرموں کا سنڈیکیٹ ـــ جس کے خوف سے عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت مجبوراً واپس اپنے ملک فرار ہونا پڑا۔ کیا عمران اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا ـــ؟

ریڈ سنڈیکیٹ جس نے آخر کار ڈائمنڈ پاؤڈر حاصل کر لیا۔ لیکن کیا ریڈ سنڈیکیٹ اپنا اصل مقصد حاصل کر سکا ـــ کیا ڈائمنڈ پاؤڈر سے ہیرے بنائے جا سکے یا نہیں ـــ؟

ریڈ سنڈیکیٹ جو ڈائمنڈ پاؤڈر حاصل کر لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہ اٹھا سکا ـــ کیوں ـــ؟

- وہ لمحہ ـــ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں پورا ریڈ سنڈیکیٹ تباہ ہو گیا ـــ کیسے اور کیوں ـــ؟
- وہ لمحہ ـــ جب ریڈ سنڈیکیٹ کو تباہ کر دینے کے باوجود ڈائمنڈ پاؤڈر نقلی ثابت ہوا ـــ کیا عمران بھی دھوکہ کھا گیا ـــ یا ـــ؟

انتہائی دلچسپ، تحیّر انگیز اور جان لیوا ہنگاموں سے پُر منفرد انداز کی کہانی

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان